

تنظیم المدارس کے نصاب کے مطابق

# شیخ الاسلام

متن و ترجمہ

استاذ الحثین  
حضرت مولانا محمد بن سجان علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ  
متوفی ۱۳۲۲ھ

ترجمہ تشریح و تخریج

علامہ ابوالتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پروگریسو بکس





تذکرہ عظیم المدارس کے انصاب کے مطابق

متن و ترجمہ

# پندرہ سالہ اناراض

استاذ المحبین

حضرت مولانا محمد بن سجان علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ  
متوفی ۱۳۲۲ھ

ترجمہ تشریح و تخریج

علامہ انوار التراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری



پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ  
اردو بازار، لاہور

فون 042-37124354 لکس 042-37352795

پروگریسو بکس

# پیشکشیں انارک

جسملع حقوق الطبع محفوظ للناسر  
جسملع حقوق ناسر محفوظ هیں

اساز المکثرین

ترجمہ تشریح و تخریج

حضرت مولانا محمد بن سجان علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ علامہ التراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری  
متوفی ۱۳۲۲ھ

باراول

مئی 2016

پرنترز

آصف صدیق، پرنترز

سرورق

النافع گرافکس

تعداد

600/-

ناسر

چوہدری غلام رسول - میاں جوادر رسول  
میاں شہزاد رسول

قیمت

= / روپے

ملنے کے پتے

پلسٹک ہتھکڑی

۱۳۔ سچ بخش روڈ لاہور فون 042-37112941  
0322-823677

مللت پبلیکیشنز

فیسل مسجد اسڈام آباد Ph: 051-2254111

E-mail: millat\_publication@yahoo.com

دوکان نمبر 5۔ مکہ سنٹر نیوارو بازار لاہور 0321-4146464  
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

مللت پبلیکیشنز

شوروم

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ  
اُردو بازار لاہور

فون 042-37120354 فکس 042-37232715

پروگریسو بکس

## فہرست

49	حیض کے خون کے ناپاک ہونے کا بیان	11	مرض ناشر
50	جوتے کو لگنے والی نجاست کا بیان	13	ابتدائیہ
	ان احادیث کے بیان میں جو عورت کے بچے ہوئے پانی کے		
51	بارے میں وارد ہوئیں	15	شرح: طہارت کے اسرار
54	ان روایات کا بیان جو دباغت کے پاک کرنے میں وارد ہوئیں	16	پانی کے احکام
58	کفار کے برتنوں کا بیان		
58	بیت الخلاء کے آداب کا بیان	24	
64	شرح: حقیقت شکر کا بیان:	27	
66	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق وارد شدہ روایات کا بیان	28	
67	جمع کیے ہوئے پیشاب کے متعلق وارد شدہ روایات کا بیان	31	
68	غسل کو لازم کر نیوالی چیزوں کا بیان	34	
71	شرح: پانچ اسباب	34	
74	غسل کے طریقہ کا بیان	36	
79	جنی کے حکم کا بیان	38	
81	شرح: جنی کے احکام	39	
83	حیض کا بیان	41	
85	شرح: حیض کے رنگ	42	
85	استحاضہ کا بیان	43	
86	شرح: استحاضہ کے کہتے ہیں؟	46	
87	شرح: استحاضہ کے احکام	47	
	<b>أَبْوَابُ الْوُضُوءِ</b>	47	
88	مسواک کا بیان		
92	وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان	48	
			منی کے جھوٹے کے بیان میں
			کتے کے جھوٹے کے بیان میں
			منی کے ناپاک ہونے کے بیان میں
			شرح: نماز کی اہم شرط
			ان احادیث کے بیان میں جو اس کے معارض ہیں
			شرح: منی والے کپڑے پاک کرنے کے 6 احکام
			منی کو کھرچنے کے بیان میں
			مذی کے احکام کے بیان میں
			پیشاب سے متعلق احکام کے بیان میں
			شرح: پیشاب سے نہ بچنے والے کی قبر سے پکارا!
			بچے کے پیشاب کے بیان میں
			شرح: مسئلہ:
			ان جانوروں کے پیشاب کے بیان میں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے
			لید کے ناپاک ہونے کے بیان میں
			شرح: نجاستوں کا بیان
			وہ جانور جن میں بیٹے والا خون نہ ہو ان کے مرنے سے پانی ناپاک
			نہیں ہوتا



122	عورت کو چھونے سے وضو کا بیان	93	شرح: وضو کی سنتیں
124	تیمم کا بیان	93	وضو کے طریقہ میں وارد شدہ روایات کا بیان
126	شرح: تیمم کا بیان	94	اکٹھے کلی کرنے اور ناک جھاڑنے کا بیان
	<b>کتاب الصلوة</b>	96	مضمضہ اور استنشاق علیحدہ علیحدہ کرنے کا بیان
132	نماز کے اوقات کا بیان		ان روایات کا بیان جن سے مضمضہ اور استنشاق الگ الگ چلوؤں سے سمجھا جاتا ہے
141	ان روایات کا بیان جو ظہر کے (وقت) کے بارے میں وارد ہوئیں	97	داڑھی کے خلال کا بیان
142	شرح: ظہر کا وقت	99	شرح: احناف کے نزدیک:
145	ان روایات کا بیان جو (وقت) عصر کے بارے میں وارد ہوئیں	100	انگلیوں کے خلال کا بیان
146	شرح: عصر کا وقت	100	کانوں کے مسح کا بیان
148	مغرب کی نماز میں وارد شدہ روایات کا بیان	101	وضو میں دائیں جانب (سے آغاز کرنے کا) بیان
148	شرح: مغرب کا وقت	102	وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا کہے
149	عشاء کی نماز کے بارے میں وارد شدہ روایت کا بیان	103	موزوں پر مسح کا بیان
149	شرح: عشاء کا وقت	103	وضو کو توڑنے والی چیزوں کا بیان
151	اندھیرے میں نماز پڑھے کے بارے میں وارد شدہ روایات	107	دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستہ سے نکلنے والی چیز پر وضو کا بیان
	ان روایات کا بیان جو روشنی میں نماز پڑھنے کے بارے میں وارد ہوئیں	107	شرح: استیضاضہ کے احکام
154	شرح: فجر کا وقت	110	نیند سے متعلق وارد شدہ احادیث کا بیان
	<b>ابواب الاذان</b>	110	خون (نکلنے) سے وضو (کے لازم ہونیکا) بیان
160	اذان کی ابتدا کا بیان	111	شرح: وضو توڑنے والی چیزیں
164	ترجیح کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان	112	تے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان
166	عدم ترجیح میں وارد شدہ روایات	112	ہننے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان
169	اقامت (کے الفاظ) ایک ایک مرتبہ کہنے کا بیان	113	شرح: قہقہے سے وضو ٹوٹنا
170	دو دو بار اقامت کہنے کا بیان	114	عضو مخصوص کو چھونے سے وضو کا بیان
174	شرح: اذان کی ابتداء	114	شرح: خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنا
	ان روایات کا بیان جو الصلوة خیر من النوم کے بارے میں نازل ہوئیں	117	آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کا بیان
175	تثویب کیا ہے؟	118	شرح: کھانے کا وضو
176	(اذان میں) چہرے کو دائیں بائیں پھیرنے کا بیان	118	شرح: بیماریوں سے حفاظت کے نسخے
177		121	





339	پہلی صف کو مکمل کرنے کا بیان	سجدے کے لئے جھکتے وقت دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے
339	امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ	رکھنے کا بیان 293
342	امام کا دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہونا	سجدہ کی کیفیات کا بیان 294
344	امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟	کتے کی طرح بیٹھنے سے ممانعت کا بیان 297
345	عورتوں کی امامت کا بیان	دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنے کا بیان 298
346	شرح: امامت کا بیان	دو سجدوں کے درمیان بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور ایڑیوں پر بیٹھنے کو ترک کرنا 298
347	اندھے کی امامت کا بیان	دو سجدوں کے درمیان کیا کہا جائے؟ 300
349	غلام کی امامت کا بیان	پہلی اور تیسری رکعت میں دو سجدوں کے بعد جلسہ استراحت کا بیان 300
350	بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کی امامت کا بیان	جلسہ استراحت کو ترک کرنے کا بیان 301
356	فرض پڑھنے والے کا لفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا	دوسری رکعت کا آغاز قرأت سے کرنا 304
357	وضو کر نیوالے کا تیمم کر نیوالے کے پیچھے نماز پڑھنا	تورک کے بارے میں وارد روایات کا بیان 305
ان روایات کا بیان جن سے مسجد میں دوبارہ جماعت کرانے کی کراہت پر استدلال کیا گیا 358		تورک نہ کرنے کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان 307
مسجد میں تکرار جماعت کے جواز کے بارے میں وارد روایات کا بیان 359		تشہد کے بارے میں وارد روایات کا بیان 309
اسکے شخص کا صف کے پیچھے نماز پڑھنا 360		شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا بیان 313
نماز میں مٹی کو برابر کرنے اور کنگریوں کو چھونے سے ممانعت کا بیان 363		نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بیان 316
پہلو پر ہاتھ رکھنے کا بیان 364		ان روایات کا بیان جو سلام پھیرنے کے بارے میں وارد ہوئیں 319
نماز میں دائیں بائیں گردن پھیرنے کا بیان 365		سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنا 320
نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے کا بیان 366		نماز کے بعد ذکر کا بیان 321
نماز میں سدل ثوب سے ممانعت کا بیان 367		نماز فرض کے بعد دعا کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان 325
اس شخص کا بیان جو اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کا سر گوندھا ہو 368		دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کا بیان 326
تسبیح اور تصفیق کا بیان (ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا) 369		شرح: خیر متواتر: خیر متواتر کی شرائط 327
نماز میں گفتگو سے ممانعت کا بیان 371		باجماعت نماز کے بیان میں 328
ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ بھول کر کلام کرنا یا اس شخص کا کلام کرنا جو نماز کے پورا ہونے کا گمان کرتا ہے نماز کو نہیں توڑتا 376		شرح: جماعت و امامت کا بیان کسی عذر کی وجہ سے جماعت کو چھوڑنے کا بیان صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان 332
		333
		336

447	مغرب سے پہلے نفل کا بیان	ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کے جواز پر استدلال کیا گیا	379
451	جنہوں نے مغرب سے پہلے نفل پڑھنے کا انکار کیا	ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کے منسوخ ہونے پر استدلال کیا گیا	381
451	عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کا بیان	امام کو لقمہ دینے کا بیان	382
452	عصر اور صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کے مکروہ ہونے کا بیان	نماز میں بے وضو ہونے کا بیان	383
457	طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ نفل پڑھنے کے مکروہ ہونے کا بیان	شرح: احکام فقہیہ	385
459	فجر کی دو رکعتوں میں تخفیف کا بیان	دوران نماز پیشاب روکنے کا بیان	386
460	جب (مؤذن) اقامت کہنا شروع کر دے تو فجر کی سنتوں کے مکروہ ہونے کا بیان	کھانے کی موجودگی میں نماز کا بیان	388
463	جس نے کہا کہ امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرض نماز میں مشغول ہونے کے وقت (نمازی) صبح کی سنتیں مسجد کے باہر یا مسجد کے کونے میں یا ستون کے پیچھے پڑھے گا اگر اس کو فرض کی ایک رکعت ملنے کی امید ہو	امام پر کیا لازم ہے	389
469	طلوع شمس سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے کا بیان	مقتدی پر امام کی کتنی اتباع لازم ہے	392
470	سورج کے طلوع ہونے سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان	<b>اَبْوَابُ صَلَاةِ الْوُتْرِ</b>	
474	فرض کے ساتھ فجر کی دو رکعتیں قضاء کرنے کا بیان	ان روایات کا بیان جن سے وتر کے وجوب پر استدلال کیا گیا	395
477	مکہ المکرمہ میں تمام اوقات میں نماز کے جائز ہونے کا بیان	وتر پانچ رکعت ہیں یا اس سے زیادہ	399
479	مکہ میں تمام مکروہ اوقات میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان	ایک رکعت وتر کا بیان	404
480	شرح: اوقات مکروہہ:	تین رکعات وتر کا بیان	411
480	جماعت کی وجہ سے فرض نماز کا اعادہ کرنے کا بیان	جس نے کہا: وتر تین رکعتیں ایک ہی شہد سے پڑھی جائیں گی	419
484	چاشت کی نماز کا بیان	وتروں میں قنوت کا بیان	420
488	صلوٰۃ التَّسْبِيحِ کا بیان	رکوع سے پہلے قنوت کا بیان	421
	<b>اَبْوَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ</b>	وتر میں قنوت کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا	425
491	تراویح کی فضیلت کا بیان	صبح کی نماز میں قنوت کا بیان	426
491	شرح: تراویح سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	فجر کی نماز میں قنوت کو چھوڑنے کا بیان	428
492	باجماعت تراویح کا بیان	ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں	437
497	آٹھ رکعت تراویح کا بیان	شرح: وتر کی نماز	438
		وتروں کے بعد دو رکعتیں پڑھنا	439
		پانچ نمازوں کے وقت نفل پڑھنے کا بیان	440
		ان روایات کا بیان جن سے دے کی چار رکعات سنت کے درمیان سلام کے ساتھ فصل پر استدلال کیا گیا ہے	447



540	میدان عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرنے کا بیان	500	آٹھ رکعات سے زیادہ تراویح کا بیان
541	مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھا پڑھنا	501	بیس رکعات تراویح کا بیان
542	شرح: رات بھر مزدلفہ میں	504	نوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان
542	سفر میں جمع تقدیم کا بیان	<b>أَبْوَابُ سُجُودِ السُّهُوِ</b>	
546	ان روایات کا بیان جو دو نمازوں کو پہلے وقت میں جمع کرنے کے ترک پر دلالت کرتی ہیں	506	سلام سے پہلے سجدہ سہو کا بیان
547	دوران سفر دو نمازوں کو دوسری نماز کے وقت میں اکٹھا پڑھنا	508	سلام کے بعد سجدہ سہو کا بیان
550	ان روایات کا بیان جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سفر میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا یہ جمع صوری تھا	511	شرح: سجدہ سہو کا بیان
555	حالت اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان	512	سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے پھر سلام پھیرے
555	حالت اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنے کی ممانعت کا بیان	514	بیمار کی نماز کا بیان
<b>أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ</b>		516	سجدہ تلاوت کا بیان
558	جمعہ کے دن کی فضیلت کا بیان	521	شرح: سجدہ تلاوت کا بیان
562	شرح: جمعہ کے دن ایک ساعت	<b>أَبْوَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ</b>	
563	کابیان	523	سفر میں قصر نماز کا بیان
566	غلام عورتوں بچوں اور بیمار پر جمعہ واجب نہ ہونے کا بیان	526	شرح: سفر کی نماز
567	مسافر پر جمعہ کے واجب نہ ہونے کا بیان	526	جس نے مسافت سفر چار منزل مقرر کی
567	جو شخص شہر سے باہر ہے اس پر جمعہ کے واجب نہ ہونے کا بیان	527	شرح: مسافر کی نماز کا بیان
570	دیہات میں جمعہ قائم کرنے کا بیان	529	وہ روایات جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ قصر کی مسافت تین دن ہے
573	صرف بڑے شہر میں جمعہ ہونے کا بیان	531	جب گھروں سے جدا ہو جائے تو نماز قصر کرے
576	جمعہ کے لئے غسل کا بیان	533	وہ شخص نماز قصر پڑھے گا جس نے اقامت کی نیت کی اگر چہ اس کو ٹھہرنا طویل ہو اور وہ لشکر بھی نماز قصر پڑھے گا جو دار الحرب میں داخل ہو اگر چہ انہوں نے اقامت کی نیت کی ہو
579	جمعہ کے دن مسواک کرنے کا بیان	535	شرح: مسائل فقہیہ
580	جمعہ کے دن زینت اختیار کرنے اور خوشبو لگانے کا بیان	537	ان لوگوں کا رد جنہوں نے کہا کہ مسافر چار دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے
582	فضیلت کا بیان	537	جس نے کہا کہ مسافر پندرہ دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے
584	جس نے زوال سے پہلے جمعہ کو جائز قرار دیا	539	مسافر مقیم کو نماز پڑھائے
		539	مقیم مسافر کو نماز پڑھائے

621	خطبہ سے پہلے نماز عیدین کا بیان	587	زوال کے بعد جمعہ پڑھنے کا بیان
623	عیدین کی نماز میں کیا پڑھا جائے	590	وقت ظہر و جمعہ:
624	بارہ تکبیروں کے ساتھ عیدین کی نماز کا بیان	591	جمعہ کے لئے روافذ انوں کا بیان
626	چھ زائد تکبیروں کے ساتھ	592	خطبہ کے وقت مسجد کے دروازے پر اذان کا بیان
626	عیدین کی نماز کا بیان		ان روایات کا بیان جو یوم جمعہ خطبہ کے وقت امام کے پاس اذان
630	نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد نفل نہ پڑھنا	592	کہنے پر واپس کرتی ہیں
631	عید سے قبل نفل نماز	594	لوگوں کو جدا کرنے اور کندھے پھلانگنے سے ممانعت کا بیان
632	ایک راستہ سے عید گاہ جائے اور دوسرے راستہ سے لوٹنا	595	گردنیں پھلانگنا
633	تکبیرات تشریح کا بیان	595	نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں سنتوں کا بیان
634	تکبیر تشریح	599	سنتوں اور نفلوں کا بیان
	<b>أَبْوَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ</b>	599	خطبہ کے بیان میں
	سورج گرہن کے وقت نماز، صدقہ اور استغفار پر ابھارنے کے متعلق	603	خطبہ
635	باب	605	ممبر پر ہاتھوں کا اٹھانا ناپسندیدہ ہے
637	نماز کسوف کی ہر رکعت میں پانچ رکوع کا بیان	605	امام کے خطبہ دیتے وقت نفل پڑھنے کا بیان
639	ہر رکعت چار رکوعوں کے ساتھ	607	خطبہ کے وقت نماز اور گفتگو سے ممانعت کا بیان
640	ہر رکعت میں تین رکوع کا بیان	609	جمعہ کی نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے
642	ہر رکعت میں دو رکوع		<b>أَبْوَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ</b>
644	ہر رکعت میں ایک رکوع	613	عید کے دن زینت حاصل کرنے کا بیان
649	نماز کسوف میں جہر اقرأت کرنے کا بیان	613	چادر
649	نماز کسوف میں سر اقرأت کرنا		عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز
650	گہن کی نماز	614	کے بعد (کچھ کھانے کے) کے استحباب کا بیان
650	بارش طلب کرنے کے لئے نماز پڑھنا	615	عید کے اکیس مستحبات
654	نماز استسقاء کا بیان	616	عید کی نماز کے لئے صحرا (ہموار زمین) کی طرف نکلنا
655	نماز خوف کا بیان	618	کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھنے کا میدان
	<b>أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ</b>	619	دیہات میں نماز عیدین پڑھنے کا بیان
660	قریب المرگ شخص کو (کلہ کی) تلقین کرنے کا بیان	619	دیہات میں نماز عید نہیں ہوتی
661	قریب المرگ شخص کا منہ قبلہ کی طرف کرنا	620	عیدین کی نماز اذان و اقامت اور اعلان کے بغیر ہونے کا بیان
661	تلقین کا طریقہ:	621	مسائل فقہیہ



- 662 میت کے پاس سورہ یسین پڑھنے کا بیان
- 662 میت کی آنکھیں بند کرنے کا بیان
- 663 میت کو کپڑے سے ڈھانکنا
- 664 میت کو غسل دینے کا بیان
- 665 مرد کا اپنی بیوی کو غسل دینا
- 666 بیوی کا اپنے شوہر کو غسل دینا
- 667 سفید کپڑوں میں کفن دینے کا بیان
- 668 اچھا کفن پہنانے کا بیان
- 669 مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینے کا بیان
- 670 عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا
- 671 کفن کا بیان
- 672 میت پر نماز پڑھنے کے بارے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں
- 679 شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان
- 680 شہداء پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان
- 683 جنازہ کو اٹھانے کے بیان میں
- 683 جنازہ کے پیچھے چلنے کے افضل ہونے کا بیان
- 685 جنازہ لے چلنے کا بیان
- 685 جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کا بیان
- 686 جنازہ کے لئے قیام کے منسوخ ہونے کا بیان
- 688 دفن اور قبروں کے بعض احکام کا بیان
- 692 قبر و دفن کا بیان
- 695 میت کے لئے قرآن پڑھنے کا بیان
- 696 ایصال ثواب
- 696 قبروں کی زیارت کا بیان
- 698 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کا بیان
- 699 شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- 700 شوق زیارت



## عرض ناشر

الحمد للہ کہ ادارہ پروگریسو بکس کے قیام سے لے کر اب تک ہم کار پردازان ادارہ ہمت وقت اور ہر آن اسی کوشش میں مصروف رہے ہیں کہ اس ادارے سے مذہبیات اور ادبیات پر بہترین کتب اپنے کرم فرما حضرات کی خدمت میں پیش کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی رحمت ﷺ کی نگر و رحمت اور قارئین کرام کے تعاون سے ہم آج تک اسی نصب العین کی تکمیل میں مشغول و مصروف رہے ہیں اور اب تک ہم نے اپنی جو مطبوعات آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں ان کی پسندیدگی اور قبولیت نے اس راہ میں ہمیں اور زیادہ سرگرم عمل بنا دیا ہے اور اب تک دینی کتب کے اصل متون یا ان کے تراجم کو موجودہ نسل کی رہنمائی کے لیے پیش کرنا ہی ہمارا مقصود اور نصب العین بن گیا ہے۔ انشاء اللہ! ہم اس راہ میں اور زیادہ سرگرمی سے اپنے قدم اٹھائیں گے۔

آ کتاب رسالت سے اقتباس شدہ ہدایت کا ذریعہ آیات قرآنی اور احادیث رسول ﷺ ہیں۔

پھر فکر آخرت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان ایسے عقائد و خیالات اور اعمال کو اپنائے جن پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو بلکہ راضی ہو اور یہ ان بارگاہ رسالت کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔

اسی بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کا ادارہ پروگریسو بکس نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بہت سی نادر کتابیں شائع کی ہیں جیسے صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، مسند جمیدی، سنن ابوداؤد شریف، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، شرح مسند امام اعظم، شرح العجم الصغیر للطبرانی، ریاض الصالحین (ترجمہ)، احیاء العلوم، تاریخ الخلفاء اور دیگر ادارہ خریدار حضرات کی ڈیمانڈ پوری کرنے میں مصروف عمل ہے۔

اسی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ ہم نے حدیث شریف کی عظیم اور مستند کتاب ”آثار السنن“ کی عام فہم اور سلیس شرح اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کی ہے۔

اس عظیم کتاب کی آسان اور سلیس شرح کرنے والے علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری ہیں۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ آگے جاری رہے گا۔

ہم نے اپنی مطبوعات کو حسن صوری سے آراستہ پیراستہ کرنے میں کبھی کوتاہی سے کام نہیں لیا ہے جس قدر بھی ممکن ہو

سرکار اور جماعتی حسن سے اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کیا ہے اور آپ نے ہماری اس کوشش کو سراہا ہے۔

اسی نصب العین کے تحت پیش نظر کتاب ”شرح آثار السنن“ کو بھی بھرپور طریقے سے حسن معنوی کی طرح حسن ظاہری سے آراستہ کرنے میں بے اعتنائی نہیں برتی ہے۔

امید ہے کہ یہ گراں مایہ کتاب ہماری دیگر مطبوعات کی طرح آپ سے شرف قبول حاصل کرے گی۔

آخر میں گزارش ہے کہ جب آپ اس عظیم کتاب سے استفادہ کریں تو اپنے لیے دعا کرتے ہوئے ہمارے ادارہ کے تمام لوگوں کے لیے بھی ضرور دعا مانگیں۔

والسلام!

میاں غلام رسول

میاں شہباز رسول

میاں جواد رسول

میاں شہزاد رسول





## ابتدائیہ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسلمان اپنے رب عزوجل کی رضا و خوشنودی اپنے رب عزوجل کی عبادت اور اس کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و تعلیمات پر عمل کے ذریعہ ہی حاصل کر سکتا ہے جو اپنے رب عزوجل کی رضا پانے میں کامیاب ہو گیا اور حقیقت وہی دنیا و آخر کی بھلائیاں و کامیابیاں پانے میں کامیاب ہو گیا۔

بلاشبہ ہمارے نبی کریم و رحیم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اقوال و افعال، سیرت و کردار، اخلاق و معاملات، طلب حق کے متلاشیوں کے لیے نور ہدایت ہیں۔

ہمارے اسلاف و بزرگان دین کی زندگی کے انمول لمحات نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان و ارشادات کو پھیلانے میں صرف ہوئے اور اس طرح انہوں نے زندگی کے ان لمحات کو بیش قیمت بنا کر اپنے لیے سرمایہ آخرت بنا لیا، یقیناً انہوں نے یہ عظیم دینی کام محض رضائے الہی پانے اور جذبہ اصلاح امت کی خاطر کیا، اسی لیے بارگاہ الہی میں ان کی یہ عظیم دینی خدمت ایسی مقبول ہوئی کہ قیامت تک کے لیے لوگوں کے دلوں میں ناکی عظمت و عقیدت نقش ہو گئی۔

ان ہی بزرگوں میں سے ایک عظیم بزرگ علامہ نبوی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں جنہوں نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اقوال و افعال کو اپنی گر نقد روزماہیہ ناز تصنیف لطیف بنام ”آثار السنن“ میں انتہائی عمدہ و احسن انداز میں جمع فرمایا ہے اور راہ حق کے سالکین کے لیے مشعل راہ کا انتظام فرمایا ہے۔

بزرگ موصوف کی اس عظیم دینی خدمت اور اس کے صلہ میں انہیں ملنے والی عزتیں کرامتیں اور آخرت کے لیے جمع ہونے والے اجر و ثواب کے خزانے اس قدر قابل رشک ہیں کہ حقیر پر تقصیر کو ان رحمتوں اور برکتوں میں کچھ حصہ پانے کا جذبہ و شوق بیدار ہوا اور وہ بنایا کہ اس ماہیہ ناز تصنیف کی شرح لکھی جائے مگر فوراً اپنے بے وقعتی و کم علمی کا احساس ہوا اور قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی، مگر روز بروز یہ خیال جڑ پکڑتا گیا کہ اس ماہیہ ناز تصنیف کی شرح کے ذریعے مسلمانوں کو نہایت قیمتی علمی خزانے سے مالا مال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ رب عزوجل کی رحمت پر بھروسہ اور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم کی امید رکھتے ہوئے قلم اٹھانے کی جرأت کی اور توجہ مرشد سے آسانیاں پیدا ہوتی چلی گئیں اور یوں الحمد للہ عزوجل یہ شرح پایہ تکمیل کو پہنچی اور اس طرح حقیر پر تقصیر سے رب عزوجل نے اپنے محبوب کے مبارک اقوال و افعال کو سہل

انداز میں مسلمانوں تک پہنچانے کا کام لے لیا۔ اے کاش! وہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے ورنہ دین کا کام تو وہ اپنے فاسق بندوں سے بھی لے لیتا ہے۔

اس تالیف میں کوشش کی گئی ہے کہ ہر حدیث کی وضاحت سہل اور عام فہم انداز میں کی جائے۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی رکھا گیا ہے کہ انداز اصلاحی ہو اس کے علاوہ چند اور خصوصیات بھی اس شرح میں شامل ہیں۔

احادیث مبارکہ کی تشریح سہل اور عام فہم انداز میں کی گئی ہے۔  
آیات مبارکہ و احادیث کریمہ اور دیگر عبارات و جزئیات کی تخریج کی گئی ہے۔  
کئی مقامات پر حسب ضرورت مفید مواد شامل کیا گیا ہے۔

الحمد للہ احسان! اپنی خصوصیات کے سبب شرح آثار السنن کی یہ شرح نہ صرف طلباء بلکہ استاذ و علماء کے لیے بھی بے حد مفید ثابت ہوگی۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور اپنے پیاروں کے وسیلے سے فقیر کی اس کاوش کو قبول فرما کر آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدُكَ يَا مَنْ جَعَلَ صُدُورَنَا مِشْكَاتًا لِمَصَابِيحِ الْاَنْوَارِ . وَتَوَزَّرَ قُلُوبَنَا بِنُورِ مَعْرِفَةِ مَعَانِي  
الْاَثَارِ . وَنُصِّلَ وَنُسِّلِمُ عَلَى حَبِيبِكَ الْمُجْتَبَى الْمُخْتَارِ وَرَسُولِكَ الْمُبْعُوثِ بِصِحَاحِ  
الْاَخْبَارِ وَعَلَى اِلِهِ الْاَخْيَارِ وَاَصْحَابِهِ الْكِبَارِ وَمُتَّبِعِيهِمُ الَّذِيْنَ اَخْتَارُوا سُنَنَ الْهُدَى  
وَاسْتَمْسَكُوا بِاَحَادِيثِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ .

اَمَّا بَعْدُ!

فَيَقُولُ الْمُخَادِمُ لِلْحَدِيثِ النَّبَوِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ النَّبِيِّ يُنَى اِنَّ هَذِهِ نُبْدَةٌ مِّنَ الصِّحَاحِ  
وَالسُّنَنِ وَالْمَعَانِي وَالْمَسَانِيْدِ وَعَزَّوَجُودًا اِلَى مَنْ اَخْرَجَهَا وَاَعْرَضَتْ عَنِ الْاِطَالَةِ بِذِكْرِ الْاَسَانِيْدِ  
وَبَيِّنَتْ اَحْوَالَ الرِّوَايَاتِ الَّتِي لَيْسَتْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ بِالطَّرِيقِ الْحَسَنِ وَتَمَيَّزَتْ هَذَا الْكِتَابُ  
مُسْتَخِيْرًا بِاللّٰهِ تَعَالَى بِاَثَارِ السُّنَنِ اَسْأَلُهُ اَنْ يَّجْعَلَهُ خَالِصًا لِّوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَوَسِيْلَةً اِلَى لِقَاءِهِ فِي  
جَنَّاتِ النَّعِيْمِ .

طہارت کا بیان

کتاب الطہارۃ

شرح: طہارت کے اسرار

نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

الطُّهُورُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ . (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، الحدیث ۵۳۴، ص ۷۱۸)

ترجمہ: طہارت نصف ایمان ہے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ نظافت

نشان ہے: یٰنِی الدِّیْنِ عَلٰی الْقَطَافَةِ ترجمہ: دین کی بنیاد طہارت پر ہے۔

(البحر وحین نابی حاتم محمد بن حبان البستی، باب النون، الرقم ۱۱۱۹۔ نعیم بن مورع، ج ۲، ص ۳۰۱، روایت بالمعنی)

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُورُ ترجمہ: نماز کی کنجی طہارت ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فرض الوضوء، الحدیث ۶۱، ص ۱۲۷)

اللہ عزَّ وَّجَلَّ کا فرمان عالیشان ہے:

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا . (پ ۱۱، التوبہ: 108)

ترجمہ: کئی ایمان: اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں۔



مراتب کے چار مراتب ہیں:

- (۱) اپنے ظاہر کو احداث (یعنی ناپاکیوں اور نجاستوں) سے پاک کرنا۔ (۲) اعضاء کو جرائم اور گناہ سے پاک کرنا۔
- (۳) اپنے دل کو برے اخلاق سے پاک کرنا۔ (۴) اپنے باطن کو اللہ عز و جل کے غیر سے پاک رکھنا یہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین کی طہارت ہے۔

ہر مرتبہ میں طہارت اس عمل کا نصف ہے جس میں وہ پائی جاتی ہے اور ہر مرتبہ میں تخلیہ (یعنی خالی کرنا) اور تخلیہ (یعنی مزین کرنا) بھی پایا جاتا ہے تخلیہ عمل کا نصف ہے کیونکہ اجر کا ملنا اسی پر موقوف ہے اسی کی طرف اللہ عز و جل کا یہ فرمان بھی اشارہ فرما رہا ہے۔ ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰهُ تَمَّ ذَرَهُمْ۔ (پ ۷، الانعام: ۹۱)

ترجمہ: کفر الایمان: اللہ کہو، پھر انہیں چھوڑ دو۔

پس اللہ عز و جل کا فرمان "قُلِ اللّٰهُ" اللہ عز و جل کے ذکر سے دل کو مزین کرنا ہے جبکہ (تَمَّ ذَرَهُمْ) سے اللہ عز و جل کے سوا ہر چیز سے دل کو خالی کرنا ہے اور اسی طرح دل کو برے اخلاق سے پاک کر کے اسے اچھے اخلاق سے مزین کرنا ضروری ہے اور اعضاء کے لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں گناہوں سے خالی اور اطاعت سے مزین کیا جائے۔ ان مراتب میں سے ہر ایک مرتبہ اپنے بعد والے مرتبہ میں داخل ہونے کے لئے شرط ہے اس لئے سب سے پہلے ظاہر کو، پھر اعضاء کو، اس کے بعد دل کو اور پھر باطن کو پاک کیا جائے اور یہ گمان نہ کیا جائے کہ طہارت سے مراد صرف ظاہری طور پر پاک ہونا ہی ہے کیونکہ اس سے مقصود فوت ہو جائے گا اور یہ بھی گمان نہ کیا جائے کہ یہ مراتب صرف خواہش کرنے سے آرزو کرنے اور آسانی سے حاصل ہو جائیں گے بے شک اگر تو ساری زندگی بھی اس کے حصول میں کمر بستہ رہے تو صرف بعض مقاصد میں ہی کامیابی پائے گا۔

### پانی کے احکام

### بَابُ الْمِيَاهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے پانی میں جو بہتا نہ ہو ہرگز پیشاب نہ کرے پھر اس میں غسل کرے گا اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

(بخاری: کتاب الطہارۃ: باب البول فی الماء الدائم: جلد ۱ صفحہ 37 مسلم: کتاب الطہارۃ: باب النہی فی الماء

الراکد: جلد 1 صفحہ 138 ترمذی: ابواب الطہارات: باب کراہیۃ البول فی الماء الراکد: جلد 1 صفحہ 21 نسائی: کتاب

الطہارۃ: باب النهی عن البول فی الماء الراکد... الخ: جلد 1 صفحہ 15 ابن ماجہ: أبواب الطہارۃ وسننہا: باب النهی فی الماء الراکد: صفحہ 38 ابوداؤد: کتاب الطہارۃ: باب البول فی الماء الراکد: جلد 1 صفحہ 10 مسند احمد جلد 2 صفحہ 259

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ اس سے پانی نجس ہو کر غسل و وضو وغیرہ کے قابل نہ رہے گا جس سے اسے بھی تکلیف ہوگی اور دوسروں کو بھی۔ اور بہت سے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مناسب نہیں کہ اگرچہ وہ ناپاک تو نہ ہوگا لیکن اس کے پینے یا وضو کرنے سے دل کراہت کرے گا۔ پہلی صورت میں ممانعت تحریمی ہے اور دوسری صورت میں تنزیہی۔ یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ دو قلعے پانی نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اگر ناپاک نہ ہوتا تو یہ ممانعت اس تاکید سے نہ فرمائی جاتی۔ اس کی تحقیق ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص 339)

2- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَهَيَّأَ أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاٰكِدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب کیا جائے۔

(مسلم: کتاب الطہارۃ: باب النهی عن البول فی الماء الراکد: جلد 1 صفحہ 138 نسائی: کتاب الطہارۃ: باب النهی فی

الماء الراکد: جلد 1 صفحہ 15)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ٹھہرا پانی خواہ دو قلعے ہوں یا اس سے کم و بیش اس میں پیشاب پاخانہ ممنوع ہے بلکہ اس میں تھوک و رینٹ ڈالنا بھی برا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ رات کو ٹھہرے پانی میں پیشاب ہرگز نہ کرے کہ اس وقت وہاں جنات رہتے ہیں تکلیف پہنچائیں گے، ہاں تالاب وغیرہ کا یہ حکم نہیں۔ تالاب وہ ہے کہ اگر اس کے ایک کنارے سے پانی ہلایا جائے تو دوسرے کنارے کا پانی نہ ہلے یعنی سوا ہاتھ کی سطح والا پانی اسی کو آب کثیر بھی کہتے ہیں اس سے کم پانی قلیل کہلاتا ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص 350)

3- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا پی جائے تو اسے سات بار دھوؤ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری: کتاب الطہارۃ: باب اذ شرب الکلب فی الاناء: جلد 1 صفحہ 29 مسلم: کتاب الطہارۃ: باب حکم ولوغ الکلب:

جلد 1 صفحہ 137)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یہی مذہب ہے امام شافعی وغیرہ فقہاء واکثر محدثین کا کہ کتے کے چاٹنے پر برتن کا سات بار دھونا اور مٹی سے مانجانا ان کے ہاں فرض ہے۔ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس کا حکم بھی دوسری نجاستوں کی طرح ہے کہ اس کے دھونے میں نہ تعداد مقرر ہے نہ مٹی سے صاف کرنا لازم، بلکہ گندگی کا اثر دور کرنا ضروری ہے کہ مٹی وغیرہ کا برتن جس میں مسام ہوں تین بار دھویا جائے۔ تانبہ، شیشہ وغیرہ جس میں مسام نہ ہوں اس کا ایک بار دھونا یا پونچھ دینا کافی ہے۔ اس لئے کہ دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کتاب برتن چاٹ جائے تو اسے تین بار، پانچ بار، یا سات بار دھوؤ۔ نیز ابن عربی نے مرفوعاً روایت کی کہ جب کتاب برتن چاٹ جائے تو پانی پھینک دو اور برتن تین بار دھولو۔ نیز دارقطنی نے سند صحیح حضرت عطاء سے روایت کی کہ خود حضرت ابو ہریرہ کا یہ عمل تھا جب ان کا برتن کتاب چاٹ جاتا تو پانی گرا دیتے اور برتن تین بار دھو ڈالتے، لہذا سات بار کی حدیث منسوخ ہے اور یہ احادیث مذکورہ ناسخ۔ اولاً کتوں کا پالنا ممنوع اور ان کا قتل کرنا واجب تھا، اس ہی زمانہ میں یہ پابندیاں بھی تھیں۔ جب ضرورتاً کتاب پالنا جائز قرار دیا گیا اور اس کا قتل واجب نہ رہا تو سات بار کا حکم بھی منسوخ ہو گیا، نیز اگر کتاب یا سور برتن میں پیشاب کر دے تو تین بار دھونا کافی۔ کتے کا لعاب تو پیشاب سے بدتر نہیں، لہذا اس میں بھی تین بار دھونا کافی ہونا چاہیے۔ یہ سات کا حکم ایسا ہی ہے جیسے شروع میں شراب کے برتنوں کا توڑ دینا فرض تھا، پھر وہ حکم نہ رہا۔ (مراۃ المناجیح ج 1 ص ۴۶۲)

4- وَعَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرَكُمُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الظُّهُورُ مَأْوَةٌ وَالْحِلُّ مَيْتَةٌ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَخْرَوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا عرض کیا یا رسول اللہ ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا پانی لے جاتے ہیں اگر اس سے وضو کر لیں تو پیاس سے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کیا کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

(موطا امام مالک: کتاب الطہارۃ: باب الطهور للوضوء: صفحہ 15، ابوداؤد: کتاب الطہارۃ: باب الوضوء، بما البحر:

جلد 1 صفحہ 11، نسائی: کتاب المیاء: باب الوضوء، بما البحر: جلد 1 صفحہ 83)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:



سائل کو شبہ یہ تھا کہ سمندر کا پانی سخت کڑوا ہے پینے کے قابل نہیں لہذا اس آیت کے تحت نہیں آتا: "وَ أَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا" کیونکہ بارش کا پانی میٹھا اور مطہر ہے اور سمندر کا پانی میٹھا نہیں تو چاہیے کہ مطہر بھی نہ ہو۔ یعنی سمندر کے پانی کا یہ مزہ اصلی ہے یا زیادہ ٹھہرنے کی وجہ سے کسی نجاست نے اس کا مزہ نہیں بدل سکتا۔ یہ بھی ہے، مطہر بھی۔ خیال رہے کہ اگر کنوئیں کا پانی بہت ٹھہرا رہنے کی وجہ سے بد مزہ یا بدبودار ہو جائے تو پاک ہے۔ گا۔

احناف کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ مچھلی کو ذبح کرنا ضروری نہیں۔ اگر ہمارے پاس آکر مر جائے یا سمندر کی موج اسے کنارے پر پھینک جائے جس سے وہ مر جائے تو حلال۔ لیکن اگر اپنی بیماری سے مر کر پانی پر تیر جائے تو حرام کیونکہ اب وہ سمندر کا مردار نہیں، بلکہ بیماری کا مردار ہے، بعض آئمہ نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ پانی کا ہر جانور حلال حتیٰ کہ مینڈک کچھوا وغیرہ بھی مگر یہ معنی درست نہیں کیونکہ دریائی انسان اور دریائی سورا کو وہ بھی حرام جانتے ہیں۔ تو انہیں بھی حدیث میں قید لگانی پڑے گی۔ (مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۵۴)

5- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنْتَوِبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلْتَيْنِ لَمْ يَحْتَمِلِ الْخَبَثَ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَأَخْرُوجُ وَهُوَ حَدِيثٌ مَعْلُولٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو میدانی زمین میں ہو اور اس پر چو پائے اور درندے آتے ہوں فرمایا جب پانی دو قلعے ہو تو گندگی کو نہیں اٹھاتا اس کو اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور یہ حدیث معلول ہے۔

(ابوداؤد: کتاب الطہارۃ: باب ما ینجس الماء: جلد 1 صفحہ 9، ترمذی: ابواب الطہارات: باب ما جلاء الماء لا ینجسہ شیخ جلد 1 صفحہ 21، نسائی: کتاب الطہارۃ: باب توقیت فی الماء: جلد 1 صفحہ 63، ابن ماجہ: ابواب الطہارۃ و سننہا: باب مقدار الماء الذی لا ینجس: صفحہ 40، مسند احمد جلد 2 صفحہ 12)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اکتان فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل ہے کہ دو مشکے پانی گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ مشکوں سے حجر کے مشکے مراد لیتے ہیں جو ڈھائی مشک کا ہوتا ہے اور شرعی پچاس من کا۔ روافض بھی یہی کہتے ہیں۔ ہمارے امام اعظم اس حدیث پر چند طرح گفتگو فرماتے ہیں: ایک یہ کہ حدیث صحیح نہیں حتیٰ کہ امام بخاری کے استاد علی ابن مدینی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ دوسرے یہ کہ حدیث اجماع صحابہ کے خلاف ہے کہ ایک بار چاہ زمزم میں ایک حبشی گر کر مر گیا تو حضرت ابن عباس و ابن زبیر نے تمام صحابہ کی موجودگی میں کنواں پاک کرنے کا حکم دیا کسی نے انکار نہ کیا حالانکہ چاہ زمزم میں

ہزاروں قلعے پانی تھا۔ تیسرے یہ کہ لفظ قلعہ مشترک ہے جس کے بہت معانی ہیں۔ چنانچہ پہاڑ کی چوٹی، اونٹ کا کوهان، سرکی کھوپڑی، بڑے مکے سب کو قلعہ کہا جاتا ہے۔ پھر مکے کی مقدار حدیث میں معین نہیں، اتنے اجمال کے ہوتے ہوئے اس حدیث پر عمل کیونکر کیا جاتا ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ حدیث امام شافعی کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر قلتین میں اتنی گندگی گر جائے جس سے پانی کی بو، مزہ یا رنگ بدل جائے تو پانی نجس ہو جاتا ہے، مگر اس حدیث کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نجس نہیں ہوتا۔ پانچواں یہ کہ یہ حدیث اس معنی سے دوسری احادیث صحیحہ کے سخت خلاف ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرو، نیز ارشاد فرمایا کہ جب کتا پانی کے برتن میں منہ ڈال دے تو پانی ناپاک اور برتن بھی پلید ہو گیا۔ ان دونوں حدیثوں میں قلتین کا استثناء نہیں کیا گیا۔ چھٹے یہ کہ لوم تجمل کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ قلتین میں پانی نجاست کو برداشت نہیں کرتا، یعنی نجس ہو جاتا ہے، رب فرماتا ہے: **بِمِثْلِ الَّذِي سَمَّوْا النَّوْرُ بِمَا سَمَّوْا لَوْمَ تَجْمَلُوبًا**۔ عرف میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص صدمہ نہیں اٹھا سکتا۔ ساتویں یہ کہ اس حدیث کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب جاری پانی کو دو انسانوں کے قدموں کے برابر بہنے کا موقع مل جائے تو گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوگا، وہ ماء جاری ہے اس کی طرح کہ ایک گڑھے سے پانی آ رہا ہے دوسرے میں گر رہا ہے دونوں گڑھوں کے درمیان دو قدم انسانی قریباً دس فٹ کا فاصلہ ہے تو چونکہ یہ پانی جاری ہے لہذا گندگی سے ناپاک نہ ہوگا۔ اس صورت میں حدیث پر کوئی اعتراض نہ پڑے گا لہذا مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نہایت قوی ہے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب ”جاء الحق“ حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۵۲)

6- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً لَمْ يَنْجُسْ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب پانی چالیس قلوں کو پہنچ جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ: باب حکم الماء اذا لاقته النجاسة: جلد 1 صفحہ 27)

7- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةِ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے لگن میں غسل کیا حضور نے اس سے وضو کرنا چاہا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ناپاک تھی۔ فرمایا پانی تو ناپاک نہیں ہوتا

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:  
وہ بیوی حضرت میمونہ تھیں۔ اور لگن میں غسل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس سے پانی لے کر غسل کیا نہ کہ اس میں بیٹھ کر  
یعنی بقیہ پانی حضرت میمونہ کا فضالہ تھا غسل نہ تھا۔

یعنی عورت کے فضالے سے مرد وضو و غسل کر سکتا ہے۔ خیال رہے کہ تیسری فصل میں اس سے ممانعت بھی آرہی ہے  
مگر وہ ممانعت بیان کراہت کے لئے ہے اور یہ حدیث بیان جواز کے لیے یعنی عورت کے فضالے سے مرد کا وضو یا غسل کرنا  
بہتر نہیں لیکن اگر کرے تو جائز ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۳۲)

8- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَتَوَضَّأُ مِنْ بَيْرِ بَضَاعَةَ  
وَهِيَ بَيْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا لُحُومُ الْكِلَابِ وَالْحَيْضُ  
وَالنُّتْنُ فَقَالَ الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ.  
رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَحَسَنَهُ  
الترمذی وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ (ابوداؤد: کتاب  
الطہارۃ: باب ماجاء فی بئر بضاعة: جلد 1 صفحہ 9 ترمذی:  
ابواب الطہارۃ: باب ما جاء ان الماء لا ينجسه شيء: جلد 1  
صفحہ 21 نسائی: کتاب المیاء: باب ذکر بئر بضاعة:  
جلد 1 صفحہ 62 مسند احمد جلد 3 صفحہ 86)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا ہم بضاعہ کنویں  
سے وضو کریں وہ ایسا کنواں تھا جس میں حیض کے لٹے  
کتوں کے گوشت اور گندگیاں ڈالے جاتے تھے تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پانی پاک ہے  
اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی اس کو اصحاب ثلاثہ اور دیگر  
محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن القطان نے  
اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:  
یہ کنواں مدینہ منورہ محلہ بنی ساعدہ میں واقع ہے، بنی ساعدہ خزرج کا ایک قبیلہ ہے۔ فقیر نے اس کنویں کی زیارت بھی  
کی ہے اور اس کا پانی بھی پیا ہے۔  
یعنی یہ کنواں گویا مدفون کوڑی تھا کہ مدینہ کی گلیاں و کوچے صاف کر کے کوڑا کرکٹ وہاں ڈال دیا تھا جیسے ہمارے ہاں  
بھی ایسے گڑھے دیکھے گئے ہیں۔

الماء میں الف لام عہدی ہے یعنی یہ پانی پاک ہے ان گندگیوں سے ناپاک نہیں ہوتا۔ امام شافعی کے نزدیک تو اس  
لئے کہ وہ پانی قلتین سے زیادہ تھا، امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ وہ پانی جاری تھا یعنی مدفون نہر پر یہ کنواں واقع تھا جیسا  
کہ مکہ مکرمہ میں نہر زبیدہ پر اور مدینہ طیبہ میں نہر زرقاء پر تمام کنویں ہیں جو بظاہر کنویں معلوم ہوئے ہیں مگر حقیقت میں وہی  
ہوئی نہر، امام اعظم کا قول قوی ہے کیونکہ قلتین کو کیا سینکڑوں قلعے پانی اتنی گندگی پڑنے سے بگڑ جائے گا ہمارے کنویں میں



اگر ایک بلی پھول پھٹ جائے تو پانی سڑ جاتا ہے، لہذا یہ حدیث امام شافعی کے خلاف ہوگی۔ ہاں جاری پانی چونکہ سب کچھ بہا کر لے جائے گا، اس لئے کہ اس کے ناپاک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب بھی بیر بضعہ وغیرہ میں جھانک کر دیکھو تو پانی بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۳۳)

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک حبشی (بیر) زمزم میں گرا تو مر گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (اس کنویں کا پانی نکالنے کا) حکم دیا۔ پس اس کا پانی نکالا گیا تو اس کا پانی ختم نہیں ہو رہا تھا۔ پھر دیکھا گیا تو اچانک ایک چشمہ جاری ہے۔ حجر اسود کی جانب سے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمہیں کافی ہے (یعنی اتنا ہی پانی کافی ہے جو تم نکال چکے) اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ایک حبشی (بیر) زمزم میں گرا یعنی گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے (نکالنے) کا حکم دیا پس اسے نکالا گیا تو آپ نے کنویں کے بارے میں حکم دیا کہ اس کا پانی نکالا جائے۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ان پر وہ چشمہ غالب آ گیا جو حجر اسود کی جانب سے آرہا تھا تو آپ نے اس چشمے کے نکالا۔ پس جب انہوں نے کنویں کا پانی نکالا تو ان پر پانی بکثرت آ گیا۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت میسرہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کے بارے میں فرمایا جس میں چوہا

9- وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبَشِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ فَأَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَنَزَحَ مَا وَهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنظَرَ فَإِذَا عَيْنٌ تَجْرِي مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی: کتاب الطہارۃ: باب الماء يقع فيه النجاسة: جلد 1 صفحہ 19، مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب الطہارات: باب فی الفارة والدجاجة واشباهها تقع فی البئر: جلد 1 صفحہ 162)

10- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْرِينَ أَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ يَعْنِي فَمَاتَ فَأَمَرَ بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَخْرَجَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُنَزَّحَ قَالَ فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَاءَتْهُمْ مِنَ الرُّكْنِ فَأَمَرَ بِهَا فَدَسَتْ بِالْقَبَاطِي وَالْبَطَارِفِ حَتَّى نَزَحَوْهَا فَلَمَّا نَزَحَوْهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

(سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ: باب البئر إذا وقع فيها حيوان: جلد 1 صفحہ 33)

11- وَعَنْ مَيْسَرَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي بَيْرٍ وَقَعَتْ فِيهَا فَاةٌ فَمَاتَتْ قَالَ يُنَزَّحُ

مَأْوَاهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ قَالَ  
 النَّيْمِيُّ وَفِي الْبَابِ آثَارٌ عَنِ التَّابِعِينَ  
 (معانی الآثار: کتاب الطہارۃ: باب الماء يقع فيه  
 النجاسة: جلد 1 صفحہ 19)

گر کر مر جائے کہ اس کا سارا پانی نکالا جائے۔ اسے امام  
 طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند  
 حسن ہے اور اس کتاب کے مرتب (نیموی) نے فرمایا کہ  
 اس باب میں تابعین سے بھی آثار مروی ہیں۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کنویں میں جب کوئی چیز گر جائے اور شرع مطہر کچھ ڈول نکالنے کا حکم دے جہاں متون متاخرین میں لفظ دلو وسط  
 واقع ہوا یعنی مثلاً چوہا گر کر مر جائے تو بیس ۲۰ ڈول متوسط نکالے جائیں، اس ڈول کی تعیین میں بھی اقوال مختلفہ ہیں کہ  
 سات ۷ تک پہنچتے ہیں مگر ظاہر الروایۃ ومختار (۱) امام قاضی خان وصاحب (۲) محیط ومصنف (۳) اختیار ومولف  
 (۴) ہدایہ وغیر ہم اکابر علماء یہی ہے کہ ہر کنویں کے لئے اسی کا ڈول معتبر ہوگا جس سے اس کا پانی بھرا جاتا ہے، ہاں اگر اس  
 کنویں کا کوئی ڈول معین نہ ہو تو اس ڈول کا اعتبار کریں گے جس میں ایک صاع عدس یا ماش آجائیں غنیۃ میں ہے:

الدلو الوسط ما یسع صاعاً من الحب المعتدل۔ (غنیۃ المستملی، فصل فی البئر، سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۷)

(درمیانہ ڈول وہ ہے جس میں صاع برابر (دال وغیرہ کے) دانے آجائیں۔ ت) اور صاع (۱) ہمارے امام کے  
 نزدیک آٹھ رطل کا ہوتا ہے ہر رطل بیس ۲۰ استار ہر استار ساڑھے چار مثقال ہر مثقال ساڑھے چار ماشے، تو ہر رطل  
 تینتیس ۳۳ تولے نو ماشے، اور صاع دو سو ستر ۲۷۰ تولے کا ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۵۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۱ تا ۳، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ دوم کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## أَبْوَابُ النَّجَاسَاتِ

## بَابُ سُورِ الْهَرِّ

## نجاستوں کا بیان

## بلی کے جھوٹے کے بیان میں

12- عَنْ كُبَيْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا قَالَتْ فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْنَعِي لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كُبَيْشَةُ فَرَأَيْتِ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ اتَّعَجِبِينَ يَا بِنْتُ أَخِي فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِمَّا هِيَ مِنَ الطَّوَافِينَ عَلَيْكُمْ أَوْ الطَّوَافَاتِ رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت کبشہ بنت کعب ابن مالک سے روایت ہے آپ ابوقتادہ کے فرزند کی بیوی تھیں۔ ابوقتادہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے ابوقتادہ کے لیے وضو کا پانی انڈیا بلی آکر اس سے پینے لگی آپ نے اس کے لیے برتن جھکا دیا حتیٰ کہ اس نے پی لیا کبشہ فرماتی ہیں کہ مجھے ابوقتادہ نے اپنی طرف دیکھتے ہوئے ملاحظہ کیا تو بولے بھتیجی کیا تم تعجب کرتی ہو بولیں ہاں تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں وہ تو تم پر پھرنے والے یا پھرنے والیوں میں سے ہے اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ترمذی: ابواب الطہارۃ: باب ماجاء فی سور الہرۃ: جلد 1 صفحہ 27 ابوداؤد: کتاب الطہارات: باب سور الہرۃ: جلد 1 صفحہ 10 نسائی: کتاب العیاد: باب سور الہرۃ: جلد 1 صفحہ 63 ابن ماجہ: ابواب الطہارۃ: باب سور الہرۃ: صفحہ 31 مسند احمد جلد 5 صفحہ 303)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ خود بھی صحابیہ ہیں، آپ کے والد کعب ابن مالک بھی صحابی ہیں، جن کی توبہ کا واقعہ مشہور ہے، جن کے بارے میں سورہ توبہ کی آیات اتری ہیں، عبداللہ ابن ابی قتادہ کی زوجہ ہیں۔

آپ کا نام حارث ابن ربیع ہے، انصاری ہیں، مشہور شاہ سوار ہیں، آپ کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔

اس حدیث سے بعض علماء نے اس پر دلیل پکڑی کہ بلی کا جو ٹھانہ تو ناپاک ہے نہ مکروہ اس سے بلا کراہت وضو جائز ہے۔ ہمارے امام صاحب کے ہاں اگر بلی چوہا نجاست کھا کر بغیر منہ صاف کئے برتن میں ڈال دے تو پانی بھی نجس اور برتن بھی گندا۔ اور اگر منہ صاف کر کے پانی پی جائے تو وہ پانی مکروہ ہے اور اس سے وضو کرنا مکروہ تشریحی۔ امام صاحب کا

قول قوی ہے۔ اور ان علماء کا اس حدیث سے استنباط ضعیف کیونکہ یہ حضرت ابو قتادہ کا اجتہاد ہے حضور نے صرف یہ فرمایا کوئی نجس نہیں یعنی اس کا جسم ناپاک نہیں اس میں یہ کہاں ہے کہ اس کا لعاب اور جوٹھا بھی بالکل پاک ہے۔ دیکھو کتے کا سوکھا جسم نجس نہیں مگر اس کا جوٹھا نجس ہے۔ طحاوی شریف نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور فرماتے ہیں جب بلی برتن چاٹ جائے تو اسے ایک یا دو بار دھوؤ، نیز اسی طحاوی میں ہے کہ سیدنا ابن عمر کتے، بلی اور گدھے کے جوٹھے سے وضو نہیں کرتے تھے، بلکہ اس سے منع فرماتے تھے۔ اس کے متعلق اور بہت سی روایات طحاوی میں منقول ہیں۔ نیز جس کا گوشت ناپاک اور حرام ہو اس کا جوٹھا بھی پاک نہ ہوگا، بلی کا گوشت ناپاک اور حرام ہے لہذا اس کا جوٹھا ناپاک ہونا چاہیے تھا مگر چونکہ یہ گھروں میں آتی جاتی ہے، نیز نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتی لہذا جوٹھا مکروہ ہے جیسے چھوٹے بچے جو نجاست سے پرہیز نہ کر سکیں اگر وہ پانی میں ہاتھ ڈال دیں تو پانی مکروہ ہوتا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۵۶)

13- وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِينَارِ التَّمَارِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ مَوْلَاتَهَا أَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَوَجَدَتْهَا تُصَلِّي فَأَشَارَتْ إِلَى أَنْ ضَعِيَتْهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتْ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيَسْتَبْنَجِسُ إِيَّاهِ مِنَ الطَّوَافِينَ عَلَيْكُمْ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابوداؤد: كتاب الطهارة: باب سؤر الهرة: جلد 1 صفحہ 27)

حضرت ابوداؤد ابن صالح ابن دینار سے روایت ہے وہ اپنی والدہ سے راوی کہ ان کی مالکہ نے انہیں ہریرہ دے کر حضرت عائشہ کے پاس بھیجا میں نے آپ کو نماز پڑھتے پایا مجھے اشارہ کیا کہ رکھ دو ایک بلی آئی جو اس میں سے کھا گئی جب حضرت عائشہ نماز سے فارغ ہوئیں تو آپ نے وہاں سے ہی کھایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا۔ فرمانے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں وہ تو تم پر گھومنے والوں سے ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتے تھے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ انجان فرماتے ہیں:

داؤد ابن صالح مدنی ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، ابو قتادہ انصاری کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ کی والدہ بھی کسی کی آزاد

کردہ لونڈی تھیں۔ ہریرہ ہرس سے بنا بمعنی سخت کوٹا عرب کا مشہور حلوہ ہے۔

انگلی سے اشارہ کیا یا سر کی حرکت سے نماز میں بوقت ضرورت اتنا ہلکا سا اشارہ جائز ہے۔

اس میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ کا اجتہاد ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے جسم کو پاک فرمایا، لعاب یا جوٹھے کا

ذکر نہیں کیا۔

یہ جملہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نہیں کیونکہ اس سے وضو صرف مکروہ تزیہی ہے۔ حضور نے بیان جواز کے لیے کیا اور ممکن ہے کہ دوسرا پانی نہ ہونے پر اس سے وضو کیا گیا ہو۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۵۷)

14- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغَسَّلُ الْإِنَاءُ إِذَا وُلِّغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ لَاهُنَّ أَوْ أَخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ وَإِذَا وُلِّغَتْ فِيهِ الْهَيْرَةُ غُسِلَ مَرَّةً. رواه الترمذی و صححه. (ترمذی: ابواب الطهارات: باب ماجاء فی سؤر الہرة: جلد 1 صفحہ 11)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا پی جائے تو اسے سات بار دھوؤ۔ ان میں سے پہلی یا ان میں سے آخر مرتبہ مٹی سے مانجا جائے اور جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

15- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُهَّورُ الْإِنَاءِ إِذَا وُلِّغَ فِيهِ الْهَيْرُ أَنْ يُغَسَّلَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ. رواه الطحاوی و قال الدار قطنی هذا صحیح. (طحاوی: کتاب الطہارة: باب سؤر الہر: جلد 1 صفحہ 21 سنن دارقطنی: کتاب الطہارة: باب سؤر الہرة: جلد 1 صفحہ 67)

اور انہیں سے روایت ہے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اس کا پاک کرنا یہ ہے کہ اسے ایک یا دو مرتبہ دھویا جائے اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

شرح: اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

(لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ)

ترجمہ کنز الایمان: "کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر آمد و رفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس۔" [النور: ۵۸] اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے غلاموں کو بغیر اجازت گھروں میں داخلے کی رخصت عطا فرمائی اور کثرت طواف کو اس کی علت قرار دیا یعنی ان کا گھروں میں بار بار آنا جانا ہوتا ہے اور بار بار اجازت لینے میں حرج ہے لہذا اس حرج سے بچانے کیلئے فرمایا کہ ان کے گھروں میں بغیر اجازت آنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کثرت طواف سقوط حکم (استئذان) کی علت ہے۔ لہذا یہ علت قرآن سے معلوم ہوئی پھر اسی علت کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے جھوٹے کی نجاست کا حکم ساقط کر دیا اور فرمایا: "الْهَيْرَةُ لَيْسَتْ بِنَجَسٍ فَإِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ" اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے فقہاء نے تمام سواکن البیوت (یعنی گھروں میں رہنے والے جانوروں) کے جھوٹے کو بھی پاک قرار دے دیا۔



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اسے بہادو۔ اور اس برتن کو مرتبہ دھولو۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیوی فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث زیادہ صحیح ہے۔

### کتے کے جھوٹے کے بیان میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی ایک برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو وہ اسے سات مرتبہ دھو کر پاک کرے اور پہلی مرتبہ مٹی سے مانجے۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا پھر فرمایا وہ لوگوں کا کیا بگاڑتے ہیں پھر آپ نے شکاری کتے اور بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتے کی اجازت دی اور فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھولیا کرو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانج لیا کرو اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالتا تو وہ اسے بہادیتے اور تین مرتبہ دھوتے۔ اسے دارقطنی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند

16- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا وَلَغَ الْهَرُّ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ قَالَ الشَّيْمُونِيُّ وَالْمَوْقُوفُ أَصَحُّ فِي الْبَابِ. (سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ: باب سور الہرة: جلد 1 صفحہ 67)

### بَابُ سُورِ الْكَلْبِ

17- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْوَرُ إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مسلم: کتاب الطہارۃ: باب حکم ولوغ الکلب: جلد 1 صفحہ 137)

18- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغْفَلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بِالْهَمِّ وَبِالْكِلابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم: کتاب الطہارۃ: باب حکم ولوغ الکلب: جلد 1 صفحہ 137)

19- وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ أَهْرَاقَهُ وَغَسَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (سنن دارقطنی: کتاب

صحیح ہے۔

الطهارة: باب ولوغ الكلب في الاناء: جلد 1 صفحہ 66

حضرت عطار رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب کتابرتن میں منہ ڈالے تو اسے بہا دو اور اسے تین مرتبہ دھولو۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

20- وَعَنْهُ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ. وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ: باب ولوغ

الكلب في الاناء: جلد 1 صفحہ 66 شرح معانی الآثار: کتاب الطہارۃ: باب سور الكلب: جلد 1 صفحہ 23)

اور ابن جریج روایت فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عطار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کتابرتن میں منہ ڈالے تو اس برتن کو دھویا جائیگا۔ آپ نے کہا یہ سب سات پانچ اور تین مرتبہ دھویا جائیگا۔ اسے عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

21- وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ لِي عَطَاءٌ يُغَسِّلُ الْإِنَاءَ الَّذِي وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ سَبْعًا وَخَمْسًا وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف عبد الرزاق: ابواب الميآه: باب الكلب يلغ في الاناء: جلد 1 صفحہ 96)

منی کے ناپاک ہونے کے بیان میں

حضرت سلیمان ابن یسار سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے منی کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے فرمانے لگیں کہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھوتی تھی پس آپ نماز کو تشریف لے جاتے تھے حالانکہ دھونے کا اثر آپ کے کپڑے میں ہوتا اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

بَابُ نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ

22- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَآثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ بُقْعُ الْمَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

(بخاری: کتاب الغسل: باب غسل المنی وفرکہ: جلد 1 صفحہ 36 مسلم: بمعناه کتاب الطہارۃ: باب حکم المنی:

جلد 1 صفحہ 140)

شرح: مُفْتَرِّ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْإِحْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

آپ ام المؤمنین حضرت میمونہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، فقیہ، تابعی ہیں، عطاء بن یسار کے بھائی ہیں، ۷۳ سال کی عمر

پانی کے ساتھ میں وفات پائی۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ منی نجس ہے، ریٹ یا تھوک کی طرح پاک نہیں، جیسا کہ شوافع کا خیال ہے ورنہ دھونے کی ضرورت نہ پڑتی۔ دوسرے یہ کہ اپنی بیوی سے منی کا کپڑا دھلوانا جائز ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی خدمت ہے۔ تیسرے یہ کہ نجس کپڑا دھونے کے بعد ہی پاک ہو جاتا ہے۔ چوتھے یہ کہ گیلے کپڑے میں نماز جائز ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۴۶۶)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے لئے پانی قریب کیا۔ پس آپ نے دو یا تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا اور اسے بائیں ہاتھ سے دھویا پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر رگڑ کر خوب صاف کیا۔ پھر آپ نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لے کر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالا۔ پھر آپ نے باقی بدن کو دھویا پھر آپ اس جگہ سے ہٹ گئے اور دونوں پاؤں کو دھویا اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

23- وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ  
أَذْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
غَسَلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ  
ثَلَاثًا ثُمَّ ادَّخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى  
فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ صَرَبَ بِشِمَالِهِ  
الْأَرْضَ فَدَلَّكَهَا دَلًّا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ  
وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ  
حَفَنَاتٍ مِلَى كَفِّهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ  
تَنَحَّى عَنِ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَعَسَلَ رِجْلَيْهِ. أَخْرَجَهُ  
الْشَيْخَانِ

(بخاری فی الغسل: باب تفریق الغسل والوضوء: جلد 1 صفحہ 40 مسلم: کتاب الحيض: باب صفة غسل الجنابة:

جلد 1 صفحہ 147)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحثان فرماتے ہیں:

آپ کا نام میمونہ بنت حارث ہلالیہ عامریہ ہے، پہلے آپ کا نام برہ تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل فرمایا، زمانہ جاہلیت میں مسعود ابن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد ابو رہم کے نکاح میں آئیں، ان کے فوت ہو جانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعد ۷ھ میں عمرہ قضاء کے موقع پر مکہ معظمہ سے دس میل دور مقام سرف میں آپ سے نکاح کیا، اللہ کی شان کے لئے ۶ھ میں نکاح کی جگہ ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیوی ہیں، جن کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے نکاح نہیں کیا۔ ام الفضل یعنی عبداللہ ابن عباس کی والدہ اور اسماء بنت عمیس کی آپ ہمشیرہ ہیں، یعنی عبداللہ ابن عباس کی خالہ۔

اگرچہ آپ تہبند باندھ کر غسل فرماتے تھے لیکن پھر بھی آپ چادر تان کر سامنے کھڑی ہو گئیں زیادتی ستر کے لیے۔ لہذا چاہیے یہ کہ تہبند باندھ کر غسل میں نہائے، بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں پانی کو ڈھک دیا، مگر یہ درست نہیں۔ (مرآة)

غسل کی ترتیب یہ ہونی کہ پہلے ہاتھ دھوئے جائیں، پھر استنجا، پھر وضو کیا جائے، پھر جسم پر بہایا جائے۔ چونکہ کچی زمین پر غسل فرمایا تھا اس لیے وضوء کے ساتھ پاؤں نہ دھوئے بلکہ بعد میں دھوئے اگر پختہ زمین پر غسل ہو تو پاؤں پہلے دھو لیے جائیں۔ خیال رہے کہ یہاں مسح سر کا ذکر نہیں یا تو حضور نے مسح کیا ہی نہیں کیونکہ سر کے دھلنے میں مسح بھی ہو جاتا ہے، یا مسح کیا تھا مگر ذکر نہیں لہذا یہ حدیث پہلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں مسح کا ذکر ہے۔

یا اس لئے کہ کپڑا صاف نہ تھا یا آپ جلدی میں تھے، یا وقت گرمی کا تھا، جسم کی تری اچھی معلوم ہوتی تھی، یا اس لئے کہ غسل و وضو کا پانی نہ پونچھنا افضل۔ بہر حال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پونچھنا ممنوع ہے کیونکہ پچھلی روایتوں میں پونچھنے کا ثبوت بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کے بعد جسم پر جو تری رہ جاتی ہے وہ ماء مستعمل نہیں۔

(مرآة النایح ج 1 ص ۴۱۳)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ وہ رات کو جنبی ہو جاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا استنجا کر کے وضو کر لیا کرو پھر سو جایا کرو۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہا نے روایت کیا۔

24- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری: کتاب الغسل: باب الجنب يتوضأ ثم ينام: صفحہ 43 مسلم: کتاب الحيض: باب غسل الوجه

والبيدين... الخ: جلد 1 صفحہ 144)

حضرت ابو سائب رضی اللہ عنہ، مولیٰ ہشام بن زہرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں جمع شدہ پانی میں غسل نہ کرے کسی شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا وہ کیسے غسل کرے تو آپ نے فرمایا وہ کسی چیز سے

25- عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَاهُ هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(کتاب الطہارۃ: باب النہی عن الاغتسال فی الماء

الراكد: جلد 1 صفحہ 138)

پانی لے کر باہر غسل کرے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفتی شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:

یعنی چھوٹے حوض یا گڑھے میں جو پانی بھرا ہو جنسی اس میں گھس کر نہ نہائے بلکہ چلوؤں، تپوں، یا برتن سے لے کر الگ نہائے۔ اس سے دو مکے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ تھوڑا پانی جنسی کے گھس جانے سے ماء مستعمل بن جاتا ہے لہذا جنسی یا بے وضو اگر کنوئیں میں گھسا تو پانی مستعمل ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ ناپاک آدمی بوقت ضرورت ناند یا چھوٹے حوض میں سے چلویا پ بھر سکتا ہے اس سے پانی مستعمل نہ ہوگا۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۴۴۹)

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ بے شک انہوں نے اپنی بہن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کپڑوں کو پہن کر جماع کرتے کیا ان کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں جب کہ ان میں کوئی نجاست لگی ہوئی نہ دیکھتے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

26- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ فَقَالَتْ نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَفِيهِ آذَى. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَخْرَوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابوداؤد: كتاب الطهارة: باب الصلوة في الثوب الذي يصيب اهله: جلد 1 صفحہ 53)

### شرح: نماز کی اہم شرط

طہارت: یعنی مصنی کے بدن کا حدث اکبر و اصغر اور نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھے، نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا۔ (شرح التوقایہ، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ج 1 ص ۱۵۶)

حدث اکبر یعنی موجبات غسل اور حدث اصغر یعنی نواقض وضو اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ، غسل و وضو کے بیان میں گزرا اور نجاست حقیقیہ سے پاک کرنے کا بیان باب الانجاس میں مذکور ہوا، یہ باتیں وہاں سے معلوم کی جائیں۔ شرط نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے، یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو، اس کا نام قدر مانع ہے اور اگر اس سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سنت ہے یہ امور بھی باب الانجاس میں ذکر کیے گئے۔ ("بہار شریعت"، ج 1، حصہ ۳، ص ۷۶)

27- وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّهُ



اعْتَبَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَرَسَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَرِيبًا مِّنْ بَعْضِ الْبِيَاهِ فَأَحْتَلَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ كَادَ أَنْ يُصْبِحَ فَلَمَّ يَجِدُ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً فَرَكِبَ حَتَّى جَاءَ الْمَاءَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَأَى مِنْ ذَلِكَ الْاِحْتِلَامِ حَتَّى اسْفَرَ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ أَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعُ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاعْجَبًا لَكَ يَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لَئِن كُنْتُ تَجِدُ ثِيَابًا أَفْكُلُ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً يَلُ أَغْسِلُ مَا رَأَيْتُ وَأَنْضِحُ مَا لَمْ أَرَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مؤطا امام مالك: كتاب الطهارة: باب اعادة الجنب الصلوة: صفحہ 36)

روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسے گھڑسواروں یا اونٹسواروں میں عمرہ کیا جن میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی کے قریب کسی راستے میں رات کے آخری حصے میں آرام کے لئے اترے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احتلام ہو گیا۔ قریب تھا کہ صبح ہو جاتی، انہوں نے سواروں کے پاس پانی نہ پایا تو آپ سوار ہو گئے حتیٰ کہ جب آپ پانی کے پاس آئے تو آپ نے احتلام سے جو کچھ دیکھا اس کو دھونا شروع کر دیا حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ نے صبح کر دی حالانکہ ہمارے پاس کپڑے موجود ہیں۔ آپ اپنے اس کپڑے کو چھوڑ دیں اسے دھولیا جائیگا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو بن عاص تجھ پر تعجب ہے۔ اگر تو کپڑے پاتا ہے تو کیا تمام لوگوں کے پاس کپڑے موجود ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں ایسا کرتا تو یہ فعل سنت بن جاتا ہے بلکہ جو مجھے نظر آ رہا ہے میں اسے دھوؤں گا اور جو نظر نہیں آ رہا اس پر پانی چھڑکوں گا۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

28- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ فِي النَّبِيِّ إِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ إِذَا رَأَيْتَهُ فَأَغْسِلْهُ وَإِنْ لَمْ تَرَ فَاَنْضِحْهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی: کتاب الطهارة: باب حکم

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب منی کپڑے کو لگ جائے تو آپ اس کے بارے میں فرماتی تھیں کہ جب تو اسے دیکھے تو اسے دھولو اور اگر تجھے دکھائی نہ دے تو اس پر پانی چھڑکواس حدیث کو امام

المنی: جلد 1 صفحہ 43)

طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

29- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثُّوبَ إِنْ رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ وَإِلَّا فَاغْسِلِ الثُّوبَ كُلَّهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی: کتاب الطہارۃ: باب حکم المنی: جلد 1 صفحہ 43)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب منی کپڑے کو لگ جائے تو آپ اس کے بارے میں فرماتے اگر تجھے دکھائی دے تو اسے دھو دے وگرنہ سارا کپڑا دھولو اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: منی مطلق ناپاک ہی ہے سوائے پاک نطفوں کے جن سے تخلیق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوئی اور خواہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نطفے کہ ان کا پیشاب بھی پاک ہے یونہی تمام فضلات واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲، ص ۵۷۱)

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اس لباس میں نماز پڑھتا ہے جسے پہن کر اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا تو آپ نے فرمایا تو اس میں نماز پڑھ۔ الا یہ کہ تو اس میں کچھ چیز (منی وغیرہ) دیکھے تو اس کو دھولو لیکن اس پر چھینٹے نہ مارنا کیونکہ اس سے خرابی بڑھتی۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

30- وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سُئِلَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَا عِنْدَهُ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي الثُّوبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ أَهْلَهُ قَالَ صَلَّى فِيهِ إِلَّا أَنْ تَرَى فِيهِ شَيْئًا فَتَغْسِلْهُ وَلَا تَنْضَحْهُ فَإِنَّ النَّضْحَ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا شَرًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (طحاوی: کتاب الطہارۃ: باب حکم المنی: جلد 1 صفحہ 44)

حضرت عبدالکریم بن رشید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس چادر کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو منی لگ جائے اور وہ نہ جانتا ہو کہ کس جگہ لگی ہے تو آپ نے فرمایا اسے دھولو۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

31- وَعَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ رَشِيدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قَطِيفَةٍ أَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ لَا يَدْرِي أَيَّنَ مَوْضِعِهَا قَالَ اغْسِلْهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی: کتاب الطہارۃ: باب حکم المنی: جلد 1 صفحہ 44)

## بَابُ مَا يُعَارِضُهُ

32- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْبُخَاطِ وَالْبُرَاقِ وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَمْسَحَهُ بِخُرْقَةٍ أَوْ بِأَذْخِرَةٍ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَرَفَعَهُ وَهْمٌ. (سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ: باب ما ورد فی طہارۃ المنی... الخ: جلد 1 صفحہ 124)

ان احادیث کے بیان میں جو اس کے معارض ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس منی کے بارے میں سوال کیا گیا جو کپڑے کو لگ جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو رینٹھ اور تھوک کی طرح ہے اور تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو اسے کپڑے یا ازخرگھاس سے صاف کر دے۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور اس کو مرفوع قرار دینا وہم ہے۔

شرح: منی والے کپڑے پاک کرنے کے 6 احکام

- (1) منی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مثل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اگرچہ بعد ملنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔ (ایضاً ص ۱۲۲)
- (2) اس مسئلے میں عورت و مرد اور انسان و حیوان و میت و رُست و مریض جریاں سب کی منی کا ایک حکم ہے۔ (ایضاً)
- (3) بدن میں اگر منی لگ جائے تو بھی اسی طرح پاک ہو جائے گا۔ (ایضاً)
- (4) پیشاب کر کے طہارت نہ کی پانی سے نہ ڈھیلے سے اور منی اس جگہ پر گزری جہاں پیشاب لگا ہوا ہے، تو یہ ملنے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے اور اگر طہارت کر چکا تھا یا منی جست کر کے (یعنی اُچھل کر) نکلی کہ اس موضع نجاست (یعنی ناپاک جگہ) پر نہ گزری تو ملنے سے پاک ہو جائے گی۔ (ایضاً ص ۱۲۳)
- (5) جس کپڑے کو مل کر پاک کر لیا (اب) اگر وہ پانی سے بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ (ایضاً)
- (6) اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے (بغیر سکھائے پاک کرنا چاہیں) تو دھونے سے پاک ہوگا (سوکھنے سے قبل) ملنا کافی نہیں۔ (ایضاً)

33- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ دِنَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتُ الْمَنِيِّ مِنْ ثِيَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ.

حضرت محارب بن دینار رضی اللہ عنہا ام المومنین ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی کو اس حال میں کھر چتی تھیں جب آپ (گھر میں) نماز پڑھ

(صحیح ابن خزیمة: جامع ابواب تطہیر الثیاب:

جلد 1 صفحہ 147: رقم الحدیث: 290، معرفة السنن  
والآثار: کتاب الصلوة: باب المنی: جلد 3 صفحہ 383:  
رقم الحدیث: 4012، تلخیص الحبیر: کتاب الطہارة:  
باب النجاسات: جلد 1 صفحہ 32)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
اقول: تحقیق اور نظر دقیق یہ ہے کہ یہ بھی ان پر یعنی ملک العلماء اور شارحین پر لازم نہ آئیگا اور لازم نہ آنے کے ساتھ  
ان کے مقصود کیلئے مضر بھی نہیں۔ کپڑے وغیرہ میں جیسے ایک حد تک قلیل نجاست معاف ہوتی ہے کچھ خفیف و قلیل سی  
نجاست پانی میں بھی تو عفو ہوتی ہے سوئی کے ناکوں کی طرح پیشاب کے چھینٹے پڑ جائیں، گنویں میں میٹگی پڑ جائے ایک دو یا  
کچھ اور، جہاں تک کہ دیکھنے والا اسے قلیل ہی سمجھے تو ان سب کے معاف ہونے سے متعلق علماء کی صراحت موجود ہے۔ قلیل  
گوبر اور لید کا بھی یہی حکم ہے۔ تو خشک زمین پر جو خفیف سی نجاست رہ گئی ہے اس کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے کیونکہ جب  
زمین خشک ہوگئی اور نجاست کا اثر جاتا رہا یہاں تک کہ نہ رنگ باقی رہا نہ بو، تو اس کے بعد جو کچھ رہ جاتا ہے وہ بس سوئی  
کے ناکوں کی طرح یا اس سے بھی کم تر ہوتا ہے (تو یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ ایسی خشک زمین پانی پڑنے کے بعد بھی پاک  
ہی رہے) یہاں پر متون وغیرہا میں جو طاہر کا لفظ آیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ استعمال جائز ہے (یہ معنی نہیں کہ وہ کامل طور  
پر ایسا پاک و طاہر ہے کہ ذرا بھی نجاست کا وجود نہیں) علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ کپڑے پر خشک منی ہو تو رگڑ دینے سے  
پاک ہو جائیگی۔ اور یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ رگڑ سے منی بالکل ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے کچھ اجزاء باقی رہ جاتے ہیں۔  
عین کے باقی رہتے ہوئے اجزائے نجس کی طہارت کا حکم دینا ممکن ہی نہیں پھر پاک ہونے کا کیا مطلب ہوا؟ یہی کہ اب  
استعمال جائز ہے اور جو کچھ رہ گیا ہے وہ معاف ہے۔ اور یہ پانی کے حق میں بھی معاف ہی ہے۔ اس لئے کہ مختار یہی ہے۔  
جیسا کہ خلاصہ میں ہے کہ پانی لگنے سے وہ پھر نجس نہ ہوگا۔ (فتاویٰ خلاصہ جس آخر میں فصل السادس فی غسل الثوب نو لکھنؤ / ۳۲)

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۳، ص ۳۵۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں  
انہوں نے کپڑے کو لگ جانے والی منی کے بارے  
میں فرمایا کہ تم اسے لکڑی یا گھاس کے ذریعے دور کر دیا  
کرو وہ تو رینٹھ یا تھوک کی طرح ہے۔ اس حدیث کو امام  
بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا کتاب المعرفة  
میں اور صحیح قرار دیا۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی

34- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ  
فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ قَالَ أَمْطُهُ عَنْكَ بِعُودٍ  
أَوْ إِذْخِرَةً فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمَخَاطِ أَوِ الْبُصَاقِ.  
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَصَحَّحَهُ. قَالَ  
النَّبِيُّ هَذَا أَقْوَى الْأَثَارِ لِمَنْ ذَهَبَ إِلَى  
طَهَارَةِ الْمَنِيِّ وَلَكِنَّهُ لَا يُسَاوِي الْأَخْبَارَ

الصَّحِيحَةَ الَّتِي أُسْتَدِلُّ بِهَا عَلَى التَّجَاسُّةِ وَمَعَ ذَلِكَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ التَّشْبِيهُ فِي الْإِزَالَةِ وَالتَّطَهُّرِ لِأَفَى الظَّهَارَةِ. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: كتاب الصلوة: باب العنى: جلد 3 صفحہ 383: رقم الحديث: 5012 وایضاً سنن الكبرى: كتاب الصلوة: باب العنى يصيب الثوب: جلد 2 صفحہ 418)

نیوی فرماتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے قوی دلائل ہیں جو منی کے پاک ہونے کی طرف گئے ہیں لیکن یہ ان صحیح احادیث کے برابر نہیں ہو سکتے جن سے منی کے پلید ہونے پر استدلال کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی احتمال ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منی کورینٹھ یا تھوک کے ساتھ تشبیہ دینا۔ محض اسے دور کرنے اور پاک کرنے میں ہونہ کہ منی کے پاک ہونے میں۔

### منی کو کھرچنے کے بیان میں

حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان آیا۔ وہ صبح کو کپڑے دھورہا تھا ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تو نے کپڑے پر کوئی داغ دیکھا تھا تو صرف اس جگہ کو دھولیتے اور اگر نہیں دیکھا تھا تو کپڑے کے چاروں طرف پانی چھڑک لیتے کیونکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں پر منی ہوتی تو بے شک میں اسے (خشک ہونے کی صورت میں) کھرچ دیا کرتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کپڑوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں خشک منی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنے ناخن کے ساتھ کھرچ رہی ہوں۔

### بَابُ فِي فَرْكِ الْمَنِيِّ

35- عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَجْزِيكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَمْ تَرَ أَنْ تَضَعَتْ حَوْلَهُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَكَا فَيُصَلِّي فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَإِنِّي لَأَحْكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظَفْرِي. (مسلم: كتاب الطهارة: باب حكم العنى: جلد 1 صفحہ 140)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کا نام اسود ابن ہلال محاربی نخعی ہے، علقمہ ابن قیس کے بھتیجے ہیں، ابراہیم نخعی کے ماموں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، دیدار نہ کر سکے، خلفائے راشدین کے ساتھیوں میں سے ہیں، ۸۰ حج و عمرے کئے، تاوفات ہمیشہ روزہ دار رہے



اور دو شب میں ایک ختم قرآن کرتے تھے، ۸۴ھ میں وصال ہوا۔ (مرقاۃ واشعہ)

اس حدیث سے امام شافعی فرماتے ہیں کہ منی پاک ہے کیونکہ یہ انسان کا مادہ پیدائش ہے، کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی پاک چیز ناپاک سے پیدا ہو، ہمارے امام صاحب کے نزدیک منی نجس ہے، ورنہ اس کے نکلنے سے غسل واجب نہ ہوتا، ہاں آسانی کے لئے خشک منی کامل کر جھاڑ دینا کافی ہے، جیسے کہ کھلیان کا گندم جس پر بیل پیشاب پاخانہ کرتے ہیں تقسیم سے پاک ہو جاتا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ گوبر اور پیشاب پاک ہو۔ یہ بھی ضعیف ہے کہ پاک انسان ناپاک منی سے کیسے بنا، ماں کا دودھ جو انسان کی پہلی غذا ہے حیض کے خون سے بنتا ہے، بلکہ خود منی خون سے بنی ہے تو کیا خون کو بھی پاک کہو گے۔ یہ تو خدا کی شان ہے کہ ناپاک کو پاک سے اور پاک کو ناپاک سے بناتا ہے۔ چنانچہ دارقطنی نے حضرت عمار ابن یاسر سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا اے عمار پانچ چیزوں سے کپڑا دھوؤ: پیشاب، پاخانہ، تے، خون، اور منی۔ وہ جو حدیث ابن عباس مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منی تھوک و رینٹ کی طرح ہے جس کا کپڑا یا گھاس سے پونچھ دینا کافی ہے۔ اولاً تو وہ حدیث صحیح نہیں اگر صحیح مان لی جائے تو ان احادیث سے مرجوح یا منسوخ ہے کیونکہ اگر اباحت و

حرمت میں تعارض ہو تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔ (فتح القدیر و مرقاۃ واشعہ) (مرآۃ المناجیح ج ۵ ص ۲۹۸)

آپ ہی روایت فرماتی ہیں جب منی خشک ہوتی تو میں اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں سے کھرچ دیتی اور جب وہ تر ہوتی تو میں اس کو دھوتی تھی۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو عوانہ نے روایت کیا اپنی صحیح میں اور اس کی سند صحیح ہے۔

36- وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْرِكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَابِسًا وَأَغْسِلُهُ إِذَا كَانَ رَطْبًا. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَبُو عَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(دارقطنی: کتاب الطہارۃ: باب ما ورد فی طہارۃ المنی... الخ: جلد 1 صفحہ 125 طحاوی: کتاب الطہارۃ: باب حکم

المنی: جلد 1 صفحہ 41 ابو عوانہ: بیان تطہیر الثوب: جلد 1 صفحہ 204)

حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک شخص مہمان تھا اسے احتلام ہو گیا تو اس نے اس منی کو دھونا شروع کر دیا جو اسے لگی تھی تو ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں اس کو رگڑ کر دور کرنے کا حکم دیتے

37- وَعَنْ هَمَامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ ضَيِّفٌ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَجْنِبَ فَبَعَلَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِحَتِّهِ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُودِ فِي الْمُنْتَقَى وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (منتقى ابن جارود: باب التنزه في

تھے۔ اس حدیث کو ابن جارود نے مشقی میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مذی کے احکام کے بیان میں

حضرت علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں بہت مذی والا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہوئے بھی شرماتا تھا آپ کی صاحبزادی کی وجہ سے تو میں نے مقداد سے کہا انہوں نے حضور سے پوچھا تو فرمایا کہ شرمگاہ دھولیں اور وضو کر لیں اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَذِيِّ

38- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحِيهِ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری: کتاب الغسل: باب غسل الذی والوضوء منه: جلد 1 صفحہ 41 و مسلم: کتاب الحيض: باب المذی: جلد 1 صفحہ 143)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میری کثرت کے ساتھ مذی نکلتی تھی اور میں اس سے اکثر غسل کرتا تھا۔ پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کے لئے تجھے وضو کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کی اس مذی کا کیا کروں جو میرے کپڑے کو لگ جائے؟ تو فرمایا تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کپڑے کی جس جگہ تم اسے لگا ہو دیکھو اس پر ایک چلو پانی چھڑک دو۔ اس کو اصحاب اربعہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

39- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَلْفِي مِنَ الْمَذِيِّ شِدَّةً وَكُنْتُ أَكْثَرُ مِنَ الْإِغْتِسَالِ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا يَجْزِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ يَمَّا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ قَالَ يَكْفِيكَ بِأَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَهُ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابوداؤد: کتاب الطہارۃ: باب فی المذی: جلد 1 صفحہ 28 ترمذی: ابواب الطہارۃ: باب فی المذی یصیب الثوب: جلد 1 صفحہ 31 ابن ماجہ: ابواب الطہارۃ: باب فی الوضوء من المذی: صفحہ 39)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں وہ منی۔ مذی اور ودی ہے۔ بہر حال مذی اور ودی

40- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ هُوَ الْمَذِيُّ وَالْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ فَأَمَّا الْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ

فَائِهِ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ وَأَمَّا النَّبِيُّ فَفِيهِ  
الْغُسْلُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

میں تو وہ اپنے عضو مخصوص کو دھوئے گا اور وضو کرے گا اور منی  
میں غسل کرنا واجب ہے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی: کتاب الطہارۃ: باب الرجل یدخل من ذکرہ العذی: جلد 1 صفحہ 40)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ

### پیشاب سے متعلق احکام کے بیان میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے تو  
فرمایا کہ یہ دونوں عذاب دیئے جا رہے ہیں اور کسی بڑی  
چیز میں عذاب نہیں دیئے جا رہے ان میں سے ایک تو  
پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور مسلم کی روایت میں  
ہے کہ پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری  
کرتا پھرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری تر شاخ لی اور اسے  
چیر کر دو حصے فرمائے پھر ہر قبر میں ایک گاڑ دی لوگوں  
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے یہ کیوں کیا تو فرمایا کہ  
شاید جب تک یہ نہ سوکھیں تب تک ان کا عذاب ہلکا ہو  
اس حدیث پاک کو شیخین نے روایت کیا۔

41- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا  
يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ  
مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّيْمَةِ  
ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَعَرَزَ فِي  
كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ  
هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسَأْ.

رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری: کتاب الوضوء: جلد 1

صفحہ 35، مسلم: کتاب الطہارۃ: باب الدلیل علی نجاسة

البول: جلد 1 صفحہ 141)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث بڑے معرکے کی ہے اس سے بے شمار مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) حضور کی نگاہ  
کے لئے کوئی شے آڑ نہیں، کھلی چھپی ہر چیز آپ پر ظاہر ہے کہ عذاب قبر کے اندر ہے حضور قبر کے اوپر تشریف رکھتے ہیں اور  
عذاب دیکھ رہے ہیں۔ (۲) حضور خلقت کے ہر کھلے چھپے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور یہ کیا کرتا تھا، فرما دیا  
کہ ایک چغلی کرتا تھا اور ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ (۳) گناہ صغیرہ پر حشر و قبر میں عذاب ہو سکتا ہے۔ دیکھو چغلی وغیرہ  
گناہ صغیرہ ہیں مگر عذاب ہو رہا ہے۔ (۴) حضور ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں، دیکھو قبر پر شاخیں لگائیں تاکہ عذاب ہلکا  
ہو۔ (۵) قبروں پر سبزہ، پھول، ہار وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردے کو راحت ہے۔ (۶) قبر پر  
قرآن پاک کی تلاوت، وہاں حافظ بٹھانا بہت اچھا ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے  
ضرور ہلکا ہوگا۔ اشعۃ اللمعات نے جامع الاصول سے روایت کی کہ حضرت بریدہ صحابی نے وصیت کی تھی میری قبر میں دو

ہری شاخیں ڈال دی جائیں تاکہ نجات نصیب ہو۔ (۷) اگرچہ ہر خشک و تر چیز تسبیح پڑھتی ہے مگر سبزے کی تسبیح سے مردے کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ ایسے ہی بے دین کی تلاوت قرآن کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس میں کفر کی خشکی ہے۔ مؤمن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی تری ہے۔ (۸) گنہگاروں کی قبر پر سبزہ عذاب ہلکا کرے گا، بزرگوں کی قبروں پر سبزہ مدفون کا ثواب و درجہ بڑھائے گا۔ جیسے مسجد کے قدم وغیرہ۔ (۹) حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے جس سے بچنا واجب۔ دیکھو اونٹ کا چرواہا اونٹ کے پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوا۔ (۱۰) خشک نہ ہونے کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاثیر صرف حضور کے ہاتھ شریف کی نہ تھی، ہم بھی قبر پر سبزہ ڈالیں تو یہی تاثیر ہوگی۔ (۱۱) بزرگوں کے قبرستان میں قدم رکھنے کی برکت سے وہاں عذاب اٹھ جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ) (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۲۲)

حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت روایت فرماتے ہیں آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر عذاب قبر پیشاب سے (نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

42- وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَخْرَجُونِ وَصَحَّحَهُ الدَّارِيُّ قُطَيْبِيُّ وَالتَّحَاكِمُ.

شرح: شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبلہ کی لکھی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب التذکرۃ عن ائمة الکبار میں لکھتے ہیں

پس معلوم ہوا کہ یہ احادیث مبارکہ پیشاب سے نہ بچنے کے کبیرہ گناہ ہونے میں صریح ہیں، سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے گذشتہ احادیث کا عنوان اس طرح قائم کیا: بَابُ مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ لَا يَسْتَنْزِلَ مِنَ الْبَوْلِ یہ باب اس بیان میں ہے کہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

سیدنا خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان عالی شان: "انہیں کسی بڑی چیز کے سبب عذاب نہیں ہو رہا۔" کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی ایسے عمل پر عذاب نہیں ہو رہا جو ان پر بڑا اٹھایا اگر وہ اسے کرتے تو یہ انہیں مشقت میں ڈال دیتا اور وہ کام پیشاب سے بچنا اور چغل خوری ترک کرنا ہے، یہ مراد نہیں کہ ان دونوں کا گناہ دین کے معاملے میں بڑا نہیں اور ان کا گناہ کم اور آسان ہے۔"

حافظ منذری علیہ رحمۃ اللہ الولی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "اسی (مذکورہ) وہم کو زائل کرنے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔" ان احادیث مبارکہ میں ہمارے اصحاب

کے اس قول پر واضح دلیل موجود ہے: "چلتے چلتے یا عضو متنازل کو کھینچ کر یا کھنکار کر استبراء کرنا واجب ہے۔" کیونکہ ہر انسان کے لئے استبراء کے طریقے میں ایک عادت ہوتی ہے جس کے بغیر پیشاب کے بچے ہوئے قطرے خارج نہیں ہوتے، لہذا ہر انسان کو اپنی عادت کے مطابق استبراء کرنا چاہیے، مگر اس معاملہ میں جز سے ابتداء نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ عمل دوسرے پیدا کرتا ہے، اور اگر عضو متنازل کو سختی سے دبایا جائے تو یہ نقصان دہ ہے۔ (الزَّوَادِعُ مِنْ أَقْرَابِ الْكَلْبِ ص ۴۱۱)

43 وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنِ الْبَوْلِ فَقَالَ إِذَا مَسَّكُمْ شَيْءٌ فَأَغْسِلُوهُ  
فَإِنَّ أَظُنُّ أَنَّ مِنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ. رَوَاهُ الْبُزَّارُ  
وَقَالَ فِي التَّلْخِيفِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیشاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جب تمہیں پیشاب لگ جائے تو اسے دھولیا کر کیونکہ مجھے یقین ہے کہ عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے اور اس کو بزوار نے روایت کیا اور صاحب تلخیص نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(ابن ماجہ: ابواب الطہارۃ: باب التشدید فی البول: صفحہ 39 سنن دارقطنی: کتاب الطہارت: باب نجاسة

البول... الخ: جلد 1 صفحہ 128 مستدرک حاکم: کتاب الطہارۃ: باب عامۃ عذاب القبر من البول: جلد 1 صفحہ 183)

### شرح: پیشاب سے نہ بچنے والی قبر سے پکار!

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ دوران سفر میرا گزر زمانہ جاہلیت کے قبرستان سے ہوا۔ یکا یک ایک مردہ قبر سے باہر نکلا، اُس کی گردن میں آگ کی زنجیر بندھی ہوئی تھی، میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: "اے عبداللہ! مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو!" میں نے دل میں کہا: اس نے میرا نام لے کر مجھے پکارا ہے یا تو یہ مجھے جانتا ہے یا غزبوں کے طریقے کے مطابق "عبداللہ" کہہ کر پکار رہا ہے۔ پھر اچانک اسی قبر سے ایک اور شخص نکلا، اُس نے مجھ سے کہا: "اے عبداللہ! اس نافرمان کو ہرگز پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے۔" دوسرا شخص پہلے کو گھسیٹ کر واپس قبر میں لے گیا۔ میں نے وہ رات ایک بڑھیا کے گھر گزاری، اس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی، میں نے قبر سے یہ آواز سنی: یعنی "پیشاب! پیشاب کیا ہے؟ مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟" اس آواز کی متعلق بڑھیا سے پوچھا تو اُس نے کہا: یہ میرے شوہر کی قبر ہے، اسے دو خطاؤں کی سزا مل رہی ہے۔ پیشاب کرتے وقت یہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، میں اس سے کہتی کہ تجھ پر افسوس! جب اونٹ پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی اپنے پاؤں کشادہ کر کے چھینٹوں سے بچتا ہے، لیکن تو اس معاملے میں بالکل بھی احتیاط نہیں کرتا، میرا شوہر میری ان باتوں پر کوئی توجہ نہ دیتا، پھر یہ مر گیا تو مرنے کے بعد سے آج تک اس کی قبر سے روزانہ اسی طرح کی آوازیں آتی ہیں۔ میں نے پوچھا: شَنْ وَمَا شَنْ؟ یعنی مشکیزہ! مشکیزہ کیا



ہے؟ کی آواز آنے کا کیا مقصد ہے؟ بڑھیا نے کہا: ایک مرتبہ اس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا، اس نے پانی مانگا تو (اس نے اس کو پریشان کرنے کیلئے خالی مشکیزے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: جاؤ! اس مشکیزے سے پانی پی لو، وہ پیاسا بے تابانہ مشکیزے کی طرف لپکا، جب اٹھایا تو اسے خالی پایا، پیاس کی شدت سے وہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ پھر جب سے میرا شوہر مرا ہے آج تک روزانہ اس کی قبر سے آواز آتی ہے: شَبْنٌ وَمَا شَبْنٌ یعنی مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا تو سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرما دیا۔ (عمیون الحکایات (عربی) حصہ ۲ ص ۳۰۷)

### بچے کے پیشاب کے بیان میں

### بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ

حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو جو کھانا نہ کھاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں حضور نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا حضور نے پانی منگایا اس پر پانی بہا دیا خوب نہ دھویا اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

44- عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مُحْسِنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنِ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَضَعَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

(كشف الاستار عن زوائد البزار: باب الاستنجا، بالما: جلد 1 صفحہ 130، وتلخيص الحبير جلد 1 صفحہ 106)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ حضرت عکاشہ ابن محسن کی بہن ہیں، قبیلہ بنی اسد سے ہیں، مکہ معظمہ میں اسلام لائیں، پھر ہجرت کی۔

اس حدیث کی بناء پر بعض لوگوں نے کہا کہ شیر خوار لڑکے کا پیشاب پاک ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ناپاک تو ہے لیکن صرف پانی کے چھینٹے سے پاک ہو جاتا ہے، دھونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے امام صاحب کے نزدیک نجاست غلیظہ ہے، دھونا فرض۔ یہاں نَضْحُحُ کے معنی پانی بہانا ہے نہ کہ چھینٹا دینا اور لَمْ يَغْسِلْ کے معنی ہیں بہت مبالغہ سے نہ دھویا کیونکہ ایسے لڑکے کا پیشاب پتلا اور کم بدبودار ہوتا ہے، ورنہ یہی نَضْحُحُ حضرت اسماء کی حدیث میں حیض کے خون کے بارے میں آچکا ہے اگر یہاں اس لفظ سے شیر خوار لڑکے کا پیشاب پاک مانا جائے یا وہاں چھینٹا مانا جائے تو حیض کا خون بھی پاک ماننا پڑے گا اور وہاں چھینٹا کافی ماننا پڑے گا۔ (مراة المناجیح ج 1 ص ۳۶۸)

45- وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

ام المؤمنین ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

روایت فرماتی ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگا کر اس پر ڈال دیا۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

أَتَتْهَا قَالَتْ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَبَعَهُ إِيَّاهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری فی الوضوء، باب بول الصبیان، جلد 1 صفحہ 35) (مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم بول الطفل الرضيع... الخ، جلد 1 صفحہ 139) (ابوداؤد: کتاب الطہارۃ، باب بول الصبی یصیب الثوب، جلد 1 صفحہ 53) (ترمذی: ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی نضح بول الغلام، جلد 1 صفحہ 31) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب بول الصبی الذی... الخ، جلد 1 صفحہ 56) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی بول الصبی الذی لم یطعم، صفحہ 40) (مسند احمد، جلد 6 صفحہ 355)

شرح: مسئلہ:

بچہ چاہے چند منٹ کا ہو اس کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے جس طرح بڑے کا، یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص ۳۶)

46- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأَتِي بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ صُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(بخاری، کتاب الوضوء، باب بول الصبیان، جلد 1 صفحہ 35) (طحاوی، کتاب الطہارۃ، باب حکم بول الغلام، جلد 1 صفحہ 68)

47- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوْلُ الْغُلَامِ يَنْضَحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغَسَّلُ قَالَ قَتَادَةُ هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَ بَوْلُهُمَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ، روایت فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ حکم اس وقت ہے جب وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اگر وہ کھانا شروع کر

دیں تو ان دونوں کے پیشاب کو دھویا جائیگا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو سمیع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ پس آپ کے پاس امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ لائے گئے تو انہوں نے آپ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا پس صحابہ نے اسے دھونے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اس پر پانی چھڑک دو کیونکہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔ اس حدیث پاک کو ابن ماجہ ابو داؤد نسائی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حسن قرار دیا۔

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب بول الصبی یصیب الثوب، جلد 1 صفحہ 54) (نسائی، ابواب الطہارۃ، باب بول الجاریۃ، جلد 1 صفحہ 57) (ابن ماجہ، ابواب الطہارات، باب ماجاء فی بول الصبی... الخ، صفحہ 40) (ابن خزیمہ، کتاب الوضوء، جلد 1 صفحہ 143، رقم الحدیث: 283) (مستدرک حاکم، کتاب الطہارۃ، باب ینضح بول الغلام... الخ، جلد 1 صفحہ 166)

حضرت عبدالرحمن بن ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے پیٹ مبارک یا سینہ اقدس پر امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا حتیٰ کہ میں نے ان کے پیشاب کی لکیریں دیکھیں تو ہم ان کی طرف اٹھے تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب بول الصبی یصیب الثوب، جلد 1 صفحہ 54) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 76)

48- وَعَنْ أَبِي السَّبْحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَجِئْتُ بِالْحَسَنِ أَوْ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَبَالَ عَلَيَّ صَدْرُهُ فَأَرَادُوا أَنْ يَغْسِلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُشَّهُ فَإِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُرْسُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ آخَرُونَ وَ صَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَ الْحَاكِمُ وَ حَسَنَةُ الْبُخَارِيُّ.

49- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى بَطْنِهِ أَوْ عَلَى صَدْرِهِ حَسَنٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَالَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَوْلَهُ أَسَارِيَعًا فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ دَعُوهُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

آپ نے پانی منگایا اور اس پر ڈال دیا۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم بول الغلام)

جلد 1 صفحہ 68)

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہما روایت فرماتی ہیں جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ انہیں مجھے عطا فرمائیں تاکہ میں ان کی کفالت کروں (یا) فرمایا تاکہ میں ان کو اپنا دودھ پلاؤں تو آپ نے ایسا ہی کیا پھر میں انہیں (ایک دن) لے کر آئی اور آپ کے سینے پر بٹھادیا تو انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ پس پیشاب آپ کی چادر مبارک تک پہنچ گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چادر مجھے دیجئے تاکہ میں اسے دھوؤں تو آپ نے فرمایا کہ بچے کے پیشاب پر صرف پانی ڈالا جاتا ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

50- وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطِنِيهِ أَوْ ادْفَعَهُ إِلَيَّ فَلَا كِفْلَهُ أَوْ أَرْضِعَهُ بِلَبَنِي ففَعَلَ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ عَلَيْهِ قَاصِبَ إِزَارَةٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي إِزَارَكَ أَغْسِلُهُ قَالَ إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم بول الغلام)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمُحْتَمَانِ فَرَمَاتے ہیں:

آپ کی کنیت ام فضل ہے، قبیلہ بنی عامر سے ہیں، حضرت میمونہ کی ہمشیرہ اور سیدنا عباس کی زوجہ ہیں، حضرت عباس کی اکثر اولاد آپ سے ہی ہے، بی بی خدیجہ کے بعد سب سے پہلے عورتوں میں آپ اسلام لائیں، عبداللہ بن عباس اور فضل ابن عباس جیسے اسلام کے شہزادوں کی ماں ہیں۔

عشاق کہتے ہیں کہ نانا کی گود میں پیشاب کرنا سنت حسین ہے اور نواسے سے اپنے کپڑوں پر پیشاب کرنا سنت رسول اللہ ہے۔ سنا گیا ہے کہ حضرت مجدد دہندہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میرے ایک نواسے (یعنی بیٹی کا لڑکا) ہوگا اس بچے سے میری قبر پر پیشاب کرادیا جائے پھر قبر دھوی جائے کیونکہ ساری سنتوں پر میں نے عمل کیا، نواسے سے پیشاب کرالینے کی سنت ادا نہیں ہو سکی، یہ سنت میری قبر پر ادا کرائی جائے۔ سبحان اللہ! فتویٰ عشق کچھ اور ہی ہے۔

کیونکہ شیر خوار بچی کا پیشاب بچے کے پیشاب سے زیادہ بدبودار ہوتا ہے، نیز کپڑے پر پھیلتا زیادہ ہے اس لئے معمولی پانی سے دھلتا نہیں، لڑکے کا پیشاب اس کے برعکس ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی خلاف نہیں۔ یرش حضرت ابو یوسف کا

اپنا قول ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، وہ اپنے خیال میں بیٹھنے کے معنی کر رہے ہیں۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں بیٹھنے کے معنی پانی بہانا ہے نہ کہ چھینٹا مارنا۔ خیال رہے کہ ابوسحیح کا نام ایاد ہے اور آپ حضور کے آزاد کردہ غلام و خادم ہیں، بعض علماء نے فرمایا کہ چھوٹے لڑکوں کو عموماً والد اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور مجلس میں لے جاتے ہیں اس لئے ان کے پیشاب دھونے میں آسانی کی گئی، لڑکیاں اکثر ماں کی گود ہی میں رہتی ہیں، اس لئے اس کی نرمی کی ضرورت نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب! (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۴۲)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ، اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اس لڑکے کے پیشاب پر پانی بہاتی تھیں جو ابھی کھانا نہ کھاتا ہو اور جب وہ کھانا شروع کر دیتا تو اسے دھوتی اور لڑکی کے پیشاب کو (مطلقاً) دھوتی تھیں۔ اس حدیث پاک کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں، ان جیسی روایات کی وجہ سے علامہ طحاوی اس طرف گئے ہیں کہ لڑکے کے پیشاب میں پانی چھڑکنے سے مراد پانی ڈالنا ہے تاکہ تمام احادیث کے درمیان تطبیق ہو جائے۔

ان جانوروں کے پیشاب کے بیان میں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے

حضرت براء سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کے پیشاب میں کچھ حرج نہیں جس کا گوشت کھایا جائے۔ اور جابر کی روایت میں ہے کہ جس کا گوشت کھایا جائے اس کے پیشاب سے کوئی حرج نہیں اسے دارقطنی نے روایت کیا اور ضعیف قرار دیا اور اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی

51- وَعَنْ الْحَسَنِ عَنِ أُمِّهِ أَنَّهَا أَبْصَرَتْ أُمَّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ وَكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ قَالَ النَّيْمِيُّ لِأَجْلِ أَمْثَالِ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ ذَهَبَ الطَّحَاوِيُّ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّضْحِ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ صَبُّ الْمَاءِ عَلَيْهِ تَوْفِيقًا بَيْنَ الْأَخْبَارِ (ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب بول الصبی یصیب الثوب، جلد 1 صفحہ 54)

بَابُ فِي بَوْلِ مَا  
يُؤْكَلُ لِحَبِّهِ

52- عَنِ الْبُرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا أُكِلَ لِحَبِّهِ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَضَعَفَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَإِسْنَادُهُ وَاهٍ جِدًّا. (دارقطنی، کتاب الطہارۃ، باب نجاسة البول... الخ، جلد 1 صفحہ 128)

روایت بھی ہے جس کی سند بہت زیادہ کمزور ہے۔

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمَانِ فَرَمَاتے ہیں:

یعنی حلال چرندوں کا پیشاب پاک ہے۔ اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے حلال جانوروں کے پیشاب کو پاک مانا مگر ہمارے امام صاحب کے ہاں ناپاک ہے، انکی دلیل وہ حدیث ہے جو باب "عذاب قبر" میں گزر چکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کہ عموماً عذاب قبر اس سے ہوتا ہے۔ اور جسکی قبر پر کھجور کی تر شاخ گاڑھی تھی اس کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ اونٹوں کا چرواہا تھا۔ اس میں حرج سے مراد سخت حرج ہے یعنی جیسے حرام جانوروں کا پیشاب نجاست غلیظہ ہوتا ہے کہ ایک درہم کی بقدر لگنے سے کپڑا نجس ہو جاتا ہے، ایسا حلال جانوروں کا پیشاب نہیں بلکہ وہ نجاست خفیفہ ہے کہ چہارم کپڑا آلود ہو تو ناپاک ہوگا۔ لہذا یہ حدیث امام صاحب کے خلاف نہیں۔ عرینہ والوں کی حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اونٹوں کا پیشاب کی اجازت دی، اس کی تحقیق اسی حدیث کے ماتحت کی جائے گی۔ ان شاء اللہ یہاں صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ سخت ضرورت کے موقع پر دواء حرام چیز کا استعمال جائز ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۴۸۴)

لید کے ناپاک ہونے کے بیان میں

بَابُ فِي نَجَاسَةِ الرَّوْثِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے پاس تین پتھر لاؤں۔ پس میں نے دو پتھر پائے اور تیسرا تلاش کیا (لیکن) مجھے نہ ملا تو میں نے لید لے لیا وہ لید آپ کے پاس لایا تا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو پتھر لے لئے اور لید پھینک دیا اور فرمایا یہ گندگی ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

53- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطُ فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالتَّمَسْتُ الثَّلَاثَ فَلَمْ أَجِدْ فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هَذَا رِكْسٌ۔  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (بخاری) کتاب الوضوء، باب لا یستنجی بروث، جلد 1 صفحہ 27)

شرح: نجاستوں کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں ایک غلیظہ (بخاری نجاست) دوسرے خفیفہ (ہلکی نجاست)۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، الفصل الثانی، ج ۱ ص ۳۵-۳۶)

نجاست غلیظہ:- جیسے پیشاب پاخانہ، بہتا ہوا خون، پیپ، منہ بھرتے، دکھتی ہوئی آنکھ کی کچھڑ کا پانی، دودھ پینے والے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب، بچے نے جو منہ بھر کرتے کی، مرد یا عورت کی منی، حرام جانوروں جیسے کتا، شیر، سور وغیرہ کا



پیشاب، پاخانہ اور گھوڑے، گدھے، ٹحّر کی لید۔ اور حلال جانوروں کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس وغیرہ کا گو برا اور اونٹ کی میٹنی مرغی اور بطن کی بیٹ، ہاتھی کے سونڈ کا پانی، درندہ جانوروں کا تھوک، شراب، نشہ دلانے والی تاثیر، سانپ کا پاخانہ، مردار کا گوشت، یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔ (الفتاویٰ الحمیدیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶)

نجاست خفیفہ :- جیسے گائے، بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ حلال جانوروں کا پیشاب یوں ہی گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ یہ سب نجاست خفیفہ ہیں۔ (الفتاویٰ الحمیدیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الثانی فی لاعیان الحجۃ، ج ۱، ص ۴۵-۴۶)

مسئلہ :- نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کئے اگر نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصد پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر نماز کو حقیر چیز سمجھتے ہوئے ایسا کیا تو کفر ہوا۔ اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کو ہر الینا واجب ہے اور قصد پڑھی تو گناہ گار بھی ہوا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی۔ اور اس نماز کو دو ہر الینا بہتر ہے۔ (رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج ۱، ص ۵۷۱)

مسئلہ :- نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، لید، گو بر تو درہم کے برابر یا کم زیادہ ہونے کے معنی یہ ہے کہ وزن میں درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہو درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے درہم کی لمبائی چوڑائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے۔ یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ آہستہ اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی رک نہ سکے۔ اب جتنا پانی کا پھیلاؤ ہے۔ اتنی بڑی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے۔ یعنی روپے کی لمبائی چوڑائی کے برابر۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج ۱، ص ۵۷۳-۵۷۴)

## بَابُ فِي أَنْ مَا لَا نَفْسَ لَهُ

### سَأَلَهُ لَا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ

54- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ

النَّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْبِسْهُ ثُمَّ

لِيَنْزِعْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ

شِفَاءٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری، فی بدء الخلق، باب

إذا وقع الذباب... الخ، جلد 1 صفحہ 467)

وہ جانور جن میں بہنے والا خون نہ ہو ان کے

مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم

میں سے کسی ایک کے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو وہ

اسے ڈبو دے پھر اسے نکالے (کیونکہ) اس کے دو

پروں میں سے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے پر

میں شفاء ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

روایت کیا۔

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ذباب بنا ہے ذب سے بمعنی دفع کرنا، مکھی کو ذباب اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو بار بار دفع کیا جاتا ہے مگر یہ آتی رہتی ہے، ذباب بمعنی دفع کی ہوئی چیز۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ مکھی نجس نہیں ہے پاک ہے اور چونکہ اس میں بہتا ہوا خون نہیں ہے اس لیے پانی، دودھ، شوربے وغیرہ میں ڈوب کر مر جانا اسے نجس نہیں کرتا، یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف یہ احتمال کہ شاید مکھی نجاست پر بیٹھ کر آتی ہو، شاید اس پر گندگی لگی ہو اس لیے یہ شور بانا پاک ہو گیا ہو معتبر نہیں، شریعت ظاہر پر ہے۔

حدیث بالکل ظاہری معنی میں ہے کسی تاویل و توجیہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت جانوروں میں زہر و تریاق جمع فرما دیا ہے۔ شہد کی مکھی کے منہ سے شہد نکلتا ہے جو بیماریوں کی شفاء ہے اور اس کے ڈنگ سے زہر نکلتا ہے جو بیماری ہے، بچھو کے ڈنگ میں زہر ہے اور خود بچھو کے جسم کی راکھ زہر کا علاج ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ مکھی پہلے زہر پلا بازو ڈالتی ہے تم دوسرے بازوؤں کو غوطہ دے کر پھینکو، زہر پلا بازو پہلے ڈالنا اس کی فطری بات ہے، دیکھو چیونٹی کو رب تعالیٰ نے کیسی کیسی باتیں سکھادی ہیں، گندم جمع کرتی ہے اگر بھیگی گندم ہو تو اسے خشک کرتی ہے پھر ایسے طریقہ سے رکھتی ہے کہ آئندہ نہ بھیگ سکے، دو ٹکڑے کاٹ کر رکھتی ہے تاکہ آگ نہ جائے، دھنیہ کو نہیں کاٹتی کہ وہ ثابت بھی نہیں آگتا۔ پاک ہے وہ رب بے نیاز جس نے بے عقل جانوروں کو یہ سمجھ بخشی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مخلوق کی ہر خاصیت سے خبردار ہیں حاکم بھی ہیں حکیم بھی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مرآة المناجیح ج 5 ص 1008)

حیض کے خون کے ناپاک ہونے کا بیان

بَابُ نَجَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! فرمائیے تو ہم میں سے جب کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ تو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے مل دے پھر پانی سے دھو دے پھر اس میں نماز پڑھ لے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

55- عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ تَحْتُهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

(بخاری، فی الوضوء، باب غسل الدم، جلد 1)

صفحہ 36) (مسلم، کتاب الطہارۃ، باب نجاسة الدم

وکیفیۃ غسلہ، جلد 1 صفحہ 140)

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حیض کا خون نجاست غلیظہ ہے اس لئے اس کے دھونے میں مبالغہ کرنا چاہیے اسی لئے سرکار نے دھونے سے قبل ملنے کا حکم دیا۔ دوسرے یہ کہ ناپاک کپڑا دھلتے ہی پاک ہو جاتا ہے اس لئے سوکھنا شرط نہیں۔ تیسرے یہ کہ نضح کے معنی چھڑکنا یا چھیننا دینا نہیں بلکہ دھونا ہیں کیونکہ حیض کا خون پانی کے چھینٹے سے پاک نہیں ہوتا، خوب دھویا جاتا ہے، لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شیر خوار لڑکے کا پیشاب چھینٹے سے پاک نہیں ہوتا اس کا دھونا ضروری ہے کیونکہ وہاں بھی لفظ نضح ہی آرہا ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۶۵)

56- عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثُّوبِ قَالَ حُكِّيهِ بِضِلْعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ خَزِيمَةَ وَابْنُ حِبَانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے میں لگ جائے تو آپ نے فرمایا کہ اسے لکڑی سے کھرچ دو اور بیری کے پتوں والے پانی سے دھو ڈالو۔ اس حدیث کو ابو داؤد نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب المرأة تغسل ثوبها... الخ، جلد ۱ صفحہ 52) (نسائی، کتاب المیاء، باب دم الحيض يصيب الثوب، جلد ۱ صفحہ 69) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء في دم الحيض يصيب الثوب، صفحہ 46) (صحیح ابن خزیمہ، باب استحباب غسل دم الحيض من الثوب بالماء والسدر، جلد ۱ صفحہ 22، رقم الحدیث: 277) (ابن حبان، کتاب الطہارۃ، باب تطهير النجاسة، جلد 3 صفحہ 282)

جوتے کو لگنے والی نجاست کا بیان

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے پلیدی کو روندے تو مٹی اس کے لیے پاکی ہے اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ ابو داؤد میں ام المؤمنین ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کا ہم معنی شاہد موجود ہے۔

بَابُ الْأَذَى يُصِيبُ النَّعْلَ

57- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَطِئَ الْأَذَى بِخُفِّهِ فَطَهَّرُوهَا التَّرَابُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَعِنْدَهُ لَهُ شَاهِدٌ بِمَعْنَاهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. (ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الاذى يصيب النعل، جلد 1 صفحہ 55)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں نجاست سے سوکھی ناپاکی مراد ہے یعنی اگر جوتے یا چمڑے کے موزے سے سوکھی ناپاکی لگ جائے تو آئندہ چلنے کی وجہ سے وہ الگ ہو جائے گی، نیز اگر گیلی ناپاکی بھی جوتے وغیرہ میں لگ کر سوکھ جائے وہ بھی زمین سے رگڑ کھا کر پاک ہو جاتی ہے مگر تر ناپاکی جب تک کہ تر رہے رگڑ سے پاک نہیں ہو سکتی، نیز غیر ول والی نجاست جیسے پیشاب یا شراب اگر جوتے یا موزے میں لگ کر سوکھ جائے تو بغیر دھوئے پاک نہیں ہوگا، یہ حدیث مجمل ہے اس کی تفصیل کتب فقہ سے معلوم کرو۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۲۷۳)

ان احادیث کے بیان میں جو عورت کے بچے

ہوئے پانی کے بارے میں وارد ہوئیں

حضرت حکم ابن عمرو سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ مرد و عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے اس حدیث کو اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي

فَضْلِ طَهْوْرِ الْمَرْأَةِ

58 - عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهْوْرِ الْمَرْأَةِ. رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ وَأَخْرَوْنَ وَحَسَنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَبَانَ.

(ابوداؤد، کتاب الطہارة، باب الوضوء، بفضل المرأة، جلد 1 صفحہ 11) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب کراہیۃ فضل طہور المرأة، جلد 1 صفحہ 19) (نسائی، کتاب العیاء، باب النهی عن فضل وضوء المرأة، جلد 1 صفحہ 64) (ابن ماجہ، کتاب الطہارة، باب النهی عن ذلك، صفحہ 31) (صحیح ابن حبان، کتاب الطہارة، باب الوضوء، بفضل وضوء المرأة، جلد 3 صفحہ 223)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ امتحان فرماتے ہیں:

آپ صحابی ہیں، غفاری ہیں، بصرہ میں قیام رہا، زیاد نے پہلے آپ کو بصرہ کا، پھر خراسان کا حاکم بنایا، ۵۱ مقام مرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی عورت کے غسل یا وضو سے بچے ہوئے پانی سے مرد کا غسل یا وضو کرنا بہتر نہیں، لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنی بعض ازواج کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا اور فرمایا کہ پانی جب نہیں ہوتا کیونکہ وہ حدیث بیان جواز کے لئے ہے اور یہ بیان استحباب کے لئے ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۲۷۳)

59 - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَمْدِيِّ قَالَ لَقِيتُ رَجُلًا حميد حميري سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اس شخص

سے ملا جو حضرت ابو ہریرہ کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہے فرمایا منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ عورت مرد کے بچے ہوئے سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے سے غسل کرے دونوں ایک ساتھ چلو لیں اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

صَحِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ سِنِينَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَيَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَلِيَعْتَرِفَا بِجَمِيعًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، بفضل المرأة، جلد 1 صفحہ 11) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب ذکر النهی عن

الاعتسال بفضل الجنب، جلد 1 صفحہ 47)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ حمید ابن عبدالرحمن ہیں، بصرہ کے باشندے، قبیلہ خمیر سے ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں اپنے زمانہ میں بڑے عالم تھے۔

وہ صحابی یا حکم ابن عمرو ہیں یا عبداللہ ابن سرجس اور یا عبداللہ ابن مغفل، چونکہ تمام صحابہ عادل ہیں اس لئے صحابی کا نام معلوم نہ ہونا مضرت نہیں۔

یہ ممانعت بھی تنزیہی ہے یعنی ایسا کرنا بہتر نہیں اگر کرے تو حرج بھی نہیں۔

آپ کا نام مسدد (دال کے فتح) سے ابن مسرحد ہے، تبع تابعین میں ہیں، بصرہ کے باشندے ہیں، ۱۲۸ھ میں وفات ہوئی۔

یعنی اگر عورت و مرد ایک برتن سے وضو یا غسل کریں تو آگے پیچھے چلوانہ لیں بلکہ ایک ساتھ لیں تاکہ ان میں سے کوئی دوسرے کے فضلہ سے طہارت نہ کرے اگرچہ آئندہ چلوؤں میں فضلہ سے ہی طہارت ہوگی مگر یہ معاف ہے۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنا و سوسہ کی بیماری پیدا کرتا ہے خصوصاً جب کہ پانی نکلنے کی کوئی نالی وغیرہ نہ ہو اور روزانہ بال کاڑھنے مانگ نکلنے میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کام کبھی کبھی کرنا سنت ہے، بال پر آگندہ رکھنا بھی ٹھیک نہیں۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۲۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اس

60- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. رَوَاهُ

مُسْلِمٌ. (مسلم 'كتاب الحيض' باب القدر المستحب من الماء... الخ 'جلد 1 صفحہ 148)

61- وَعَنْهُ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَفْنَةٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا أَوْ يَغْتَسِلَ فَقَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجُنُبُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ. قَالَ التِّيمَوِيُّ اإِخْتَلَفُوا فِي التَّوْفِيقِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ فَجَمَعَ بَعْضُهُمْ بِحَمْلِ النَّهْيِ عَلَى التَّنْزِيهِ وَبَعْضُهُمْ بِحَمْلِ أَحَادِيثِ النَّهْيِ عَلَى مَا تُسَاقِطُ مِنَ الْأَعْضَاءِ لِكَوْنِهِ صَارَ مُسْتَعْمَلًا وَالْجَوَازِ عَلَى مَا بَقِيَ مِنَ الْمَاءِ وَبِذَلِكَ جَمَعَ الْخَطَّابِيُّ.

(ابوداؤد 'كتاب الطهارة' باب الماء لا يجنب' جلد 1 صفحہ 10) (ترمذی 'ابواب الطهارات' باب الرخصة في ذلك' جلد 1 صفحہ 19) (صحيح ابن خزيمة' باب اباحة الوضوء بفضل غسل المرأة... الخ' جلد 1 صفحہ 19' رقم الحديث: 109)

حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ نے لگن سے غسل کیا پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے وضو یا غسل کرنے تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جنابت سے تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بچا ہوا) پانی تو جنبی نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں کہ محدثین نے ان روایات کی تطبیق میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے ممانعت والی احادیث کو مکروہ تنزیہ پر محمول کیا ہے اور بعض نے ممانعت والی احادیث کو اس پانی پر محمول کیا ہے جو غسل کرتے وقت اعضاء سے گر (کر جمع ہو) کیونکہ وہ مستعمل پانی ہے اور جواز والی روایت کو (برتن میں) بچے ہوئے پانی پر محمول کیا ہے۔ امام خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی طرح تطبیق دی ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

وہ بیوی حضرت میمونہ تھیں۔ اور لگن میں غسل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس سے پانی لے کر غسل کیا نہ کہ اس میں بیٹھ کر

یعنی بقیہ پانی حضرت میمونہ کا فضالہ تھا غسل نہ تھا۔

یعنی عورت کے فضالے سے مرد وضو غسل کر سکتا ہے۔ خیال رہے کہ تیسری فصل میں اس سے ممانعت بھی آرہی ہے

مگر وہ ممانعت بیان کراہت (تنزیہی) کے لئے ہے اور یہ حدیث بیان جواز کے لئے یعنی عورت کے فضالے سے مرد کا وضو



یا غسل کرنا بہتر نہیں لیکن اگر کرے تو جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۳۴)

ان روایات کا بیان جو دباغت کے

پاک کرنے میں وارد ہوئیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ کی لونڈی کو بکری صدقہ دی گئی وہ مرگئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر گزرے تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی تم اسے پکا لیتے اور نفع اٹھاتے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو مردار ہے فرمایا کہ اس کا کھانا صرف حرام ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي

تَطْهِيرِ الدِّبَاغِ

62- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ تُصَدِّقُ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَإِنَّتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حُرْمَةُ أَكْلِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الحيض، باب الطهارة جلود الميتة بالدباغ، جلد 1 صفحہ 158)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ مردار جانور کی کھال پکنے سے پاک ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ مردار کے بال، سوکھی ہڈیاں، پٹھے پاک ہیں۔ سوا کھانے کے اور کام میں لائے جاسکتے ہیں۔ دیکھو ہاتھی کا دانت اور مری بھینسوں کے سینگ وغیرہ کی کنگھیاں اور کنگن بنائے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا کو ہاتھی کے دانت کے کنگن پہنائے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۳۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

63- وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طُهِرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الحيض، باب الطهارة جلود الميتة بالدباغ، جلد 1 صفحہ 159)

حضرت میمونہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ قریش کے کچھ لوگ حضور پر گزرے جو اپنی بکری کو گدھے کی طرح کھینچ رہے تھے ان سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کی کھال لے لی ہوتی وہ بولے کہ یہ تو

64- وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ يَجْرُؤْنَهَا فَقَالَ لَوْ أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ يُطَهَّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرْظُ رَوَاهُ

ابوداؤد والنسائی وأخرون وصححه ابن  
السکین والحاکم۔ (ابوداؤد کتاب اللباس باب فی  
أحب المیتة جلد 2 صفحہ 213) (نسائی کتاب الفرع  
والعتیرہ باب ما یدبغ به جلود المیتة جلد 2 صفحہ 190)  
مردار ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے  
پانی اور بول کے پتے پاک کر دیتے ہیں اس حدیث کو  
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ  
علیہم نے روایت کیا اور ابن سکین اور حاکم نے اسے  
صحیح قرار دیا۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

انکا یہ خیال تھا کہ قرآن پاک کا فرمان "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ" مراد کی ہر چیز کو شامل ہے کہ نہ اس کا  
کھانا جائز اور نہ اس کی کسی چیز کا استعمال کسی طرح حلال، اس خیال پر وہ اسے پھینکنے کے لئے جارہے تھے۔ معلوم ہوا کہ  
حدیث کے بغیر قرآن کی سمجھنا ممکن ہے۔

خیال رہے کہ کھال کی پاکی کے لئے دھونا فرض نہیں لہذا یہاں پانی سے مراد کچی دباغت ہے یعنی دھو کر سکھا  
لینا، اور بول کی پتے اور چھال سے مراد کچی دباغت ہے، اور ہو سکتا ہے کہ پانی سے مراد دھونا ہی ہو، اور حکم استحبابی ہو یعنی  
کھال دھو کر پکانا بہت بہتر ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص 29)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اما قول الدر هل يشترط لطهارة جلده كونه ذكاته شرعية قيل نعم وقيل لا والاول  
اظهر لان ذبح الجوسي وتارك التسمية عمدا كلا ذبح اذ اقول نعم ذلك في حق الحل اما طهارة  
المجلد فلا تتوقف عليه وانما هي لان الذبح يعمل عمل الدباغ في ازالة الرطوبات النجسة كما في  
الهداية بل لانه يمنع من اتصالها به والدباغ مزيل بعد الاتصال ولما كان الدباغ بعد  
الاتصال مزيلا ومطهرا كانت الذكاة البانعة من الاتصال اولى ان تكون مطهرة كما في  
العناية ولا شك ان هذا يعم كل ذبح فكان كما اذا دبغ جوسي فالظاهر ما اختاره الامام  
قاضيخان هذا ولعل الاوفق بالقياس والا لصق بالقواعد ما ذكر تصحيحه في التنوير والدر  
والقنية ايضا وبه جزم الاكمل والكمال وابن الكمال في العناية والفتح والايضاح وبالجملة  
هنا قولان مصححان وهذا اوفق وذاك ارفق فاختر لنفسك والاحتياط اولى۔

(الدر المختار باب السياه مجتہبی دہلی ۱/۳۸) (الہدایۃ قبیل فصل فی البئر المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۲۳) (العناية مع الفتح القدير مطبوعہ سکھر ۱/۸۳)  
لیکن در مختار کا یہ قول کہ کیا چمڑے کے پاک ہونے کیلئے شرعی ذبح شرط ہے، بعض نے کہا کہ ہاں اور بعض نے کہا  
نہیں۔ اور اول زیادہ ظاہر ہے کیونکہ مجوسی اور بسم اللہ کو قصداً چھوڑنے والے کا ذبح کالعدم ہوتا ہے، میں کہتا ہوں کہ ہاں

حلال ہونے کے معاملہ میں تو ایسے ہے لیکن چمڑے کے پاک ہونے کا حکم اس پر موقوف نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ ذبح کرنے والا اپنے عمل میں دباغ کا عمل کرتا ہے کہ وہ نجس رطوبات کو نکال دیتا ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے بلکہ ذبح کا عمل چمڑے سے ناپاک رطوبتیں لگنے سے منع کرتا ہے جبکہ دباغت کا عمل ناپاک رطوبتوں کو لگنے کے بعد زائل کرتا ہے اور دباغت جو کہ رطوبات کو لگنے کے بعد زائل کرتی ہے، سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے تو ذبح سے بطریق اولیٰ پاک ہوگا کیونکہ وہ رطوبات کو چمڑے کے ساتھ لگنے سے روک دیتا ہے جیسا کہ عنایہ میں ہے اور بلاشبہ یہ چیز ہر ذبح میں پائی جاتی ہے جیسا کہ ہر دباغت سے پاک ہو جاتا ہے خواہ مجوسی ہی دباغت کرنے لہذا ظاہر حکم وہی ہے جس کو قاضی خان نے بیان کیا ہے، اس کو محفوظ کرو۔ ہو سکتا ہے جس قول کی تصحیح تنویر، ذرا اور قنیہ نے کی وہ بھی قیاس کے موافق اور قواعد کے مطابق ہو۔ اسی کو اکمل، کمال اور ابن کمال نے عنایہ، فتح اور ایضاح میں اختیار کیا ہے۔ حاصل یہ کہ صحیح شدہ یہ دونوں قول ہیں ایک قیاس و قاعدہ کے زیادہ قریب ہے اور دوسرا آسانی کا باعث ہے اپنے طور پر جسے چاہو پسند کرو مگر احتیاط بہتر ہے۔

واگر از منہم گرزیم و گیریم کہ ذابح معاذ اللہ مرتد شد و بیچہ بمجموع اجزا ہا نجس گشت بریں تقدیر نیز دباغت را موجب طہارت ندانستن جہل عظیم و باطل باجماع ائمہ ماست فقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایما احباب دین فقد طہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس بیروت ۱/۲۱۹)

اور اگر ہم اس کو بھی درگزر کریں اور تسلیم کر لیں کہ ذابح معاذ اللہ مرتد ہے اور بیچہ کے چمڑے سمیت تمام اجزاء ناپاک ہیں تب بھی دباغت کے عمل سے چمڑے کو پاک نہ ماننا جہالت ہے اور باطل ہے کیونکہ اس پر تمام ائمہ کا اجماع ہے اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر چمڑا لگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۳، ص ۲۶۷)

حضرت سلمہ بن محقق رضی اللہ عنہما روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشکیزے سے پانی منگایا جو ایک عورت کے پاس تھا تو اس نے عرض کیا یہ مشکیزہ مردار (کے چمڑے سے بنا ہوا) ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اس کو دباغت نہیں دی تھی؟ اس نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا اس کی دباغت ہی اسے پاک کرنے والی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

65- وَعَنْ سَلْمَةَ بِنِ الْمُحَبِّبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ قَرْبَةٍ عِنْدَ امْرَأَةٍ فَقَالَتْ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ دَبَّغْتَهَا قَالَتْ بَلَى قَالَ دَبَّغْتَهَا ذَكَامُهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَخْرُؤُنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مسند احمد، جلد 5 صفحہ 7) (نسائی، کتاب الفروع)

والعتيرة، باب جلود الميتة، جلد 2 صفحہ 190)

شرح: مُفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:  
آپ صحابی ہیں، شام کے رہنے والے۔ بعض لوگوں نے محقق کی ب کوزیر پڑھا ہے مگر صحیح فتح ہے۔ آپ سے خواجہ  
حسن بصری وغیرہ نے روایت لی ہیں۔

تبوک مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے، غزوہ تبوک ۹ھ میں ہوا یہ حضور کا آخری باقاعدہ غزوہ

ہے۔

ان لوگوں نے اپنے خیال میں اس مشک کو ناپاک خیال کیا ہوا تھا اور اس کا پانی پیتے نہ تھے بلکہ گارے وغیرہ میں  
استعمال کرتے تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ پکنے سے پاک ہو چکی ہے اس کا پانی پینا جائز ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۸۰)

حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ، روایت فرماتے ہیں  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے  
ایک مہینے پہلے ہماری طرف یہ بات لکھ کر بھیجی کہ تم مردار  
کے چمڑے اور پٹھوں سے نفع نہ اٹھاؤ۔ اس حدیث کو  
اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور یہ حدیث انقطاع اور  
اضطراب کی وجہ سے مضطرب ہے۔

66- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَكِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرٍ أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ  
الْمَيْتَةِ بِأَهَابٍ وَلَا عَصَبٍ رَوَاةُ الْخَمْسَةِ وَهُوَ  
مَعْلُومٌ بِالْإِنْقِطَاعِ وَالْإِضْطِرَابِ.

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی اہب المیتة، جلد 2 صفحہ 214) (ترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی جلود المیتة  
اذا دبت، جلد 1 صفحہ 303) (نسائی، کتاب الفرع والعتیرة، باب ما یدبغ بہ جلود المیتة، جلد 2 صفحہ 191) (ابن ماجہ،  
کتاب اللباس، باب من کان لا ینتفع من المیتة باہاب ولا عصب، صفحہ 266) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 310)

شرح: مُفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ تابعین میں سے ہیں کہ حضور کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ کر سکے، قبیلہ بنی ہاہلہ سے ہیں یا جہنیہ سے، حضرت عمر  
فاروق، ابن مسعود، حضرت حذیفہ سے ملاقات ہے، کوفہ میں قیام رہا۔

کچی کھال کو اہاب کہتے ہیں اور کچی کو جلد۔ مردار کی کچی کھال بھی نجس ہے اور پٹھا بھی کہ نہ اس سے نفع لینا جائز نہ اس  
کی تجارت حلال۔ پکانے اور خشک کرنے کے بعد سب کچھ جائز ہے کہ مردار کا سینگ، ناخن وغیرہ جن میں زندگی کا اثر نہیں  
ہوتا اور جن کے کاٹنے سے اسے تکلیف بھی نہیں ہوتی ان سے نفع اٹھانا مطلقاً جائز ہے، یہی تمام آئمہ کا مذہب ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۷۷)

## بَابُ أُنْيَةِ الْكُفَّارِ

## کفار کے برتنوں کا بیان

67- عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا  
بِأَرْضِ قَوْمٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفْنَأْكُلُ فِي  
أَنْبِيَتِهِمْ فَقَالَ لَا تَأْكُلُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا  
غَيْرَهَا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. رَوَاهُ  
الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ سفر والے ہیں یہود اور عیسائیوں اور مجوسیوں پر گزرتے ہیں تو ان کے برتنوں کے سوا اور برتن نہیں پاتے فرمایا اگر ان کے علاوہ نہ پاؤ تو انہیں پانی سے دھولو پھر اس میں کھاؤ پیو اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہا نے روایت کیا ہے۔

(بخاری 'کتاب الذبائح' باب أنية المجوس والميثة' جلد 2 صفحہ 826) (مسلم 'کتاب الصيد' باب الصيد بالکلاب

المعلمة' جلد 2 صفحہ 146)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی میں اور میرے قبیلہ والے لوگ اکثر سفر میں رہتے ہیں اور ہم کو اکثر یہ واقعات پیش آتے ہیں جو عرض کر رہے ہیں۔

یہ حکم احتیاطی ہے، چونکہ یہود و نصاریٰ اپنے برتنوں میں سوز و شراب استعمال کرتے ہیں پھر باقاعدہ انہیں پاک نہیں کرتے اس لیے اس احتیاط کا حکم دیا گیا۔ فتویٰ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ مشرکین کے برتن ان کے پکائے ہوئے کھانے پاک ہیں جب تک کہ ہم کو ان کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو شریعت ظاہر پر ہے۔ آج ولایتی دوائیں، گھی اور بہت سی قسم کے بسکٹ، چاکلیٹ وغیرہ ولایت سے بن کر آتی ہیں، مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، یوں ہی ولایتی دودھ بلکہ ولایتی ڈبوں کا گوشت یہ سب کچھ شرعاً پاک و حلال ہیں کیونکہ ان کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ تقویٰ یہ ہے کہ ان کے کھانے سے پرہیز کرے، یوں ہی ولایتی کپڑے پاک ہیں ان کا دھونا لازم نہیں۔ حضرات صحابہ کرام بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ہدیہ بھیجے ہوئے کپڑے استعمال فرمائے، ان میں نمازیں پڑھیں یہ سب فتویٰ ہے یہاں تقویٰ کی تعلیم ہے اور یہ امر استحبابی ہے۔ (مرآة المناجیح ج 5 ص 980)

## بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ

## بیت الخلاء کے آداب کا بیان

68- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ  
الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا  
بِبَوْلٍ وَلَا بِغَائِطٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا. رَوَاهُ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے آؤ تو پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت نہ تم قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ ہی پیٹھ کرو

## الْجَمَاعَةُ

لیکن تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو اس حدیث کو  
محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب لا تستقبل القبلة... الخ' جلد 1 صفحہ 26) (مسلم 'کتاب الطہارة' باب الاستطابة'  
جلد 1 صفحہ 130) (ابوداؤد 'کتاب الطہارة' باب کراهية استقبال القبلة عند... الخ' جلد 1 صفحہ 3) (ترمذی 'ابواب  
الطہارات' باب فی النهی عن استقبال القبلة... الخ' جلد 1 صفحہ 8) (نسائی 'کتاب الطہارة' باب استدبار القبلة عند  
الحاجة' جلد 1 صفحہ 10) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارة' باب النهی عن استقبال القبلة بالغانط والبول' صفحہ 27) (ترمذی  
'ابواب الطہارة' باب فی النهی عن استقبال القبلة بغائط او بول' جلد 1 صفحہ 8) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 421)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کا نام خالد بن زید ہے، انصاری ہیں، خزرجی ہیں، بیعت عقبہ میں موجود تھے، تمام غزوات میں حضور کے ساتھ  
رہے، حضور نے ہجرت کے دن اولاً انہی کے گھر قیام فرمایا، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے وقت حضرت علی مرتضیٰ کے  
ساتھ تمام جنگوں میں شامل رہے، یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں جو روم پر جہاد ہوئے ان میں آپ غازیانہ شان سے  
شامل تھے، قسطنطنیہ پر حملہ کے وقت بیمار ہو گئے، وصیت کی کہ اس جہاد میں میری میت اپنے ساتھ رکھنا، اور قسطنطنیہ فتح  
ہو جائے تو مجاہدین کے قدموں کے نیچے مجھے دفن کرنا، چنانچہ آپ قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے مدفون ہیں، آپ کی قبر زیارت  
گاہ خواص و عام ہے۔ بیمار ان کی قبر کی مٹی سے شفا پاتے ہیں۔ (مرقاۃ و اکمال)

یعنی پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے۔ چونکہ مدینہ منورہ میں قبلہ جانب جنوب ہے اور شام یعنی  
بیت المقدس جانب شمال، وہاں کے لحاظ سے فرمایا گیا کہ شرق یا غرب کو منہ کر لو۔ چونکہ ہمارے ہاں قبلہ جانب مغرب ہے  
لہذا ہم لوگ جنوب یا شمال کو منہ کریں گے۔ خیال رہے کہ اس حدیث میں جنگل یا آبادی کی کوئی قید نہیں۔ بہر حال کعبہ کو منہ  
یا پیٹھ کر کے استنجا کرنا حرام ہے۔ حنفیوں کا یہی مذہب ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج 1 ص 348)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا  
کہ ہم پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کو منہ کریں یا داہنے  
ہاتھ سے استنجا کریں یا تین پتھروں سے کم سے استنجا  
کریں یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کریں اس حدیث کو امام  
مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

69- وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ نَهَانَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَقْبِلَ  
الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ  
أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ  
نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيحٍ أَوْ بِعَظْمٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم)  
کتاب الطہارة' باب الاستطابة' جلد 1 صفحہ 130)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:



آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، ایران کے شہر اصفہان کے مضافات میں بستی "ہاجن" کے رہنے والے تھے، دین کی تلاش میں پھرتے تھے، ۱۴ جگہ فروخت ہوئے، یہاں تک کہ جوئندہ یا بندہ حضور تک مدینہ میں پہنچ گئے۔ ساڑھے تین سو ۳۵۰ سال عمر پائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ۵۳ھ مقام مدائن میں وفات پائی۔ (مرقاۃ) بعض مورخین نے لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے آپ نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کریمہ سنے تو آپ کی تلاش میں نکلے۔

خیال رہے کہ قبلہ کو منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ تحریمہ ہے، داہنے ہاتھ سے چھوٹا یا بڑا استنجاء مکروہ تنزیہی، اور تین ڈھیلے بڑے استنجے کے لیے عام حالات میں مستحب ہے، اگر اس سے کم و بیش میں صفائی ہو تو کر لے۔ یہی مذہب حنفی ہے، امام شافعی کے یہاں تین ڈھیلے واجب ہیں۔

کیونکہ ہڈی جنات کی غذا ہے اور گوبران کے جانوروں کی، نیز گوبر خود نجس ہے، تو اس سے پاکی کیسے حاصل ہوگی اور ہڈی کہیں نو کیلی کہیں چکنی ہوتی ہے، چکنی طرف سے صفائی نہ ہوگی نوک کی طرف سے زخم کا اندیشہ ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۲۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت کے لئے بیٹھے تو ہرگز وہ مزہ قبلہ کی طرف نہ کرے اور نہ ہی پیٹھ کرے۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

70- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستطابۃ، جلد ۱ صفحہ 131)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

جنگل میں ہو یا آبادی میں، آڑ میں ہو یا کھلے میدان میں۔ بہر حال کعبے کو منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب پاخانہ نہ کرو۔ یہ حدیث امام اعظم کی کھلی ہوئی دلیل ہے چونکہ اس میں کسی جگہ کی کوئی قید نہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۳۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ میں اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے مکان کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قضاء حاجت کے لئے بیٹھے ہیں۔ شام کی طرف منہ کئے ہوئے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے

71- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَقِيتُ يَوْمًا عَلَى بَيْتِ أُخْتِي حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب التبرز فی البيوت، جلد 1 صفحہ 27) (مسلم، کتاب الطهارة، باب الاستطابة، جلد 1 صفحہ 131) (ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب الرخصة فی ذلك، جلد 1 صفحہ 3) (ترمذی، ابواب الطهارة، باب ماجاء فی الرخصة فی ذلك، جلد 1 صفحہ 9) (نسائی، کتاب الطهارة، باب الرخصة فی ذلك فی البيوت، جلد 1 صفحہ 10) (ابن ماجہ، ابواب الطهارة، باب الرخصة فی ذلك فی الكنيف، صفحہ 28) (مسند احمد، جلد 2 صفحہ 12)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرٍ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْجَمْعَانِ فَرَمَاتِي هِيَ:

اس فرمان میں چند طرح گفتگو ہے: ایک یہ کہ ممانعت کی حدیث میں جنگل یا آبادی کی قید نہیں، مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا ضروری ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت حضور کا ایک فعل شریف بیان کر رہی ہے اور جب فعل و قول میں، نیز ممانعت اور اباحت میں تعارض معلوم ہو تو حدیث قولی کو فعلی پر اور ممانعت کو اباحت پر ترجیح ہوتی ہے، کیونکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض افعال کریمہ آپ کی خصوصیت سے ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کا یہ فعل شریف ممانعت سے پہلے کا ہوگا، لہذا یہ منسوخ ہے اور ممانعت کی حدیث ناسخ۔ تیسرے یہ کہ حضرت عبداللہ ابن عمر کو دیکھنے میں غلطی لگی حضور تھوڑا سا قبلہ سے ہٹے ہوں گے جسے جلدی میں ابن عمر نہ دیکھ سکے، کیونکہ ایسے موقعہ پر انسان جلد ہی آنکھیں بند کر کے لوٹ جاتا ہے تحقیق اور غور سے دیکھتا نہیں۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام کا بھی یہی مذہب تھا کہ آبادی میں بھی اس رخ کو پیشاب پاخانہ نہ کریں۔ چنانچہ مسلم، ابوداؤد، احمد، بخاری، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ترمذی نے حضرت ابویوب انصاری سے روایت کی کہ جب ہم شام میں پہنچے تو ہم نے وہاں کے پاخانوں کو قبلہ رخ بنا پایا تو ہم استغفار پڑھتے تھے اور ان میں مڑ کر بیٹھتے تھے۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث احسن اور اصح ہے۔ پانچویں یہ کہ قبلہ کے آداب آبادی اور جنگل میں یکساں ہیں۔ قبلہ کی طرف تھوکننا، پاؤں پھیلانا جنگل میں بھی حرام ہے اور بستی میں بھی، تو چاہیے کہ پیشاب پاخانہ کا حکم بھی دونوں جگہ یکساں ہو۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص 319)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا پھر میں نے آپ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ کو دیکھا کہ آپ قبلہ کی طرف منہ کرتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے

72- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يُسْتَقْبِلُهَا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَحَسَنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَنَقَلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ تَصْحِيحَهُ. قَالَ النَّيْمِيُّ النَّهْيُ لِلتَّزْيِئِ وَفِعْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

حسن قرار دیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی تصحیح منقول ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نبوی فرماتے ہیں کہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے نہی کراہت تزیہہ پر محمول ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبلہ کی طرف منہ کرنا بیان جواز کے لئے تھا یا یہ آپ کے ساتھ مخصوص تھا تا کہ تمام احادیث میں مطابقت ہو جائے۔

لِلرَّاحَةِ أَوْ مَخْصُوصًا بِهِ جَمْعًا بَيْنَ الْأَحَادِيثِ  
(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ استقبال القبلة... الخ، جلد 1 صفحہ 3) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب ماجاء فی من الرخصة فی ذلك، جلد 1 صفحہ 8) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب الرخصة فی ذلك فی الکنیف... الخ، صفحہ 8) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 360)

شرح: ہم احناف کے نزدیک: قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا مطلقاً منع ہے، چاہے میدان میں ہو یا بند کمرے میں۔ جیسا کہ علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "پاخانہ یا پیشاب رتے وقت یا طہارت کرنے میں نہ قبلہ کی طرف منہ ہونہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے چاہے مکان کے اندر ہو یا میدان میں اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے بیٹھ گیا تو یاد آتے ہی فوراً رخ بدل دے، اس میں امید ہے کہ فوراً اس کے لئے مغفرت فرمادی جائے۔"

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطہارۃ، فصل الاستبراء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء... الخ، ج 1، ص ۶۰۸)

مزید تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۲-۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت مروان اصفر سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری قبلہ رخ بٹھالی پھر بیٹھ کر اس کی جانب پیشاب کرنے لگے میں نے کہا اے ابو عبید الرحمن کیا اس کی ممانعت نہیں ہے فرمایا کہ اس سے جنگل میں منع کیا گیا ہے مگر جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز آڑ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ محمد بن علی نبوی فرماتے ہیں۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اجتہاد ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ بھی مروی نہیں ہے۔

73- وَعَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ رَأَيْتُ بَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ بَلَى إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذَلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ النَّيْمِيُّ هَذَا اجْتِهَادٌ مِنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلَمْ يُرَوْ فِي الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ. (ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ استقبال القبلة، جلد 1 صفحہ 3)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرٍ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمُحْتَمَانِ فَرَمَاتے ہیں:  
 آپ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ہیں، تابعی ہیں، آپ سے ایک دو حدیثیں مروی ہیں۔  
 ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ جنگل کا ہے، جیسا کہ جواب سے معلوم ہو رہا ہے، نیز جنگل ہی میں سواری پر بیٹھا جاتا ہے۔  
 اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عام صحابہ اور تابعین میں یہی مشہور تھا کہ مطلقاً قبلہ رو پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے، تب  
 ہی تو اس تابعی کو حضرت ابن عمر کے اس فعل پر تعجب ہوا، لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔  
 یہ حضرت ابن عمر کا اجتہادی فتویٰ ہے۔ یہ جنگل اور بستی کا فرق حدیث مرفوع میں نہیں اور اس فتوے کی وجہ یہ ہے جو  
 اسی باب میں پہلے گزر چکی ہے، ہم وہاں ہی اس پر مکمل گفتگو کر چکے ہیں۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص 356)

74- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
 كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ  
 الْخَلَاءَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ  
 وَالْخَبَائِثِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، روایت فرماتے ہیں  
 کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء  
 میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ میں تیری پناہ  
 چاہتا ہوں۔ ناپاک اور ناپاکوں سے اے محدثین کی ایک  
 جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، جلد 1 صفحہ 26) (مسلم، کتاب الطہارۃ، باب ما يقول اذا اراد  
 لدخول... الخ، جلد 1 صفحہ 163) (ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب ما يقول رجل اذا دخل الخلاء، جلد 1 صفحہ 2) (ترمذی،  
 ابواب الطہارۃ، باب ما يقول اذا دخل الخلاء، جلد 1 صفحہ 7) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب القول عند دخول الخلاء،  
 جلد 1 صفحہ 9) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب ما يقول اذا دخل الخلاء، صفحہ 26) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 369)

75- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ  
 لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ  
 الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ  
 وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ  
 وَأَبُو حَاتِمٍ.

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت  
 فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت  
 الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ  
 میں تیری بخشش طلب کرتا ہوں۔ اس حدیث کو امام نسائی  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ اصحاب خمس نے روایت کیا  
 اور ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ابو حاتم نے اس کو  
 صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب ما يقول اذا خرج من الخلاء، جلد 1 صفحہ 5) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب ما يقول اذا  
 خرج من الخلاء، جلد 1 صفحہ 7) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب ما يقول اذا خرج من الخلاء، جلد 1 صفحہ 26) (ابن خزیمہ،

جلد 1 صفحہ 48 رقم الحدیث: 80) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 224) (مستدرک حاکم 'کتاب الطہارۃ' باب ما یقول اذا خرج من الغائط' جلد 1 صفحہ 158) (صحیح ابن حبان 'کتاب الطہارۃ' جلد 3 صفحہ 299 برقم: 1441)

### شرح: حقیقتِ شکر کا بیان:

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی کتاب 'کتاب لُبَابِ الْأَخْيَاءِ' میں لکھتے ہیں:

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات کو جان لے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے علاوہ کوئی مُنْتَعِم (یعنی نعمت عطا کرنے والا) نہیں، پھر جب تم نے اپنے اعضاء، جسم، روح اور اپنی معاشی ضروریات کے معاملے میں اپنے اوپر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی نعمتوں کے بارے میں تفصیلاً جان لیا تو تمہارے دل میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اس نعمت و فضل پر خوشی پیدا ہوگی جو تجھ پر ہے پھر تم اس کے موجبات کے مطابق عمل بجالاؤ گے اور یہ دل، زبان اور تمام اعضاء کے ذریعے شکر ادا کرنا ہے۔ (کتابُ الْأَخْيَاءِ ۳۰۹)

76- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْسِكُنْ أَحَدُكُمْ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَبُولُ وَلَا يَتَمَسَّحُ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی پیشاب کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے اپنا آلہ تناسل نہ پکڑے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب لا یمسک ذکرہ بيمينہ اذا بال' جلد 1 صفحہ 27) (مسلم 'کتاب الطہارۃ' باب الاستطابة'

جلد 1 صفحہ 131)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام حارث ابن ربیع یا ابن نعمان ہے، انصاری ظفیری ہیں، بیعت عقبہ اور تمام غزوات میں شامل ہوئے، بدر یا احد میں آپ کی آنکھ نکل پڑی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ ٹکا کر اپنا لعاب شریف لگا دیا تو دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ہو گئی، ابوسعید خدری کے انخیانی یعنی ماں شریکے بھائی ہیں، ستر سال عمر پائی ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

بلکہ برتن منہ سے علیحدہ کر کے سانس لے تاکہ تھوک یا ریٹ پانی میں نہ پڑے، نیز سانس میں اندر کی گرمی اور زہریلا مادہ ہوتا ہے جو پانی میں مل کر بیماری پیدا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چائے وغیرہ گرم چیز میں پھونکیں مارنا منع ہے۔ کیونکہ داہنا ہاتھ کھانے پینے اور تسبیح و تہلیل شمار کرنے کے لیے ہے، لہذا اسے گندے کام میں استعمال نہ کرے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اسی طرح زبان و آنکھ و کان کو گناہوں میں استعمال نہ کرے کہ یہ چیزیں اللہ کا ذکر کرنے

قرآن دیکھنے و سننے کے لیے ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لعنتی کاموں سے بچو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ لعنتی کام کون سے ہیں، فرمایا وہ جو لوگوں کی راہ یا سایہ کی جگہ پر پاخانہ کرے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

77- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّعَّانِينَ قَالُوا وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم) كتاب الطهارة' باب الاستطابة' جلد 1 صفحہ 132)

شرح: مُفْتَرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی جن دو کاموں کی وجہ سے لوگ کرنے والے کو طعن لعن کرتے ہیں ان سے پرہیز کرو۔

یعنی راستہ عام طور پر جہاں مسلمانوں کا گزر گاہ ہو وہاں پاخانہ نہ کرو، یوں ہی جس سایہ میں لوگ دھوپ کی وقت عموماً بیٹھتے لیٹے ہوں وہاں نہ کرو کہ اس سے رب تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے، لوگ بھی برا کہتے ہیں۔ لہذا یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلستان میں حاجت قضا فرمائی کیونکہ وہ جگہ لوگوں کے آرام کی نہ تھی۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ پانی کے گھاٹ اور گزر گاہ عوام پر پاخانہ نہ کرے اور کسی کی ملک زمین میں اس کی بغیر اجازت نہ کرے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۲۳)

حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور برچھا لیتے آپ پانی سے استنجاء کرتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

78- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَجْمَلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِذَا وَهَّ مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةً يَسْتَنْجِي بِالمَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری) كتاب الوضوء' باب حمل العنزة... الخ' جلد 1 صفحہ 27) (مسلم) كتاب الطهارة' باب الاستطابة

جلد 1 صفحہ 132)

شرح: مُفْتَرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وہ دوسرے صاحب حضرت ابن مسعود تھے یا ابو ہریرہ یا بلال رضی اللہ عنہم جن کے ذمہ یہ خدمات تھیں، پانی سے تو آپ ڈھیلوں کے بعد استنجاء کرتے تھے اور برچھے سے یا زمین سے ڈھیلا نکالتے، یا پیشاب کے لئے جگہ نرم کرتے تھے، یا پیشاب کے بعد وضو کرتے، پھر برچھے کو سترہ بنا کر دو نفل وضو کے پڑھتے تھے۔ اب بعض بزرگوں کے ساتھ گولے والے عصا رہتا ہے انہی مصلحتوں سے اس کا ماخذ یہی حدیث ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۲۳)



## بَابُ مَا جَاءَ

## فِي الْبَوْلِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق

وارد شدہ روایات کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جو تمہیں یہ خبر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اسے سچا نہ مانو آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا ہے سوائے ابو داؤد کے اور اس کی سند حسن ہے۔

79- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا جَالِسًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ترمذی 'ابواب الطہارات' باب النهی عن البول قائمًا جلد 1 صفحہ 9) (نسائی 'کتاب الطہارة' باب البول فی البیت جالسًا جلد 1 صفحہ 11) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارة' باب فی البول قاعداً صفحہ 26) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 192)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ام المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ کا ذکر فرما رہی ہیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا اور نہ ایک آدھ بار عذرا کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے، لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص 329)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قوم کے کوڑا ڈالنے کی جگہ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر پانی منگوا یا تو میں پانی لے کر آیا تو آپ نے وضو فرمایا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

80- وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فِجَعْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب البول قائمًا وقاعداً جلد 1 صفحہ 35) (مسلم 'کتاب الطہارة' باب المسح علی الخفین جلد 1 صفحہ 133) (ابو داؤد 'کتاب الطہارة' باب البول قائمًا جلد 1 صفحہ 4) (ترمذی 'ابواب الطہارات' باب ماجاء من الرخصة فی ذلك جلد 1 صفحہ 9) (نسائی 'کتاب الطہارة' باب الرخصة فی البول فی الصحراء جلد 1 صفحہ 11) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارة' باب ماجاء فی البول قاعداً صفحہ 26) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 382)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یا تو وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی کیونکہ کوڑی پر ہر جگہ نجاست ہی ہوتی ہے، یا پاؤں شریف میں زخم، یا پیٹھ میں درد تھا جس

کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مفید تھا۔ اطباء کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر انگارے پر پیشاب کرنا ستر بیماریوں کا علاج ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، المصنفات) خیال رہے کہ اس موقع پر سرکار اونچی جگہ کھڑے ہوئے ہوں گے جس سے پیشاب کی چھینٹوں سے محفوظ رہے ہوں۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص 328)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں اسلام لایا میں نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا اور بیہمی نہ کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

81- وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسَلَمْتُ. رَوَاهُ الْبَزَارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

(كشف الاستار عن زوائد البزار، جلد 1 صفحہ 130، رقم الحديث: 244) (مجمع الزوائد، كتاب الطهارة، باب البول)

قائماً، جلد 1 صفحہ 206)

### جمع کیسے ہوئے پیشاب کے متعلق

#### وارد شدہ روایات کا بیان

حضرت بکر بن معز رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن یزید کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی برتن میں گھر کے اندر پیشاب جمع نہ کیا جائے، کوئٹہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب جمع کیا گیا ہو اور تم ہرگز اپنے غسل خانے میں پیشاب نہ کرو۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط میں بیان فرمایا اور علامہ بیہمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی کا پیالہ تھا جو آپ کے تخت کے نیچے رکھا رہتا تھا جس میں رات کو پیشاب کرتے تھے اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور

### بَابُ مَا جَاءَ فِي

#### الْبَوْلِ الْمُنْتَقِعِ

82- عَنْ بَكْرِ بْنِ مَاعِزٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْقَعُ بَوْلٌ فِي طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ بَوْلٌ مُنْتَقِعٌ وَلَا تَبُولَنَّ فِي مُغْتَسَلِكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مجمع الزوائد، كتاب الطهارة، باب ما نهى عن

التخلي فيه نقلاً عن الطبراني، جلد 1 صفحہ 204)

83- وَعَنْ أُمِّئَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتِ سَرِيرِهِ كَانَ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حَبَانَ وَالحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِي.

اس کی سند قوی نہیں ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یبول لیلاً، جلد 1 صفحہ 5) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب البول فی الاناء، جلد 1 صفحہ 14) (مسند رک حاکم، کتاب الطہارۃ، باب البول فی القدر باللیل، جلد 1 صفحہ 167) (صحیح ابن حبان، کتاب الطہارۃ، جلد 3 صفحہ 293، برقم: 1423)

شرح: مُقْتَرَر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ صحابیہ ہیں، آپ کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا نام رقیقہ ہے، یا حضور کی پھوپھی ہیں یعنی آپ کے والد کی ماں شریکی ہمشیرہ یا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن، اور ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں رشتے ہوں۔

عیدان یا عود کی جمع ہے۔ (بمعنی لکڑی) یا عیدانیہ کی، بمعنی درخت کھجور۔ سرکار اکثر زمین پر سوتے تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کبھی تخت پر بھی، پائنتی کی طرف یہ پیالہ رہتا تھا تا کہ پیشاب کے لیے سردی وغیرہ میں باہر نہ جانا پڑے۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص ۳۳۶)

### غسل کو لازم کر نیوالی چیزوں کا بیان

### بَابُ مُوجِبَاتِ الْغُسْلِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ روایت فرماتے ہیں کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا مذی میں وضوء ہے اور منی میں غسل۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور (ترمذی نے اسے) صحیح قرار دیا۔

84- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِي الْمَذَى الْوُضُوءُ وَمِنَ النَّبِيِّ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

(ترمذی، ابواب الطہارات، باب ماجہ فی العنی والمذی، جلد 1 صفحہ 31) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب الوضوء من

المذی، صفحہ 39) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 87)

شرح: مُقْتَرَر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت علی مرتضیٰ کا یہ سوال حضرت مقداد کے ذریعہ تھا بلا واسطہ نہ تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا، لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ منی و مذی میں یہ فرق ہے کہ منی شہوت توڑ دیتی ہے۔ اور مذی بڑھادیتی ہے۔، نیز منی دودھ کی طرح سفید اور گاڑھی لیسدار ہوتی ہے اور مذی پیشاب کی طرح مگر لیسدار۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۹۹)

حضرت ابوسعید سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پانی سے ہی ہے۔

85- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا مَآءٌ

الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم 'كتاب الحيض' باب بيان ان الجماع... الخ 'جلد 1 صفحہ 155)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی غسل کرنا منی نکلنے سے ہی واجب ہے جب کہ شہوت سے ہو۔

یعنی اگرچہ حدیث صحبت کے متعلق ہے تب تو منسوخ ہے اسکی ناسخ ابو ہریرہ کی گزشتہ حدیث ہے، نیز وہ حدیث جو آگے آرہی ہے۔ اور اگر احکام کے بارے میں ہے تو محکم ہے کہ اب بھی احکام میں انزال کے بغیر غسل واجب نہیں۔ اس کا ذکر اگلی حدیث میں بھی آرہا ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۱۰)

حضرت عثمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا انے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنی بیوی کے ساتھ تھا پس جب میں نے آپ کی آواز سنی تو میں اس سے الگ ہو گیا۔ پھر غسل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پانی پانی سے ہے اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور بیٹھی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

86- وَعَنْ عَثْبَانَ بْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ مَعَ أَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْتُ صَوْتَكَ أَقْلَعْتُ فَأَعْتَسَلْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 342) (مجمع الزوائد 'كتاب الطهارة' باب في قوله الماء من الماء جلد 1 صفحہ 264)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی عورت کے چاروں شانے کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا اگرچہ انزال نہ ہو اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اگرچہ اسے انزال نہ ہو۔

87- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَدَنٌ شُعْبَهَا الْأَرْبَعُ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَنْ لَمْ يَنْزِلْ.

(بخاری 'كتاب الغسل' باب اذا التقى الختانان... الخ 'جلد 1 صفحہ 43) (مسلم 'كتاب الحيض' باب بيان ان

الجماع... الخ 'جلد 1 صفحہ 156) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 347)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی شرح وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا کہ جب ختنہ ختنہ میں غائب ہو جائے تو غسل واجب ہے، وہی یہاں مراد ہے یعنی جب مشہات عورت سے صحبت کی جائے اور حشفہ غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ چار شانوں سے چار ہاتھ پاؤں مراد ہیں، اور بیٹھنے کا ذکر اتفاقاً ہے، ورنہ جس صورت سے بھی صحبت ہو غسل واجب ہے۔ بہت چھوٹی غیر مشہات بچی اور جانور سے صحبت کرنے میں انزال شرط ہے بغیر انزال غسل واجب نہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۴۰۹)

88- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شِعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانَ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ وَصَحَّاحُهُ

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے۔ پھر شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(مسلم، کتاب الحيض، باب بيان ان الجماع... الخ، جلد 1 صفحہ 156) (ترمذی، ابواب الطهارات، باب ما جاء اذا التقى الختانان... الخ، جلد 1 صفحہ 30) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 47، جلد 6 صفحہ 112)

89- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِدٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجَمَاعِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الثُّوبِ الْوَاحِدِ وَعَنْ مَا يَجِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَقَالَ مُعَاذٌ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَأَمَّا الصَّلَاةُ فِي الثُّوبِ الْوَاحِدِ فَتَوَشَّحْ بِهِ وَأَمَّا مَا يَجِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَإِنَّهُ يَجِلُّ مِنْهَا مَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَاسْتِعْفَافُهُ عَنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادٌ هَذَا حَسَنٌ. (المعجم الكبير جلد 20 صفحہ 100 رقم الحديث: 194) (مجمع الزوائد، كتاب الطهارة، باب في

حضرت عبدالرحمن بن عائد رضی اللہ عنہ، روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جو جماع میں غسل کو لازم کرتی ہیں اور ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں پوچھا اور حائضہ سے کتنا (نفع) حلال ہے تو حضرت معاذ نے فرمایا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا جب ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اور بہر حال ایک کپڑے میں نماز پڑھنا تو اسے بغل سے نکال کر کندھے پر ڈال دے اور جہاں تک حائضہ سے نفع اٹھانے کے حلال ہونے کا تعلق ہے تو اس سے ازار کے اوپر سے نفع اٹھانا حلال ہے اور

قولہ الماء من الماء جلد 1 صفحہ 267)

اس سے بھی بچنا افضل ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معجم کبیر میں بیان کیا اور بیہوشی نے کہا ہے کہ اس کا سند حسن ہے۔

### شرح: پانچ اسباب

احناف کے نزدیک غسل فرض ہونے کے پانچ اسباب ہیں: "امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی نماز کے احکام میں نقل فرماتے ہیں (۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا (۲) احتلام یعنی سوتے میں منی کا نکل جانا (۳) شرمگاہ میں حشفہ (سپاری) داخل ہو جانا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو، انزال ہو یا نہ ہو، دونوں پر غسل فرض ہے (۴) حیض سے فارغ ہونا (۵) نفاس (یعنی بچہ جننے پر جو خون آتا ہے اس) سے فارغ ہونا۔" (نماز کے احکام، غسل کا طریقہ، ص ۱۰۷)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ وہ فتویٰ جو لوگ دیتے ہیں کہ پانی پانی سے ہے۔ یہ رخصت تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی رخصت دی پھر غسل کرنے کا حکم دیا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

90- وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يَقُولُونَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ رَخَّصَ بِهَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَنَا بِالْإِعْتِسَالِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ترمذی، ابواب الطہارات، باب ما جاء ان الماء من

الماء، جلد 1 صفحہ 31) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 115)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اہلخان فرماتے ہیں:

یعنی شروع اسلام میں بغیر انزال صحبت کرنے سے غسل واجب نہ ہوتا تھا، اب حشفہ غائب ہونے سے غسل واجب ہو گا انزال ہو یا نہ ہو۔ مرقات نے فرمایا کہ اسلام میں اول صرف عقیدہ توحید فرض ہوا، پھر سورہ منزل والی نماز یعنی رات کی، پھر پنج گانہ نماز کی فرضیت سے نماز شب کی فرضیت منسوخ ہو گئی، پھر بعد ہجرت روزے اور زکوٰۃ وغیرہ فرض ہوئے۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص ۴۲۵)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے حیا نہیں فرماتا کیا

91- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ أُمَّ سَلِيمٍ أُمَّرَأَةَ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى

عورت پر غسل واجب ہوگا جب اس احتلام ہو؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں جب وہ پانی (منی) دیکھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

الْمَرْأَةُ مِنْ غُسْلِ إِذَا هِيَ اِحْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'كتاب الغسل' باب اذا احتلمت المرأة' جلد 1 صفحہ 43) (مسلم 'كتاب الحيض' باب وجوب الغسل على المرأة... الخ' جلد 1 صفحہ 146)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کے نام میں اختلاف ہے، کنیت ام سلیم ہے، مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں، ان سے حضرت انس پیدا ہوئے، مالک کے قتل کے بعد ابوطحہ کے نکاح میں آئیں، اس وقت تک ابوطحہ مشرک تھے تو آپ نے اس شرط سے نکاح کیا کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے یعنی خواب کی صورت میں بغیر تری دیکھے غسل واجب نہیں خواہ منی ہو یا مذی، کیونکہ کبھی منی پتلے ہونے کی صورت میں مذی محسوس ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بیبیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے والی ہوں انہیں احتلام بھی نہیں ہوتا، یعنی رب تعالیٰ انہیں زنا کے خیال سے بھی پاک رکھتا ہے یہ ہے ازواج پاک کی عصمت۔

سبحان اللہ! کیسا حکیمانہ جواب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ احتلام کی علت یا احتلام کی وجہ منی ہے اور منی عورت میں بھی ہے، لہذا احتلام بھی عورت کو ہونا چاہیے۔ اور منی کا ثبوت یہ ہے کہ کبھی بچہ ماں کی ہم شکل ہوتا ہے جب ماں کی منی باپ کی منی پر غالب ہو۔ ہاتھ کا خاک میں ملنا بدعا نہیں بلکہ عرب والے کبھی محبت میں بھی یہ کلمہ بولتے ہیں۔ جیسے اردو میں منڈی، مشنڈی، پنجابی میں رڑ جانیں اور جانیں وغیرہ۔

یہ اصلی حالت ہے ورنہ کبھی کمزور مرد کی منی پتلی اور کمزور ہو جاتی ہے اور طاقتور عورت کی منی سفید اور گاڑھی، بچہ ماں باپ کی مخلوط منی سے بنتا ہے جس کے اجزاء زیادہ ہوں گے بچہ اس کی جنس سے ہوگا۔ یعنی اگر عورت کی منی کے زیادہ اجزاء ہیں تو لڑکی ہوگی ورنہ لڑکا، اور رحم میں جس کی منی پہلے گرے گی بچہ اس کی شکل پر ہوگا۔ (مراة النایح ج 1 ص ۴۱۱)

92- وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتَّى تُنْزَلَ كَمَا أَنَّ الرَّجُلَ

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو آپ نے فرمایا اس پر غسل نہیں



لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتَّى يُنْزَلَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ  
مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ.

جب تک کہ اسے انزال نہ ہو جائے جیسا کہ مرد پر اس  
وقت تک غسل واجب نہیں ہوتا جب تک اسے انزال نہ  
ہو جائے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن  
ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن  
شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند  
صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 409) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارۃ' باب فی المرأة تزی فی منامہا... الخ' صفحہ 45)  
(نسائی 'کتاب الطہارۃ' باب غسل المرأة تزی فی منامہا... الخ' جلد 1 صفحہ 42) (مصنف ابن ابی شیبہ 'کتاب  
الطہارات' باب فی المرأة تزی فی منامہا' جلد 1 صفحہ 80)  
93- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ  
بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَعَاضُ فَسَأَلَتْ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَلِكَ عِرْقُ  
وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعَى  
الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْتَسِلِي وَصَلِّي. رَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ. (بخاری 'کتاب الوضوء' باب غسل الدم'  
جلد 1 صفحہ 36)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضرت  
فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا خون آتا تھا  
(یعنی بیماری کا) تو انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ رک (کا خون)  
ہے حیض نہیں ہے جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور  
جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔ اس  
حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ائمان فرماتے ہیں:

مسئلہ پوچھنے اور دین حاصل کرنے کے لئے، آپ فاطمہ بنت حبیش ابن عبدالمطلب ابن اسد ابن عبدالعزیٰ ابن قصی  
ابن کلاب ہیں، یہ عبدالمطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نہیں وہ تو عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں۔  
یعنی رحم کے قرب کی کوئی رگ کھل گئی ہے جس سے یہ خون جاری ہو گیا ہے رحم کا خون نہیں ہے، لہذا اس کے احکام حیض  
ونفاس کے سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت عالم سے مسئلہ پوچھنے میں اور عالم مسئلہ بتانے میں شرم نہ کرے ورنہ دین  
کی تبلیغ کیسے ہوگی۔

یعنی استحاضہ کی بیماری لگنے سے پہلے تمہیں جن تاریخوں میں حیض آتا تھا وہی تاریخیں اب بھی حیض کی مانو، ان میں  
نماز وغیرہ چھوڑ دو اور ان تاریخوں کے بعد خون استحاضہ کا شمار کرو اور نماز وغیرہ شروع کر دو اور جس عورت کو بالغہ ہوتے ہی

استحاضہ شروع ہو جائے حیض کی تاریخیں مقرر نہ ہونے پائیں وہ ہر مہینہ کے اول دس دن حیض شمار کرے اور بیس دن استحاضہ کے کہ اسی میں احتیاط ہے۔ یہاں خون دھو ڈالنے سے مراد اگر حیض کا خون ہے تب تو دھو ڈالنے سے مراد غسل کرنا ہے کیونکہ حیض جانے پر غسل فرض ہے۔ اور اگر استحاضہ کا خون مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ اپنے بدن و کپڑے سے استحاضہ کا خون دھو کر پھر وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرو۔ اس میں غسل واجب نہیں لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ مستحاضہ حیض کے بعد غسل ضرور کرے گی مگر یہاں صرف خون دھونے کا حکم دیا گیا۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۵۲۳)

### غسل کے طریقہ کا بیان

### بَابُ صِفَةِ الْغُسْلِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونے سے ابتداء کرتے پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرم گاہ کو دھوتے پھر نماز کی طرح وضو فرماتے پھر پانی لے کر اپنی انگلیاں (سر کے) بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے حتیٰ کہ جب دیکھتے کہ وہ فارغ ہو چکے ہیں تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے۔ پھر باقی جسم پر پانی بہاتے۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھوتے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

94- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرَغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أَصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدْ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، جلد 1 صفحہ 39) (مسلم، کتاب الحيض، باب صفة غسل الجنابة)

جلد 1 صفحہ 147)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ انبیاء کرام کو احتلام کبھی نہیں ہوتا جیسا کہ طبرانی میں روایت میں ہے ان کی جنابت صرف صحبت سے ہوتی ہے۔ یہ ہاتھ کا دھونا وضو سے پہلے ہے کیونکہ وضو کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں عموماً بڑے برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا جاتا تھا، اس لئے یہاں ہاتھ دھوئے جاتے تھے، نیز ہاتھ میں گندگی کا بھی احتمال ہوتا ہے۔

کہ اگر تختہ وغیرہ پر ہوتے تو پاؤں بھی دھولیتے اور اگر کچی زمین پر ہوتے تو پاؤں غسل کے بعد دھوتے۔

زلفوں والے آدمی کے لئے اب بھی سنت ہے کہ پہلے زلفوں کا خلال کرے اور سر کو دھوئے، پھر تمام جسم کے ساتھ بھی

سر پر پانی ڈالے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غسل سے پہلے استنجا کرنا بھی سنت ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۴۱۲)

95- وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَرَّتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبْتُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرَجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبْتُ عَلَى رَأْسِهِ وَأَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاولَتْهُ ثَوْبًا فَلَمْ تَأْخُذْهُ فَأَنْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الغسل، باب نفذ الیدین من غسل

الجنابة، جلد 1 صفحہ 41) (مسلم، کتاب الحيض، باب

صفة غسل الجنابة، جلد 1 صفحہ 147)

حضرت ميمونه رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل کے لئے پانی رکھا۔ پھر میں نے آپ کے سامنے کپڑے سے پردہ کیا اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا۔ پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مار کر رگڑ کر ملا۔ پھر اسے دھویا پھر کلی کی اور ناک جھاڑا اور اپنا چہرہ اور دونوں بازو دھوئے۔ پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور اپنے جسم پر پانی ڈالا۔ پھر اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے دونوں قدمین شریفین کو دھویا۔ پھر میں نے آپ کو کپڑا پکڑا یا تو آپ نے نہیں لیا۔ پھر آپ چلے گئے۔ اس حال میں کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو جھاڑ رہے تھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہان فرماتے ہیں:

آپ کا نام ميمونه بنت حارث ہلالیہ عامریہ ہے، پہلے آپ کا نام برہ تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل فرمایا، زمانہ جاہلیت میں مسعود ابن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد ابورہم کے نکاح میں آئیں، ان کے فوت ہو جانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعد کے ھ میں عمرہ قضاء کے موقع پر مکہ معظمہ سے دس میل دور مقام سرف میں آپ سے نکاح کیا، اللہ کی شان کے ۶ھ میں نکاح کی جگہ ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیوی ہیں، جن کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے نکاح نہیں کیا۔ ام الفضل یعنی عبداللہ ابن عباس کی والدہ اور اسماء بنت عمیس کی آپ ہمشیرہ ہیں، یعنی عبداللہ ابن عباس کی خالہ۔

اگرچہ آپ تہبند باندھ کر غسل فرماتے تھے لیکن پھر بھی آپ چادر تان کر سامنے کھڑی ہو گئیں زیادتی ستر کے لیے۔ لہذا چاہئے یہ کہ تہبند باندھ کر غسل میں نہائے، بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں پانی کو ڈھک دیا، مگر یہ درست نہیں۔ (مرقاۃ)

غسل کی ترتیب یہ ہوئی کہ پہلے ہاتھ دھوئے جائیں، پھر استنجاء، پھر وضو کیا جائے، پھر جسم پر بہایا جائے۔ چونکہ کچی زمین پر غسل فرمایا تھا اس لیے وضوء کے ساتھ پاؤں نہ دھوئے بلکہ بعد میں دھوئے اگر پختہ زمین پر غسل ہو تو پاؤں پہلے دھولے جائیں۔ خیال رہے کہ یہاں مسح سر کا ذکر نہیں یا تو حضور نے مسح کیا ہی نہیں کیونکہ سر کے دھلنے میں مسح بھی ہو جاتا ہے، یا مسح کیا تھا مگر ذکر نہیں لہذا یہ حدیث پہلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں مسح کا ذکر ہے۔

یا اس لئے کہ کپڑا صاف نہ تھا یا آپ جلدی میں تھے، یا وقت گرمی کا تھا، جسم کی تری اچھی معلوم ہوتی تھی، یا اس لئے کہ غسل و وضو کا پانی نہ پونچھنا افضل۔ بہر حال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پونچھنا ممنوع ہے کیونکہ پچھلی روایتوں میں پونچھنے کا ثبوت بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کے بعد جسم پر جو تری رہ جاتی ہے وہ ماء مستعمل نہیں۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۱۱۳)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک ایسی عورت ہوں جو اپنے بالوں کو مضبوطی سے باندھتی ہوں تو کیا میں غسل جنابت کے لئے نہیں کھولا کروں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین چلو ڈال۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈالو تو پاک ہو جاؤ گی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے۔

96- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَمْرَأَةٌ أَشَدُّ ضَفِيرٍ رَأْسِي فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ قَالَ لَا إِثْمًا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْتَبِي عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكَ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، جلد 1 صفحہ 149)

شرح: مُفْتَرٍ شَيْخٍ حَكِيمٍ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْإِحْتِنَانِ فَرَمَاتِي هِيَ:

اسی بناء پر فقہاء فرماتے ہیں کہ عورت پر غسل میں سارے بال بھگو نا فرض نہیں تمام کی جڑیں بھیگ جانا کافی ہیں۔ اگر مرد کے بال ہوں تو پورے بھگونے پڑیں گے۔ تین بار کی قید یقین حاصل کرنے کے لیے ہے ورنہ اگر ایک لپ سے ہی تمام جڑوں میں پانی پہنچ جائے تو کافی ہے۔ اور اگر تین لپوں میں بھی نہ پہنچے تو ڈالنا ضروری ہے اور اگر اتنے سخت بال بندھے ہوں کہ بغیر کھولے ہوئے تمام کی جڑیں نہ بھیگ سکیں تو کھولنا ضروری ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۱۱۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب وہ حالت حیض میں تھیں کہ اپنے بالوں کو کھولو پھر غسل کرو۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

97- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا وَكَانَتْ حَائِضًا أَنْقِضِي شَعْرَكَ وَاعْتَسِلِي. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ سَنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابن ماجہ 'ابواب الطہارۃ' باب فی الحائض کیف تفتسل' جلد 1 صفحہ 47)

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ غسل کریں تو اپنے سر کے بالوں کو کھولیں تو ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ عورتوں کو یہ حکم کیوں نہیں دیتے کہ وہ اپنے سر (کے بالوں) کو منڈوائیں۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے اور میں اس پر کچھ اضافہ نہ کرتی کہ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد 'کتاب الطہارۃ' باب الوضوء بعد الغسل' جلد 1 صفحہ 33) (ترمذی 'ابواب الطہارات' باب فی الوضوء بعد الغسل' جلد 1 صفحہ 30) (نسائی 'کتاب الغسل والتیمم' باب ترک الوضوء بعد الغسل' جلد 1 صفحہ 73) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارۃ' باب فی الوضوء بعد الغسل' صفحہ 43) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 68)

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْخِتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

کیونکہ غسل سے پہلے وضو فرمالتے تھے، وہ وضو نماز کے لئے کافی ہوتا تھا، بلکہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کے بھی غسل کرنے اور پھر نماز پڑھ لے تو جائز ہے، کیونکہ طہارت کبریٰ کے ضمن میں طہارت صغریٰ بھی ہو جاتی ہے اور بڑے حدث کے ساتھ چھوٹا حدث بھی جاتا رہتا ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی

98- وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُسَهُنَّ فَقَالَتْ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَخْلِقْنَ رُؤُسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَكَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم 'کتاب الطہارۃ' باب حکم ضفائر المغتسلۃ')

جلد 1 صفحہ 150)

99- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغَسْلِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

100- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ

وَأَحَدٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الغسل، باب ازواج مطہرات پر چکر لگایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو جواز نوم الجنب، جلد 1 صفحہ 144)

شرح: مفتی شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی چند بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور سب سے آخر میں غسل فرماتے۔ ظاہر یہ ہے کہ درمیان میں وضو فرماتے ہوں گے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج حضرت خدیجہ، عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، سودہ، زینب، میمونہ ام مساکین، جویریہ، صفیہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ جن میں حضرت خدیجہ کی موجودگی میں کسی سے نکاح نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتیوں کی طاقت دی گئی اور ایک جنتی میں سو مردوں کی طاقت ہوگی لہذا حضور میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی، نیز آپ کے ذمہ بیویوں کے درمیان عدل واجب نہ تھا اپنی طرف سے عدل فرماتے تھے اسی لیے ایک شب میں تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے ورنہ ہم کو ایک کی باری میں دوسری کے پاس جانا درست نہیں۔ بعض نے فرمایا کہ حضور باری والی کی اجازت سے یہ عمل فرماتے ہوں گے مگر یہ درست نہیں۔

(ازمرقاۃ وغیرہ) (مراۃ المناجیح ج 1 ص 232)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات پر ایک رات میں چکر لگایا تو ان میں سے ہر زوجہ کے پاس غسل کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آپ ایک ہی غسل کر لیتے تو آپ نے فرمایا اس سے زیادہ طہارت اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

101- وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ عَلَى نِسَاءِ بَنِي لَيْلَةَ فَأَغْتَسَلَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُسْلًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اغْتَسَلْتَ غُسْلًا وَاحِدًا فَقَالَ هَذَا أَظْهَرُ وَأَطْيَبُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مسند احمد جلد 6 صفحہ 391)

شرح: مفتی شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کا نام اسلم ہے کنیت ابو رافع، قبیلہ بنی قریظہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، بدر کے سوا تمام غزوات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی نے پہنچائی اور اسی خوشی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں آزاد کیا۔ ان کے باقی حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چونکہ ہر دفعہ غسل کے لئے ابو رافع ہی پانی لاتے ہوں گے، اس لئے انہیں اندازے سے پتہ لگا کہ آپ ہر بار غسل

جنابت فرما رہے ہیں۔ تب یہ سوال کیا اس قسم کے اظہار میں اور مسئلہ پوچھنے میں نہ عقلاً کوئی مضائقہ ہے نہ شرعاً، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل شریف سے مسائل معلوم ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چند بار صحبت کی جائے تو ہر دفعہ نہالینا سنت ہے۔ باقی بحث اسی باب میں پہلے گزر چکی۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۳۶)

### جنابی کے حکم کا بیان

### بَابُ حُكْمِ الْجُنْبِ

102- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں سونا چاہتے تو اپنی شرمگاہ کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو فرماتے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الغسل، باب الجنبی يتوضأ... الخ، جلد 1 صفحہ 43) (مسلم، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب، جلد 1 صفحہ 144) (ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب الجنب يأكل، جلد 1 صفحہ 29) (ترمذی، ابواب الطهارة، باب في الوضوء للجنب اذا اراد ان ينام، جلد 1 صفحہ 33) (نسائی، کتاب الطهارة، باب وضوء الجنب اذا اراد ان ينام، جلد 1 صفحہ 50) (ابن ماجہ، ابواب الطهارة، باب من قال لا ينام الجنب حتى يتوضأ... الخ، صفحہ 43) (مسند احمد، جلد 1 صفحہ 36)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ بھی سنت مستحبہ ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۳۶)

103- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ قُدِّ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنْبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں سو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جب وہ وضو کرے اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(بخاری، کتاب الغسل، باب الجنبی يتوضأ... الخ، جلد 1 صفحہ 43) (مسلم، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب، جلد 1 صفحہ 144) (ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب الجنب يأكل، جلد 1 صفحہ 29) (ترمذی، ابواب الطهارات، باب في الوضوء للجنب اذا اراد ان ينام، جلد 1 صفحہ 32) (نسائی، کتاب الطهارة، باب وضوء الجنب اذا اراد ان ينام، جلد 1 صفحہ 50) (ابن ماجہ، ابواب الطهارات، باب من قال لا ينام الجنب حتى يتوضأ... الخ، صفحہ 74) (مسند احمد، جلد 1 صفحہ 36)



شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

وہ جگے یہ تھے کہ شاید فوراً غسل واجب ہے اور کبھی فوراً غسل دشوار ہوتا ہے۔

یہ حکم استحبائی ہے کیونکہ وضو کر کے سونا سنت مستحبہ ہے بغیر وضو سونا نہ حرام ہے نہ مکروہ۔ (مرقاۃ وغیرہ)

(مرآة السائق ج 1 ص ۲۲۹)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنی کو یہ رخصت دی ہے کہ جب وہ کھانے پینے یا سونے کا ارادہ کرے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

104- وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُرْهَانِيُّ وَصَحَّحَهُ.

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب من قال الجنب يتوضأ، جلد 1 صفحہ 29) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 320)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں سونا چاہتے تو وضو فرماتے اور جب کھانے یا پینے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر کھاتے یا پیتے اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

105- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ قَالَتْ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَوِّحَ.

(نسائی، کتاب الطہارۃ، باب اقتصار الجنب على غسل يديه... الخ، جلد 1 صفحہ 105)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں کھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر کھانا تناول فرماتے۔ اس کو ابن خزیمہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

106- وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَطْعَمُ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ صَوِّحَ (صحيح ابن خزيمة، جلد 1 صفحہ 109 رقم الحديث: 218)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک

107- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، کتا یا جنبی ہو۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یؤخر الغسل، جلد 1 صفحہ 30) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب اذالم یتوضأ، جلد 1 صفحہ 51)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے جو بلا ضرورت حرمت و عزت سے رکھی جائے۔ اور کتے سے مراد بلا ضرورت محض شوقیہ طور پر پالا ہوا کتا ہے۔ جنبی سے مراد وہ شخص ہے جو بلا ضرورت شرعیہ بے غسل رہا کرے۔ لہذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ کبھی روپیہ پیسہ میں فوٹو ہوتے ہیں جو ہر گھر میں رہتے ہیں، نہ یہ کہ کھیتی یا گھر بار کی حفاظت یا شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے، نہ یہ کہ رات کو جنبی وضو کر کے رات گزار سکتا ہے، نہ یہ کہ اگر ان گھروں میں فرشتے نہیں آتے تو ان لوگوں کی حفاظت یا نامہ اعمال کی تحریر کون کرتا ہے یا ان کی جان کون نکالے گا۔

(مرآة المناجیح، ج 1 ص ۴۳۹)

108- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِنُنَا الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَحَسَنُهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَآخَرُونَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں قرآن پڑھاتے جب آپ جنبی نہ ہوتے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حسن قرار دیا اور ابن حبان اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یقرأ القرآن، جلد 1 صفحہ 30) (ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی الرجل یقرأ القرآن... الخ، جلد 1 صفحہ 38) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب حجب الجنب من قراءة القرآن، جلد 1 صفحہ 52) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی قراءة القرآن علی غیر طہارۃ، صفحہ 44) (مسند احمد، جلد 1 صفحہ 83) (ابن حبان، جلد 3 صفحہ 31، برقم: 798)

شرح: جنبی کے احکام

ایسے مرد اور عورت کو جن پر غسل فرض ہو گیا "جُنُب" کہتے ہیں اور اس ناپاکی کی حالت کو "جنابت" کہتے ہیں۔ جنب خواہ

مرد ہو یا عورت جب تک غسل نہ کرے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن دیکھ کر تلاوت کر سکتا ہے۔ نہ زبانی پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن مجید کو چھو سکتا ہے نہ کعبہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ نہ کعبہ کا طواف کر سکتا ہے۔

(رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطہارۃ، مطلب یوم عرفۃ، فضل، ج ۱، ص ۲۲۵-۲۲۶)

مسئلہ :- جب کو ساتھ کھلانے اس کا جھوٹا کھانے اس کے ساتھ سلام و مصافحہ اور معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ :- جب کو چاہے کہ جلد سے جلد غسل کرے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی حائض اور جنبی کے لئے مسجد کو حلال قرار نہیں دیتا (یعنی مسجد میں داخل ہونے کو حلال قرار نہیں دیتا) اس حدیث کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

109- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِلْحَائِضِ وَلَا لِلْجُنْبِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خَزِيمَةَ.

(ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یدخل المسجد، جلد 1 صفحہ 30) (صحیح ابن خزیمہ، جماع ابواب فضائل

المسجد، باب الزجر عن جلوس الجنب والحائض... الخ، جلد 2 صفحہ 284، برقم: 1327)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

انہیں مسجد میں بیٹھنا بھی حرام ہے۔ یہ ہی امام اعظم کا مذہب ہے۔ امام شافعی وغیرہم کے ہاں مسجد سے گزرنا جائز ہے، وہاں ٹھہرنا حرام ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔ قرآن کریم میں جو ارشاد ہوا "وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِدِي سَبِيلٍ" وہاں "عابری سبیل" سے مراد مسافر ہے، یعنی جنابت کی حالت میں بغیر غسل نماز کے قریب نہ جاؤ وہاں اگر مسافر ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو وہاں مسجد سے گزرنا مراد نہیں، لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مالک احکام بنایا ہے فرماتے ہیں میں حلال نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ حلال و حرام حضور کرتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (مرآة الناجح ج 1 ص ۲۳۸)

110- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِينِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنْبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ فَأَنْسَلْتُكَ فَأَتَيْتُكَ الرَّحْلَ فَأَغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ آيِنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے۔ اس حالت میں کہ میں جنبی تھا۔ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ حتیٰ کہ آپ بیٹھ گئے تو میں کھسک گیا گھر آیا اور غسل کیا پھر میں آیا تو آپ بیٹھے

فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ  
 ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 تم کہاں تھے تو میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا  
 سبحان اللہ مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو شیخین  
 رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الغسل، باب الجنب یخرج ویبشی... الخ، جلد 1 صفحہ 42) (مسلم کتاب الحيض، باب الدليل على

ان المسلم لا ينجس، جلد 1 صفحہ 162)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الختان فرماتے ہیں:

یہ نہ فرمایا کہ میں حضور سے ملا کیونکہ آپ کا ارادہ ملنے کا نہ تھا اتفاقاً ملاقات ہو گئی، آپ تو غسل کرنے جا رہے تھے۔

محبت اور شفقت کی بنا پر نہ کہ چلنے میں امداد لینے کے لیے جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا۔

یہ ہے صحابہ کا انتہائی ادب، اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خیال یہ تھا کہ ناپاکی کی حالت میں مصافحہ وغیرہ  
 سب ممنوع ہے مگر حیاء اور ادب کی وجہ سے اس وقت عرض نہ کر سکے، خیال تھا کہ بعد میں مسئلہ پوچھ لوں گا چونکہ اس کے  
 ناجائز ہونے کا یقین نہ تھا، اس لئے خاموشی اختیار کی۔

یعنی جنابت نجاست حقیقیہ نہیں تاکہ جنبی سے مصافحہ وغیرہ منع ہو۔ خیال رہے کہ کافر بھی نجس نہیں قرآن کریم میں جو  
 مشرکوں کو نجس فرمایا گیا اس سے گندگی اعتقاد مراد ہے۔ اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جنبی کا پسینہ یا  
 جھوٹا نجس نہیں۔ دوسرے یہ کہ غسل جنابت میں دیر لگانا جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ جنابت کی حالت میں ضروری کام کاج کرنا  
 جائز ہے۔ چھوٹے یہ کہ جنبی سے مصافحہ، معانقہ بلکہ اس کے ساتھ لیٹنا بیٹھنا جائز۔

احتیاطاً یہ سمجھے ہوئے کہ شاید جنبی پر نجس حقیقی کے احکام جاری ہوں۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۴۲۸)

### حيض کا بیان

### بَابُ الْحَيْضِ

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام  
 المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ  
 حیض والی عورت کو کیا ہے کہ وہ روزے کی قضا کرتی ہے  
 اور نماز کی قضا نہیں کرتی تو آپ نے فرمایا کیا تو خارجیہ  
 ہے تو میں نے عرض کیا میں خارجیہ تو نہیں ہوں لیکن  
 میں مسئلہ پوچھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا ہمیں حیض آتا  
 تھا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضا کا

111- عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ مَا بَأَلُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ  
 وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ فَقَالَتْ أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ  
 قُلْتُ لَسْتُ بِمَحْرُورِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ  
 يُصِيبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمِرُ بِقِضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ  
 بِقِضَاءِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(ابوداؤد 'کتاب الطہارة' باب فی الحائض لا تقضى الصلوة' جلد 1 صفحہ 35) (ترمذی 'ابواب الطہارات' باب ماجاء فی الحائض انہا لا تقضى الصلوة' جلد 1 صفحہ 34) (بخاری 'کتاب الحيض' باب لا يتقضى الحائض الصلوة' جلد 1 صفحہ 46) (نسائی 'کتاب الصوم' باب وضع الصيام عن الحائض' جلد 1 صفحہ 319) (مسلم 'کتاب الحيض' باب وجوب قضاء الصوم على الحائض... الخ' جلد 1 صفحہ 153) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارة' باب الحائض لا تقضى الصلوة' صفحہ 46) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 231)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یازخان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی نماز بھی فرض ہے روزہ بھی فرض اور حیض و نفاس دونوں سے مانع، پھر نماز کی قضا کیوں نہیں ہوتی اور روزے کی کیوں ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کی عقلی حکمتیں پوچھنا برا نہیں، ہاں احکام شرعیہ پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔ فقیر نے ایک کتاب لکھی "اسرار الاحکام" اس میں احکام شریعت و طریقت کی عقلی حکمتیں بیان کی ہیں۔

سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز جواب ہے کہ مجھے عقلی حکمتوں سے غرض نہیں ہم تو حکم کے تابع ہیں، چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی قضا کا حکم دیا نماز کی قضا کا نہیں اس لیے یہ فرق ہو گیا، ہمیں عقلی حکمتوں سے کیا غرض۔ بیمار طبیب کے نسخے پینے کی کوشش کرتا ہے دواؤں کے اوزان سوچنے میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ روزے کی قضا میں ندرت ہے کہ سال میں سات آٹھ روزے قضا کرنے پڑتے ہیں اس لیے اس میں دشواری نہیں اور قضاے نماز میں کثرت ہے کہ ہر مہینہ سات آٹھ دن کی فی دن پانچ نمازیں قضا کرنی پڑتیں یعنی چالیس بلکہ بعض کو پچاس نمازیں اس میں بہت دشواری ہوتی اس لیے نمازوں کی قضا نہیں روزوں کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (مرآة المناجیح ج 3 ص 260)

112- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ لَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَسَّ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنی ایک حدیث میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت کو حیض آئے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور نہ روزہ رکھتی ہے اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الغسل' باب ترک الحائض الصوم' جلد 1 صفحہ 44) (مسلم 'کتاب الايمان' باب بیان نقصان

الايمان' جلد 1 صفحہ 60)

113- وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ام المومنین ام

الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ  
النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ بِالِدِّرَجَةِ فِيهَا الْكُرْسِيُّ فِيهِ الصُّفْرَةُ  
مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ فَتَقُولُ  
لَهُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقِصَّةَ الْبَيْضَاءَ  
تُرِيدُ بِذَلِكَ الظُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَ  
عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَالْبُخَارِيُّ  
تَعْلِيْقًا.

المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی سے  
روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ام المؤمنین سیدتنا  
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عورتیں ڈبیہ  
میں کرسف رکھ کر بھیجتی تھیں جس میں زردی ہوتی تو ام  
المؤمنین رضی اللہ عنہما فرماتی جلدی نہ کرو جب تک چونے  
کی طرح سفیدی نہ دیکھ لو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس  
سے حیض سے پاکی مراد لیتی تھیں۔ اس حدیث کو امام  
مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا اور امام بخاری رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلقاً بیان کیا۔

(بخاری، کتاب الحيض، باب اقبال الحيض وادباره، جلد 1 صفحہ 46) (موطا امام مالک، کتاب الطهارة، باب طهر

الحائض، صفحہ 43) (مصنف عبدالرزاق، کتاب الحيض، باب كيف الطهر، جلد 1 صفحہ 302، برقم: 1159)

### شرح: حیض کے رنگ

مسئلہ:- حیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) ٹیالا، خالص سفید رنگ کی

رطوبت حیض نہیں۔ (رد المحتار، کتاب الطهارة، باب فی الحيض، ج ۱، ص ۵۳۰)

### استحاضہ کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں۔ فاطمہ بنت  
ابی حبیش نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ  
میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم میں اب ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کا خون  
آتا ہے پس میں پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز کو چھوڑ  
دوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو رگ  
(خون) ہے حیض نہیں ہے پس جب حیض آئے تو نماز  
چھوڑ دے اور جب حیض چلا جائے تو اپنے آپ سے  
خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے

### بَابُ الْإِسْتِحَاضَةِ

114- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ  
فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ  
أُسْتَحَاضُ فَلَا أَظْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِثْمَ ذَلِكَ  
عِزُّكَ وَكَأَنَّكَ بِحَيْضَةٍ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ  
فَدَعِيَ الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنكَ  
الدَّمَ وَصَلِّي رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَفِي رَوَايَةٍ  
لِلْبُخَارِيِّ وَلَكِنْ دَعِيَ الصَّلَاةَ قَدْرَ الْيَوْمِ الَّتِي

كُنْتَ تَحِيضِينَ فِيهَا ثُمَّ اغْتَسَلِي وَصَلِي.

روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں لیکن تو نماز چھوڑ دے ان دنوں کی مقدار جن دنوں میں تجھے حیض آتا تھا پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔

(بخاری، کتاب الغسل، باب الاستحاضة، جلد 1 صفحہ 44) (مسلم، کتاب الحيض، باب المستحاضة، جلد 1

صفحہ 151)

### شرح: استحاضہ کسے کہتے ہیں؟

جو خون بیماری کی وجہ سے آئے۔ اس کو استحاضہ کہتے ہیں۔

حیض کم از کم تین دن رات ہے جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ ہے، اور زیادہ سے زیادہ حیض ۱۰ دن ہے جو اس سے زائد

ہو وہ استحاضہ ہے۔ (الہدایۃ کتاب اطہارات، باب الحيض والااستحاضة المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۲۶)

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں فاطمہ بنت ابی حبیش نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ایک ایک اور دو مہینہ مہینہ استحاضہ کا خون آتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے۔ یہ رگ (کا خون) ہے۔ پس جب حیض آئے تو ان دنوں کی تعداد کے مطابق نماز چھوڑ دے جن دنوں میں تجھے حیض آتا تھا۔ پس جب حیض چلا جائے تو غسل کر اور ہر نماز کے لئے وضو کر۔ اسے ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

115- وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُسْتَحَاضُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ فَقَالَ لَيْسَ ذَلِكَ بِحَيْضٍ وَلَكِنَّهُ عِرْقٌ فَإِذَا أَقْبَلَ الْحَيْضُ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ عَدَدَ أَيَّامِكَ الَّتِي كُنْتَ تَحِيضِينَ فَإِذَا أَذْبَرْتَ فَأَغْتَسِلِي وَتَوَضَّأِي لِكُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانٍ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(صحیح ابن حبان جلد 3 صفحہ 265، برقم: 1351)

اور آپ ہی روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے۔ پھر ایک غسل کرے اور پھر ہر نماز کے وقت وہ وضو کرے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

116- وَعَنْهَا قَالَ سُئِلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدَعِ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَأِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانٍ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(صحیح ابن حبان جلد 3 صفحہ 266، برقم: 1352)



## شرح: استحاضہ کے احکام

استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ۔ نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ استحاضہ والی عورت نماز بھی پڑھے گی۔ روزہ بھی رکھے گی۔ کعبہ میں بھی داخل ہوگی۔ طواف کعبہ بھی کرے گی۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کر سکے گی وضو کر کے قرآن شریف کو ہاتھ بھی لگا سکے گی اور اسی حالت میں شوہر اس سے ہمبستری بھی کر سکے گا۔

(الدر المختار، کتاب الطہارۃ، باب فی الحيض، ج ۱، ص ۵۴۴)

اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وضو کر کے فرض پڑھ لے، تو عذر ثابت نہ ہوگا۔ (یعنی ایسی صورت میں "معذور نہیں کہلائے گی") (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۱۰۷)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۱ تا ۳، بہار شریعت جلد ۱ حصہ دوم اور سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## أَبْوَابُ الْوُضُوءِ

مسواک کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے کہ میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تعلیقاً یہ الفاظ منقول ہیں کہ انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

## أَبْوَابُ الْوُضُوءِ

بَابُ السِّوَاكِ

117- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ. وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ لَا مَرْتَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ وَلِلْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا لَا مَرْتَهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ

(بخاری کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة، جلد 1 صفحہ 122) (مسلم، کتاب الطہارة، باب السواک، جلد 1 صفحہ 128) (ابوداؤد، کتاب الطہارة، باب السواک، جلد 1 صفحہ 7) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب ما جاء فی السواک، جلد 1 صفحہ 12) (نسائی، کتاب الطہارة، باب الرخصة فی السواک بالعش للصائم، جلد 1 صفحہ 6) (ابن ماجہ، ابواب الطہارة، باب السواک، جلد 1 صفحہ 25) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 245) (بخاری، کتاب الصوم، باب السواک الرطب واليابس، جلد 1 صفحہ 259)

شرح: مُفْتَرِّ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ السَّمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور باذن الہی احکام کے مالک ہیں، جو چاہیں فرض کریں، جو چاہیں حرام کہ فرماتے ہیں میں فرض کر دیتا۔ خیال رہے کہ یہ حدیث امام شافعی کے نزدیک اپنے ظاہر پر ہے مگر ہمارے ہاں ہر نماز سے مراد اس کا وضو ہے یعنی وضو پوشیدہ ہے، کیونکہ ابن خزیمہ، حاکم، بخاری شریف نے "کتاب الصوم" میں انہی ابو ہریرہ سے یہی حدیث روایت کی مگر اس میں بجائے "صَلَاةٍ" کے "وُضُوءٍ" ہے اور احمد وغیرہ کی روایت ہے "عِنْدَ كُلِّ طَهُورٍ" وہ حدیثیں اس کی تفسیر ہیں۔ خیال رہے کہ وضو میں مسواک کی زیادہ تاکید ہے ورنہ وضو کے علاوہ پانچ جگہ اور بھی مسواک سنت ہے جیسا کہ عرض کیا گیا۔ امام احمد کی روایت میں ہے کہ مسواک کی نماز بغیر مسواک کی ستر نمازوں سے افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت پر شاق نہ ہوتا تو آپ ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتے اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

118- وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَوْلَا أَنْ يُشَقَّ عَلَى أُمَّتِهِ لَأَمَرَهُمُ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وَضُوءٍ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ. (موطا امام مالک، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی السواک، صفحہ 61)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمَّانِ فَرَمَاتِي هِيَ:

مسواک اور مسواک سُوَاكٌ سے بنا بمعنی ملنا، مسواک دانتوں کے ملنے کا آلہ۔ شریعت میں مسواک وہ لکڑی ہے جس سے دانت صاف کئے جاتے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ یہ کسی پھول یا پھلدار درخت کی نہ ہو، کڑوے درخت کی ہو، موٹائی چھنگلی کے برابر ہو، لمبائی بالشت سے زیادہ نہ ہو، دانتوں کی چوڑائی میں کی جائے نہ کہ لمبائی میں، بے دانت والا انسان اور عورتیں انگلی پھیر لیا کریں۔ مسواک اتنے مقام پر سنت ہے: وضو میں، قرآن شریف پڑھتے وقت، دانت پیلے ہونے پر، بھوک، یا دیر تک خاموشی، یا بے خوابی کی وجہ سے منہ سے بو آنے پر۔ احناف کے ہاں مسواک سنت وضو ہے نہ کہ سنت نماز، لہذا با وضو آدمی نماز کے لیے مسواک نہ کرے۔ امام شافعی کے ہاں سنت نماز ہے نہ کہ سنت وضو اور وجہ ظاہر کہ ان کے ہاں خون وضو نہیں توڑتا تو اگر مسواک سے دانت میں خون نکل بھی آیا تو نماز درست ہوگی۔ لیکن ہمارے ہاں بہت خون وضو توڑ دیتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج 1 ص 359)

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کو پاک کرنے والی ہے اور رب کی رضا مندی کا باعث ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو سند صحیح کے ساتھ بیان فرمایا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلیقاً۔

119- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السِّوَاكُ مِظْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مِرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَوِيحٍ وَابُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

(بخاری، کتاب الصوم، باب السواک الرطب واليابس... الخ، جلد 1 صفحہ 259) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 47)

(نسائی، کتاب الطہارۃ، باب الترغیب فی السواک، جلد 1 صفحہ 5)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمَّانِ فَرَمَاتِي هِيَ:

یعنی اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ خیال رہے کہ مسواک سے مسلمان کا مسواک کرنا بنیت عبادت مراد ہے، کفار کی مسواک اور مسلمانوں کی عادی مسواک اگرچہ منہ تو صاف کر دے گی مگر رضائے الہی کا ذریعہ نہ بنے گی، نیز اگرچہ

مسواک میں دنیوی اور دینی بہت فوائد ہیں، مگر یہاں صرف دو فائدے بیان ہوئے۔ یا اس لئے کہ یہ بہت اہم ہیں یا کیونکہ باقی فوائد بھی ان دو میں داخل ہیں۔ منہ کی صفائی سے معدے کی قوت اور بے شمار بیماریوں سے نجات ہے اور جب رب راضی ہو گیا پھر کیا کمی رہ گئی۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۳۶۳)

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں وضو کے ساتھ ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ اس کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط میں روایت کیا اور پیشی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

120- وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرِهِمْ بِالسُّوَالِكِ مَعَ الْوُضُوءِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَانَ فِي صَحِيحِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(صحیح ابن حبان، جلد 3 صفحہ 148، برقم: 1066)

121- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرِهِمْ بِالسُّوَالِكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مجمع الزوائد، کتاب الطہارۃ، باب فی السواک نقلًا عن الطبرانی فی الاوسط، جلد 1 صفحہ 221)

حضرت مقدم بن شرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو کس چیز سے آغاز کرتے تو آپ نے فرمایا مسواک سے۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

122- وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا أُمَّيْ شَيْئٌ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسُّوَالِكِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک، جلد 1 صفحہ 128) (ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب السواک، جلد 1 صفحہ 8)

(نسائی، کتاب الطہارۃ، باب السواک فی کل حین، جلد 1 صفحہ 6) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب السواک، صفحہ 25)

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 41)

123- وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُشَوِّضُ فَأَهُ بِالسَّوَاكِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ مبارک صاف فرماتے تھے۔

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب السواک' جلد 1 صفحہ 38) (ابوداؤد 'کتاب الطہارۃ' باب السواک لمن قام باللیل' جلد 1 صفحہ 8) (نسائی 'کتاب الطہارۃ' باب السواک اذا قام من اللیل' جلد 1 صفحہ 5) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارۃ' باب السواک' صفحہ 25) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 382) (مسلم 'کتاب الطہارۃ' باب السواک' جلد 1 صفحہ 128)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَيَاتَانِ فَرَمَاتِي هِي: یعنی وضو بلکہ استنجے سے بھی پہلے، پھر وضو میں اس کے علاوہ کیونکہ مسواک بیدار ہونے کی بھی سنت ہے اور وضو کی بھی۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص ۳۶۱)

124- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا أَحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا. قَالَ التِّرْمِذِيُّ أَكْثَرُ أَحَادِيثِ الْبَابِ تُدَلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ السَّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَعْدَ الزَّوَالِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِي كَرَاهَتِهِ شَيْءٌ.

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا جس کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں اس باب کی اکثر احادیث روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور زوال کے بعد اس کے مکروہ ہونے کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں۔

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 445) (ابوداؤد 'کتاب الصیام' باب للصائم جلد 1 صفحہ 322) (ترمذی 'ابواب الصوم'

باب ما جاء في السواک للصائم' جلد 1 صفحہ 154) (بخاری 'کتاب الصوم' باب السواک الرطب واليابس' جلد 1 صفحہ 259)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَيَاتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

اس حدیث کی وجہ سے امام ابوحنیفہ و مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ روزے میں ہر وقت ہر قسم کی مسواک بلا کر اہت جائز ہے زوال سے پہلے کرے یا بعد، تر مسواک کرے یا خشک، بہر حال بلا کر اہت درست ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ روزے دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے کیونکہ وہاں لفظ ظنوف ہے نہ کہ لفظ بخر۔ ظنوف منہ کی وہ بو ہے جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے منہ میں پیدا ہو جاتی ہے وہ مسواک سے نہیں جاتی جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طور والا واقعہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیات سے ہے کہ آپ نے روزہ میں مسواک کر لی، پھر تورات لینے بارگاہ الہی میں حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا اے موسیٰ دس روزے اور رکھو تا کہ پھر وہ ہی مہک پیدا ہو جو مسواک سے جاتی رہی ہے ورنہ مسواک سے روزے کی قضا اور پھر دس روزے رکھنے کا حکم کسی امام کے ہاں نہیں، امام شافعی کے ہاں زوال کے بعد روزے میں مسواک مکروہ ہے اور امام احمد کے ہاں آخری دن میں مکروہ مگر مذہب حنفی بہت قوی ہے۔ چنانچہ دارقطنی میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے دار کا بہترین مشغلہ مسواک ہے۔ طبرانی میں حضرت عبدالرحمن ابن غنم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاذ ابن جبل سے پوچھا کیا میں روزے میں مسواک کر سکتا ہوں فرمایا ہاں پوچھا دن کے کس حصہ میں فرمایا ہر حصہ میں۔ خیال رہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو رب تعالیٰ کو ایسی ہی پیاری ہے جیسے غازی کے قدم کی گردوغبار، اگر غازی اپنے قدموں پر ویسے ہی خاک ڈال لے تو ثواب ملتا نہیں اور اگر وہ قدموں کی دھول جھاڑ دے تو ثواب گھٹتا نہیں، ایسے ہی اگر وہ روزہ دار بہ تکلف منہ میں بو پیدا کر لے تو ثواب ملتا نہیں اور اگر مسواک کرے تو ثواب گھٹتا نہیں اسی لیے بیہقی، ابن حبان، طبرانی وغیرہ میں عام صحابہ کا یہ عمل بیان ہوا کہ وہ حضرات روزے میں ہر وقت مسواک کر لیتے تھے۔ اس کی پوری تحقیق یہاں مرقاۃ میں دیکھو۔

اس حدیث کو ترمذی نے حسن فرمایا اور احمد و ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۳ ص ۲۳۵)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۱۔ ۱ تا ۲، جلد ۲۳، مراۃ المناجیح ج ۱، بہار شریعت جلد ۱ حصہ دوم اور سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

### وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ جب تم وضو کرنے لگو تو بسم اللہ کہہ لیا کرو کیونکہ نگہبان فرشتے جب تک تم فارغ نہ ہو گے برابر تمہاری نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تم اس وضو سے

### بَابُ التَّسْبِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ

125- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَإِنَّ حَفَظَتِكَ لَا تَبْرُحُ تَكْتُبُ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتَّى تَحْدُثَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي

الصَّغِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

بے وضو ہو جاؤ۔ طبرانی نے اسے صغیر میں روایت کیا ہے اور پیشی فرماتے ہیں: اس کی اسناد حسن ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب الطہارۃ، باب التسمیۃ عند الوضوء، جلد 1 صفحہ 220) (المعجم الصغیر للطبرانی

جلد 1 صفحہ 73 قال حدثنا احمد بن مسعود الزبیری... الخ)

### شرح: وضو کی سنتیں

وضو میں سولہ چیزیں سنت ہیں۔ (۱) وضو کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) داڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا (۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرہ کے نیچے ہیں ان پر گیلیا ہاتھ پھر لینا (۱۴) اعضا کو لگاتار دھونا کہ ایک عضو سوکھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو کو دھولے (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) ہر مکروہ بات سے بچنا۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الفصل الثانی فی سنن الوضوء، ج ۱، ص ۶-۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۱-۱ تا جلد ۴، مرآة المناجیح ج ۱، بہار شریعت جلد ۱ حصہ دوم، جنتی زیور، سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْوُضُوءِ

126- عَنْ مُحَمَّدَانَ مَوْلَى عُمَانَ أَنَّهُ رَأَى عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى كَفِّهِ ثَلَاثَ مِدَارٍ فَعَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضَّضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْبِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ. ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

وضو کے طریقہ میں وارد شدہ روایات کا بیان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حمران روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے (پانی کا) برتن منگا یا پس اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ پھر ان کو دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا، کلی کی اور ناک جھاڑا۔ پھر اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے دونوں پاؤں کو شخنوں سمیت تین مرتبہ دھویا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ان میں اپنے آپ سے کلام نہ کیا (یعنی



خیالات کو منتشر نہ ہونے دیا۔ تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب الوضوء ثلاثاً جلد 1 صفحہ 27) (مسلم 'کتاب الطہارۃ' باب صفة الوضوء وکمالہ جلد 1 صفحہ 120)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 1 کا مطالعہ فرمائیں۔

اکبٹھے کلی کرنے اور ناک

جھاڑنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اور ان کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ ان سے کہا گیا کہ ہمیں وضو کر کے دکھائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح وضو کیا کرتے تھے تو انہوں نے ایک برتن (میں پانی) منگایا۔ برتن ٹیڑھا کر کے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ داخل کر کے پانی لیا تو ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ یہ عمل تین بار کیا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور تین بار چہرہ دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور دونوں کلائیوں کو کہنیوں سمیت دو دو بار دھویا۔ پھر برتن سے ہاتھ بھگو کر سر پر سامنے سے پیچھے کی جانب اور پیچھے سے آگے کی طرف ہاتھ پھیرا۔ پھر ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ اسی طرح ہے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَضْمَةِ

وَالِاسْتِنشَاقِ

127- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قِيلَ لَهُ تَوَضَّأْنَا لِنَا وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنَشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْبِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب من مضض واستنشق... الخ' جلد 1 صفحہ 31) (مسلم 'کتاب الطہارۃ' باب آخر فی

(صفة الوضوء، جلد 1 صفحہ 123)

128- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَجَمَعَ بَيْنَ الْمَضْمُضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ وضو کیا اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو جمع کیا (یعنی ایک ہی چلو سے کلی بھی کی اور اسی کے باقی ماندہ پانی سے ناک میں پانی ڈالا۔

(سنن دارمی، کتاب الصلوٰۃ، باب الوضوء، مَرَّةً مَرَّةً، صفحہ 94) (ابن حبان جلد 3 صفحہ 150، رقم الحدیث: 1073) (مستدرک حاکم، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، مرتین... الخ، جلد 1 صفحہ 150)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

استنشاق: ناک کے دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دھلنا۔ ردالمحتار میں بحر الرائق سے ہے: الاستنشاق اصطلاحاً ایصال الماء الى المارن، ولغة من النشق وهو جذب الماء ونحوه بريح الانف الى داخله۔ (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1/ 48 و 49)

اصطلاح میں استنشاق کا معنی ناک کے نرم حصہ تک پانی پہنچانا۔ اور لغت میں یہ لفظ نشق سے لیا گیا ہے جس کا معنی پانی اور اس جیسی چیز کو سانس کے ذریعہ ناک کے اندر کھینچنا۔

اسی میں قاموس سے ہے:

المارن ما لان من الانف۔ (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1/ 49)

مارن ناک کا وہ حصہ ہے جو نرم ہے۔

اور یہ یونہی ہو سکے گا کہ پانی لے کر سونگھے اور اوپر کو چڑھائے کہ وہاں تک پہنچ جائے لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اوپر ہی اوپر پانی ڈالتے ہیں کہ ناک کے سرے کو چھو کر گر جاتا ہے بانسے میں جتنی جگہ نرم ہے اس سب کو دھونا تو بڑی بات ہے ظاہر ہے کہ پانی کا بالطبع میل نیچے کو ہے اوپر بے چڑھائے ہرگز نہ چڑھے گا افسوس کہ عوام تو عوام بعض پڑھے لکھے بھی اس بلا میں گرفتار ہیں۔ کاش استنشاق کے لغوی ہی معنی پر نظر کرتے تو اس آفت میں نہ پڑتے استنشاق سانس کے ذریعہ سے کوئی چیز ناک کے اندر چڑھانا ہے نہ کہ ناک کے کنارہ کو چھو جانا وضو میں تو خیر اس کے ترک کی عادت ڈالنے سے سنت چھوڑنے ہی کا گناہ ہوگا کہ مضمضہ و استنشاق بمعنی مذکور دونوں وضو میں سنت مؤکدہ ہیں کمافی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔) اور سنت مؤکدہ کے ایک آدھ بار ترک سے اگرچہ گناہ نہ ہو عتاب ہی کا استحقاق ہو مگر بارہا ترک سے بلاشبہ گناہگار ہوتا ہے کمافی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ معتبر کتاب ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔) تاہم وضو ہو جاتا ہے اور غسل تو ہرگز

اُترے ہی گانہیں جب تک سارا منہ حلق کی حد تک اور سارا نرم بانہ سخت ہڈی کے کنارہ تک پورا نہ دھل جائے یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ اگر ناک کے اندر کثافت جمی ہے تو لازم کہ پہلے اسے صاف کر لے ورنہ اس کے نیچے پانی نے عبور نہ کیا تو غسل نہ ہوگا۔

در مختار میں ہے:

فرض الغسل غسل انفه حتى ماتحت الدون۔ (الدر المختار، کتاب الطہارۃ، مطبع مجتہدائی دہلی ۲۸/۱)  
غسل میں ناک کا دھونا فرض ہے یہاں تک کہ وہ حصہ بھی جو کثافت اور میل کے نیچے ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۱-۲، ص ۵۹۳)

مضمضہ اور استنشاق علیحدہ

علیحدہ کرنے کا بیان

بَابُ فِي الْفَضْلِ بَيْنَ الْمَضْمُضَةِ  
وَالِاسْتِنْشَاقِ

حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں علی بن ابوطالب اور عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے تین تین بار وضو کیا اور کھلی اور ناک میں پانی الگ الگ چلو سے ڈالا پھر فرمایا ہم نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو ابن سکین نے

129- عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلْمَةَ قَالَ  
شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَوَضَّأَ ثَلَاثًا وَثَلَاثًا وَأَفْرَدَ  
الْمَضْمُضَةَ مِنَ الْاسْتِنْشَاقِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا  
رَأَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ.  
رَوَاهُ ابْنُ السَّكِينِ فِي صِحَّاحِهِ.

(تلخیص الحبیر جلد 1 صفحہ 79) اپنی صحاح میں بیان کیا۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت: حضرت محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا <sup>مطرح</sup> نظریہ ہے کہ چلو کے لفظ سے وحدت کا مفہوم الگ کر دیں، اس پر ان کا استناد اس سے ہے کہ یہاں وضوئے مسنون کی نقل ہو رہی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کا ذکر ہے۔ اور مسنون تین بار دھونا ہے تو وحدت کیسے مراد ہو سکتی ہے۔ اس کا معنی بس یہ ہے کہ ہر عمل کے لئے نیا پانی لیا۔ اور یہ اس سے اعم ہے کہ ایک بار لیا یا چند بار لیا تو ان کے قول "پانی کا ایک چلو لے کر اس سے مضمضہ اور استنشاق کیا" کا معنی یہ ہوگا کہ دونوں کے لئے جدید پانی لیا اگرچہ چند بار۔ تو وہ یہ نہیں بتاتا کہ مضمضہ اور استنشاق دونوں ایک ہی پانی میں ہوا جیسا کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قائل ہیں۔ یہ ہے حضرت محقق کی مراد۔ اور وہ ہمارے زیر بحث مسئلہ میں بھی کارآمد ہے اگرچہ ان کا کلام ایک دوسرے مسئلہ کے تحت ہے۔

اقول: لكن فيه بعد لا يخفى والمحقق عارف به ولذا قال يجب صرفه لكن الشأن في ثبوت الوجوب وما استند به سيأتي الكلام عليه.

اقول: ليكن اس میں نمایاں بعد ہے۔ اور حضرت محقق اس سے واقف ہیں اسی لئے فرمایا: اسے پھیرنا واجب ہے۔ لیکن مشکل معاملہ ثبوت وجوب ہے اور جس سے انہوں نے استناد فرمایا اس پر آگے کلام ہوگا۔

(التتوی الرضویہ، ج ۱، ص ۲، ۸۶۳)

## بَابُ مَا يُسْتَفَادُ

### مِنْهُ الْفَصْلُ

ان روایات کا بیان جن سے مضمضہ اور استنشاق الگ الگ چلوؤں سے سمجھا جاتا ہے

حضرت ابو حنیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ پس انہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھویا۔ حتیٰ کہ انہیں خوب صاف کیا۔ پھر تین بار کئی کی اور تین بار تانک میں پانی چڑھایا اور تین بار چہرہ دھویا اور تین بار دونوں بازوؤں کو دھویا اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں نٹھوں سمیت دھوئے پھر کھڑے ہوئے اور اپنے وضو کا بچہ بوا پانی حالت نیام میں لیا۔ پھر فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے وضو کیا کرتے تھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

130- عَنْ أَبِي حَنِيَّةٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طُيُورِهِ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَحَبَبْتُ أَنْ أَرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ طُيُورُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ (ترمذی) ابواب الطہارۃ باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان جلد 1 صفحہ 17)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کا نام عمرو ابن نصر، کنیت ابو حنیہ ہے، ہمدان کے باشندے ہیں، تابعی ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ

رہے۔

صاف معلوم ہوا کہ اعضاء کا دھونا تین تین بار سنت ہے مگر مسح ایک ہی بار۔ یہ حدیث حنیفوں کی قوی دلیل ہے۔ یعنی مع نٹھوں کے تین بار دھوئے۔ الٰہی معنی مع ہے اور چونکہ پہلے تین تین بار کا ذکر ہو چکا ہے اس لیے یہاں ذکر نہ

کیا۔

معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے، چونکہ اس پانی سے ایک عبادت ادا کی گئی اس لئے یہ برکت والا بھی ہے اور حرمت والا بھی، جیسے آب زمزم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم سے پیدا ہوا اس لئے اس کی بھی حرمت ہے وہ بھی کھڑے ہو کر پیا جاتا ہے، صحابہ کبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا غسل پیتے اور آنکھوں سے لگاتے تھے۔ بعض مریدین اپنے پیر کا جھوٹا پانی اور ان کا دیا ہوا تبرک کھڑے ہو کر کھاتے پیتے ہیں اس احترام کی اصل یہ احادیث ہیں۔

یعنی مجھے اس وقت وضو کی ضرورت نہ تھی تمہاری تعلیم کے لیے تمہیں وضو کر کے دکھایا۔ معلوم ہوا کہ عملی تبلیغ بھی ضروری

ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۸۹)

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے پانی منگایا تو آپ کے پاس لوٹا لایا گیا تو آپ نے اسے ٹیڑھا کر کے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا تو تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور تین مرتبہ چہرہ کو دھویا پھر اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ کو تین تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی لیا اور اپنے سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا پھر اپنے دونوں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے کو ایک مرتبہ دھویا پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا وضو کے بارے میں سوال کرنے والے کہاں ہیں۔ میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت راشد بن شیخ ابو محمد حمانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زاویہ (مقام) میں دیکھا تو ان سے کہا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کے بارے میں خبر دیں کہ

131- وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَى بِمِيْضَاةٍ فَأَصْغَاهَا عَلَى يَدَيْهِ الْيُمْنَى ثُمَّ ادَّخَلَهَا فِي الْمَاءِ فَتَبَضَّبَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْزَرَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ ادَّخَلَ يَدَهُ فَاخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ فَغَسَلَ بَطُونَهُمَا وَظُهُورَهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ آيِنَ السَّائِلُونَ عَنِ الْوُضُوءِ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب صفۃ وضو النبی صلی

اللہ علیہ وسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵)

132- وَعَنِ رَاشِدِ بْنِ نَجِيحِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِيِّ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِالزَّوَاوِيَةِ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنِ وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ كُنْتَ

آپ وضو کیسے کرتے تھے کیونکہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ انہیں وضو کرایا کرتے تھے تو انہوں نے کہا ہاں تو انہوں نے وضو کا پانی منگایا تو ان کے پاس ایک طشت اور پیالہ (میں پانی) لایا گیا اور ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو انہوں نے اسے ٹیڑھا کر کے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور خوب اچھی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ (برتن سے) نکال کر اسے تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر ایک مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں پر پھیرا اور ان کا مسح کیا۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط میں بیان کیا اور علامہ بیہقی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

تَوَضُّؤُهُ قَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَتَى بِطَشْتٍ وَقَدَحٍ فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَأَنْعَمَ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ تَمَضَّضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ الْيُسْرَى فَعَسَلَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً غَيْرَ أَنَّهُ أَمَرَهُمَا عَلَى أُذُنَيْهِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (المعجم الاوسط جلد 3 صفحہ 428 رقم الحديث: 2926) (مجمع الزوائد كتاب الطهارة باب ما جاء في الوضوء نقلًا عن الطبراني في الاوسط جلد 1 صفحہ 231)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انہیں مراتب کو طہارت میں لحاظ کیجئے تو جس عضو کا جتنا دھونا فرض ہے اس کے ذرے ذرے پر ایک بار پانی تقاطر کے ساتھ اگرچہ خفیف بہہ جانا مرتبہ ضرورت میں ہے کہ بے اس کے طہارت ناممکن اور تثلیث مرتبہ حاجت میں ہے یوں ہی وضو میں منہ دھونے سے پہلے کی سنن ثلاث کہ یہ چاروں مؤکدات ہیں اور ان کے ترک میں ضرر من زادوا نقص فقد تعدی وظلم (جس نے اس سے زیادہ یا کم کیا تو اس نے حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔ ت) اور ہر بار پانی بفرغت بہنا جس سے کمال تثلیث میں کوئی شبہ نہ گزرے اور ہر ذرہ عضو پر غور و تامل کی حاجت نہ پڑے یہ منفعت ہے اور غرہ و تجلیل کی اطاعت زینت اور کسی عضو کو قصد اچار بار دھونا فضول۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج 1، ص 2، ص 84)

داڑھی کے خلال کا بیان

بَابُ تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ

امّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو

133- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ

لِحَيَاتِهِ بِالْمَاءِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔  
 فرماتے تو پانی کے ساتھ اپنی داڑھی مبارک کا خلال  
 فرماتے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
 (مسند احمد جلد 6 صفحہ 234)  
 بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

### شرح: احناف کے نزدیک:

داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔ جیسا کہ علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "منہ دھوتے وقت  
 داڑھی کا خلال کرے بشرطیکہ احرام نہ باندھے ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور  
 سامنے سے نکالے۔ (در مختار، کتاب الطہارۃ، مطلب السواک، ج 1، ص ۲۵۵)

### انگلیوں کے خلال کا بیان

### بَابُ تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن لقیط بن صبرہ اپنے  
 والد سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے  
 عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق  
 خبر دیجئے فرمایا وضو پورا کرو انگلیوں کے درمیان خلال  
 کرو اور ناک کے پانی میں مبالغہ کرو مگر جب تم روزہ دار  
 ہو۔ اسے اصحاب اربعہ نے روایت کیا اور ترمذی ابن  
 خزیمہ بغوی اور ابن قطن نے اسے صحیح قرار دیا۔

134- عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقَيْطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ  
 قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ  
 قَالَ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّ الْأَصَابِعَ وَبَالِغِ فِي  
 الْإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا. رَوَاهُ  
 الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ  
 وَابْنُ الْقَطَّانِ.

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الاستنثار، جلد 1 صفحہ 19) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب فی تخلیل الاصابع،  
 جلد 1 صفحہ 16) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب الامر بتخلیل اللحية، جلد 1 صفحہ 30) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب  
 تخلیل الاصابع، صفحہ 35) (صحیح ابن خزیمہ، کتاب الطہارۃ، جلد 1 صفحہ 78، رقم الحدیث: 150)

شرح: مؤلف شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ احناف فرماتے ہیں:

آپ کا نام لقیط ابن عامر ابن صبرہ ہے، کنیت ابورزین عقیلی ہیں، مشہور صحابی ہیں، طائف والوں میں آپ کا شمار ہے۔  
 یعنی اعضاء پورے دھوؤ اور تین تین بار دھوؤ ہاتھوں، اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو، اگر پاؤں کی انگلیاں چھٹی  
 ہوئی ہوں کہ بغیر خلال ان میں پانی نہ پہنچے تو خلال ضروری ہے، ورنہ سنت۔ حق یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں میں بھی خلال کرنا  
 چاہیے، اس خلال میں چھنگلی شرط نہیں جیسے بھی ہو جائے کافی ہے۔ ناک میں پانی بانسے تک پہنچانا ضروری ہے حتیٰ کہ غسل میں  
 فرض ہے اور اتنا چڑھانا کہ حلق میں اتر جائے بہتر ہے مگر روزے کی حالت میں صرف بانسے تک پہنچائے، اگر حلق میں چلا  
 گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (اشعۃ اللمعات) (مرآة المناجیح ج 1 ص ۳۸۳)



حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

135- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلَّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ترمذی 'ابواب الطہارۃ' باب فی تخلیل الاصابع' جلد 1 صفحہ 16) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارۃ' باب تخلیل الاصابع'

صفحہ 35) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 287)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

بہتر یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے ساتھ کرے اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال پاؤں دھونے کے ساتھ کرے لیکن اگر یہ دونوں خلال پاؤں دھو کر کئے جب بھی جائز کیونکہ واؤ صرف جمع چاہتا ہے۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص ۳۸۵)

### کانوں کے مسح کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پس ایک چلو لے کر اپنا چہرہ دھویا پھر ایک چلو لے کر اپنا دایاں ہاتھ دھویا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنا بائیں ہاتھ دھویا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنے سر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے اپنے دونوں کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح کیا اور اپنے کانوں کے بیرونی حصہ پر اپنے انگلیوں کو پھیرا اور ان کے بیرونی اور اندرونی حصہ کا مسح کیا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنا دایاں پاؤں دھویا پھر ایک چلو لے کر اپنا بائیں پاؤں دھویا۔ اس حدیث کو ابن حبان اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کیا۔ ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

### بَابُ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ

136- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَغَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا بِالسَّبَابَتَيْنِ وَخَالَفَ بَاءَ جِهَامِيَّةٍ إِلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَأَخْرُؤَنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ مَنْدَةَ.

(صحیح ابن حبان، کتاب الطہارۃ، جلد 3 صفحہ 154، رقم الحدیث: 1083) (صحیح ابن خزیمہ، کتاب الطہارۃ، جلد 1 صفحہ 77، برقم: 148) (تلخیص الحبیر، باب سنن الوضوء، جلد 1 صفحہ 90)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

کلمہ کی انگلی کہ کفار عرب سبابہ کہتے تھے، یعنی گالیاں دینے والی انگلی، چونکہ گالی گلوچ کرتے وقت اس انگلی سے اشارہ کرتے جاتے تھے اس لیے اس کا یہ نام رکھا تھا۔ اسلام نے اس کا نام سباحہ یا مسبحہ رکھا یعنی تسبیح پڑھنے والی انگلی، اور اردو زبان میں اسے کلمے کی انگلی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ انگلی تسبیح اور کلمے میں استعمال ہوتی ہے کہ پہلے اسی پر شمار کی جاتی ہے۔ یعنی سر کے مسح کے بعد اسی پانی سے نہ کہ دوسرے پانی سے، لہذا یہ حدیث خفیوں کی دلیل ہے۔ انام شافعی کے ہاں کان کا اندرونی حصہ منہ کے ساتھ دھویا جاتا ہے اور بیرونی حصے کا سر کے ساتھ مسح ہوتا ہے۔ یہ حدیث ان کے خلاف ہے، نیز ایک ہی عضو کا دھلنا اور مسح خلاف قانون ہے۔ غسل و مسح جمع نہیں ہونا چاہیے۔ بعض آئمہ کے نزدیک کان کے مسح کے لیے الگ پانی لیتے ہیں یہ حدیث ان کے بھی خلاف ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص 385)

وضو میں دائیں جانب (سے)

آغاز کرنے کا بیان

بَابُ التَّيْمَنِ

فِي الْوُضُوءِ

137- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَأَبْدَأُوا بِمِيَا مِئِمَّا مِنْكُمْ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے آغاز کرو۔ اس حدیث کو چار محدثین نے بیان کیا اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی الانتعال، جلد 2 صفحہ 215) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، بفتح التیمن فی الوضوء، صفحہ 33) (ابن خزیمہ، کتاب الطہارۃ، جلد 1 صفحہ 91، رقم الحدیث: 178)

شرح: پیارے بھائیو! ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدھی طرف سے وضو کرنا پسند فرماتے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وضو کرتے وقت پہلے سیدھا ہاتھ مبارک دھوتے پھر بائیں۔ اسی طرح پاؤں مبارک دھوتے وقت بھی یہی ترتیب ملحوظ رکھا کرتے۔ نیز اس حدیث پاک میں کنگھا اور نعلین شریفین کے بارے میں بھی سیدھی ہی جانب سے شروع کرنا منقول ہوا۔ یعنی سراقدر اور داڑھی مبارک میں جب کنگھا فرماتے تو پہلے سیدھی جانب سے شروع کرتے، پھر بائیں جانب۔ نیز نعلین شریفین پہنتے وقت بھی پہلے سیدھے قدم مبارک کو نعل پاک میں داخل فرماتے پھر بائیں قدم مکرم کو۔ صرف ان تین کاموں ہی کی تخصیص نہیں، جتنے بھی تکریم کے کام ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدھی جانب سے ہی شروع

کرنا پسند فرماتے۔

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْفَرَاحِ مِنَ الْوُضُوءِ  
138- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ  
أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَبْلُغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ  
يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ  
لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ  
لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ.  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي  
مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.

(مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب  
الوضوء، جلد 1 صفحہ 122) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب  
ما یقال بعد الوضوء، جلد 1 صفحہ 18)

وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا کہے  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں جو اچھی  
طرح وضو کرے پھر کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَرَسُولُهُ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے  
کھول دیئے جاتے ہیں وہ جس دروازہ سے چاہے جنت  
میں داخل ہو جائے اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور  
ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام ترمذی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔  
اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ  
الْمُتَطَهِّرِينَ۔ اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ  
کرنیوالوں اور پاکیزہ لوگوں سے بنا دے۔

شرح: مُفْتَرِ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ جان فرماتے ہیں:

یعنی اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کا حشر ابو بکر صدیق کے غلاموں میں فرمائے گا کہ وہ ان سرکار کے ساتھ جنت  
میں جائے گا اور جیسے انہیں ہر دروازہ سے پکارا جائے گا کہ ادھر سے آؤ ایسے ہی ان کے صدقے میں اسے بھی لہذا حدیث پر  
یہ اعتراض نہیں کہ آٹھوں دروازے کھلنا حضرت صدیق اکبر کی خصوصیات میں سے ہے جیسا کہ ان کے فضائل میں آئے  
گا کیونکہ ان کا یہ داخلہ ان کے صدقے سے ہے۔ خیال رہے کہ اگرچہ ہر جنتی داخل ایک ہی دروازہ سے ہوگا مگر ہر دروازہ  
سے پکارا جانا اس کی عزت افزائی کے لئے ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۷۷)

### موزوں پر مسح کا بیان

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے ساتھ تھا۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے موزوں

### بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

139- عَنْ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي

أَدْخَلَتْهُمَا ظَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ  
الشَّيْخَانِ  
اتاروں تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو میں نے ان کو  
باوضو پہنا تھا۔ پھر آپ نے ان دونوں پر مسح کیا۔ اس  
حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب اذا دخل رجله جلد 1 صفحہ 33) (مسلم 'کتاب الطہارۃ' باب المسح علی الخفین'  
جلد 1 صفحہ 134)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ مسح موزے پر ہوتا ہے نہ کہ موزے میں، نیز چڑے کے موزے پر مسح ہو گا نہ کہ باریک کپڑے یا  
سوت کے اس لئے مصنف نے علی اور خفین ارشاد فرمایا۔ خیال رہے کہ موزے کا مسح اشارۃ قرآن شریف سے اور صراحۃ  
بے شمار احادیث سے ثابت ہے، لہذا اس کا انکار گمراہی ہے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ اہل سنت کی علامت کیا  
ہے، فرمایا "تَفْضِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَحُبُّ الْخَتَمَيْنِ وَالْمَسْحُ عَلَى الْخَفَيْنِ"۔ خواجہ حسن بصری کہتے ہیں کہ میں  
نے ستر صحابہ سے ملاقات کی سب موزوں پر مسح کے قائل تھے۔ امام کرنی فرماتے ہیں کہ مسح کے منکر کے کفر کا اندیشہ ہے  
کیونکہ موزے کا مسح متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ خیال رہے کہ ابن عباس و عائشہ صدیقہ نے اولاً اس مسح کا انکار کیا  
تھا، پھر تمام صحابہ کی موافقت فرمائی، حضرت عائشہ صدیقہ بھی مسح کی قائل ہیں۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ فرماتی ہیں میرا پاؤں  
کٹ جائے تو اچھا موزے پر مسح کرنے سے، یہ محض غلط اور بناوٹی ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۳۸۵)

140- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ  
فَقَالَتْ عَلَيْكَ يَا بِنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
فَسَلُهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ  
لِلْمَسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ

(مسلم 'کتاب الطہارۃ' باب التوقيت فی المسح علی

الخفین' جلد 1 صفحہ 135)

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ میں ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
کے پاس آیا تاکہ ان سے موزوں پر مسح کے متعلق  
پوچھوں تو آپ نے فرمایا تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے پاس جاؤ اور ان سے سوال کرو پس بے شک وہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے  
تھے۔ پس ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم  
کے لئے ایک دن اور ایک رات مدت مسح مقرر فرمائی۔  
اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا

ہے۔

شرح: مُفْتَرِ شَہِیرِ حَکِیمِ الْاِمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں: آپ تابعی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہو چکے تھے، آپ کے والد ہانی صحابی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابو شریح رکھی، حضرت علی مرتضیٰ کے مخصوص ساتھیوں میں سے ہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ آپ کا سوال مدت مسح کے متعلق تھا نہ کہ طریقہ مسح یا دلائل مسح کے متعلق، جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔ یعنی مسافر بحالت سفر ایک بار موزے پہن کر مسلسل تین دن و رات مسح کر سکتا ہے۔ اور مقیم ایک دن و رات۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک احکام ہیں کہ علی مرتضیٰ نے اس مدت کی تعیین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی۔ دوسرے یہ کہ مدتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو اول سے آخر تک ایک حال پر رہیں، یعنی مثلاً پہننے وقت بھی مقیم ہوں اور آخر تک مقیم رہیں۔ اگر پہننے وقت تو مقیم تھا مگر مدت ختم ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو اب مسافر کی مدت پوری کرے گا۔ یوں ہی مسافر اگر مقیم ہو جائے تو مقیم کی مدت پوری کرے۔ تیسرے یہ کہ مسح کی مدت حدیث کے وقت سے شروع ہوگی کہ نہ پہننے کے وقت سے، نہ مسح کے وقت سے۔ چوتھے یہ کہ شرعاً مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ کا سفر کرے اس سے کم سفر سے مسافر نہ ہوگا۔ ورنہ ایک دن مسافت کا مسافر اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتا، حالانکہ حدیث ہر مسافر کو عام ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۸۵)

141- وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَلِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُودِ وَأَخْرَجُونِ وَصَحَّحَهُ الشَّافِعِيُّ وَالْحَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ.

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح میں مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات مدت مقرر فرمائی۔ اس حدیث کو ابن جارود اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خطابی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(المنتقى لابن جارود صفحه 39 رقم الحديث: 87) (تلخيص الحبير، باب المسح على الخفين، جلد 1 صفحه 157)

شرح: مُفْتَرِ شَہِیرِ حَکِیمِ الْاِمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں: آپ کا نام شریف نفع ہے، ثقفی ہیں، مشہور صحابی ہیں، غزوہ طائف میں ایمان لائے، آخر عمر شریف میں بصرہ میں قیام رہا، ۴۹ھ میں وہیں وفات پائی۔

اس کی پوری شرح اور اس سے مسائل کا استنباط پہلے گزر چکا۔ عام علماء کا یہی قول ہے کہ مسافر تین دن سے زیادہ اور

مقیم ایک دن سے زیادہ مسح نہیں کر سکتے۔ ہاں خفیوں کے نزدیک یہ مدت حدت کی وقت سے شروع ہوگی۔  
سنن ابن تیمیہ صلی کی کتاب ہے۔ (مرقاۃ) شیخ فرماتے ہیں کہ یہ خطابی کی تصنیف ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۸۷)

142- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَافِرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ  
أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ  
وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ  
وَأَخْرَجُوا وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْمُحَطَّابِيُّ وَابْنُ  
خُرَيْمَةَ وَحَسَنَةُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم سوائے جنابت کے تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتاریں۔ لیکن پاخانے پیشاب اور نیند سے موزے نہ اتاریں۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ترمذی خطابی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حسن قرار دیا۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 239 - 240) (ترمذی) ابواب الطہارات' باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم' جلد 1 صفحہ 27) (نسائی) کتاب الطہارة' باب التوقيت فی المسح علی الخفین للمسافر' جلد 1 صفحہ 32) (صحيح ابن خزيمة) کتاب الطہارة' جلد 1 صفحہ 99' رقم الحديث: 196) (تلخیص الحبير' باب المسح علی الخفین جلد 1 صفحہ 157)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

مشہور صحابی ہیں، قبیلہ بنی مراد سے ہیں، کوفہ میں قیام رہا، حضور کے ساتھ بارہ غزووں میں شریک رہے۔ یہ حکم اجازت کا ہے نہ کہ وجوبی، کیونکہ مسافر کو تین دن تک مسح کرنا جائز ہے۔

یعنی حدت اصغر میں موزوں کا مسح درست اور حدت اکبر میں ناجائز، غسل میں پاؤں دھونا ہی فرض ہیں۔ اس عبارت میں عجیب لطف ہے کہ الالانے نفی توڑ کر ثبوت کیا، پھر لیکن نے الالاکا ثبوت توڑ کر نفی پیدا کی، اس پر نحو یوں نے معرکہ الآرا بحثیں کی ہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۸۷)

143- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ كَانَ  
الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلَ الْخُفِّ أَوْلَىٰ بِالسَّحِّ  
مِنْ أَعْلَاكَ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر دین میں رائے کو دخل ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصہ کی بہ نسبت نیچے والے حصے پر مسح کرنا بہتر ہوتا حالانکہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ. رَوَاهُ  
 أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابوداؤد 'كتاب الطهارة'  
 باب كيف المسح' جلد 1 صفحہ 22)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ موزوں کے صرف ظاہر پر مسح ہوگا نہ کہ تلے پر جیسا کہ ہمارے امام صاحب کا  
 قول ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر عقل حکم شرع کے خلاف ہو تو عقل مردود ہے، اور حکم شرع مقبول۔ دیکھو حضرت علی کی عقل کہتی تھی  
 کہ موزے کے نیچے مسح ہونا چاہیے کیونکہ زمین سے وہی حصہ لگتا ہے اور گندگی سے وہی قریب رہتا ہے مگر حکم شرعی کے مقابل  
 آپ نے اپنی رائے چھوڑ دی۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو میں پیشاب سے غسل واجب کرتا اور منی  
 سے وضو کیونکہ پیشاب بالاتفاق نجس ہے اور منی بعض علماء کے ہاں پاک بھی ہے۔ اور میں لڑکی کو لڑکے سے دگنی میراث  
 دیتا کیوں کہ لڑکی کمزور ہے۔ (مرقاۃ) (مرآة المناجیح ج 1 ص ۳۸۷)

144- وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ أَمَرَ تَارِسُ بْنُ رَسُولٍ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
 غَزْوَةِ تَبُوكَ بِالمَسْحِ عَلَى الخُفَّيْنِ قَالَ ثَلَاثٌ  
 لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ  
 وَالتَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ  
 رِجَالُ الصَّحِيحِ.

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 27) (مجمع الزوائد 'كتاب الطهارة' باب التوقيت في المسح على الخفين نقلًا عن الطبراني

في الاوسط' جلد 1 صفحہ 259) (كشف الاستار عن زوائد البزار 'كتاب الطهارة' جلد 1 صفحہ 157 رقم الحديث: 309)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 1-3، 4، 5، 6، 7، 8، 9، 10، 11، 12، 13، 14، 15، 16، 17، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

آبَابُ نَوَاقِصِ الْوُضُوءِ  
 بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْخَارِجِ  
 مِنْ أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ  
 145- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 وَضُوكَ تَوَثُّرَ فِي الْوُضُوءِ  
 دُونِ رَأْسِ الْوُضُوءِ  
 رَأْسِ الْوُضُوءِ  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں



کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو حدت لاحق ہو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔ حضرت موت کے ایک شخص نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدت کیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہوا کا خارج ہونا چاہے بے آواز ہو یا آواز کے ساتھ۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

انہ علیہ وسلم لا تُقبلُ صلوةٌ من أخذت حتى يتوضأ قال رجلٌ من حضر موت ما الحدت يا ابا هريرة قال فسأه أو ضراط. رواه الشيخان (بخاری، کتاب الوضوء، باب فی الوضوء، جلد 1 صفحہ 25) (مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلوة جلد 1 صفحہ 118)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حصر ہوا کہ لحاظ سے ہے، یعنی جب تک کہ ہوا نکلنے کا یقین نہ ہو تب تک وضو نہیں جاتا، یہ مطلب نہیں کہ ہوا کے سوا

کسی اور چیز سے وضو نہیں جاتا۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۹۸)

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ پائے پھر اس پر مشکل ہو جائے یہ بات کہ اس سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو وہ ہرگز مسجد نہ نکلے حتیٰ کہ وہ آواز سنے یا بوحسوس کرے اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

146- وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ مِنْهُ شَيْئٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا. (رواه مسلم) (مسلم، کتاب الخیض، باب

الدلیل ان من یتقن... الخ، جلد 1 صفحہ 158)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اگر کوئی شخص مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ رہا ہے کہ اس کے پیٹ میں گڑ گڑاہٹ ہوئی لیکن بوحسوس نہ ہوئی، ہوا کے نکلنے کا یقین نہ ہوا، یونہی شبہ سا ہو گیا تو شبہ کا اعتبار نہ کرے، وہ با وضو ہے، نماز پڑھے جائے۔ آواز سننے سے مراد ہے نکلنے کا یقین۔ اس سے معلوم ہوا کہ یقینی وضو مشکوک حدت سے نہیں جاتا، ہمیں یقین ہے کہ ظہر کے وقت ہم نے وضو کیا تھا مگر ٹوٹنے کا صرف شبہ ہے یقینی نہیں تو ہمارا وضو باقی ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۹۴)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسح والی حدیث میں مرفوعاً روایت فرماتے ہیں لیکن پاخانے پیشاب اور نیند سے (وضو ٹوٹ جائیگا) اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے سنہ صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

147- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثِ الْمَسْحِ لَكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَخْرُوعٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. (مسند احمد جلد 4 صفحہ 239-240)

148- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْبِقَدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ (بخاری، کتاب الغسل، باب غسل المذی، جلد 1 صفحہ 41) (مسلم، کتاب الطہارۃ، باب المذی، جلد 1 صفحہ 143)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے براہ راست اس کا حکم معلوم کرنے سے مجھے شرم آتی تھی کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں تو میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھو۔ مقداد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ وہ اپنے آلہ تناسل کو دھو کر وضو کر لیا کرے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

149- وَعَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ كُنْتُ أَحَدُ مِنَ الْمَذِيِّ شِدَّةً فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ ابْنَتُهُ عِنْدِي فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ فَأَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّمَا يَكْفِي مِنْهُ الْوُضُوءُ. رَوَاهُ الْحَمِيدِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند حمیدی جلد 1 صفحہ 23 برقم: 39) (سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب ما ينقض الوضوء وما لا ينقض من المذی، جلد 1 صفحہ 36)

حضرت عائش بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں مذی سے بہت شدت پاتا تھا میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھوں اور آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں تو مجھے آپ سے (برائے راست) پوچھنے سے شرم محسوس ہوئی تو میں نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ انہوں نے (مسئلہ) پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے وضو کافی ہے۔ اس کو حمیدی نے اپنی مسند میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول: سید اور فاضل (بعض فضلا) پر خدا کی رحمت ہو۔ ہند یہ کی عبارت اس طرح ہے: مذی ناقض وضو ہے، اسی طرح ودی بھی اور منی جب کہ بلا شہوت نکلی ہو اس طرح کہ کوئی وزنی چیز اٹھائی جس کی وجہ سے منی نکل آئی، یا کسی اونچی جگہ سے گر پڑا تو وہ وضو واجب کرتی ہے ایسا ہی محیط میں ہے اہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ ختم ہوئی۔

(الفتاویٰ الہندیہ کتاب الصلوٰۃ الفصل الخامس فی نواقض الوضوء نورانی کتب خانہ پشاور 1/10) (الفتاویٰ الرضویہ، ج 1، ص 42، 43)

150- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَتُنَا عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَسُولِ اللَّهِ عَمَّنَا رَوَايَتُ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر ایک غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(صحیح ابن حبان 'کتاب الطہارۃ' جلد 3 صفحہ 266 رقم الحدیث: 1352)

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدْعُ الصَّلَاةَ آيَامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

### شرح: استحاضہ کے احکام

استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ (بار بار خون آنے کے سبب) اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائیگا، ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔ (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۱۰۷)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ

نیند سے متعلق وارد شدہ احادیث کا بیان

اس بارے میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کے زمانہ اقدس میں عشاء کی نماز کا انتظار کرتے رہتے حتیٰ کہ اونگھ کی وجہ سے ان کے سر جھک جاتے پھر وہ (اسی حال میں) نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا اور اس کی اصل مسلم میں موجود ہے۔

وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ

فِيهِ

151- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَهْدِهِ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَخْفَقَ رُءُوسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّأُونَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَأَصْلُهُ فِي مُسْلِمٍ.

(ابو داؤد 'کتاب الطہارۃ' باب فی الوضوء من النوم' جلد 1 صفحہ 26) (ترمذی 'أبواب الطہارۃ' باب الوضوء من النوم' جلد 1 صفحہ 24) (مسلم 'کتاب الحيض' باب الدليل على ان نوم الجالس... الخ' جلد 1 صفحہ 163)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ احتیاء کی حالت میں سونے والے پر وضو نہیں اور نہ سجدہ کی حالت میں سونے والے پر وضو ہے۔ حتیٰ کہ وہ

152- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِي النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ إِلاَّ عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وَضُوءٌ حَتَّى يَضْطَجِعَ

فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ  
وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِصِ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

(معرفة السنن والآثار، كتاب الطهارة،  
جلد 1 صفحہ 369، رقم الحدیث: 941) (تلخیص الحبیر  
جلد 1 صفحہ 120)

پہلو کے بل لیٹ جائے جب وہ پہلو کے بل لیٹ جائے  
تو جب وہ پہلو کے بل لیٹ جائے تو وضو کرے۔ اس  
حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معرفت  
میں نقل کیا ہے اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا ہے کہ اس  
کی سند جید ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں:

نیند و شرطوں سے ناقص وضو ہوتی ہے:

اول یہ کہ دونوں سرین اس وقت خوب جمے نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایسی سہاوت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع  
نہ ہو۔ جب یہ دونوں شرطیں جمع ہوں گی تو سونے سے وضو جائیگا اور ایک بھی کم ہے تو نہیں، مثلاً:

(الفتاویٰ الرضویہ، ج 1، ص 388)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 1، 1، مراۃ المناجیح ج 1 کا مطالعہ فرمائیں۔

### بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ

153- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَهُ قَيْحٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ  
قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصِرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ  
عَلَى صَلَوَتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. رَوَاهُ ابْنُ  
مَاجَةَ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَتَقْدِمُ حَدِيثُ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي بَابِ الْإِسْتِحَاظَةِ.

(ابن ماجه، كتاب الصلوة، باب ما جاء في البناء، على

الصلوة، صفحہ 87)

خون (نکلنے) سے وضو (کے لازم ہونیکا) بیان

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت  
فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
جسے قے یا نکسیر یا کھانے یا پانی کی قے یا مذی آجائے تو  
اسے چاہئے کہ وہ نماز سے پھر جائے وضو کرنے اور اپنی  
نماز پر بنا کرے اور وہ اس دوران گفتگو نہ کرے۔ اس  
حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام  
ہے اور ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی  
حدیث استحاضہ کے باب میں گزر چکی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب  
انہیں نکسیر آتی تو لوٹ جاتے وضو کرتے اور گفتگو نہ  
کرتے اور پھر لوٹ کر اس نماز پر بنا کرتے جو پڑھ چکے  
ہوتے اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر  
محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

154- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ  
إِذَا رَعَفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ  
وَبَنَى عَلَى مَا قَدْ صَلَّى. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَخْرَوْهُ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(سنن الکبیری کتاب الصلوٰۃ باب ینبئ من سبعة الحدیث... الخ صفحہ 259)

155- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا رَعَفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ  
أَوْ خَرَعَهُ الْقَيْئُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَإِنَّهُ يَنْصَرِفُ  
وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَتِمُّ مَا بَقِيَ عَلَى مَا مَضَى  
مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب الدجل

یحدث ثم یرجع قبل ان یتکلم جلد 2 صفحہ 339)

شرح: وضو توڑنے والی چیزیں

(۱) پیشاب یا پاخانہ کرنا (۲) پیشاب یا پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے راستہ سے ہوا کا نکلنا  
(۳) بدن کے کسی حصہ یا کسی مقام سے خون یا پیپ نکل کر ایسی جگہ بہنا کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے (۴) کھانا  
پانی یا خون یا پت کی منہ بھر کرتے ہو جانا (۵) اس طرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں (۶) بے ہوش  
ہو جانا (۷) غشی طاری ہو جانا (۸) کسی چیز کا اس حد تک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھرائیں (۹) دکھتی ہوئی آنکھ سے  
پانی کا کیچڑ نکلنا (۱۰) رکوع و سجدہ والی نماز میں قبچہہ لگا کر ہنسنا۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس فی نواقض الوضوء، ج ۱، ص ۹-۱۳ / بہار شریعت، ج ۱، ص ۲۲، ص ۲۳)

بابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقَيْءِ

تے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان

156- عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي  
الدُّدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثُوبَانَ فِي  
مَسْجِدِ دِمَشْقَ فذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ صَدَقَ  
كَأَصَبْتُ لَهُ وَضُوءًا. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيثُ الْبَابِ فِي الْبَابِ  
السَّابِقِ. (ترمذی ابواب الطہارۃ باب الوضوء من القی  
رعاف جلد 1 صفحہ 25) (ابوداؤد کتاب الصیام باب

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابودردار رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو تے آئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے وضو فرمایا (حضرت معدان فرماتے ہیں) پھر میری  
ملاقات دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے ہوئی۔ میں نے ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو  
انہوں نے کہا ابودرداء نے سچ کہا میں نے آپ کے لئے  
وضو کا پانی ڈالا تھا۔ اس حدیث کو اصحاب ثلاثہ نے بیان کیا

الصائم يستقي عامداً جلد 1 صفحہ 324)

اور اس کی سند صحیح ہے اور گزشتہ باب میں اس کی احادیث گزر چکی ہیں۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں:

تے اگر منہ بھر ہو تو ناقض وضو ہے لیکن تھوڑی تھوڑی تے چند بار کر کے اتنی مقدار میں آئی کہ اگر سب یکجا ہو تو منہ بھر ہو جائے اسے یکجا مان کر نقض وضو کا حکم ہوگا یا نہیں؟ (الفتاویٰ الرضویہ، ج 1، ص 389)

اس مسئلے کی تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد 1 کا مطالعہ فرمائیں۔

ہنسنے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الضَّحِكِ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس گھڑے میں گر گیا جو مسجد میں تھا اور ان کی بینائی میں کچھ نقص تھا تو اکثر لوگ حالت نماز میں ہنس پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو ہنسا ہے وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے اسے طبرانی نے کبیر میں نقل فرمایا اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور اس باب میں مرسل روایت صحیح ہے۔

157- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَتَرَدَّى فِي حُضْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ فِي بَصَرِهِ ضَرَرٌ فَضَحِكَ كَثِيرٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَالْإِسْنَادُ صَحِيحٌ فِي الْبَابِ.

(مجمع الزوائد، كتاب الطهارة، باب الوضوء، من الضحك نقلاً عن الطبرانی في الكبير، جلد 1 صفحہ 246)

حضرت ابو العالیہ ریاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اندھا شخص کنویں میں گر گیا اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے تو جو لوگ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا رہے تھے۔ ان میں سے کچھ ہنس پڑے تو ان میں سے جو ہنسا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ وضو اور نماز کا اعادہ کریں اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں بیان فرمایا

158- وَعَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرَّيَّاحِيِّ أَنَّ أَعْمَى تَرَدَّى فِي بئرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ فَضَحِكَ بَعْضُ مَنْ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ضَحِكَ مِنْهُمْ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ. (مصنف عبد الرزاق، كتاب الصلوة، باب الضحك والتبسم في الصلوة)

اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

### شرح: قہقہے سے وضو ٹوٹنا

نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی اجازت نہیں۔ مثلاً حضرت حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے کسی نے نماز میں قہقہہ لگانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: نماز میں قہقہہ ناقض وضو ہے" یہ سن کر سائل نے کہا: "اگر کوئی شخص نماز میں پاک دامن عورت پر تہمت لگائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا حالانکہ یہ انتہائی بڑا گناہ ہے تو نماز میں قہقہہ لگانا جو کہ اس سے ہلکا ہے اس سے وضو کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟ لیکن سائل کا یہ قیاس نص (حدیث) کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔

عضو مخصوص کو چھونے سے وضو کا بیان

### بَابُ الْوُضُوءِ بِمَسِّ الذَّكَرِ

159- عَنْ بُسْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِقَطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ أُخْرَى

حضرت بسرہ سے روایت ہے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے عضو خاص کو چھوئے تو وضو کرے۔ اسے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں بیان فرمایا اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا اور اس بارے میں دیگر روایات بھی ہیں۔

(مؤطا امام مالک 'کتاب الطہارۃ' باب الوضوء من مس الفرج 'صفحہ 30) (ترمذی 'ابواب الطہارات' باب الوضوء من مس الذکر' جلد 1 صفحہ 25) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 406) (دارقطنی 'کتاب الطہارۃ' باب ما روی فی لمس القبل والدبر والذکر... الخ' جلد 1 صفحہ 147) (سنن الکبیری للبیہقی 'کتاب الطہارۃ' باب الوضوء من مس الذکر' جلد 1 صفحہ 128)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحثان فرماتے ہیں:

آپ بسرہ بنت صفوان ابن نوفل ہیں، قرشیہ ہیں، اسدیہ ہیں، ورقہ ابن نوفل کی بھیجتی ہیں، مشہور صحابیہ ہیں۔

مس کے معنی چھونا بھی ہیں، لگنا و لگانا بھی، اور پہنچنا پہنچانا بھی، رب فرماتا ہے: "مَسَّتْهُمُ الْبِاسَاءُ وَالضَّرَاءُ" یہاں اگر چھونے کے معنی ہوں تو تھوڑی عبارت پوشیدہ ہوگی، یعنی جو عضو خاص چھوئے اور وہاں تری پائے تو وضو کرے، چھونے سے نہیں بلکہ تری نکلنے سے، جیسے رب فرماتا ہے: "أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ" یعنی تم میں سے کوئی بیت الخلاء (پاخانہ) سے آئے۔ ظاہر ہے کہ بیت الخلاء میں ہو کر آنا وضو نہیں توڑتا بلکہ وہاں پیشاب پاخانہ کر کے آنا وضو



توڑتا ہے۔ اور اگر مس لگانے یا پہنچانے کے معنی میں ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جب تم میں اپنی عورت سے کوئی مباشرت کرے تب وضو کرے، یعنی مَسَّ بِالْيَدِ مراد نہیں بلکہ مَسَّ بِالْفَرْجِ مراد ہے۔ ان دونوں صورتوں میں یہ حدیث بالکل ظاہر پر ہے اور اگلی حدیث کے خلاف بھی نہیں۔ حضرت امام شافعی اس حدیث کی بنا پر فرماتے ہیں کہ مس عضو خاص وضو توڑ دیتا ہے، لیکن اس حدیث سے ان کا مذہب ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ ان کے نزدیک صرف ہتھیلی یا انگلیوں کے پیٹ سے بغیر آڑ چھونا وضو توڑتا ہے۔ انگلیوں یا ہتھیلی کی پیٹھ یا کلائی، کہنی ران سے لگ جانا وضو نہیں توڑتا حالانکہ اس حدیث میں مس مطلق ہے جس میں یہ قیدیں نہیں، نیز یہ حدیث اگلی حدیث کے بھی خلاف ہوگی۔ طحاوی شریف میں ہے کہ یہاں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے۔ یہی حضرت مصعب ابن سعد کا قول ہے، یعنی جو عضو خاص چھوئے مناسب ہے کہ ہاتھ دھوئے جیسے کھانے کے وضو میں تھا۔ (ازمرقاة لمعات وغیرہ) (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۲۹۴)

160- وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مَسَسْتُ ذَكَرِي أَوْ قَالَ رَجُلٌ يَمَسُّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ أَعْلَيْهِ وَضُوءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِيمَانَ هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ أَخْرَجَهُ الْخَبَسَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَانَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ حَزْمٍ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ هُوَ أَحْسَنُ مِنْ حَدِيثِ بُشَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

حضرت طلق ابن علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو وضو کے بعد عضو خاص کو چھوئے فرمایا وہ بھی تو جسم انسانی کا ہی حصہ ہے اسے اصحاب خمس نے روایت کیا ابن حبان، طبرانی اور ابن حزم نے اسے صحیح قرار دیا اور ابن مدینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الرخصة فی ذلك، جلد 1 صفحہ 24) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب ترک الوضوء، من مس الذکر، جلد 1 صفحہ 25) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء، من ذلك، جلد 1 صفحہ 38) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب الرخصة فی ذلك، صفحہ 37) (مسند احمد، جلد 4 صفحہ 23) (تلخیص الحبیبر، باب الاحداث، جلد 1 صفحہ 125) (معجم کبیر للطبرانی، جلد 8 صفحہ 401، رقم الحدیث: 8233-8234-8243-8249) (صحیح ابن حبان، کتاب الطہارۃ، جلد 3 صفحہ 169) (محلّی ابن حزم، کتاب الطہارۃ، باب مس الرجل ذکر نفسه خاصة... الخ، جلد 1 صفحہ 196)

شرح: مُفْتَرِّ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ فَرَمَاتے ہیں:

یعنی جیسے ناک، انگلی وغیرہ جسم کے اعضاء ہیں کہ ان کے چھونے سے وضو نہیں جاتا، ایسے ہی یہ بھی ایک عضو ہے کہ اس کا چھونا وضو نہیں توڑے گا۔ یہ حدیث ہمارے امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ اس عضو کے چھونے سے وضو نہیں جاتا۔ حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابن عباس، عمار ابن یاسر، حذیفہ، سعد، عبداللہ ابن مسعود وغیر ہم بہت صحابہ کا یہی مذہب

ہے۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ناک، کان چھوؤں یا یہ عضو، برابر ہی ہے۔ حضرت سعد سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر نجس ہے تو اسے کاٹ ڈالو۔ اس کی پوری بحث طحاوی شریف اور صحیح البہاری وغیرہ میں دیکھو۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۳۰۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ عضو مخصوص کو چھونے میں وضو کو لازم نہیں سمجھتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اپنے ناک یا کان کو چھوؤں یا اپنے ذکر کو۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

حضرت ارقم بن شریل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ میں اپنے بدن کو کھجاتا ہوں اس حال میں کہ میں نماز میں ہوتا ہوں تو اپنے عضو مخصوص کو چھو جاتا ہوں تو آپ نے فرمایا وہ تو تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو محمد بن حسن نے مؤطا میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت براء ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عضو مخصوص کو چھونے کے بارے میں کہا کہ وہ تیرے ناک کی طرح ہے۔

(مؤطا امام محمد باب الوضوء، من مس الذکر صفحہ 55)  
حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کیا میرے لئے

161- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَا يَزِي فِي مَسِّ الذَّكَرِ وَضُوءًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، بس الفرج، جلد 1 صفحہ 59)

162- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَا أَبَالِي أَنْفِي مَسَسْتُ أَوْ أُذُنِي أَوْ ذَكَرِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ. (طحاوی، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، بس الفرج، جلد 1 صفحہ 59)

163- وَعَنْ أَرْقَمِ بْنِ شَرِيْلٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنِّي أَحْكُ جَسَدِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَمْسُ ذَكَرِي فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُؤَطَّا وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مؤطا امام محمد، باب الوضوء، من مس الذکر، صفحہ 55)

164- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ حَدِيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مَسِّ الذَّكَرِ مِثْلُ أَنْفِكَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُؤَطَّا وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

165- وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَيْجِلُ لِي أَنْ أَمْسَ ذَكَرِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ

فَقَالَ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّ مِنْكَ بَضْعَةٌ نَجِسَةٌ  
فَاقْطَعْهَا. رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُؤَطَّا وَإِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ. (موطا امام محمد، باب الوضوء من مس الذكر،  
صفحہ 58)

جائز ہے کہ میں حالت نماز میں اپنے عضو مخصوص کو  
چھوؤں تو آپ نے فرمایا اگر تو سمجھتا ہے کہ وہ تیرے بدن  
کا ایک نجس ٹکڑا ہے تو اسے کاٹ دو۔ اسے امام محمد رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ نے موطا میں بیان فرمایا اور اس کی سند حسن  
ہے۔

166- وَعَنْ أَبِي الدُّدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ  
سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ  
مِنْكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (موطا امام  
محمد، باب الوضوء من مس الذكر، صفحہ 58)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
ان سے عضو مخصوص کو چھونے کے بارے میں سوال کیا  
گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تیرے بدن کا حصہ ہے۔  
اسے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی  
سند حسن ہے۔

167- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنِ خَمْسَةٍ مِنْ أَصْحَابِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ  
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَجُلٌ  
آخَرُ أَتَتْهُمْ كَانُوا الْيَرُونَ فِي مَسِّ الذَّكَرِ وَضُوءًا.  
رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. (طحاوی، کتاب  
الطہارۃ، باب الوضوء بمس الفرج، جلد 1 صفحہ 59)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے پانچ صحابہ سے روایت کرتے ہیں جن  
میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت  
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حذیفہ بن  
یمان رضی اللہ عنہ، عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور  
ایک اور شخص ہیں کہ وہ عضو مخصوص کو چھونے میں وضو کو  
لازم نہیں سمجھتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

شرح: خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث یوں روایت کی گئی "مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ، فَلْيَتَوَضَّأْ" یعنی جس نے اپنے  
ذکر کو چھوا تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔ یہ خبر واحد ہے اور اسکا مفاد یہ ہے کہ ذکر کو چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اب  
اس بات کی صحت کو جانچنے کے لئے ہم اسے کتاب اللہ یا خبر مشہور پر پیش کریں گے اور دیکھیں گے کہ یہ ان میں سے کسی کے  
مخالف تو نہیں تا کہ مخالفت کی صورت میں اسے رد اور موافقت کی صورت میں بچشم و سر قبول کر لیا جائے چنانچہ جب ہم نے  
اسے کتاب اللہ پر پیش کیا تو اسکے مخالف پایا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل قبائ کی تعریف میں ارشاد فرمایا (فِيهِ رِجَالٌ  
يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّظَّهُرُوا) ترجمہ کنز الایمان: "اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں۔" [التوبہ: 108] چونکہ یہ

حضرات پتھروں سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے دھوتے تھے پس اگر مس ذکر حدیث ہوتا (جیسا کہ خبر واحد میں مذکور ہے) تو یہ طہارت کی بجائے تخیس ہوتا حالانکہ آیت سے اسکا خلاف مستفاد ہوتا ہے۔ لہذا خبر واحد کو کتاب اللہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا جائے گا اور کتاب اللہ پر عمل کیا جائے گا۔

## بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا

## مَسَّتِ النَّارُ

آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے

وضو کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تم ان چیزوں کے (کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے چھوا ہو۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

168- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مسلم 'کتاب الحيض' باب الوضوء، مما مست النار)

(جلد 1 صفحہ 157)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں وضو لغوی معنی میں ہے، وضوء سے مشتق ہے، بمعنی صفائی۔ شرعی معنی مراد نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آگ کی پکی چیز کھا کر ہاتھ دھونا اور کلی کرنا بہتر ہے۔ پھل فروٹ کھانے کے بعد اس کی ضرورت نہیں، جیسا کہ اگلی احادیث سے ظاہر ہو رہا ہے، نیز ایک بار حضور علیہ السلام نے گوشت کھا کر ہاتھ دھوئے، کلی کی اور فرمایا آگ کی پکی چیز کا وضو یہ ہے، اس صورت میں یہ حدیث منسوخ نہیں، کھانا کھا کر ہاتھ دھونا مستحب ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۹۱)

169- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم 'کتاب الحيض'

باب الوضوء، مما مست النار' جلد 1 صفحہ 157)

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان چیزوں سے وضو کرو جسے آگ نے چھوا ہو اسے مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: کھانے کا وضو

عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہتے ہیں: ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی بڑید اور بوٹیاں لائیں گئیں۔ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے۔ اسکے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائیں گئیں، میں نے اپنے سامنے سے کھانی شروع

کیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا۔

پھر فرمایا کہ عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ، کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں۔ پھر پانی لایا گیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے مونہ اور کلائیوں اور سر پر مسح کر لیا اور فرمایا کہ عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی گئی ہو، اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔

سنن الترمذی، کتاب الأطعمة، باب ما جاء فی التسمية، الحدیث: ۱۸۵۵، ج ۳، ص ۳۳۵

170- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة، جلد 1 صفحہ 34)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

حضور کو بکری کا شانہ یعنی دستی بہت مرغوب تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے گوشت کھا کر ہاتھ بھی نہ دھوئے

صرف پونچھ ہی لئے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۳۰۹)

171- وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت ميمونة رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے ہاں (بکری) کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب من مضى من السويق ولم يتوضأ، جلد 1 صفحہ 34) (مسلم، کتاب الحيض، باب

الوضوء، مما است النار، جلد 1 صفحہ 157)

172- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضُّمَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَضِرُ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدَعَى إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عمرو بن أمية ضمري رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکری کے شانہ کو کاٹتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے اسے تناول فرمایا پھر آپ نے تناول فرمایا پھر آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا۔ آپ کھڑے ہوئے چھری رکھی۔ نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

کیا۔

(بخاری کتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة جلد 1 صفحہ 34) (مسلم کتاب الحيض، باب الوضوء، مما مست النار جلد 1 صفحہ 157)

شرح: مؤقر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ بڑے بہادر پہلوان تھے، جنگ بدر واحد میں مشرکین کی طرف سے لڑنے آئے، جنگ احد سے واپسی کے موقع پر مسلمان ہو گئے پھر موتہ میں مجاہد ہو کر گئے ۶ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حبشہ نجاشی کی طرف پیغام دے کر بھیجا جسے ۱۰ ماٹھ ہجری میں وفات پائی۔ (اشعہ ومرقات)

اس طرح کہ پوری دستی بھنی ہوئی تھی، حضور انور چھری سے بوٹیاں کاٹتے اور کھاتے تھے یادانت سے نونج کر کھاتے تھے۔ احتراز بنا ہے حز سے بمعنی قطع۔

یعنی نہ تو شرعی وضو کیا نہ عرفی وضو کیا یعنی نہ ہاتھ دھوئے نہ کلی کی کیونکہ کھانا کھا کر ہاتھ دھونا کلی کرنا سنت ہے مگر واجب نہیں، یہ عمل شریف بیان جواز کے لیے ہے۔ خیال رہے کہ پختہ گوشت کے بڑے بڑے پارچے چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے مگر ضرورت کی وجہ سے مگر بلا ضرورت چھری کاٹنے سے کھانا مکروہ و ممنوع ہے کہ کفار عجم کا طریقہ ہے، (اشعہ) ہاتھ سے کھانا نونچنا سنت ہے یہاں ضرورت یہ عمل کیا گیا۔ (مرآة المناجیح ج ۶ ص ۳۱)

173- وَعَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّه جَلَسَ عَلَى الْبَابِ الثَّانِي مِنْ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِكِتْفٍ فَتَعَرَّقَهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ثُمَّ قَالَ جَلَسْتُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْتُ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْتُ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو يَعْلَى وَالْبَزَّازُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُ أَحْمَدٍ ثِقَاتٌ.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مسجد نبوی کے دوسرے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے (بکری) کا شانہ منگا کر تناول فرمایا۔ پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔ پھر فرمایا میں نبی پاک ص کی جگہ بیٹھا اور میں نے وہی کھایا جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھایا اور میں نے وہی کیا جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے راوی ثقہ ہیں۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 62) (کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء، مما مست النار جلد 1 صفحہ 152 رقم الحدیث: 295) (مجمع الزوائد کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء، مما مست النار جلد 1)

(صفحہ 251)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گوشت تناول فرماتے پھر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور پانی کو نہ چھوتے۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور پیشی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

174- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ اللَّحْمَ ثُمَّ يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَا يَمَسُّ مَاءً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ مُوثِقُونَ.

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 400) (مسند ابو یعلیٰ جلد 9 صفحہ 182، رقم الحدیث: 5274) (مجمع الزوائد کتاب

الطہارۃ، باب ترک الوضوء، معامست النار، جلد 1 صفحہ 251، ولفظ ابی یعلیٰ فمابیس قطرة ماء۔)

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنڈیا کے پاس سے گزرتے پھر اس سے گوشت لے کر تناول فرماتے۔ پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے اور نہ پانی کو چھوتے اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا اور پیشی نے کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

175- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِالْقَدْرِ فَيَأْخُذُ الْعَرَقَ فَيَصِيبُ مِنْهُ ثُمَّ يُصَلِّيُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَالْبَزَّازُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 161) (مسند ابی یعلیٰ جلد 7 صفحہ 427، رقم الحدیث: 4449) (كشف الاستار عن

زوائد البزار، کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء، معامست النار، جلد 1 صفحہ 153، رقم الحدیث: 298) (مجمع الزوائد کتاب

الطہارۃ، باب ترک الوضوء، معامست النار، جلد 1 صفحہ 253)

### شرح: بیماریوں سے حفاظت کے نسخے

بیمارے بھائیو! کھانے کے وضو سے مراد نماز والا وضو نہیں بلکہ اس میں دونوں ہاتھ کٹھنوں تک اور ہاتھ کا اگلا حصہ دھونا اور کٹی کرنا ہے۔ مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، تھوڑی تھوڑی شریف میں دو بار ہاتھ دھونے کٹی کرنے کا حکم تھا، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مگر یہود نے صرف بعد والا باقی رکھا، پہلے کا ذکر مٹا دیا۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کٹی کرنے کی ترغیب اس لئے ہے کہ عموماً کام کاج کی وجہ سے ہاتھ میلے، دانت میلے ہو جاتے ہیں، اور کھانے سے ہاتھ منہ چکنے ہو جاتے ہیں لہذا دونوں وقت صفائی کی جائے۔ کھانا کھا کر کٹی کرنے والا شخص ان شاء اللہ



عَزَّ وَجَلَّ دانتوں کے مُوزی مرض پاڑ یا (PHYORRHEA) سے محفوظ رہے گا، وُضُو میں مسواک کا عادی دانتوں اور معدہ کے امراض سے بچا رہتا ہے۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد پیشاب کرنے کی عادت ڈالو اس سے گردہ و مثانہ کے امراض سے حفاظت ہوتی ہے۔ بہت بھرب (یعنی آزما یا ہوا) ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۳۲)

## بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَّسِّ الْمَرْأَةِ

176- عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَطَارِقِ بْنِ شَهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (أَوْلَا مَسْتُمُ النِّسَاءِ) قَوْلًا مَعْنَاهُ مَا دُونَ الْجِمَاعِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَقَالَ هَذَا إِسْنَادُهُ مَوْضُوعٌ صَحِيحٌ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْلَا مَسْتُمُ النِّسَاءِ کے بارے میں کہا کہ اس کا معنی جماع کے علاوہ چھونا ہے اسے بیہقی نے معرفت میں بیان کیا اور فرمایا اس کی سند متصل صحیح ہے۔

(معرفة السنن والآثار 'كتاب الطهارة' جلد 2 صفحہ 373 رقم الحديث: 955) (سنن الكبرى للبيهقي 'كتاب الطهارة')

باب الوضوء من العلامسة جلد 1 صفحہ 124

177- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قُبْلَةَ الرَّجُلِ امْرَأَتُهُ وَجَسَّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْمَلَامَسَةِ فَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ مرد کا اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اسے اپنے ہاتھ سے چھونا ملاست سے ہے۔ پس جس نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا یا اسے اپنے ہاتھ سے چھوا اس پر وضو لازم ہے۔ اسے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موطا میں بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(موطا امام مالک 'كتاب الطهارة' باب الوضوء من قبلة الرجل امرأته صفحہ 31)

178- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَا مَبِينٌ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ عَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رَجُلِي فَإِذَا قَامَ بَسَطَتْهُمَا قَالَتْ وَالْبَيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحٌ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری 'كتاب الصلوة' باب التطوع خلف

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلے کی جانب ہوتے جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے دبا دیتے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی اور اس زمانے میں گھروں

المرأة جلد 1 صفحہ 73) (مسلم کتاب الصلوة باب سترة میں چراغ نہ تھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے المصلی... الخ جلد 1 صفحہ 198) روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ قبلہ کی طرف پاؤں نہیں پھیلاتی تھیں کہ وہ منع ہے بلکہ آپ کے پاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قبلہ کی طرف ہوتے تھے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نماز میں تھوڑا عمل جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ عورت کو چھونا وضو نہیں توڑتا اگرچہ بغیر آڑ کے ہو کیونکہ یہاں آڑ کی قید نہیں آئی۔ تیسرے یہ کہ عورت کا نمازی کے آگے ہونا نماز خراب نہیں کرتا، لہذا یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے۔

یہ بالکل ابتدائی حالت کا ذکر ہے جب کہ ضرورت کے وقت لکڑیاں جلا کر روشنی کی جاتی تھی بعد میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چراغ رائج ہو گئے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک چوہا چراغ کی جلتی جتی کھینچ کر لے گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چراغ گل کر کے سویا کرو کیونکہ چوہا اس کے ذریعے گھر میں آگ لگا دیتا ہے لہذا یہ حدیث چراغ والی احادیث کے خلاف نہیں۔

یعنی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کا قیام و رکوع فرماتے ہیں اطمینان سے پاؤں پھیلائے سوئی رہتی اور جب حضور کے سجدہ کا وقت ہوتا تو مجھے دبا کر اشارہ کر دیتے جب میں پاؤں سمیٹتی تب سجدہ کے لیے جگہ بنتی اور آپ سجدہ کرتے۔

(مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۳۲)

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا میں نے ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے تلوؤں پر پڑا حالانکہ آپ مسجد میں تھے اور تلوے کھڑے ہوئے تھے اور آپ کہہ رہے تھے مولا میں تیری رضا کی تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی تیری سزا سے پناہ لیتا ہوں میں تیری تعریف کی طاقت نہیں رکھتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

179- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْفَرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الصلوة باب ما يقول في الركوع والسجود جلد 1 صفحہ 192)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی سجدے میں گر کر دعائیں مانگ رہے تھے، مسجد نبوی چونکہ حضرت عائشہ کے حجرے سے بالکل ملی ہوئی تھی، اسی طرف دروازہ تھا اس لیے آپ کا ہاتھ اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے مسجد میں پہنچ گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو چھونا وضو نہیں توڑتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے سجدے میں ہیں اور بغیر آڑ کے ام المؤمنین کا ہاتھ آپ کے تلوؤں شریف کو لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہ چھوڑی، نہ وضو دوبارہ کیا۔ ان انگلیوں کے قربان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوؤں سے لگیں، نصیب والے کما کر چلے گئے۔ شعر

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن  
مگر کیا کریں نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

(مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۳۲)

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے جنازہ کی طرح پڑھی ہوتی۔ حتیٰ کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے اپنے پاؤں سے چھوتے۔ اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

180- وَعَنِ الْقَاسِمِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ إِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤْتِرَ مَسْنِيَّ بِرَجْلِهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(نسائی، کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء، من مس

الرجل امراتہ... الخ، جلد 1، صفحہ 38)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

181- وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ يُصَلِّيُ لَا يَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ (نصف الراية جلد 1 صفحہ 74)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی قوی دلیل ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۰۸)

تمیم کا بیان

بَابُ التَّيْمِ

شرح: تیم لغت میں قصد اور ارادے کو کہتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَا تَيَّمُّوا الْحَبِيبَ"

مِنْهُ"۔ شریعت میں پاکی کی نیت سے زمین پر دو بار ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر پھیرنے کو تیمم کہتے ہیں۔ تیمم جنابت سے بھی ہوتا ہے اور بے وضو سے بھی، دونوں کا طریقہ ایک ہی ہے صرف نیت میں فرق ہے، تیمم صرف جنس زمین سے ہو سکتا ہے۔ جنس زمین وہ ہے جو زمین سے پیدا ہو اور آگ میں نہ گلے، نہ راکھ بنے، اس کے مسائل فقہ میں دیکھو۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۴)

امّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے یہاں تک کہ جب ہم مقام بیداء یا ذات الحیش پر پہنچے تو میرا ہارٹوٹ (کرگر) گیا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہار کو تلاش کرنے کے لئے رک گئے اور آپ کے ساتھ تمام قافلہ رک گیا۔ اس جگہ پانی اور نہ ہی صحابہ کے ساتھ پانی تھا۔ صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی اور کہا کہ تم نہیں دیکھ رہے کہ امّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا۔ تمام لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ روک لیا۔ اس مقام پر پانی نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے زانو پر سر رکھے آرام فرماتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ڈانٹنا شروع کیا اور کہنے لگے تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کو روک لیا ہے اور (ایسی جگہ روک لیا ہے) جہاں پانی نہیں ہے نہ صحابہ کے پاس پانی ہے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو کر جو کچھ اللہ نے چاہا کہتے رہے اور اپنی انگلی میری کونکھ میں چبھوتے رہے اور مجھے حرکت کرنے سے صرف یہی

182- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْحَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فِخْدِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحْرُكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِخْدِي فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ السَّيِّمِ فَتَيَسَّمُوا فَقَالَ أَسِيدُ بَيْنِ الْحَضِيرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ

بات رو کے ہوئے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری ران پر (سر رکھ کے) آرام فرماتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صبح اس حال میں ہوئی کہ لوگوں کے پاس پانی نہ تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیۃ تیمم نازل فرمائی تو لوگوں نے تیمم کیا تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اے ال ابو بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمیں ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پس آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہے۔ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلان تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا تو اس نے کہا میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی موجود نہیں ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم مٹی سے تیمم کرو۔ تمہارے لئے مٹی ہے پس بے شک وہ تمہیں کافی ہے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

فَأَصْبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'کتاب التیمم' جلد 1 صفحہ 48) (مسلم 'کتاب

الحيض' باب التيمم' جلد 1 صفحہ 160)

183- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْقَضَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْ نِيَّ جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'کتاب التیمم' باب الصعیذ الطیب ووضوء

المسلم... الخ' جلد 1 صفحہ 49) (مسلم 'کتاب المساجد' باب

قضاء الصلوة الغائبة... الخ' جلد 1 صفحہ 240)

### شرح: تیمم کا بیان

اگر کسی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کے لئے تیمم کر لینا جائز ہے۔ مثلاً ایسی جگہ ہو کہ وہاں چاروں طرف ایک میل تک پانی کا پتہ نہ ہو۔ یا پانی تو قریب ہی میں ہو مگر دشمن یا درندہ جانور کے خوف یا کسی دوسری وجہ سے پانی نہ لے سکتا ہو۔ پانی کے استعمال سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ اور گمان غالب ہو۔ تو ان صورتوں میں بجائے

وضو اور غسل کے تیمم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۷-۲۸)

تیمم کا طریقہ :- تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پہلے دل میں تیمم کی نیت کرے اور زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ نَوَيْتُ اَنْ اَتِيْتَهُ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے زمین یا دیوار پر دونوں ہاتھوں کو مارے پھر دونوں ہاتھوں کو پورے چہرے پر اس طرح پھرائے کہ جہاں تک وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے پورے چہرہ پر ہر جگہ ہاتھ پھر جائے۔ اگر بلاق یا نتھ پہنے ہو تو اس کو ہٹا کر اس کے نیچے کی کھال پر ہاتھ پھرائے پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین یا دیوار پر مار کر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہاتھ پھرائے اور جہاں تک وضو میں دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے وہاں تک ہاتھ کے ہر حصہ پر ہاتھ پھر جائے اگر ہاتھوں میں چوڑیاں یا کوئی زیور پہنے ہوئے ہو تو زیور کو ہٹا کر اس کے نیچے کی کھال پر ہاتھ پھرائے۔ اگر چہرہ اور دونوں ہاتھ پر بال برابر جگہ پر بھی ہاتھ نہیں پھرایا تو تیمم نہیں ہوگا اس لئے خاص طور پر اس کا دھیان رکھنا چاہے کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں پر ہر جگہ ہاتھ پھرائے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول فی امور لا بد منها فی التیمم، ج ۱، ص ۲۵-۲۶)

تیمم کے فرائض :- تیمم میں تین چیزیں فرض ہیں۔ (۱) تیمم کی نیت (۲) پورے چہرے پر ہاتھ پھرانا (۳) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول فی امور لا بد منها... الخ، الاستخاء، ج ۱، ص ۲۵-۲۶)

تیمم کی سنتیں :- دس چیزیں تیمم میں سنت ہیں۔ (۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کا زمین پر مارنا (۳) ہاتھوں کو زمین پر مار کر اگر غبار زیادہ لگ گیا ہو تو جھاڑنا (۴) زمین پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو لوٹ دینا (۵) پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا (۶) پھر ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۷) چہرہ اور ہاتھوں پر لگاتار ہاتھ پھرانا۔ ایسا نہ ہو کہ چہرہ پر ہاتھ پھرا کر پھر دیر کے بعد ہاتھوں پر ہاتھ پھرائے (۸) پہلے دائیں پھر بائیں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۹) انگلیوں سے داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) انگلیوں کا خلال کرنا جب کہ ان میں غبار بھر گیا ہو۔ (در مختار مع رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۲۳۷-۲۳۹)

مسئلہ :- مٹی، ریت، پتھر، گیر و غیرہ ہر اس چیز سے تیمم ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ لوہا، پتیل، کپڑا، رانگا، تانبا، لکڑی وغیرہ سے تیمم نہیں ہو سکتا جو زمین کی جنس سے نہیں ہیں۔ یاد رکھو کہ جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے وہ زمین کی جنس ہے جیسے مٹی وغیرہ اور جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے وہ زمین کی جنس سے نہیں

جیسے لکڑی اور سب دھاتیں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول فی امور لا بد منها... الخ، ج ۱، ص ۲۶)

مسئلہ :- راکھ سے تیمم جائز نہیں۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول فی امور لابد... الخ، ج ۱، ص ۲۷)

مسئلہ:- گچ کی دیوار اور پکی اینٹ سے تیمم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو اسی طرح مٹی پتھر وغیرہ پر بھی غبار ہو یا نہ ہو بہر حال تیمم جائز ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۶-۲۷)

مسئلہ:- مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی حاجت ہو گئی تو فوراً ہی تیمم کر کے جلد مسجد سے نکل جائے۔

(رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۵۸)

مسئلہ:- کسی وجہ سے نماز کا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر وضو کرے تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر لازم ہے کہ وضو کر کے اس نماز کو دہرائے۔ (رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۶۱-۴۶۲)

مسئلہ:- اگر پانی موجود ہو تو قرآن مجید کو چھونے یا سجدہ تلاوت کے لئے تیمم کرنا جائز نہیں بلکہ وضو کرنا ضروری ہے۔

(در مختار و رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۵۸)

مسئلہ:- جس جگہ سے ایک شخص نے تیمم کیا اسی جگہ سے دوسرا بھی تیمم کر سکتا ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث فی التفرقات، ج ۱، ص ۳۱)

مسئلہ:- عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے یہ غلط ہے مسجد کی دیوار اور زمین پر بھی تیمم بلا کراہت جائز ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱، ص ۲، بیان التیمم، ص ۷۰)

مسئلہ:- تیمم کے لئے ہاتھ زمین پر مارا اور چہرہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھرانے سے پہلے ہی تیمم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا تو اس سے تیمم نہیں کر سکتا بلکہ اس کو لازم ہے کہ دوبارہ ہاتھ زمین پر مارے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۶)

مسئلہ:- جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا۔ اور ان کے علاوہ پانی کے استعمال پر قادر ہو جانے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۹)

184- وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَضَّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تَرَبَّتُهَا طُهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب المساجد، جلد 1 صفحہ 199)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم کو دوسروں لوگوں پر تین چیزوں سے بزرگی دی گئی ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں ہمارے لیے ساری زمین مسجد بنا دی گئی اور جب پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی پاک کرنے والی کر دی گئی۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الختان فرماتے ہیں:



یعنی یہ تین چیزیں وہ ہیں جو ہماری امت کو ملیں ہمارے سوا کسی کو ان میں سے ایک بھی نہ ملی۔ خیال رہے کہ یہ تین حصر کے لیے نہیں کیونکہ اس امت کی اس کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں۔

یعنی نمازوں کی صفیں جماعت میں اور غازیوں کی صفیں میدان جہاد میں ایسی اعلیٰ اور افضل ہیں جیسے مقرب فرشتوں کی صفیں بارگاہ الہی میں بوقت عبادت۔

کہ ہر جگہ نماز ہو سکتی ہے، پچھلی امتوں کی نمازیں صرف گرجوں اور کنیسوں ہی میں ہو سکتی تھیں، زمین میں، پہاڑ، دریائی اور ہوائی جہاز وغیرہ سب داخل ہیں۔ خیال رہے کہ روڑی، قبرستان، بت خانہ، مذبحہ وغیرہ میں نماز درست نہیں۔ مگر یہ ایک عارضہ کی وجہ سے ہے اگر یہ عارضہ ہٹ جائے تو نماز درست، لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

پانی نہ پانے سے مراد اس کے استعمال پر نہ قادر ہونا ہے، خواہ اس لیے کہ پانی موجود نہ ہو یا اس لیے کہ موجود تو ہو، مگر دشمن یا موذی کی وجہ سے استعمال نہ کر سکے۔ مٹی سے مراد جنس زمین کی ہر چیز ہے۔ ریتا، پتھر، کان کا تمک، پتھری، کونک وغیرہ سب داخل ہیں۔ (مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۴)

185- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِحْتَلَمْتُ لَيْلَةً بَارِدَةً فِي غُرُوبَةٍ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَعْتَسِلَ فَأَهْلِكَ فَتَيَسَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَمْرُ وَصَلَّيْتُ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ فَأَخْبَرْتَهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْإِعْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنَّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ (وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا) فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب اذا خاف الجنب البرد التيمم، جلد 1 صفحہ 48)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک ٹھنڈی رات میں مجھے احتلام ہو گیا۔ پس مجھے ڈر محسوس ہوا کہ میں غسل کرنے سے ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے عمرو تم نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی۔ میں نے آپ کو وہ بات بتائی جس نے مجھے غسل سے روکا تھا اور عرض کیا میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ فرمایا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں اس وقت لوگوں میں موجود تھا جب مٹی کے ساتھ تیمم کی

186- وَعَنْ عَمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ فِي الْقَوْمِ حِينَ نَزَلَتْ الرُّخْصَةُ فِي الْمَسْحِ بِالتُّرَابِ

رخصت نازل ہوئی۔ جب ہم پانی نہ پائیں تو ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ایک ضرب چہرے کے لئے لگائیں اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لئے کہنیوں سمیت اسے بزار نے روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تیمم ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب دونوں بازوؤں کے لئے ہے۔ کہنیوں تک اسے دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ فَأَمْرُنَا فَضْرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضْرَبَةً أُخْرَى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الْمَزَارُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ بِأَسْنَادٍ حَسَنٍ. (الدراية كتاب الطهارة باب التيمم جلد 1 صفحہ 68)

187- عَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(دارقطنی کتاب الطہارۃ باب التیمم جلد 1 صفحہ 181) (مستدرک حاکم کتاب الطہارۃ باب احکام التیمم

جلد 1 صفحہ 180)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میں جنبی ہو گیا اور میں زمین میں لوٹ پوٹ ہوا تو انہوں نے فرمایا اس طرح مارو اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر اپنے چہرہ کا مسح کیا۔ پھر اپنے ہاتھ زمین پر مار کر اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کیا کہنیوں تک۔ اسے امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور دارقطنی نے اور طحاوی نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

188- وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ أَصَابْتَنِي جَنَابَةٌ وَإِنِّي تَمَعْتُكَ فِي التُّرَابِ فَقَالَ اضْرِبْ هَكَذَا وَضَرْبَ يَدَيْهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ ثُمَّ ضْرَبَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ بِهِمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالذَّارِقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(دارقطنی کتاب الطہارۃ باب التیمم جلد 1 صفحہ 182) (مستدرک حاکم کتاب الطہارۃ باب احکام التیمم

جلد 1 صفحہ 180) (طحاوی کتاب الطہارۃ باب صفة التيمم كيف هي جلد 1 صفحہ 81)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تیمم کے بارے

189- وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ التَّيْمُمِ فَضْرَبَ يَدَيْهِ إِلَى

میں سوال کیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرہ کا مسح کیا۔ پھر دوسری ضرب لگائی تو اپنے بازوؤں کا مسح کیا۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

آپ ہی سے روایت ہے کہ وہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مقام جرف سے لوٹے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اترے اور پاک مٹی سے تیمم کیا تو اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا کہنیوں تک۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت سالم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ تیمم فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ضرب لگاتے پھر ان سے اپنے چہرے کا مسح کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک اور ضرب لگاتے پھر ان سے اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کرتے کہنیوں تک اور اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی سے نہ جھاڑتے اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

الْأَرْضِ وَمَسَحَ بِهَا يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ بِهَا ذِرَاعَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ التیمم کیف ہی، جلد 1 صفحہ 81)

190- وَعَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرْفِ حَتَّى إِذَا كَانَا بِالْمَرْبِدِ نَزَلَ عَبْدُ اللَّهِ فَتَيَّمَمَ صَعِيدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (موطا امام مالک، کتاب الطہارۃ، باب العمل فی التیمم، صفحہ 41)

191- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَيَّمَمَ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً أُخْرَى ثُمَّ مَسَحَ بِهَا يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَلَا يَنْفُضُ يَدَيْهِ مِنَ التُّرَابِ رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (دارقطنی، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، جلد 1 صفحہ 182)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 1۔ 1 تا 2،، مراۃ المناجیح ج 1، بہار شریعت جلد 1 حصہ دوم، جنتی زیور اور سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## نماز کا بیان

## کتاب الصلوة

## نماز کے اوقات کا بیان

## بَابُ الْمَوَاقِيْتِ

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

مواقیت وقتوں کی جمع ہے۔ میقات بمعنی وقت ہے، جیسے معیاد بمعنی وعدہ، میلاد بمعنی ولادت، معراج بمعنی عروج، یہاں نماز کے اوقات مراد ہیں۔ نماز کے اوقات تین قسم کے ہیں: وقت مباح، وقت مستحب اور وقت مکروہ۔ نماز کے اوقات شرعی چیزیں ہیں جن میں عقل کو دخل نہیں مگر ان میں حکمتیں ضرور ہیں۔ یہ حکمتیں ہماری کتاب "اسرار الاحکام" میں دیکھو۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۵۴۵)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل آیا جو آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھنے لگا تو آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقامت کہنے کا حکم دیا پس انہوں نے فجر کی اقامت کہی جب فجر طلوع ہو گئی اور قریب نہ تھا کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے (اندھیرے کی وجہ سے) پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی اقامت کہی جب سورج ڈھل گیا اور کہنے والا کہہ رہا تھا نصف النہار ہو گیا۔ حالانکہ آپ ان سے زیادہ جانتے ہیں آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے عصر کی اقامت کہی در انحالیکہ سورج بلند ہو چکا تھا پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی اقامت کہی جب سورج غروب ہو گیا پھر آپ نے

192- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى كَانَ قَرِيبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی اقامت کہی۔ جب شفق غائب ہو گیا پھر دوسرے دن فجر کو موخر کیا حتیٰ کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج طلوع ہو گیا یا طلوع ہونے کے قریب ہے پھر ظہر کو موخر کیا حتیٰ کہ گزشتہ ادا کی ہوئی عصر کے وقت کے قریب ہو گیا۔ پھر عصر کو موخر کیا یہاں تک کہ جب آپ عصر سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج زرد پڑ گیا۔ پھر آپ نے صبح کی اور سائل کو بلا کر کہا (نمازوں) کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کا وقت جب ہے کہ سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے قد کی برابر ہو جائے جب تک کہ عصر نہ آئے اور عصر کا وقت جب تک ہے کہ سورج زرد نہ پڑ جائے اور نماز مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق غائب نہ ہو جائے اور عشاء کی نماز کا وقت رات کے درمیانی آدھے تک ہے اور نماز صبح کا وقت صبح چمکنے سے اس وقت تک ہے کہ سورج نہ چمکے۔ جب سورج چمک جائے تو نماز سے باز رہو کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

ثُمَّ آخَرَ الْعِشَاءَ حَتَّى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ  
ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ الْوَقْتُ بَيْنَ  
هَذَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الصلوة، باب  
اوقات الصلوة الخمس، جلد 1 صفحہ 223)

193- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ  
الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ  
كَطَوِّلِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا  
لَمْ تَصْفُرْ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا  
لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى  
بِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ  
مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا  
طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا  
تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب الصلوة، باب اوقات الصلوة

الخمسة، جلد 1 صفحہ 223)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ظہر یا ظہور سے بنا یا ظہیرہ سے (دوپہری) چونکہ معراج کے بعد اولاً یہی نماز ظاہر ہوئی اور سب سے پہلے یہی پڑھی

گئی، نیز یہ دو پہری میں ادا کی جاتی ہے لہذا اسے ظہر کہا جاتا ہے۔

آفتاب صبح سے دو پہر تک چڑھتا ہے اور دو پہر سے شام تک چھتم کی طرف اترتا ہے جس حد پر چڑھنا ختم ہو جائے اور اس کے بعد اترنا شروع ہو وہ نصف النہار سے آگے بڑھنے کا نام زوال ہے، یہ زوال ہی وقت ظہر کی ابتداء ہے وہی یہاں مراد۔

زوال کے وقت سایہ برابر ہوتا بعض ملکوں اور بعض زمانوں میں ہوگا۔ سردی میں چونکہ سورج جنوب کی طرف ہوتا ہوا جاتا ہے لہذا اس وقت بعض جگہ یہ سایہ چیز کے برابر ہو جاتا ہے، لیکن کبھی بعض ملکوں میں اس وقت سایہ بالکل نہیں ہوتا ہوتا ہے مگر بہت تھوڑا۔ جس زمانہ میں حضور نے یہ فرمایا ہوگا وہ موسم سردی کا ہوگا، لہذا یہ حدیث بالکل ظاہر ہے اور آئندہ حدیثوں کے خلاف نہیں جن میں اس سایہ کی مقدار تسمہ کی برابر بیان فرمائی گئی کیونکہ وہاں موسم گرمی کا ذکر ہے اور یہاں سردی کا اور ہو سکتا ہے کہ اس جملہ میں ظہر کا آخری وقت مراد ہو اور حدیث کے معنی یہ ہوں کہ آفتاب ڈھلنے سے ظہر شروع ہوتی ہے اور ایک مثل سایہ پر ختم، اس صورت میں یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے کیونکہ ہمارے ہاں دو مثل پر ظہر کا وقت نکلتا ہے ان کے ہاں ایک مثل پر لیکن ان کی یہ دلیل کمزور ہے کیونکہ اس میں اصلی سایہ کا ذکر نہیں، امام شافعی کے ہاں اصلی سایہ کے علاوہ ایک مثل سایہ چاہئے۔

پہلی تفسیر پر یہ جملہ ظہر کے آخر وقت کا بیان ہے اور دوسری تفسیر پر پہلے جملہ کی تاکید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر و عصر کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں یعنی ظہر جاتے ہی عصر آ جاتی ہے۔ یہ عصر کے وقت مستحب کا بیان ہے یعنی دھوپ پھل پڑنے سے پہلے عصر کی نماز پڑھ لینی چاہئے، ورنہ غروب آفتاب تک وقت عصر ہے، جیسا کہ مسلم و بخاری کی روایات میں ہے۔ خیال رہے کہ آفتاب ڈوبنے سے بیس منٹ قبل پیلا پڑتا ہے۔

یعنی مغرب کا وقت آفتاب ڈوبنے سے شروع ہوتا ہے اور شفق غائب ہونے پر ختم۔ امام اعظم کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو آسمان کے مغربی کنارے پر سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ اور امام شافعی و صاحبین کے نزدیک سرخی کا نام شفق ہے، یعنی سفیدی کا وقت امام صاحب کے نزدیک مغرب ہے، یہی قول سیدنا ابو ہریرہ، امام اوزاعی اور عمر ابن عبدالعزیز کا ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک یہ وقت عشاء ہے، یہی قول سیدنا عبداللہ ابن عمر اور ابن عباس کا ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ سفیدی آنے سے پہلے مغرب پڑھ لے اور سفیدی ڈوبنے کے بعد عشاء پڑھے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔

یہاں بھی وقت مستحب مراد ہے، یعنی مستحب یہ ہے کہ آدھی رات سے پہلے پڑھ لے ورنہ وقت عشاء صبح صادق تک رہتا ہے۔ درمیانی سے مراد یا درمیانی رات ہے، یا درمیانی آدھا یعنی راتیں لمبی بھی ہوتی ہیں، چھوٹی بھی اور درمیانی بھی، تم درمیانی رات کے آدھے تک پڑھ لو، یا پورے آدھے تک نماز پڑھ لو، نہ کم نہ زیادہ۔

یعنی سورج نکلنے وقت کوئی نماز نہ پڑھو، نہ نفل، نہ فرض۔ یہاں دو مسئلے سمجھنا چاہیے: ایک یہ کہ تین وقت مطلقاً نماز ممنوع ہے، سورج نکلنے وقت، بیچ دوپہر یعنی نصف النہار پر، سورج ڈوبتے وقت کہ ان اوقات میں فرض و نفل نماز بلکہ سجدہ ہی حرام ہے، البتہ سورج ڈوبتے وقت آج کی عصر درست ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تک سورج میں تیزی نہ آجائے تب تک طلوع مانا جائے گا یعنی سورج چمکنے سے بیس منٹ تک سجدہ حرام ہے۔

یعنی ایک شیطان سورج نکلنے وقت سورج کے سامنے اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے کہ سورج اس کے دونوں سینگوں کے درمیان معلوم ہو، تاکہ اپنے دوسرے شیاطین کو دکھائے کہ سورج کی پوجا کرنے والے مجھے پوج رہے ہیں، بہت مشرکین اس وقت سورج کو سجدہ کرتے ہیں اس کی طرف پانی پھینکتے ہیں اس کی تعظیم کرتے ہیں، مسلمانوں کو اس وقت سجدہ حرام ہے تاکہ مشرکوں سے مشابہت نہ ہو اور شیطان یہ نہ کہہ سکے کہ مسلمان مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ خیال رہے کہ سورج ہر وقت کہیں نہ کہیں طلوع کرتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ شیطان سورج کے ساتھ اسی طرح گردش کرتا ہے کہ جہاں سورج طلوع ہو رہا ہو وہاں اس وقت وہ نمودار ہوتا ہے اس کی بہت تفسیریں ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۵۴۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے بیت اللہ کے پاس دو مرتبہ میری امامت کی۔ پس اس نے ان میں سے پہلی بار میرے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ جب سایہ تسمہ کے برابر ہو گیا پھر میرے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا پھر میرے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی جب سورج غروب ہو گیا اور روزہ دار نے روزہ افطار کر لیا۔ پھر میرے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی جب شفق غائب ہو گئی۔ پھر فجر کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہو گئی اور روزہ دار پر کھانا حرام ہو گیا اور دوسری بار ظہر کی نماز پڑھی۔ جب ہر شے کا سایہ اس کی مثل ہو گیا گزشتہ دن کی عصر کے وقت قریب پھر عصر کی نماز پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل ہو گیا۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی اس کے پہلے وقت میں پھر عشاء کی نماز پڑھی اس کے آخری وقت

194- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آمَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى الظُّهَرَ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا حِينَ كَانَ الْفَيْئُ مِثْلَ الشِّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَأَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ بَرَقَ الْفَجْرُ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ عَلَى الصَّائِمِ وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهَرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لِيُوقِتَ الْعَصْرَ بِالْأَمْسِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِيُوقِتَهُ الْأَوَّلِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ اسْفَرَّتِ الْأَرْضُ ثُمَّ التَّفَّتْ إِلَى جِبْرِيلَ فَقَالَ



يَا مُحَمَّدُ هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ  
فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو  
دَاوُدَ وَاحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالِدَارِقَطْنِي  
وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ التِّيهِوِيُّ  
المراد بالوقت وقت الفضل جمعاً بين  
الاحاديث

میں جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا پھر صبح کی نماز  
پڑھی۔ جب زمین خوب روشن ہوگئی پھر جبریل میری  
طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم! یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے اور (نمازوں کا)  
وقت وہ ہے جو ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ اس  
حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ  
احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خزیمہ دارقطنی اور حاکم نے  
روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ اس کے کتاب  
مرتب محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں: (ان احادیث  
میں) وقت سے مراد افضل وقت ہے تاکہ احادیث کے  
درمیان تطبیق ہو جائے۔

(ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء في مواقيت الصلوة... الخ' جلد 1 صفحہ 139) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب  
المواقيت' جلد 1 صفحہ 56) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 333) (صحیح ابن خزیمہ 'کتاب الصلوة' باب ذکر الدلیل علی ان  
فرض الصلوة... الخ' جلد 1 صفحہ 168) (دارقطنی 'کتاب الصلوة' باب امامة جبرئیل' جلد 1 صفحہ 258) (مستدرک  
حاکم 'کتاب الصلوة' باب اوقات الصلوات الخمس' جلد 1 صفحہ 193)

شرح: مُشْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرْمَاتِي هِي:

یعنی شبِ معراج کے سویرے جبریل امین نے دو دن مجھے نماز پڑھائی سب سے پہلے ظہر پڑھائی۔ خیال رہے کہ  
حضرت جبریل حضور کے استاد نہیں بلکہ خادم ہیں، یہ نماز پڑھانا پیغامِ الہی پہنچانے کے لئے تھا۔ یہ عملی رسالت تھی جو ادا کی  
اور کبھی مقتدی امام سے افضل ہوتا ہے۔ حضور نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز فجر پڑھی حالانکہ حضور نبی تھے وہ  
امت، نیز اس امامت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نفل والے کے پیچھے فرض نماز درست ہے کیونکہ آج یہ نمازیں حضرت جبریل  
پر فرض ہوگئی تھیں، جب رب نے انہیں یہ حکم دیا تو فرض ہو گئیں۔ یہ واقعہ بیت اللہ کے دروازے سے متصل ہوا جہاں اب  
بھی لوگ نفل پڑھتے ہیں، یہاں حوض کی طرح جگہ نیچی ہے، غسلِ کعبہ کے وقت یہاں ہی زمزم بھرا جاتا ہے۔ یہ بھی خیال  
رہے کہ حضرت جبریل کی یہ تعلیم امت کے لئے تھی نہ کہ حضور کے لئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز کا طریقہ اس کے اوقات  
اول سے ہی جانتے تھے پہلی وحی جب آئی تو آپ غار حرا میں معتکف تھے، نیز معراج کو جاتے وقت بیت المقدس میں  
سارے رسولوں کو نماز پڑھا کر گئے، پھر بیت المعمور میں سارے فرشتوں کو نماز پڑھائی وہ تونبیوں اور فرشتوں کے امام ہیں

مگر امت کو تعلیم احکام کے نزول کے بعد ہوتی ہے۔

یعنی اس دن آفتاب ڈھلنے پر انسان کا سر پہ جوتہ کے قسمہ کے برابر تھا کیونکہ گرمی کا موسم تھا یہ سایہ موسموں کے لحاظ سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں سایہ سے مراد عام انسانوں کا سایہ ہے نہ کہ حضور کا سایہ، نہ حضرت جبریل کا کہ یہ دونوں نور ہیں نور کا سایہ نہیں ہوتا، حضور کا سایہ نہ تھا اگرچہ سارے عالم پر انہیں کا سایہ ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب رسالہ "نور" میں دیکھو۔

اس حدیث سے امام شافعی و صاحبین نے دلیل پکڑی کہ ایک مثل پر عصر کا وقت ہو جاتا ہے۔ ہمارے امام اعظم کے نزدیک دو مثل پر ہوتا ہے۔ مگر یہ حدیث ان کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس میں سایہ اصلی کا ذکر نہیں، حالانکہ ان بزرگوں کے نزدیک بھی عصر کا وقت سایہ اصلی کے سواء ایک مثل سایہ ہونے پر ہوتا ہے۔ حتیٰ یہ ہے کہ اوقات کی یہ حدیث منسوخ ہے، جیسے کہ اس دن ہر نماز دو رکعت تھی ایسے ہی اس دن اوقات نمازیہ تھے، بعد میں نمازوں کی رکعتوں میں بھی زیادتی ہوئی اور اوقات میں بھی تبدیلی۔ ان شاء اللہ اس کی تحقیق اگلے باب میں ہوگی اور ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں بھی ملاحظہ کرو۔ اس کی ناسخ احادیث کا بھی ذکر آ رہا ہے۔

یعنی آج کل جس وقت افطار ہوتا ہے اس وقت مغرب پڑھائی سورج ڈوبتے ہی، ورنہ اس دن نہ روزہ فرض تھا نہ افطار تھا۔ روزے بعد ہجرت فرض ہوئے لہذا حدیث پر اعتراض نہیں۔

اس کا وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا یعنی غروب آفتاب کی سرخی کے بعد وہ سفیدی شفق ہے اس کے چھپنے پر وقت عشاء ہو جاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے جیسا کہ ان شاء اللہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

اس کا وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا یعنی آج کل جب پوپھننے پر روزہ دار کو کھانا پینا حرام ہوتا ہے اس وقت نماز فجر پڑھائی ورنہ اس وقت نہ روزے تھے نہ سحری و افطار۔

ظاہر یہ ہے کہ آج ظہر اس وقت پڑھائی جس وقت کل عصر پڑھائی تھی، یعنی ایک مثل سایہ پر۔ لہذا یہ حدیث بالاتفاق منسوخ ہے۔ کسی کا مذہب یہ نہیں کہ ظہر کا آخر اور عصر کا اول بالکل ایک وقت ہے، سب کے نزدیک ظہر کے بعد عصر کا وقت ہوتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہاں تقریبی وقت مراد ہے یعنی قریباً ایک مثل سایہ تھا ایک مثل سے کچھ ہی پہلے۔ بعض نے فرمایا کہ نماز ظہر ختم ہونے پر ایک مثل ہو انہ کہ شروع پر۔ بعض نے فرمایا کہ ایک مثل مع سایہ اصلی کے مراد ہے، یعنی کل عصر پڑھائی ایک مثل پر، علاوہ سایہ اصلی کے اوپر، آج ظہر پڑھائی ایک مثل مع سایہ اصلی کے۔ غرض کہ یہ حدیث مشکلات میں سے ہے حق یہ ہے کہ منسوخ ہے۔

یہ خبر بھی بالاتفاق منسوخ ہے کیونکہ سب کے نزدیک وقت عصر آفتاب چھپنے پر ختم ہوتا ہے نہ کہ سایہ دوگنا ہونے پر بلکہ امام اعظم کے ہاں اس وقت عصر شروع ہوتی ہے۔

یعنی مغرب دو دن ایک ہی وقت پڑھائی، امام شافعی و مالک کا یہ ہی قول ہے۔ مگر ہمارے ہاں یہ حدیث ہی منسوخ ہے۔ پچھلی حدیث میں گزر گیا کہ حضور نے دوسرے دن مغرب شفق غائب ہونے سے کچھ پہلے پڑھائی۔ اگر وقت مغرب صرف اداء نماز کے بقدر ہوتا تو اس تاخیر کے کیا معنی ہیں؟ اور وہ حدیث اس کے بعد کی ہے کیونکہ آج تو اسلام کی پہلی نمازیں ادا ہو رہی ہیں۔

یہ کلمہ حضور انکسار کے طور پر اپنے الفاظ میں ادا فرما رہے ہیں ورنہ حضرت جبریل نے نہایت ادب سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ، جیسے آج کوئی عالم کہے کہ مجھے جلسہ والوں نے کہا کہ تو بھی کچھ کہہ حالانکہ جلسے والے ادب سے عرض کرتے ہیں۔ حضرت جبریل صرف نام شریف لے کر کیسے پکار سکتے ہیں یہ تو حکم قرآنی کے خلاف ہے، رب فرماتا ہے: "الَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ" الایہ۔

یعنی ان نمازوں میں سے جس نبی نے جو نماز پڑھی وہ ان ہی وقتوں میں پڑھی۔ خیال رہے کہ کسی نبی پر یہ پانچ نمازیں جمع نہ ہوئیں یہ اجتماع حضور کی امت کی خصوصیت ہے، لہذا حدیث صاف ہے بلکہ ابوداؤد، بیہقی، ابن ابی شیبہ کہتے ہیں حضور نے فرمایا کہ نماز عشاء تم سے پہلے کسی امت نے نہ پڑھی، ہو سکتا ہے کہ یہ نماز بعض انبیاء نے پڑھی ہوں ان کی امت پر فرض نہ ہو جیسے آج نماز تہجد ہمارے حضور پر فرض تھی ہم پر فرض نہیں۔ طحاوی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نماز فجر حضرت آدم نے پڑھی جب توبہ قبول ہوئی، نماز ظہر حضرت ابراہیم نے پڑھی حضرت اسماعیل کا فد یہ ذبح آنے پر، نماز عصر حضرت عزیر نے پڑھی جب سو برس کے بعد آپ زندہ ہوئے، نماز مغرب حضرت داؤد نے پڑھی اپنی توبہ قبول ہونے پر، مگر چار رکعت کی نیت باندھی تھی تین رکعت پر سلام پھیر دیا تھک گئے تھے لہذا تین ہی رہ گئیں، نماز عشاء ہمارے حضور نے پڑھی۔ بعض نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی جب آگ لینے طور پر گئے، خیریت سے نبوت لے کر آئے، بیوی صاحبہ کو بخیریت پایا کہ بچہ پیدا ہو چکا تھا۔ واللہ اعلم!

ظاہر یہ ہے کہ ان دو دنوں میں صرف حضور نے حضرت جبریل کے ساتھ نمازیں پڑھیں ان میں صحابہ ساتھ نہ تھے جیسا کہ آئمینی سے معلوم ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز پڑھ کر پڑھنے کا حکم دیتے تھے یا حضور بطور نفل حضرت جبریل کے ساتھ پڑھتے رہے اور بعد میں صحابہ کو پڑھاتے رہے۔ خیال رہے کہ معراج کے سویرے نماز فجر نہ پڑھی گئی نہ قضاء کی گئی کیونکہ قانون بیان سے پہلے عمل کے لائق نہیں ہوا، معراج کی رات نماز فرض ہوئی اور پہلے ظہر پڑھی گئی لہذا آج چار نمازیں ہوئیں پھر پانچ اس کی تحقیق ہماری کتاب "تفسیر نعیمی" وغیرہ میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۲۵)

195- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَلَمَّا ذَلَّكَتِ  
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں  
کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا۔ پس جب سورج

الشَّمْسُ أَذْنُ بِلَالٍ لِلظُّهْرِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذْنُ لِلْعَصْرِ حِينَ ظَنَّ أَنَّ ظِلَّ الرَّجُلِ أَطْوَلُ مِنْهُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذْنُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذْنُ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى ثُمَّ أَذْنُ لِلْفَجْرِ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى ثُمَّ أَذْنُ بِلَالٍ الْغَدَ لِلظُّهْرِ حِينَ دَلَّكَتِ الشَّمْسُ فَأَخْرَجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذْنُ لِلْعَصْرِ فَأَخْرَجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذْنُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْرَجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَادَ يَغِيبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فَيَمَازِي ثُمَّ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذْنُ لِلْعِشَاءِ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ فَنَمْنَا ثُمَّ قُمْنَا مِرَارًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَنْتَظِرُ هَذِهِ الصَّلَاةَ

ڈھل گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی اذان دی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اقامت کا حکم دیا تو انہوں نے نماز (ظہر) کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی اذان دی جب ہم یہ گمان کرنے لگے کہ آدمی کا سایہ اس سے لمبا ہو گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغرب کی اذان دی۔ جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا۔ انہوں نے نماز کے لئے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کی اذان دی جس وقت دن کی سفیدی یعنی شفق غروب ہو گیا۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی اذان دی۔ جب فجر طلوع ہوئی تو آپ نے انہیں حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے دن ظہر کے لئے اذان کہی جب سورج ڈھل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مؤخر کیا حتیٰ کہ ہر شے کا سایہ اس کی ایک مثل ہو گیا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ عصر کی اذان دی تو رسول اللہ

عَزَّوَكُمُ فَإِنَّكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتُمْ بِمُؤَاهَا وَلَوْلَا  
 أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُ بِتَأْخِيرِ هَذِهِ  
 الصَّلَاةِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَوْ أَقْرَبَ مِنْ نِصْفِ  
 اللَّيْلِ ثُمَّ أَذَّنَ لِلْفَجْرِ فَأَخْرَجَهَا حَتَّى كَادَتِ  
 الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ فَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى  
 ثُمَّ قَالَ الْوَقْتُ بَيْنَ هَذَيْنِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي  
 الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ  
 النَّيْبَوِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الشَّفَقَ هُوَ  
 الْبَيَاضُ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ  
 عَلَيْهِ. (مجمع الزوائد، كتاب الصلوة، باب بيان الوقت

نقلًا عن الطبرانی فی الواسط، جلد 1 صفحہ 304)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مؤخر کیا حتیٰ کہ ہر شے کا  
 سایہ اس کی دو مثل ہو گیا تو آپ نے حضرت بلال رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی اور آپ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ پھر انہوں نے  
 مغرب کے لئے اذان کہی جب سورج غروب ہو گیا تو  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مؤخر کیا۔ حتیٰ  
 کہ قریب تھا کہ دن کی سفیدی یعنی شفق بظاہر غروب  
 ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت  
 بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی  
 اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ نے عشاء کی اذان کہی جب شفق غروب ہو گیا۔  
 پھر ہم سو گئے اور کئی بار اٹھے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے  
 سوالوگوں میں کوئی بھی اس نماز کا انتظار نہیں رہا۔ بے  
 شک جب تک تم نماز کا انتظار کر رہے ہو تو تم نماز میں ہی  
 ہو اور اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں اس نماز کو  
 آدھی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔ پھر حضرت بلال  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی اذان کہی تو آپ نے نماز فجر  
 کو مؤخر کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ پھر  
 آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔  
 انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر  
 فرمایا کہ نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے اسے  
 امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں روایت کیا اور پیشگی  
 نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ علامہ نیموی نے فرمایا  
 یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ شفق سفیدی ہے جیسا

کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

ان روایات کا بیان جو ظہر کے (وقت) کے

بارے میں وارد ہوئیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو پس بے شک گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہے اسے محدثین کی جماعت نے روایت فرمایا۔

## بَابُ مَا جَاءَ

### فِي الظُّهْرِ

196- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

(بخاری کتاب مراقبت الصلوة، باب الابراد بالظہر... الخ، جلد 1 صفحہ 76) (مسلم کتاب المساجد، باب استحباب الابراد بالظہر... الخ، جلد 1 صفحہ 224) (ابوداؤد کتاب الصلوة، باب وقت صلوة الظہر، جلد 1 صفحہ 58) (ترمذی ابواب الصلوة، باب ما جاء فی تاخیر الظہر... الخ، جلد 1 صفحہ 40) (نسائی کتاب المواقیت، باب الابراد بالظہر... الخ، جلد 1 صفحہ 87) (ابن ماجہ کتاب الصلوة، باب الابراد بالظہر... الخ، جلد 1 صفحہ 49) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 256)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث ان تمام احادیث کی شرح ہے جن میں فرمایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہری میں ظہر پڑھتے تھے، اس نے بتایا کہ وہاں جاڑوں کی ظہر مراد ہے، گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا تاکید حکم ہے۔ اس سے خفیوں کے دو مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ گرمی کی ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا سنت ہے۔ دوسرے یہ کہ ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے کیونکہ ایک مثل تک ہر جگہ خصوصاً عرب میں بہت تپش رہتی ہے۔ نیز بخاری، ابوداؤد و بیہقی، طحاوی، ترمذی وغیرہ نے حضرت ابو ذر غفاری سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں ظہر جب پڑھی جب کہ ٹیلوں کا سایہ پڑ گیا اور ٹیلہ کا سایہ ایک مثل کے بعد ہی پڑتا ہے، نیز بخاری شریف نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہو ان مزدوروں کی طرح ہیں جو صبح سے ظہر تک ایک قیراط پر کام کریں، عیسائی وہ مزدور ہیں جو ظہر سے عصر تک ایک قیراط محنت کریں، اور تم وہ مزدور ہو جو عصر سے مغرب تک دو قیراط کے بدلے کام کریں تمہارا کام کم اور مزدوری زیادہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقت عصر وقت ظہر سے کم ہے ورنہ یہ مثال درست نہ ہوتی اگر ایک مثل پر عصر شروع ہو جایا کرے تو اس کا وقت ظہر کی برابر بلکہ گرمیوں میں اس سے کہیں زیادہ ہو جائیگا۔ اس مسئلہ پر امام صاحب کے اور بہت دلائل ہیں اگر شوق ہو تو ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم کا یہ باب دیکھو۔ (مراة المناجیح ج 5 ص 298)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو مؤذن نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے ٹھنڈا کرو پھر اس نے اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کرو۔ حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہے۔ پس جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

197- عَنْ أَبِي ذَرِّ بْنِ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْئَ التَّلْوِيلِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

(بخاری کتاب مواقیب الصلوة باب الابراد بالظہر فی السفر جلد 1 صفحہ 77) (مسلم کتاب المساجد باب

استحباب الابراد بالظہر... الخ جلد 1 صفحہ 224)

### شرح: ظہر کا وقت

سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کی وقت کسی چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اس سایہ کے علاوہ اس چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ظہر کے وقت میں مستحب یہ ہے کہ جاڑوں میں اول وقت اور گرمیوں میں دیر کر کے نماز ظہر پڑھیں۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلوة، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوة، ج 1 ص 51)

سورج ڈھلنے اور دوپہر کے سایہ کے علاوہ سایہ دوگنا ہونے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک ہموار لکڑی بالکل سیدھی گاڑ دیں کہ پورب پچھم یا اتر دکھن کو ذرا بھی جھکی نہ ہو۔ اب خیال رکھو کہ جتنا سورج اونچا ہوتا جائے اس لکڑی کا سایہ کم اور چھوٹا ہوتا جائے گا۔ جب سایہ کم ہوتا رک جائے تو سمجھ لو کہ ٹھیک دوپہر ہو گئی اور اس وقت میں اس لکڑی کا جتنا بڑا سایہ ہو اس کو تاپ کر دھیان میں رکھو۔ اس کے بعد جوں ہی سایہ بڑھنے لگے تو سمجھ لو کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت شروع ہو گیا اور جب سایہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑا ہو جائے کہ دوپہر والے سایہ کو نکال کر اس لکڑی کا سایہ اس لکڑی سے دوگنا بڑا ہو جائے تو سمجھ لو کہ ظہر کا وقت نکل گیا اور عصر کا وقت شروع ہو گیا۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلوة، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوة، ج 1 ص 51)

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب عملة الجمعة، ج 2 ص 256)

198- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول



اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ گزشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر وہ ہے جو عصر کی نماز کے درمیان سے سورج ڈوبنے کے درمیان ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کچھ مزدوروں سے کام کراتے ہیں تو کہے کون شخص ہے جو میرا کام کرے ایک ایک قیراط پر تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر مالک نے کہا کہ کون شخص ہے جو دوپہر سے عصر کی نماز تک میرا کام کرے گا ایک ایک قیراط پر تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اس نے کہا کہ کون میرا کام کرے گا نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر، آگاہ رہو کہ تم ہی وہ ہو جو عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دوگنی ہے تو یہود و نصاریٰ غصہ ہو کر بولے کہ کام میں ہم زیادہ ہیں اور عطیے کم ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے حق میں سے کچھ کم کیا وہ بولے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں میں دوں اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَّمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَلًا فَقَالَ مَنْ يَتَعَمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَتَعَمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَتَعَمَلُ لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ إِلَّا فَأَنْتُمْ الَّذِينَ يَتَعَمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ إِلَّا لَكُمْ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقْلُ عَطَاءً قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضَّلَنِي أُعْطِيَهُ مَنْ شِئْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(بخاری کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، جلد 1، صفحہ 491)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللحنان فرماتے ہیں:

یہاں اجل بمعنی عمر ہے نہ کہ بمعنی موت، رب فرماتا ہے: "وَ أَجَلٌ مُسَمًّى عِنْدَنَا" اور آیت کریمہ "إِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ" میں اجل بمعنی موت ہے وہ یہاں مراد نہیں۔ یعنی پچھلی امتوں کے لحاظ سے اے میری امت والو تمہاری عمریں بہت کم ہیں لہذا تمہارے کام بھی تھوڑے ہی ہوں گے۔

یعنی یہود کا عمل بہت زیادہ ہے ثواب تھوڑا اور عیسائیوں کے اعمال اگرچہ یہود سے کم ہیں مگر ثواب ان کا اتنا ہی یہودی

برابر، یہود کے احکام شرعیہ بہت سخت تھے عیسائیوں کے نرم لہذا یہ تشبیہ بہت موزوں ہے۔

اس تشبیہ سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظہر کے وقت سے کم ہے اگر ایک مثل پر شروع ہو جاتا تو ظہر کے وقت کے برابر بلکہ زیادہ بھی ہو جایا کرتا لہذا یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قوی دلیل ہے۔

دیکھو ہمسون یہودی نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یعنی سوا اکیاسی سال مسلمانوں سے کہا گیا کہ "الَلَّيْلَةُ الْقَدْرُ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ" تمہارے لیے ایک شب قدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے کہ تم صرف اس رات میں عبادت کر لو تو تم کو اس ہمسون اسرائیلی سے زیادہ ثواب ملے گا تو ظاہر ہے کہ ان قوموں کو شکایت ہوگی کہ مسلمانوں پر اس رحم و کرم کی وجہ کیا ہے۔ خیال رہے کہ یہ مقابلہ اصلی یہودیوں عیسائیوں سے ہے جو اس زمانہ میں تھے جب کہ ان کا دین منسوخ نہیں ہوا تھا، اب جب کہ ان کا دین منسوخ ہو چکا تو انہیں کسی عمل کا کوئی ثواب نہیں کیونکہ ثواب کے لیے ایمان شرط ہے کئی ہوئی شاخ پانی سے سرسبز نہیں رہ سکتی۔

یعنی فضل عدل کے خلاف نہیں تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا پورا تم کو دے دیا گیا۔ خیال رہے کہ یہ تشبیہ صرف زیادتی میں ہے ورنہ مسلمانوں کا ثواب ان قوموں سے دو گنا نہیں بلکہ سات سو گنا اور اس سے زیادہ تک ہے پھر اسلامی احکام ان کے احکام سے بہت نرم، ان پر چوتھائی مال زکوٰۃ ہم پر چالیسواں حصہ، ان کے لیے ترک دنیا ثواب ہمارے لیے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں پوری زندگی ترک دنیا کا ثواب، حضور کے صدقے سے ان کو ہم سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ نسبت بڑی بہاریں دکھاتی ہے مسلمانوں کی یہ عظمتیں صرف حضور کی نسبت سے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۸ ص ۵۲۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے غلام عبد اللہ بن رافع روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے خبر دیتا ہوں تو ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیری مثل ہو جائے اور عصر کی نماز پڑھ۔ جب تیرا سایہ تیری دو مثل ہو جائے اور مغرب کی نماز پڑھ جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء کی نماز اس وقت میں پڑھ جو تیرے اور رات کے تہائی حصہ

199- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلَّى الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبِشٍ يَعْنِي الْغَلَسَ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ. قَالَ النَّبِيُّ

کے درمیان ہے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں نقل کیا اور اس سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی نے فرمایا احناف نے ان احادیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور ظہر کا وقت عصر کے وقت سے زیادہ ہے لیکن ان احادیث سے استدلال کرنے میں کئی بحثیں ہیں اور میں نے کوئی صریح صحیح حدیث یا ضعیف حدیث ایسی نہیں پائی جو اس بات پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت ہر چیز کے سائے کے دو مثل ہونے تک ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔

ان روایات کا بیان جو (وقت) عصر کے

بارے میں وارد ہوئیں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب غزوہ احزاب کا دن تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ ان (کافروں کی) قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے ہمیں روک رکھا اور صلوة الوسطی سے مشغول رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔ انہوں نے ہمیں صلوة الوسطی یعنی عصر کی نماز سے مشغول رکھا۔

(بخاری کتاب المغازی، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب، جلد 2 صفحہ 590) (مسلم کتاب المساجد، باب الدلیل

استدل الحنیفة بهذه الاحادیث علی ان وقت الظهر لا ینقضی بعد المثل بل ینقی بعدہ ووقته ازید من وقت العصر و فی الاستدلال بها اباحت وانی لم اجد حدیثاً صریحاً صحیحاً او ضعیفاً یدل علی ان وقت الظهر الی ان یصیر الظل مثلیه وعن الامام ابی حنیفة رضی اللہ عنہ فیہ قولان۔

(مؤطا امام مالک کتاب وقوت الصلوة صفحہ 5)

بَابُ مَا جَاءَ

فِي الْعَصْرِ

200- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُونَا وَشَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوَسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَلِمُسْلِمٍ فِي رَوَايَةٍ شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوَسْطَى صَلَاةَ الْعَصْرِ.

لمن قال الصلوة الوسطی... الخ، جلد 1 صفحہ 227)

## شرح: عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوة، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوة، ج ۱، ص ۵۱)

جاڑوں میں عصر کا وقت تقریباً ڈیڑھ گھنٹے لمبا رہتا ہے اور گرمیوں میں قریب قریب دو گھنٹے (کچھ کم زیادہ مختلف تاریخوں میں) رہتا ہے، عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے۔ لیکن نہ اتنی تاخیر کہ سورج کی ٹکیا میں زردی آجائے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوة، الباب الاول، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲)

حضرت شقیق بن عقبہ براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ آیت اس طرح نازل ہوئی کہ تم نمازوں کی حفاظت کرو اور عصر کی نماز کی جب تک اللہ نے چاہا ہم نے اس کو پڑھا پھر اللہ نے اس کو منسوخ کر دیا۔ پھر آیت (اس طرح) نازل ہوئی کہ تم نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو تو حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے۔ ایک شخص نے کہا تب تو صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے تو حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے تجھے بتا دیا کہ وہ کیسے نازل ہوئی اور کیسے اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا۔ واللہ اعلم اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

201- وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلْوَةِ الْعَصْرِ) فَقَرَأْنَاهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللَّهُ فَنَزَلَتْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلْوَةِ الْوَسْطَى فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقٍ لَهُ هِيَ إِذَا صَلَوَةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ قَدْ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللَّهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم) کتاب الصلوة، باب الدلیلین قال الصلوة الوسطی... الخ، جلد 1 صفحہ 227)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا۔

202- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْوَسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

(ترمذی، ابواب الصلوة، باب ماجاء فی الصلوة الوسطی انہا العصر، جلد 1 صفحہ 45)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

کیونکہ یہ نماز دن اور رات کی نمازوں کے درمیان ہے، نیز اس وقت دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، نیز اس

وقت دنیوی کاروبار زیادہ زور پر ہوتے ہیں اس لئے اس کی تاکید زیادہ فرمائی گئی، اکثر صحابہ کا یہی قول ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۵۹۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ منافق کی نماز ہے جو بیٹھے سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو وہ کھڑا ہوتا ہے اور اس نماز کے چار ٹھونگیں لگاتا ہے اور وہ اس نماز میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

203- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْتُقِبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ قَامَ فَتَقَرَّهَا أَرْبَعًا لَا يَذُكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب المساجد باب استحباب التكبير

بالعصر جلد 1 صفحہ 225)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ دنیوی کاروبار میں پھنس کر نماز عصر دیر سے پڑھنا منافقوں کی علامت ہے۔ دوسرے یہ کہ غروب سے ۲۰ منٹ پہلے کراہت کا وقت ہے، وقت مستحب میں عصر پڑھنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ رکوع اور سجدہ بہت اطمینان سے کرنا چاہیے، حضور نے جلد باز سجدے کو مرغ کے چونچ مارنے سے تشبیہ دی جو وہ دانہ چھتے وقت زمین پر جلدی جلدی مارتا ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۵۹۶)

اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز تمہاری نسبت جلدی پڑھتے تھے اور تم نماز عصر آپ کی نسبت جلدی پڑھتے ہو۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

204- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 289) (ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في تأخير صلوة العصر جلد 1 صفحہ 42)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز وقت شروع ہوتے ہی نہ پڑھے کچھ دیر سے پڑھے۔ اگر حضور وقت شروع ہوتے ہی پڑھا کرتے تو یہ حضرات اس سے پہلے کیسے پڑھ سکتے، لہذا یہ حدیث امام اعظم کی تاخیر عصر پر قوی دلیل ہے۔ حضرت ام سلمہ ان سے فرما رہی ہیں کہ اگر تم سنت کی اتباع چاہتے ہو تو عصر دیر سے پڑھا کرو۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۵۸۱)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

205- عَنْ سَلْمَةَ بِنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ.

مغرب کی نماز میں وارد شدہ روایات کا بیان حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھاتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چھپ جاتا۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا ہے سوائے امام نسوائی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

(بخاری، باب مواقیب الصلوة، باب وقت المغرب، جلد 1 صفحہ 79) (مسلم، کتاب المساجد، باب بیان ان اول وقت المغرب... الخ، جلد 1 صفحہ 228) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب وقت المغرب، جلد 1 صفحہ 60) (ابن ماجہ، کتاب الصلوة، باب وقت صلوة المغرب، صفحہ 50) (ترمذی، ابواب الصلوة، بابا جاء في وقت المغرب، جلد 1 صفحہ 42) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 51)

## شرح: مغرب کا وقت

سورج ڈوبنے کے بعد سے مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق غائب ہونے تک رہتا ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوة، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوة، ج 1، ص 51)

شفق سے مراد وہ سپیدی ہے جو سورج ڈوبنے کی سرخی کے بعد چھتم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اتر دکن میں پھیلی رہتی ہے مغرب کے وقت کی لمبائی ہمارے دیار میں کم سے کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریباً ہوا کرتی ہے۔ اور ہر روز جتنا لمبا فجر کا وقت ہوتا ہے اتنا ہی لمبا مغرب کا وقت بھی ہوتا ہے۔

(شرح وقایہ، کتاب الصلوة، باب اوقات الصلوات الخمس، ج 1، ص 13)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی یا فرمایا فطرت پر رہے گی۔ جب تک نماز مغرب میں اتنی نہیں کرے گی کہ تارے چمکنے لگیں۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

206- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ أُمَّتِي يَخِيرُ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرْ وَالْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَسَنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب وقت المغرب، جلد 1 صفحہ 60) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 147)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحثان فرماتے ہیں:

فطرت سے مراد اسلام ہے، یا سنت انبیاء، یا اسلام کی دائمی سنت۔

اس سے معلوم ہوا کہ مغرب میں اتنی تاخیر مکروہ ہے جب تارے خوب چمک جائیں اور سارے تارے ظاہر ہو کر گھنے پڑ جائیں، جیسے روافض کی مغرب کا وقت۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شفق سفیدی کا نام ہے نہ کہ سرخی کا، سفیدی میں وقت مغرب رہتا ہے کیونکہ تاروں کا گھٹنا اور گھٹنا پڑنا سرخی کے وقت نہیں ہوتا، سفیدی کے وقت ہوتا ہے اس وقت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کا آخری وقت قرار دیا، اسے تاخیر مغرب فرمایا، قضاء نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ اہل سنت خیر پر ہیں اور رہیں گے کیونکہ یہ مغرب جلدی پڑھتے ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۵۷۲)

عشاء کی نماز کے بارے میں

بَابُ مَا جَاءَ

وارد شدہ روایت کا بیان

فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا میں انہیں رات کے تہائی حصہ یا نصف رات تک نماز کو مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

207- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرِهِمْ أَنْ يُؤَخَّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 250) (ترمذی ابواب الصلوة، باب ماجاء في تاخير العشاء الاخرة، جلد 1 صفحہ 42)

(ابن ماجہ کتاب الصلوة، باب وقت العشاء، جلد 1 صفحہ 50)

شرح: عشاء کا وقت

شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہونے تک ہے لیکن عشاء میں تہائی رات تک تاخیر کرنی مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے۔ اور آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

(البحر الرائق، کتاب الصلوة، ج ۱ ص ۴۳۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہم نے ایک رات نماز عشاء کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کیا۔ یہاں تک کہ آدھی رات

208- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْتَبَهَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ حَتَّى ذَهَبَ نَحْوُ مِثْقَالِ شَطْرِ اللَّيْلِ



قَالَ فَجَاءَ فَصَلَّى بِنَائِمٍ قَالَ خُذُوا مَقَاعِدَ كُمْ  
فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ وَإِنَّكُمْ لَمْ  
تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مُنْذُ نُنْتَظَرُ تَمُّوْهَا وَلَوْلَا ضَعْفُ  
الضَّعِيفِ وَسُقْمُ السَّقِيمِ وَحَاجَةُ ذِي  
الْحَاجَةِ لَأَخَّرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ  
اللَّيْلِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

کے قریب گزرتی۔ پھر آپ تشریف لائے، میں نماز  
پڑھائی اور فرمایا اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔ پھر فرمایا  
دوسرے لوگ نماز پڑھ کے اپنے بستروں میں ہیں اور تم  
اس وقت تک نماز میں ہی شمار ہو گے جب تک تم نماز کا  
انتظار کر رہے ہو۔ اگر کمزور کی کمزوری بیماری کی بیماری اور  
ضرورت مند کی ضرورت کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو  
آدھی رات تک مؤخر کر دیتا۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ  
نے روایت کیا۔ بسوائے ترمذی احمد ابن خزیمہ کے اور  
اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی 'کتاب المواقیت' باب ما يستحب من تاخير العشاء) (ابن ماجه 'كتاب الصلوة' باب وقت صلوة العشاء)  
جلد 1 صفحہ 50) (ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب وقت صلوة العشاء، الاخرة' جلد 1 صفحہ 61) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 5)  
(ابن خزيمه 'كتاب الصلوة' باب استحباب تاخير صلوة العشاء' جلد 1 صفحہ 177، رقم الحديث: 345)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

نماز پڑھنے سے مراد پڑھنے کا ارادہ کرنا ہے۔ صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ حضور خواہ کتنی ہی دیر میں تشریف لاتے مگر نہ  
حضور کو نماز کے لئے بلا تے تھے نہ اکیلے پڑھ لیتے اور نہ اپنی جماعت علیحدہ کر لیتے، وہ سمجھتے تھے کہ حضور کے ساتھ قضا  
علیحدہ ادا سے افضل ہے۔۔۔

شطلیل سے مراد تقریباً آدھی رات ہے یعنی تہائی۔ انحرث سے معلوم ہوا کہ حضور کو نمازیں آگے پیچھے کرنے کا  
اختیار دیا گیا ہے، آپ بعطاء الہی احکام شرعیہ کے مالک ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ نماز کا انتظار مطلقاً عبادت ہے  
مگر مسجد میں بیٹھ کر انتظار بڑی عبادت، اسی لئے اس حالت میں انگلیوں میں انگلی ڈالنا منع ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص 580)

209- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
وَصَلَّى الْعِشَاءَ أَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْهَا.  
رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. (طحاوی 'کتاب  
الصلوة' باب مواقیت الصلوة' جلد 1 صفحہ 110)

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ تو رات کی نماز جس حصہ  
میں چاہے پڑھ اور اس میں غفلت نہ کر اسے امام طحاوی  
رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقات  
ہیں۔

حضرت عبیدہ بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ نماز عشاء میں کوتاہی یعنی تاخیر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا طلوع فجر۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عشاء کا وقت آدھی رات گزرنے کے بعد طلوع فجر تک باقی رہتا ہے اور نصف رات گزرنے سے ختم نہیں ہوتا۔ تمام احادیث کے درمیان تطبیق اسی طرح ہوگی کہ عشاء کا وقت اس کے داخل ہونے سے لے کر نصف رات تک افضل ہے اور اس میں بھی بعض حصہ بعض حصے سے اولیٰ ہے اور آدھی رات کے بعد کا وقت کراہت سے خالی نہیں۔

شرح: عشاء میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے، کہ باعثِ تقلیلِ جماعت ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۳۲، البحر الرائق، کتاب الصلاة، ج ۱، ص ۳۳۰)

اندھیرے میں نماز پڑھے کے

بارے میں وارد شدہ روایات

سیدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مومنوں کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر میں حاضر ہوتیں۔ اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی۔ پھر وہ اپنے گھروں کو پلٹ کر جاتیں۔ جب نماز پڑھ لیتی تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی بھی پہچان نہ سکتا۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ

210- وَعَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا إِفْرَاطُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَالَ طُلُوعُ الْفَجْرِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة، باب مواقیت الصلوة، جلد 1 صفحہ 110)

قَالَ النَّيْمَوِيُّ دَلَّ الْحَدِيثَانِ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ يَبْقَى بَعْدَ مِضِيِّ نِصْفِ اللَّيْلِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ وَلَا يَخْرُجُ بِخُرُوجِهِ فِيمَا الْجَمْعُ بَيْنَ الْآحَادِيثِ كُلِّهَا يَثْبُتُ أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ مِنْ حِينَ دُخُولِهِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ وَبَعْضُهُ أَوْلَى مِنْ بَعْضٍ وَأَمَّا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا يَخْلُو مِنَ الْكِرَاهَةِ.

بَابُ مَا جَاءَ

فِي التَّغْلِيْسِ

211- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّ نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغُلَامِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب وقت الفجر، جلد 1 صفحہ 82) (مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب

التکبیر بالصبح... الخ، جلد 1 صفحہ 230)

شرح: مُفْتَرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ اندھیرا یا تو مسجد کا ہوتا تھا کیونکہ مسجد نبوی بہت گہری تھی یا وقت کا کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر اول وقت میں ادا فرماتے تھے ان نمازی عورتوں کی وجہ سے تاکہ اندھیرے ہی میں اپنے گھر چلی جائیں پھر عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تب یہ حکم بھی بدل گیا۔ پہلی صورت میں یہ حدیث محکم اور ہمارے واسطے لائق عمل ہے۔ دوسری صورت میں یہ عمل اس وقت کے لحاظ سے ہے اور حضور کی خصوصیات سے۔ ہم نے توجیہ میں اس لئے کہیں کہ آگے فجر اجیالے میں پڑھنے کا حکم آ رہا ہے اس توجیہ کی بنا پر یہ فعلی حدیث اس قولی کے خلاف نہ ہوگی۔ غالباً یہ بیباں سلام پھیرتے ہی دعا سے پہلے چلی جاتی تھیں جیسا کہ فَتَنَصِرُ فُ کی "ف" سے معلوم ہو رہا ہے اور مرد دعا کے بعد جاتے تھے تاکہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو۔ خیال رہے کہ حضرت عمر فاروق نے عورتوں کو مسجد سے روک دیا حضرت عائشہ صدیقہ نے اس کی تائید کی اور فرمایا کہ اگر حضور انور بھی آج کے حالات دیکھتے تو عورتوں کو مسجد سے روک دیتے افسوس ان لوگوں پر جو اس دور میں اپنی عورتوں کو بے پردہ سینما اور بازاروں میں بھیجیں۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص 561)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر دوپہری میں پڑھتے تھے اور عصر جب کہ سورج صاف ہوتا اور مغرب جب کہ سورج ڈوب جاتا ہے اور عشاء جب لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی پڑھ لیتے اور جب تھوڑے ہوتے تو دیر میں پڑھتے اور صبح اندھیرے میں۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

212- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجِبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ حَجَلٌ وَإِذَا قَلُّوا آخَرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب وقت العشاء إذا اجتمع الناس... الخ، جلد 1 صفحہ 80) (مسلم، کتاب المساجد،

باب استحباب التکبیر بالصبح، جلد 1 صفحہ 230)

شرح: مُفْتَرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی شرح پہلے گزر گئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر وقت میں گنجائش ہو تو لوگوں کے اجتماع کا خیال رکھا جائے۔ ریل کا سا وقت نہ ہو کہ نمازی ہوں یا نہ ہوں نماز پڑھ لی جائے۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کہ اگر لوگ کم

ہوتے تو عشاء دیر سے پڑھتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۲۹۸)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے نماز کے اوقات بیان کئے۔ میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں شمار کیں۔ پس میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ظہر زوال آفتاب کے بعد پڑھی اور کبھی گرمی شدید ہونے کے وقت اسے مؤخر فرماتے اور میں نے آپ کو نماز عصر پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب سورج خوب بلند اور روشن تھا۔ اس میں زردی آنے سے پہلے آدی نماز سے فارغ ہونے کے بعد ذوالحلیفہ پہنچ جاتا۔ اس سے پہلے کہ سورج غروب ہو اور سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب پڑھی اور نماز عشاء اس وقت پڑھی۔ جبکہ افق میں سیاہی آگئی اور کبھی اس میں تاخیر کرتے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں اور نماز فجر ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی اور دوسری مرتبہ اسے خوب روشن کر کے پڑھا پھر آپ کی نماز اس کے بعد اندھیرے میں رہی۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے دوبارہ اسے روشنی میں نہیں پڑھا۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور اس میں الفاظ کی زیادتی محفوظ نہیں ہے۔

213- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَزَلَّ جِبْرَائِيلُ فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يُحْسِبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَرُبَّمَا أَخْرَاهَا حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي العَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً بَيَضَاءً قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيَأْتِي ذَا الخُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي المَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي العِشَاءَ حِينَ يَسْوَدُّ الأفقُ وَرُبَّمَا أَخْرَاهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلَوَتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيْسِ حَتَّى مَاتَ لَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفَرَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَالزِّيَادَةُ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ. (ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب المواقيت' جلد 1 صفحہ 57) (صحيح ابن حبان 'كتاب الصلوة' جلد 4 صفحہ 25 رقم الحديث: 1492)

## بَابُ مَا جَاءَ

## فِي الْإِسْفَارِ

214- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً لِيُغَيِّرَ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاةً بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ وَلِمُسْلِمٍ قَبْلَ وَقْتِهَا بَغْلَسَ.

(بخاری کتاب الحج، باب متى یصلی الفجر بجمع

صفحہ 228) (مسلم کتاب الحج، باب استحباب زیادة

التغلیس... الخ، جلد 1 صفحہ 417)

ان روایات کا بیان جو روشنی میں نماز پڑھنے کے بارے میں وارد ہوئیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے دو نمازوں کے کہ آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور فجر کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھا۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفر میں جمع بین الصلواتین نہ کیا یعنی چند نمازیں بیک وقت نہ پڑھیں، وہاں جمع صوری تھا کہ ظہر آخر وقت میں پڑھی اور عصر اول وقت میں، رہا غزوة خندق میں چند نمازیں یکدم پڑھنا وہ جمع نہ تھا بلکہ قضاء پڑھی گئی تھیں، جمع اور ہے قضاء کچھ اور۔

یعنی مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو حقیقتاً جمع فرمایا کہ مغرب عشاء کے وقت میں پڑھی اور دوسری عرفات میں کہ وہاں عصر ظہر کے وقت میں پڑھی، چونکہ وہ جمع صلواتین دن میں اور سب کے سامنے ہوا تھا اسی لیے اس کا علیحدہ نام نہ لیا اور مزدلفہ میں نمازوں کا اجتماع رات میں تھا جس میں سارے حجاج جمع نہ تھے اس لیے صرف اس کا ذکر صراحتاً علیحدہ بھی کر دیا لہذا حدیث واضح ہے دو نمازوں سے مراد عرفہ و مزدلفہ کی نمازیں ہیں۔

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فجر خوب اجیالا میں پڑھتے تھے مگر آج مزدلفہ میں پو پھٹنے کے بعد اندھیرے میں پڑھی، یہ حدیث امام اعظم قدس سرہ کی قوی دلیل ہے کہ ہمیشہ فجر اجیالا میں پڑھی جائے، صرف مزدلفہ میں اندھیرے منہ پڑھے کیونکہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی نماز فجر پو پھوٹے ہی پڑھتے ہوتے تو آج وقت معقار سے پڑھنے کے کیا معنی، کیا وقت سے پہلے پڑھ لی ہرگز نہیں لہذا قول احناف قوی ہے، یہاں تمام آئمہ کے ہاں وقت سے مراد وقت معقار ہے۔ (مرآة المناجیح ج 3 ص 222)

215- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ مکہ المکرمہ کی طرف نکلا۔ پھر ہم مزدلفہ آئے تو انہوں نے دو نمازیں پڑھیں۔ ہر نماز کو الگ ایک اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھا اور ان کے درمیان رات کا کھانا تناول فرمایا۔ پھر طلوع فجر کے وقت فجر کی نماز پڑھی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ فجر طلوع ہوگئی اور کوئی کہہ رہا تھا کہ فجر طلوع نہیں ہوئی۔ پھر کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئیں۔ اس جگہ یعنی مغرب اور عشاء پس لوگ مزدلفہ نہ آتے۔ یہاں تک کہ وہ عشاء کے آخری وقت میں داخل ہوں اور فجر کی نماز اس وقت میں پڑھیں۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں جب فجر طلوع ہوئی تو عبد اللہ بن مسعود کہنے لگے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دن اس جگہ اس گھڑی میں صرف یہی نماز پڑھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دیں گئی۔ مغرب کی نماز بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ آجائیں اور فجر کی نماز جب فجر طلوع ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسی طرح کرتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا۔

عَنْهُ قَالَ نَزَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا بَجْمَعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحَصَّهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعِشَاءَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُولُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُولُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حَوَّلَتَا عَنْ وَقْتَيْهِمَا فِي هَذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَلَا يَقْدُمُ النَّاسُ بَجْمَعًا حَتَّى يُعْتَمُوا وَصَلَاةَ الْفَجْرِ هَذِهِ السَّاعَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةَ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ هُمَا صَلَوَتَانِ تَحْوِلَانِ عَنْ وَقْتَيْهِمَا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسَ الْمَزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرَ حِينَ يَنْزِعُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ. (بخاری کتاب الحج' باب متى یصلی الفجر بجمع وروایة اخرى' جلد 1 صفحہ 228) (بخاری کتاب الحج' باب من اذن واقام لكل واحد منهما' جلد 1 صفحہ 227)

### شرح: فجر کا وقت

صبح صادق سے شروع ہو کر سورج نکلنے تک ہے اس درمیان جب چاہیں فجر کی نماز پڑھ لیں۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز اتنا اجالا ہو جانے کے بعد پڑھیں کہ مسجد کے نمازی ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان لیں۔ صبح صادق ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے آسمان کے پورے کناروں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ روشنی پورے آسمان پر پھیل

جاتی ہے اور اجالا ہو جاتا ہے۔ صبح صادق کی روشنی ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صبح صادق جاڑوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمیوں میں لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹہ سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوة، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوة، ج ۱، ص ۵۱)

216- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْفِرُوا لِصَلْوَةِ الْفَجْرِ فَإِنَّ ذَلِكَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ أَوْ قَالَ لِأَجُورِكُمْ. رَوَاهُ الْحَمِيدِيُّ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ وَإِسْنَادُهُ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صبح کو خوب روشن کیا کرو۔ پس بے شک اس میں تمہارے لئے زیادہ اجر یا اس میں تمہارے لئے زیادہ ثواب ہے۔ اس کو حمیدی اور اصحاب سنن نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمدی جلد 1 صفحہ 199، برقم: 409) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب وقت الصبح، جلد 1 صفحہ 61)

(ترمذی، ابواب الصلوة، باب ماجاء فی الاسفار بالفجر، جلد 1 صفحہ 40) (دارمی، کتاب الصلوة، باب الاسفار بالفجر، صفحہ 143) (ابن ماجہ، ابواب مواقیت الصلوة، باب وقت صلوة الفجر، صفحہ 49) (نسائی، کتاب المواقیت، باب الاسفار، جلد 1 صفحہ 94) (نصب الراية جلد 1 صفحہ 238)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ فجر اجیالے میں پڑھنی چاہئے۔ خیال رہے کہ تاریکی میں فجر پڑھنے کی عملی حدیثیں تو ہیں مگر قوی حدیث کوئی نہیں۔ ان احادیث میں احتمال ہے کہ شاید مسجد کی تاریکی ہوتی ہونہ کہ وقت کی مگر اس حدیث میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی، اسی لئے صحابہ کرام فجر اجیالے میں پڑھتے تھے، جیسا کہ بہت احادیث سے ثابت ہے۔ ہم نے وہ احادیث اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کی ہیں۔ اس حدیث کی تائید دو چیزوں سے ہوتی ہے: ایک یہ کہ مسلم، بخاری نے سیدنا ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں فجر کی نماز روزانہ کے وقت سے پہلے پڑھی تو اگر حضور روز پو پھٹتے ہی فجر پڑھتے ہوتے تو آج مزدلفہ میں کس وقت پڑھی؟ کیا وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھی؟ لہذا اس حدیث کا یہی مطلب ہوگا کہ روزانہ اجالے میں پڑھتے تھے آج اندھیرے میں پڑھی، یہی حنفیوں کا مذہب ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز فجر بہت چیزوں میں نماز مغرب کے حکم میں ہے، مغرب میں اجالا سنت ہے تو یہاں بھی اجالا ہی چاہئے، ہاں وہاں اجالا اول وقت ہوتا ہے، فجر میں آخر وقت۔ اس کی پوری بحث "جاء الحق" میں دیکھو۔

ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، نیز یہ حدیث ابن ماجہ، بیہقی، ابوداؤد، طیالسی اور طبرانی میں بھی ہے۔



حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی انصار قوم کے کچھ افراد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نماز فجر کو جتنا زیادہ روشن کر کے پڑھو گے تمہیں اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ اس نسائی نے روایت کیا اور حافظ نے زیلعی میں فرمایا۔ یہ حدیث صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

217- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَجَالٍ مِّنْ قَوْمِهِ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ الزُّيْلَعِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ. (نسائی کتاب المواقیب باب الاسفار جلد 1 صفحہ 194)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد الرحمن بن رافع بن خدیج روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا رافع بن خدیج کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا صبح کی نماز کو خوب روشن کرو حتیٰ کہ لوگ روشنی کی وجہ سے تیر پھینکنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔ اس حدیث کو ابن ابی حاتم، ابن عدی، طیالسی اسحاق ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

218- وَعَنْ هُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَدِّي رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَلَالٍ تَوَزَّ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يَبْصُرَ الْقَوْمَ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِّنَ الْأَسْفَارِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ عَدِيٍّ وَالتَّيَالِسِيُّ وَاسْحَقُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالتَّطْبَرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند ابی داؤد طیالسی صفحہ 129 رقم الحدیث: 961) (المعجم الكبير للطبرانی صفحہ 278 رقم

الحدیث: 4414) (کتاب العلل احادیث فی الصلوة جلد 1 صفحہ 143 برقم: 400)

حضرت بیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا وقت بیان فرمائیں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے اور عصر کی نماز تمہاری پہلی نماز اور عصر کے درمیان پڑھتے اور مغرب کی نماز غروب آفتاب کے وقت پڑھتے اور عشاء کی نماز غروب شفق کے وقت پڑھتے اور صبح کی نماز طلوع فجر کے وقت پڑھتے جب ہر چیز نظر آنے لگتی۔ ان تمام

219- وَعَنْ بَيَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدِيثِي بِوَقْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ عِنْدَ دُلُوكِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي العَصْرَ بَيْنَ صَلَاتِكُمُ الْأُولَى وَالْعَصْرَ وَكَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي العِشَاءَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ وَيُصَلِّي الغَدَاةَ عِنْدَ طُلُوعِ الفَجْرِ حِينَ يَفْتَحُ البَصْرُ كُلُّ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَقْتُ أَوْ قَالَ صَلَاةَ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَقَالَ الهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ

اوقات کے درمیان نماز کا وقت سے یا فرمایا نماز ہے۔ ابو یعلیٰ نے اسے روایت کیا اور پیٹھمی نے فرمایا اس کی سند حسن ہے۔

حَسَنٌ. (مسند ابی یعلیٰ جلد 7 صفحہ 76 رقم الحدیث: 1249 (4004) (مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب بیان الوقت جلد 1 صفحہ 304)

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس نماز کو خوب روشن کر کے پڑھو۔ پس بے شک یہ تمہارے لئے بڑی سمجھداری کی بات ہے تم اپنی ضروریات کے لئے فارغ ہونا چاہتے ہو۔ اسے عبدالرزاق اور ابو بکر بن شیبہ اور طحاوی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

220- وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَسْفِرُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَ أَفْقَهُ لَكُمْ إِنَّمَا تُرِيدُونَ أَنْ تَخْلُوا بِحَوَائِجِكُمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب وقت الفجر جلد 1 صفحہ 126)

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ وہ اپنے مؤذن کو فرما رہے تھے کہ صبح کو روشن کر کے پڑھ صبح کو روشن کر کے پڑھ اسے عبدالرزاق اور ابو بکر بن شیبہ اور طحاوی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

221- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لِمُؤَدِّبِهِ أَسْفِرْ أَسْفِرْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوة باب وقت الصبح جلد 1 صفحہ 569) (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوات

باب من كان ينوبها... الخ جلد 1 صفحہ 321) (طحاوی کتاب الصلوة باب وقت الفجر جلد 1 صفحہ 123)

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن مسعود کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ صبح کی نماز کو روشن کر کے پڑھتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابی بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

222- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب وقت الفجر جلد 1 صفحہ 125) (مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوة باب وقت الصبح

جلد 1 صفحہ 588) (مصنف ابن ابی شیبہ 'کتاب الصلوات' باب من کانینور بہاوی سفر... الخ' جلد 1 صفحہ 321)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں:

وقت نماز فجر کا طلوع یا انتشار صبح صادق سے ہے علی اختلاف المشائخ اور انتہا اس کی طلوع اول کنارہ شمس ہے اور ہمارے علماء کے نزدیک مردوں کو دو اہا ہر زمان و ہر مکان میں اسفار فجر یعنی جب صبح خوب روشن ہو جائے نماز پڑھنا سنت ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج 5، ص 332)



## اذان کا بیان

## أَبْوَابُ الْأَذَانِ

شرح: اذان کے لغوی معنی اعلان و اطلاع عام ہے۔ رب فرماتا ہے: "وَأَذِّنْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ" اور فرماتا ہے: "فَأَذِّنْ مُؤَدِّنٌ بَيْنَهُمْ"۔ شریعت میں خاص الفاظ سے نماز کی اطلاع کا نام اذان ہے۔ سب سے پہلی اذان ہے جبریل امین نے معراج کی رات بیت المقدس میں دی جب حضور نے سارے نبیوں کو نماز پڑھائی، مگر مسلمانوں میں ہجرت کے بعد اھ میں شروع ہوئی جس کا واقعہ آگے رہا ہے۔ (درمختار) خیال رہے کہ اذان نماز پنجگانہ اور جمعہ کے سوا کسی نماز کے لیے سنت نہیں۔ نماز کے علاوہ ۹ جگہ اذان کہنا مستحب ہے: بچے کے کان میں، آگ لگتے وقت، جنگ میں، جنات کے غلبہ کے وقت، غمزدہ اور غصے والے کے کان میں، مسافر جب راستہ بھول جائے، مرگی والے کے پاس، میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر۔ (درمختار، وشمی) مرقات میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں ایک دن مجھے حضور نے غمگین پایا فرمایا علی! اپنے کان میں کسی سے اذان کہلو، اذان نماز اسلامی شعار میں سے ہے اگر کوئی قوم اذان چھوڑ دے تو ان پر جہاد کیا جاسکتا ہے۔ خیال رہے کہ امام اعظم کے نزدیک اذان و تکبیر یکساں ہیں، تکبیر میں صرف "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" زیادہ ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۰۲)

## اذان کی ابتدا کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب مسلمان مدینہ آئے تو جمع ہو کر اوقات نماز کا اندازہ لگا لیتے تھے نمازوں کی اذان کوئی نہ دیتا تھا ایک دن اس بارے میں مشورہ کیا بعض نے کہا کہ عیسائیوں کے ناقوس کی طرح بنا لو اور بعض بولے کہ یہود کے بگل کی طرح بنا لو تب حضرت عمر نے فرمایا کسی کو نماز کی منادی کرنے کیوں نہیں بھیج دیتے تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال اٹھو نماز کی منادی کرو اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

## بَابُ فِي بَدءِ الْأَذَانِ

223- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَبِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَاةَ لَيْسَ يُنَادِي لَهَا فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوَقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوْلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب الاذان، باب بدء الاذان، جلد 1 صفحہ 85) (مسلم کتاب الصلوة، باب بدء الاذان، جلد 1 صفحہ 164)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجحان فرماتے ہیں:

محلوں میں جا کر پکار آئے "الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ" مسلمانوں نماز تیار ہے، یہ وہ شرعی اذان نہ تھی جو اب رائج ہے وہ تو حضرت عبداللہ ابن زید کی خواب پر کہلوائی گئی جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے، لہذا احادیث میں تعارض نہیں، اسی لئے آپ نے عرض کیا "أَوَّلًا تُبْعَثُونَ" تم لوگ بھیجتے کیوں نہیں۔

مسلمانوں کے محلوں میں جا کر، اس حدیث کی بناء پر بعض مؤرخین نے دھوکا کھایا کہ انہوں نے اذان کو حضرت عمر کی رائے سے سمجھا، درست وہی ہے جو اب بھی عرض کیا گیا۔ (مراۃ السانجیح ج 1 ص ۶۱۰)

224- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالتَّقْوَى فَذَكَرُوا الْيَهُودَ  
والتَّصَارِي فَأَمَرَ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ  
يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤْتَرَ الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ  
الْشَّيْخَانِ.

حضرت انس سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا تو یہود اور عیسائیوں کا ذکر کیا تب حضرت بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور تکبیر کے ایک ایک بار۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان، باب بدء الاذان، جلد 1 صفحہ 85) (مسلم کتاب الصلوة، باب بدء الاذان، جلد 1 صفحہ 164)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی بعد ہجرت نماز کی اطلاع کا کوئی قاعدہ نہ تھا، اندازے سے مسلمان مسجد میں جمع ہو جاتے اور جماعت ہو جاتی، جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو صحابہ نے نماز کے اعلان کی تدابیر سوچیں، بعض نے زائے دی کہ نماز کے وقت آگ جلا دی جائے اس پر اعتراض ہوا کہ یہ طریقہ عیسائیوں کا ہے وہ اپنی عبادت کے وقت گھنٹے بجاتے ہیں، اسلامی اعلان ان سے ممتاز چاہیے۔ خیال رہے کہ بعض یہود اپنی عبادت کے اعلان کے لئے سگھ یا بگل بجاتے تھے، بعض لوگ آگ جلاتے تھے، یہاں ان کی ایک جماعت کا ذکر ہے۔

یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو تکبیر کے کلمے ایک ایک بار کہتے ہیں، جیسے شوافع اور موجودہ وہابی مگر ان کی یہ دلیل بہت ضعیف ہے کیونکہ یہاں اذان میں ترجیع کا ذکر نہیں حالانکہ یہ حضرات اذان ترجیع کے قائل ہیں، نیز اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ تکبیر کے سہارے کلمے ایک ایک بار ہوں حالانکہ یہ حضرات "اللہ اکبر" چار بار اور "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" دو بار کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں اذان اور تکبیر سے شرعی اذان مراد نہیں بلکہ لغوی اعلان و اطلاع مراد ہے، یعنی حضور نے اس وقت یہ رائے دی کہ حضرت بلال محلوں میں جا کر بار بار نماز کا اعلان کریں اور پھر جب نماز مسجد میں جمع ہو جائیں اور جماعت کھڑی ہونے لگے تو اہل مسجد کو جمع کرنے کے لئے ایک بار کہہ دیں کہ اٹھو جماعت تیار ہے، ورنہ شرعی اذان تو عبداللہ ابن زید وغیر ہم صحابہ نے خواب میں دیکھی انہوں نے بارگاہ نبوی میں پیش کی تب سب سے پہلے فجر کے وقت

دی گئی۔ لہذا یہ حدیث ان بزرگوں کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی۔

یعنی تکبیر کے سارے کلمات ایک بار کہے جائیں مگر "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" دو بار۔ اب بھی یہ حدیث وہابیوں کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہاں "إِلَّا الْإِقَامَةَ" ایوب راوی کا اپنا قول ہے حضور کے الفاظ طیبہ نہیں، نیز "اللہ اکبر" چار بار اب بھی نہیں آیا۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۶۰۲)

حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناقوس کو حکم فرمایا تاکہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے تو میرے پاس سے ایک آدمی گزرا جبکہ میں سویا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ناقوس تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تم ناقوس بیچتے ہو تو اس نے کہا کہ تم اس کا کیا کرو گے۔ میں نے کہا ہم اس کے ذریعے نماز کے لئے بلائیں گے۔ اس نے کہا کیا میں تمہاری اس سے بہتر چیز پر رہنمائی نہ کروں۔ میں نے اس سے کہا کیوں نہیں تو انہوں نے کہا تم کہو اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا تو اس نے اذان اور اقامت کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں وہ چیز بتائی جو میں نے دیکھی تھی تو آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سچا خواب ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ پس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتاتا رہا اور وہ اذان کہتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں جب اسے سنا تو اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے بھی وہ کچھ دیکھا جو اس نے

225- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَنَا أَمْرٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ فَقُلْتُ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ فَقَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهِ فَقُلْتُ نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ فَقُلْتُ لَهُ بَلَى قَالَ فَقَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَذَكَرَ الْإِذَانَ وَالْإِقَامَةَ قَالَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقُمْنَا مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أَلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهِ قَالَ فَسَمِعْتُ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجْرُرُ دَأْتَهُ يَقُولُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أَرَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَهُ الْحَمْدُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب کیف الاذان، جلد 1)

(صفحہ 71) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 43)

دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب  
تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اسے ابوداؤد اور احمد نے  
روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللعنان فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، خزر جی ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں ستر انصاریوں میں آپ بھی تھے، بدر اور تمام غز ووں میں  
حضور انور کے ساتھ رہے، آپ خود بھی صحابی ہیں اور والدین بھی صحابی، آپ کا لقب صاحب اذان ہے کیونکہ انہی کی خواب  
پر اسلام میں اذان جاری ہوئی، اچھ میں آپ نے یہ خواب دیکھا اور ۲۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی، ۶۴ سنہ کی  
عمر شریف ہوئی، مدینہ پاک میں مدفون ہوئے۔

یہاں امر سے بمعنی ارادہ امر ہے، جیسا کہ مرقاة میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ مبارک ناقوس  
بجانے کا ہو چکا تھا۔ غالب یہ ہے کہ یہ عارضی ارادہ ہوگا کہ جب تک اس بارے میں وحی نہ آئے تب تک ناقوس سے کام لیا  
جائے، ورنہ حضور معراج کی رات ملائکہ سے اذان سن چکے تھے جیسا کہ اسی جگہ مرقاة میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان بیداری میں جس خیال میں رہتا ہے خواب میں بھی وہی کرتا اور کہتا ہے انہیں خواب میں  
ناقوس دیکھ کر نماز یاد آئی۔ صوفیائے فرماتے ہیں کہ جس خیال میں جیو گے اسی خیال میں مرو گے اور محشر میں اٹھو گے۔ خیال  
رہے کہ رب تعالیٰ نے دوسرے احکام کی طرح حضور پر اذان کی وحی نہ بھیجی بلکہ صحابہ کے خواب کو درمیان میں رکھا، تاکہ  
لوگوں کو ان حضرات کی عظمت کا پتا لگے اور لوگ جانیں کہ جب ان بزرگوں کی خوابیں ایسی ہیں تو ان کی بیداری کے احکام  
کیسے پاکیزہ ہوں گے۔ دیکھو اذان جیسا اسلامی شعار صحابہ کے خواب کا نتیجہ ہے ان کی نیند پر ہم جیسے لاکھوں کی بیداریاں  
قربان۔

جس میں یہود و نصاریٰ سے مشابہت بھی نہ ہو اور نماز کے اعلان کے ساتھ اللہ کا ذکر اور نماز کی ترغیب بھی  
ہو جائے، بے معنی آواز بھی نہ ہو۔

یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ اذان میں ترجیح نہیں اور تکبیر کے کلمات ایک ایک نہیں کیونکہ اذان کی اصل یہ  
خواب ہے، نیز اسی پر صحابہ کا عمل رہا۔ خیال رہے کہ اقامت میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کا بڑھانا اور فجر کی اذان میں  
"الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" کی زیادتی حضور کے اجتہادی حکم سے ہوئی۔

کیونکہ ہم نے بھی یہ اذان معراج میں فرشتوں کی زبانی سنی تھی۔ اے عبداللہ رب نے تمہیں خواب میں دکھا کر ہمیں  
اشارہ فرمایا کہ اے حبیب! وہی فرشتوں والی اذان کیوں نہیں کہلاتے۔ خیال رہے کہ یہاں ان شاء اللہ برکت کے  
لئے نہ کہ شک کے لئے، جیسے رب نے فرمایا: "لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ"۔ اس حدیث سے معلوم



ہوا کہ مؤمن کے خواب خصوصاً جب کہ نبوت کے ذریعہ اس کی تصدیق ہو جائے وحی کے حکم میں ہیں، پھر نبی کی خواب کا کیا پوچھنا، ابراہیم علیہ السلام خواب میں دیکھ کر اپنے فرزند کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: نفس کے خیالات، شیطانی دوسے، ربانی الہام۔ پہلے دو خواب اضغاث احلام کہلاتے ہیں اور جھوٹے ہوتے ہیں۔ تیسرے خواب روایا صادقہ۔ خواب کی پوری تحقیق ان شاء اللہ کتاب الرؤیا میں کی جائے گی۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اذان میں بلند آواز محبوب ہے، لہذا لاؤڈ اسپیکر پر اذان بہت بہتر۔ دوسرے یہ کہ یہ جائز ہے ایک آدمی اذان بتاتا جائے دوسرا اذان کہتا جائے۔

یعنی میں نے وہی اذان حضرت بلال کو بتائی جو فرشتے سے سنی تھی جس میں ترجیح نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی پہلی اذان بغیر ترجیح کے ہوئی اور سیدنا بلال آخر تک یہی اذان دیتے رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم نے حضرت عبداللہ ابن زید کا خواب کشف سے معلوم کیا یا آپ نے عبداللہ ابن زید کو فرشتے سے گفتگو کرتے خواب میں دیکھا تھا کیونکہ ابھی آپ سے کسی نے حضرت عبداللہ کی خواب بیان نہ کی۔ مرقاۃ نے فرمایا ظاہر یہی ہے کہ جناب عمر نے کشف سے معلوم کیا۔

مرقاۃ نے یہاں فرمایا کہ اس رات دس سے زیادہ صحابہ نے قریباً یہی خواب دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خدا کا شکر کیا، ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا کہ مسلمانوں کی خوابوں کا اجتماع اجتماع مسلمین کی طرح معتبر ہے اس پر یہی حدیث پیش کی۔ (مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۱۱)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْجِيحِ

226- عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَلَيْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَذَانِ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ يَعُودُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا

ترجیح کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان حضرت ابو محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اذان سکھائی اور فرمایا اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر وہ مؤذن لوٹے اور کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا

مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ نماز کے لئے آؤ نماز کے لئے آؤ فلاح کی طرف آؤ فلاح کی طرف اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسے نسائی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تکبیر کے دو بار ذکر کے ساتھ نقل کیا ہے۔

الہ الا اللہ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِتَثْنِيَةِ التَّكْبِيرِ. (نسائی، کتاب الاذان، باب كيف الاذان، جلد 1 صفحہ 103) (ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب كيف الاذان، جلد 1 صفحہ 73) (ابن ماجہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الترجيع الاذان، صفحہ 52) (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الامر بشفع الاذان، جلد 1 صفحہ 164)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِيِ أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

آپ مشہور صحابی ہیں، آپ کا نام سَمْرَه یا اَوْس، یا سَلْمَان، یا سَلْمَیْ ہے، اپنی کنیت میں مشہور ہوئے۔ ان کے باقی حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

اس کا نام ترجیع ہے، یعنی اذان میں شہادتیں پہلے آہستہ دو بار کہنا، پھر بلند آواز سے دو بار کہنا یہ شوافع کے ہاں سنت ہے، حنفیوں کے نزدیک نہیں، دلائل ابھی آتے ہیں۔

یہ حدیث وہابیوں کی انتہائی دلیل ہے کہ اذان میں ترجیع ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں عبد اللہ ابن زید کے خواب میں جو فرشتے نے اذان کی تعلیم دی اس میں ترجیع نہ تھی، نیز خود عبد اللہ ابن زید نے جب وہ خواب بارگاہ نبوی میں پیش کی اس میں بھی ترجیع نہ تھی، نیز حضرت بلال جو امام المؤمنین ہیں ان کی اذان میں ترجیع منقول نہیں، نیز عبد اللہ ابن مکتوم جو مسجد نبوی شریف کے نائب مؤذن تھے ان کی اذان میں بھی ترجیع منقول نہیں، نیز حضرت سعد قرظی مسجد قباء کے مؤذن کی اذان میں بھی ترجیع منقول نہیں۔ رہی حدیث ابو مخذورہ، ان کی روایت سخت متعارض ہیں، اور ان میں اضطراب ہے، اور مضطرب و متعارض حدیث قابل عمل نہیں۔ چنانچہ طبرانی نے انہیں ابو مخذورہ سے جو اذان نقل کی اس میں ترجیع نہیں۔ طحاوی شریف نے ابو مخذورہ کی اذان میں دو بار اللہ اکبر کا ذکر کیا اور یہاں ترجیع کا بھی ذکر ہے، نیز صحابہ کرام نے ابو مخذورہ کی روایت پر عمل نہ کیا، چنانچہ حضرت علی، حضرت بلال، حضرت ثوبان، حضرت سلمہ ابن اکوع وغیرہم رضی اللہ عنہم اذان و تکبیر کے کلمات دو دو بار کہتے اور کہلواتے تھے۔ عنایہ شرح ہدایہ نے فرمایا کہ حضرت ابو مخذورہ کو زمانہ کفر میں توحید و رسالت سے سخت نفرت تھی، اسلام کے بعد انہیں اذان کا حکم ملا تو یہ شرم کی وجہ سے شہادتیں آہستہ کہہ گئے تب

حضور نے فرمایا کہ پھر زور سے کہو۔ فتح القدیر نے فرمایا کہ حضرت ابو محمد ورہ شہادتین میں مد پھوڑ لئے تھے، اس لئے یہ کلمات دوبارہ کہلوائے گئے۔ ہماری تفسیر کی بناء پر حضرت ابو محمد ورہ کی حدیث میں نہ تعارض ہوگا نہ اضطراب کیونکہ ترجیح والی روایات میں خصوصی واقعہ کا ذکر ہے اور دیگر روایات میں عام حالات کا۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاہ الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۰۳)

ان ہی سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اذان انیس کلمے اور اقامت کے سترہ کلمے سکھائے۔ اسے ترمذی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

227- وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْآذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ترمذی، ابواب الصلوة، باب ما جاء في الترجيع في الاذان، جلد 1 صفحہ 48) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب كيف

الاذان، جلد 1 صفحہ 73)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

حنفیوں کے نزدیک اذان کے پندرہ کلمے ہیں اور اقامت کے سترہ۔ یہ حدیث اقامت کے دو ۲ دو ۲ بار ہونے پر حنفیوں کی قوی دلیل ہے کیونکہ اگر اس کے کلمات ایک ایک بار ہوتے تو ۱۳ کلمے ہوتے نہ کہ سترہ، لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث ابن عمر کی ناسخ ہے۔ رہے اذان کے ۱۹ کلمے اس کے متعلق عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ حضرت شہادتین آہستہ پڑھ گئے تھے، اس لئے دوبارہ آواز سے کہلوائے گئے، اس دن ۱۹ کلمے کہے، لہذا یہ واقعہ گزشتہ حدیث ابن عمر کے خلاف نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۰۵)

عدم ترجیح میں وارد شدہ روایات

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں سے بھی کوئی شخص دل سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے۔ پھر مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو وہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے۔ پھر مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو وہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے۔ پھر مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو وہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے۔ پھر مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو وہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ التَّرْجِيحِ

228- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيٌّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيٌّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ  
 أَكْبَرُ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.  
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الصلوة، باب استحباب  
 القول مثل قول المؤذن... الخ، جلد 1 صفحہ 167)

إِلَّا بِاللَّهِ كَبْرًا - پھر مؤذن حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو وہ  
 لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہے۔ پھر مؤذن کہے  
 اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہے تو وہ بھی کہے اللَّهُ أَكْبَرُ  
 اللَّهُ أَكْبَرُ۔ پھر مؤذن کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو وہ بھی  
 کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ مؤذن سے مراد نماز کے لیے اذان دینے والا ہے کیونکہ دوسری اذانوں کا جواب دینا سنت سے ثابت  
 نہیں۔ أَحَدُكُمْ سے مراد ہر وہ مسلمان ہے جو جواب اذان دینے پر قادر ہو، لہذا اس سے نماز پڑھنے والا، استنجا کرنے والا  
 وغیرہ علیحدہ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جواب دینے والا "حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ" بھی کہے اور لا حول بھی پڑھے  
 تاکہ اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے اور گزشتہ پر بھی۔ اس وقت لا حول پڑھنا اس لیے ہے تاکہ شیطان دور رہے اور نماز کی  
 حاضری آسان ہو۔

ظاہر یہ ہے کہ مِنْ قَلْبِهِ کا تعلق سارے جواب سے ہے، یعنی اذان کا پورا جواب سچے دل سے دے کیونکہ  
 بغیر اخلاص کوئی عبادت قبول نہیں۔ اگر جنت سے وہی جنت مراد ہے جو قیامت کے بعد ملے گی تو دَخَلَ بِمَعْنَى مُسْتَقْبَلٍ ہے  
 اور اگر جنت سے مراد دنیا کی جنت ہے، یعنی عبادت کی توفیق، اچھی زندگی تو دَخَلَ ماضی کے معنی میں ہے، رب فرماتا ہے:  
 "وَلَيْتَنَ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ" یعنی اللہ سے ڈرنے والے کے لئے دو جنتیں ہیں: ایک دنیا میں، ایک آخرت  
 میں۔ (مرقاۃ) (مرآة المناجیح ج 1 ص ۶۱۹)

229- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ  
 هَمَّ بِالْبُوقِ وَأَمَرَ بِالنَّاقُوسِ فَنُحِتَ فَأَرَى عَبْدُ  
 اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ  
 ثَوْبَانِ أَحْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فَقُلْتُ لَهُ يَا عَبْدَ  
 اللَّهِ تَبِيعُ النَّاقُوسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهِ قُلْتُ  
 أَكَادِي بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ  
 مِنْ ذَلِكَ قُلْتُ وَمَا هُوَ قَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ  
 أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بگل کا ارادہ  
 کر لیا اور ناقوس کا حکم دیا۔ پس وہ بنا لیا گیا تو حضرت  
 عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دکھایا گیا تو  
 انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس پر دو سبز  
 چادریں تھیں۔ وہ ایک ناقوس اٹھائے ہوئے تھا تو  
 میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے کیا تم ناقوس  
 بیچتے ہو تو اس نے کہا تم اسے کیا کرو گے تو میں نے کہا  
 میں اس کے ساتھ نماز کے لئے بلاؤں گا۔ اس نے کہا کیا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ  
 اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ  
 حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ  
 اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ  
 اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ حَتَّى آتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا رَأَى قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ يَحْمِلُ  
 نَاقُوسًا فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَأَى  
 رُؤْيَا فَأَخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَالْقِهَا  
 عَلَيْهِ وَلِيُنَادِ بِلَالٌ فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ قَالَ  
 فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ أَلْقِيهَا  
 عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِي بِهَا فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى. رَوَاهُ ابْنُ  
 مَاجَةَ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ أَحْمَدُ وَ صَحِيحَةُ التِّرْمِذِيِّ وَ  
 ابْنُ خُزَيْمَةَ وَ الْبُخَارِيُّ فِي مَا جَاءَ عَنْهُ التِّرْمِذِيُّ  
 فِي الْعِلَلِ. (ابن ماجه كتاب الصلوة باب بدء الاذان  
 جلد 1 صفحہ 51) (ابوداؤد كتاب الصلوة باب كيف  
 الاذان جلد 1 صفحہ 71) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 43)  
 (ترمذی ابواب الصلوة باب منا جاء في بدء الاذان  
 جلد 1 صفحہ 48) (صحيح ابن خزيمة جامع ابواب  
 الاذان باب ذكر الخير النفس... الخ جلد 1 صفحہ 191)

میں اس سے بہتر چیز پر تمہاری رہنمائی نہ کروں۔  
 میں نے اس سے کہا وہ کیا ہے تو اس نے کہا تو کہہ اللہ  
 أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ  
 مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ  
 حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى  
 الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نکلے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ  
 میں حاضر ہوئے اور انہیں وہ چیز بتائی جو انہوں نے  
 خواب میں دیکھی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم میں نے ایک شخص دیکھا جس پر دو سبز  
 چادریں تھیں۔ وہ ایک ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔  
 پھر واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
 فرمایا تمہارے ساتھی نے خواب دیکھا ہے تم بلال کے  
 ساتھ مسجد جاؤ اور انہیں وہ کلمات بتاؤ اور بلال اذان  
 دے کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے۔ حضرت  
 عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں  
 حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف  
 گیا۔ میں ان کو وہ کلمات بتاتا اور وہ پکارتے جاتے۔  
 حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عمر  
 بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز سنی تو وہ نکلے اور  
 عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی قسم  
 میں نے بھی وہی دیکھا جو اس نے دیکھا۔ اسے ابن ماجہ  
 ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ

علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اسے کتاب العمل میں بیان فرمایا اور صحیح قرار دیا۔

اقامت (کے الفاظ) ایک ایک مرتبہ کہنے کا بیان حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا گیا وہ اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ کہیں اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت اور بعض نے الا اقامہ کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

### بَابُ فِي اِفْرَادِ الْاِقَامَةِ

230- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤْتَرَ الْاِقَامَةَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ بَعْضُهُمُ الْاِقَامَةَ

(بخاری کتاب الاذان باب الاذان مثنی مثنی جلد 1 صفحہ 85) (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر ان يشفع الاذان جلد 1 صفحہ 164) (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء في افراد الاقامة جلد 1 صفحہ 48) (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب في الاقامة جلد 1 صفحہ 75) (نسائی کتاب الاذان باب تثنية الاذان جلد 1 صفحہ 103) (ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب افراد الاقامة جلد 1 صفحہ 53) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 103)

231- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان دو دو بار تھی اور تکبیر ایک بار سواء اس کے کہ مؤذن کہتا تھا قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 85) (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب في الاقامة جلد 1 صفحہ 76) (نسائی کتاب الاذان باب تثنية الاذان جلد 1 صفحہ 103)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

یعنی کلمات اذان دو بار کہے جاتے تھے اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اگر صحیح ہو تو یا منسوخ ہے یا اس کی تاویل واجب۔ مخالفین اس سے اپنا مدعا ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اذان کی دونوں شہادتوں میں ترجیح کے قائل ہیں جس سے یہ دونوں کلمے چار چار بار کہے جاتے ہیں۔ اور یہاں آیا کہ اذان کے سارے کلمے دو دو بار کہے جاتے تھے، نیز وہ حضرات اقامت میں اولاً تکبیر چار بار اور آخر میں دو بار کہتے ہیں مگر یہاں آیا کہ اقامت کے

سارے کلمے ایک ایک بار ہیں، نیز اگر تکبیر کے کلمات ایک ایک بار ہوتے تو صحابہ کرام حضور کے بعد یہ عمل چھوڑ نہ دیتے۔ بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اقامت ایک ایک بار کہہ رہا ہے، آپ ناراض ہوئے اور فرمایا "اجعلها مثنی مثلی لا اثم لك" یعنی تیری ماں مرے دو دو بار کہہ، اب دو ہی صورتیں ہیں: یا اس حدیث کو منسوخ مانو جس کی ناخ اگلی حدیث ہے یا اس میں یہ تاویل کی جائے کہ یہ دائمی عمل نہ تھا بلکہ کبھی کسی عارضہ کی بناء پر ہوا تھا یا اذان اور اقامت کے لغوی معنی مراد لئے جائیں جیسے پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۶۰۳)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے میرے پاس چکر لگایا اس حال میں کہ میں سورہا تھا تو اس نے کہا تم اس طرح کہو اللہ اکبر پھر اس نے اذان کا ذکر کیا۔ چار بار تکبیر کے ساتھ بغیر ترجیع کے اور اقامت ایک ایک بار سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور ابوداؤد نے اور اس کی سند حسن ہے۔

232- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ فَقَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَذَكَرَ الْأَذَانَ بِتَرْبِيعِ التَّكْبِيرِ بِغَيْرِ تَرْجِيعٍ وَالْإِقَامَةَ فَرَادَى إِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 3 4) (ابوداؤد کتاب

الصلوة باب كيف الاذان جلد 1 صفحہ 71)

### دو دو بار اقامت کہنے کا بیان

حضرت عبدالرحمن بن ابولیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے بیان فرمایا کہ عبداللہ بن زید انصاری نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص کھڑا تھا اور اس پر دو سبز چادریں تھیں۔ پس وہ دیوار پہ کھڑا ہوا تو اس نے دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہی۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

### بَابُ فِي تَثْنِيَةِ الْإِقَامَةِ

233- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَانَ رَجُلًا قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَحْضَرَانِ فَقَامَ عَلَى حَائِطٍ فَأَذَّنَ مَثَلِي مَثَلِي وَأَقَامَ مَثَلِي مَثَلِي. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الاذان والاقامة باب ماجاء فی الاذان والاقامة کیف هو صفحہ 203)

آپ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن زید

234- وَعَنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ



انصاری نے خواب میں اذان دیکھی تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ بلال سکھاؤ تو انہوں نے دو دو بار اذان کہی اور دو دو بار اقامت کہی۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی 'کتاب الصلوٰۃ' باب الاقامة' جلد 1 صفحہ 93)

حضرت ابوعمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری کو از والد خود از داد خود بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہیں اذان دکھائی گئی۔ دو دو بار اور اقامت دو دو بار۔ آپ فرماتے ہیں میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ کلمات حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھاؤ۔ آپ فرماتے ہیں میں آگے بڑھا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اقامت کہنے کا حکم دیا۔ اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافيات میں بیان کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت شعبی عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کی اذان سنی۔ پس آپ کی اذان اور اقامت دو دو بار تھی۔ اسے ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

(السند الصحیح لابی عوانہ 'کتاب الصلوٰۃ' باب تاذین النبی علیہ السلام' جلد 1 صفحہ 331)

حضرت ابو مخدورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اذان انیس

بِالْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَى فِي الْمَنَامِ الْأَذَانَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ عَلَيْهِ بِلَالًا فَأُذِنَ مَثَلِي مَثَلِي وَأَقَامَ مَثَلِي مَثَلِي وَقَعَدَ قَعْدَةً رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

235- وَعَنْ أَبِي الْعُبَيْسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بِالْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ أَرَى الْأَذَانَ مَثَلِي مَثَلِي وَالْإِقَامَةَ مَثَلِي مَثَلِي قَالَ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عَلَيْهِمْ بِلَالًا قَالَ فَتَقَدَّمْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أُقِيمَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَّاتِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (الدراية' باب الاذان' جلد 1 صفحہ 115' نقلًا عن البيهقي في الخلافيات)

236- وَعَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بِالْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَذَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَذَانَهُ وَإِقَامَتَهُ مَثَلِي مَثَلِي. رَوَاهُ أَبُو عَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ وَهُوَ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

237- وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ رَوَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً

وَالْإِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.  
کلمے اور اقامت سترہ کلمے سکھائے۔ اسے امام ترمذی  
رحمۃ اللہ علیہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دارمی رحمۃ اللہ علیہ  
نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی، ابواب الصلوة، باب ما جاء في الترجيع في الاذان، جلد 1 صفحہ 48) (نسائی، کتاب الاذان جلد 1

صفحہ 103) (دارمی، کتاب الصلوة، باب الترجيع في الاذان، جلد 1 صفحہ 141)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:

حنفیوں کے نزدیک اذان کے پندرہ کلمے ہیں اور اقامت کے سترہ۔ یہ حدیث اقامت کے دو دو ۲ بار ہونے پر  
حنفیوں کی قوی دلیل ہے کیونکہ اگر اس کے کلمات ایک ایک بار ہوتے تو ۱۳ کلمے ہوتے نہ کہ سترہ، لہذا یہ حدیث گزشتہ  
حدیث ابن عمر کی ناخ ہے۔ رہے اذان کے ۱۹ کلمے اس کے متعلق عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ حضرت شہادتیں آہستہ پڑھ گئے  
تھے، اس لئے دوبارہ آواز سے کہلوائے گئے، اس دن ۱۹ کلمے کہے، لہذا یہ واقعہ گزشتہ حدیث ابن عمر کے خلاف نہیں۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۲۰۵)

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمہ  
سکھائی۔ اذان یہ ہے اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ پھر  
انہوں نے ترجیع کے ساتھ اذان مفصل ذکر کی اور فرمایا  
اقامت سترہ کلمے اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ  
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ  
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى  
الصَّلَاةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ  
الصَّلَاةُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اس  
حدیث کو ابن ماجہ ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند  
صحیح ہے۔

238- وَعَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً  
وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اللَّهُ أَكْبَرُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا  
رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَيَّ عَلَى  
الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى  
الْفَلَاحِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَالْإِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ  
اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ  
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ  
قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللَّهُ أَكْبَرُ

اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُو  
دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابن ماجه 'كتاب الصلوة' باب الترجيع في الاذان' صفحه 52) (ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب كيف الاذان'  
جلد 1 صفحه 73)

239- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَمِعْتُ  
أَبَا هَٰذِرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَدِّنُ مَثَلِي مَثَلِي  
وَيُقِيمُ مَثَلِي مَثَلِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ.

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہذیرہ کو دو مرتبہ اذان اور  
دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اس کو امام طحاوی  
رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی 'كتاب الصلوة' باب الاقامة كيف هي 'جلد 1 صفحه 95)

240- وَعَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ بِلَالَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ  
وَكَانَ يَبْدَأُ بِالتَّكْبِيرِ وَيَخْتِمُ بِالتَّكْبِيرِ. رَوَاهُ  
عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالِدَّارُ قُطَيْبِيُّ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو مرتبہ اذان  
کہتے اور دو مرتبہ اقامت کہتے اور آپ تکبیر سے آغاز  
کرتے اور تکبیر پر اختتام کرتے۔ اسے عبدالرزاق  
طحاوی اور دارقطنی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق 'كتاب الصلوة' باب بدء الاذان' جلد 1 صفحه 462) (طحاوی 'كتاب الصلوة' باب الاقامة'

جلد 1 صفحه 94) (دارقطنی 'كتاب الصلوة' باب ذكر الاقامة واختلاف الروايات فيها' جلد 1 صفحه 242)

241- وَعَنْ سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ بِلَالَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَدِّنُ مَثَلِي وَيُقِيمُ مَثَلِي. رَوَاهُ  
الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت سؤید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ میں نے بلال کو دو مرتبہ اذان اور دو مرتبہ  
اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ  
نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی 'كتاب الصلوة' باب الاقامة' جلد 1 صفحه 94)

242- وَعَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ  
بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَدِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي مَثَلِي وَيُقِيمُ مَثَلِي مَثَلِي.  
رَوَاهُ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيِّنٌ.

حضرت عون بن ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد  
سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دو دو بار اذان  
کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے دارقطنی نے  
روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوة' باب ذکر الاقامة... الخ' جلد 1 صفحہ 242) (معجم الكبير للطبرانی جلد 22 صفحہ 101)

رقم الحديث: 248) (مجمع الزوائد' باب كيف الاذان وقال رجاله ثقات' جلد 1 صفحہ 330)

حضرت یزید بن ابوعبید سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جب جماعت کے ساتھ نماز نہ پائیں تو وہ اذان اور اقامت کہتے اور اقامت دو بار کہتے۔ اسے دارقطنی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

243- وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا لَمْ يُدْرِكِ الصَّلَاةَ مَعَ الْقَوْمِ أَذَّنَ وَأَقَامَ وَيُثْنِي الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(دارقطنی 'کتاب الصلوة' باب ذکر الاقامة... الخ' جلد 1 صفحہ 241)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو بار اذان کہتے اور دو بار اقامت کہتے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور یہ مرسل حدیث ہے۔

244- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ ثُوبَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنِي وَيُقِيمُ مَثْنِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ مُرْسَلٌ.

(طحاوی 'کتاب الصلوة' باب الاقامة' جلد 1 صفحہ 95)

حضرت فطر بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے سامنے ایک ایک مرتبہ اقامت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ ایک ایسی چیز ہے جسے امراء نے کم کر دیا۔ اقامت دو بار ہے۔ اسے عبدالرزاق ابو بکر بن ابی شیبہ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

245- وَعَنْ فَطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ ذِكْرَ لَهُ الْإِقَامَةَ مَرَّةً مَرَّةً فَقَالَ هَذَا شَيْءٌ اسْتَخَفَّهُ الْأُمَرَاءُ الْإِقَامَةَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف عبد الرزاق 'کتاب الصلوة' باب بدء الاذان' جلد 1 صفحہ 463) (طحاوی 'کتاب الصلوة' باب بدء الاذان'

جلد 1 صفحہ 95)

### شرح: اذان کی ابتداء

مسجد نبوی کی تعمیر تو مکمل ہو گئی مگر لوگوں کو نمازوں کے وقت جمع کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے نماز باجماعت کا انتظام ہوتا، اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرمایا، بعض نے نمازوں کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کی رائے دی مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر نماز کے وقت کسی آدمی کو

بھیج دیا جائے جو پوری مسلم آبادی میں نماز کا اعلان کر دے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ نمازوں کے وقت لوگوں کو پکار دیا کریں۔ چنانچہ وہ "الصلوة جامعة" کہہ کر پانچوں نمازوں کے وقت اعلان کرتے تھے، اسی درمیان میں ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اذان شرعی کے الفاظ کوئی سن رہا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کو بھی اسی قسم کے خواب نظر آئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو منجانب اللہ سمجھ کر قبول فرمایا اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم بلال کو اذان کے کلمات سکھا دو کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ چنانچہ اسی دن سے شرعی اذان کا طریقہ جو آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا شروع ہو گیا۔ (ابواب اللہنیۃ والزرقاتی، باب بدء الأذان، ج ۲، ص ۱۹۳-۱۹۷ ملخصاً)

ان روایات کا بیان جو الصلوة خیر من النوم

بَاب مَا جَاءَ فِي "الْصَّلَاةِ

کے بارے میں نازل ہوئیں

خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ مسنون ہے کہ جب مؤذن فجر کی اذان میں حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو (اس کے بعد) الصلوة خیر من النوم کہے۔ اسے ابن خزیمہ دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور فرمایا اس کی سند صحیح ہے۔

246- عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(صحیح ابن خزیمہ، جلد 1 صفحہ 202، رقم الحدیث: 386) (دارقطنی، کتاب الصلوة، باب نکر الإقامة... الخ)

جلد 1 صفحہ 243) (سنن الکبیری للبیہقی، کتاب الصلوة، باب التثویب فی اذان الصبح، جلد 1 صفحہ 423)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ پہلی اذان میں حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد الصلوة خیر من النوم (کے الفاظ ہیں) دو مرتبہ اسے سند ارجح، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

247- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْأَذَانُ الْأَوَّلُ بَعْدَ حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ. أَخْرَجَهُ السِّرَاجُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيفِ وَسَنَدُهُ حَسَنٌ.

(سنن الکبیری للبیہقی، باب التثویب فی اذان الصبح، جلد 1 صفحہ 423) (تلخیص الحیبر جلد 1 صفحہ 201، نقلاً

عن الطبرانی والسراج والبیہقی)

248- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ الشَّائِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُتَيْنٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابُودَاوُدَ مُخْتَصَرًا وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

حضرت عثمان بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد اور ام عبدالملک بن ابو محذورہ نے ابو محذورہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ حنین سے نکلے پھر آگے حدیث بیان کی اور اس حدیث میں یہ بھی تھا کہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (کے الفاظ ہیں دو مرتبہ) ہے۔ اسے نسائی ابو داؤد نے مختصراً بیان کیا اور اسے ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا۔

(نسائی 'کتاب الصلوة' باب الاذان فی السفر' جلد 1 صفحہ 104) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب کیف الاذان' جلد 1

صفحہ 72) (صحیح ابن خزیمہ 'باب التثویب فی اذان الصبح' جلد 1 صفحہ 201)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

(الصلوة خیر من النوم) یہ داخلی تثنیہ ہے، یعنی اعلان کے بعد اعلان سواء فجر کے کسی اور اذان میں کہنا بدعت سینہ ہے، ہاں اذان واقامت کے درمیان تثنیہ متاخرین علماء نے مستحب جانی۔ (کتب فقہ و مرقات) اس تثنیہ کے لئے الفاظ مقرر نہیں، مسلمان جو چاہیں مقرر کر لیں۔ بعض جگہ "الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" پڑھ دیتے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے کہ درود بھی ہے، تثنیہ بھی۔ (مرآة المناجیح ج 5 ص 298)

تثنیہ کیا ہے؟

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دے کر پھر دوبارہ اطلاع دینا اور وہ شہروں کے عرف پر ہے جہاں جس طرح اطلاع مکرر رائج ہو وہی تثنیہ ہے خواہ عام طور پر ہو جیسے "صلاة" کہی جاتی ہے یا خاص طریقہ پر، مثلاً کسی سے کہنا اذان ہوگئی یا جماعت کھڑی ہوتی ہے یا امام آگئے یا کوئی قول یا فعل ایسا جس میں دوبارہ اطلاع دینا ہو وہ سب تثنیہ ہے اور اس کا اور صلاة کا ایک حکم ہے یعنی جائز، جس کی اجازت سے عامہ کتب مذہب متون مثل تنویر (1) الا بصار و قایہ (2) و نقایہ (3) و غیر الاحکام (3) و کنز (5) و غیر الاذکار (6) و وافی (7) و ملتقی (8) و اصلاح (9) نور الايضاح (10) و شروع کنند در مختار (11) و رد المحتار (12) و طحاوی (13) و عنایہ (14) و نہایہ (15) و غنیۃ (16) شرح منیہ و صغیری (17) و بحر الرائق

(۱۸) ونهر الفائق (۱۹) وتبيين الحقائق (۲۰) وبرجندی (۲۱) و تہمتانی (۲۲) و درر (۲۳) و ابن ملک (۲۴) و کافی (۲۵) و بیہقی (۲۶) و ایضاح (۲۷) و امداد الفتاح (۲۸) و مرآی الفلاح (۲۹) و حاشیہ مرآی للعلامة الطحاوی (۳۰) و فتاویٰ مثل ظہیریہ (۳۱) و خانیہ (۳۲) و خلاصہ (۳۳) و خزائن المفتین (۳۴) و جواہر اخلاطی (۳۵) و علمگیری (۳۶) وغیرہا مالا مال ہیں، وهو الذی علیہ عامۃ الائمة المتاخرین والخلاف خلاف زمان لابرهان (عام ائمہ متاخرین اسی پر ہیں اور یہ اختلاف زمانی اختلاف ہے برہانی نہیں۔)

مختصر الوقتیہ میں ہے:

التشویب حسن فی کل صلاة. (مختصر الوقتیہ فی مسائل الہدایہ، فصل الاذان بلور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۱۲)

(تشویب ہر نماز کے لئے بہتر ہے۔)

متن علامہ غزی ترمذی میں ہے:

یثوب الا فی المغرب (مغرب کے علاوہ ہر نماز کے لئے تشویب کہی جائے۔ ت) شرح محقق علانی میں ہے:

یثوب بین الاذان والاقامة فی الكل للكل مما تعارفوا الخ (اذان اور اقامت کے درمیان متعارف و مردود طریقہ پر تمام نمازوں میں ہر ایک کے لئے تشویب کہی جائے۔ الخ)

(در مختار فصل الاذان مجبائی دہلی ۱/۶۳) (التحاوی الرضویہ، ج ۵، ص ۳۶۰-۳۶۲)

(اذان میں) چہرے کو دائیں

بائیں پھیرنے کا بیان

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ اذان دے رہے تھے۔ میں ان کے منہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ منہ کو دائیں بائیں کر رہے تھے اذان میں اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْوَجْهِ

يَمِينًا وَشِمَالًا

249- عَنْ أَبِي جَحِيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَدِّنُ فَجَعَلَتْ أَتَتَّبِعُ فَأَهْ هَهُنَا وَهَهُنَا بِالْأَذَانِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب هل يتبع المؤذن فاه... الخ، جلد 1 صفحہ 88) (مسلم، کتاب الصلوة، باب سترة

المصلی... الخ، جلد 1 صفحہ 196)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ (وادی) ابطح کی طرف نکلے۔ انہوں نے اذان کہی۔

250- وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الْإِبْطَحِ فَأَذَّنَ فَلَمَّا بَلَغَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ لَوْى عَنْقَهُ يَمِينًا



پس جب وہ محیٰ علی الصلوٰۃ حتیٰ علی الفلاح پر پہنچے تو انہوں نے اپنی گردن کودائیں بائیں پھیرا اور وہ خود نہ پھرے اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

وَشِمَالًا وَلَمْ يَسْتَدِرْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب المؤذن يستدیل فی اذانه، جلد 1 صفحہ 77)

آپ ہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا اور پھرتے ہوئے اور وہ اپنے منہ کو دائیں بائیں پھیر رہے تھے اور ان کی دونوں انگلیاں ان کے کانوں میں تھی۔ اسے ترمذی احمد اور ابو عوانہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

251- وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ وَيَدُورُ وَيَتَتَبَعُ فَاَهُ هَهُنَا وَهَهُنَا وَأَصْبَعَاهُ فِي أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاحْمَدُ وَابُو عَوَانَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی ادخال الاصبغ الاذن عند الاذان، جلد 1 صفحہ 49) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 308) (ابو عوانہ، کتاب الصلوٰۃ، باب بیان اذان بلال واقامته، جلد 1 صفحہ 329)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: علماء نے اقامت میں بھی دہنے بائیں منہ پھیرنے کا حکم دیا ہے اور بعض نے اسے اس صورت کے ساتھ خاص کیا ہے کہ کچھ لوگ ادھر ادھر منتظر اقامت ہوں، درمختار میں ہے: ویلفت فیہ وکذا فیہا مطلقاً۔

(درمختار، باب الاذن، مطبوعہ مجتہدانی دہلی 1/ ۶۳)

(اذان میں منہ پھیرے اور اسی طرح تکبیر میں بھی ہر حال میں۔ ت)

تنبیہ میں ہے: الاصح ان الصلاة عن یمنه، والفلاح عن شماله، مت، شم، قع، وضع، والاقامة كذلك اى مجد الائمة الترجماني وشرف الائمة المبکی والقاضی عبد الجبار والایضاح اوضیاء الائمة الحججی۔ (تنبیہ، باب الاذان مطبوعہ مشتمرة بالمہانبینہ انڈیا، ص ۲۰۹)

اصح یہ ہے کہ محیٰ علی الصلوٰۃ کے وقت دائیں اور محیٰ علی الفلاح کے وقت بائیں جانب منہ پھیرے مت، شم، قع، وضع۔ اور اسی طرح اقامت میں بھی اہ یعنی "مت" سے مجد الائمہ ترجمانی، "شم" سے شرف الائمہ المبکی، "قع" سے قاضی عبد الجبار اور "ضع" سے ایضاح یا ضیاء الائمہ الحججی مراد ہیں۔

اسی میں ملحق سے ہے:

لا یحول راسه فی الاقامة عند الصلاة والفلاح الا لانس ینتظرون الاقامة۔ (تنبیہ، باب الاذان)

تکبیر کے اندر حجتی علی الصلوٰۃ اور حجتی الفلاح پر دائیں بائیں سر نہ پھیرے مگر اس صورت میں کہ جب لوگ تکبیر کا انتظار کر رہے ہوں۔ (فتاویٰ الرضویہ، ج ۵، ص ۴۱۳-۴۱۴)

### اذان سنتے وقت کیا کہے؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو تو اسی کی مثل کہو جو مؤذن کہہ رہا ہے۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

### بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ سَمَاعِ الْأَذَانِ

252- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

(بخاری 'کتاب الاذان' باب ما يقول اذا سمع المنادي' جلد 1 صفحہ 86) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب استحباب القول مثل قول المؤذن... الخ' جلد 1 صفحہ 166) (ترمذی 'ابواب الصلوٰۃ' باب ما يقول اذا سمع اذا اذن المؤذن' جلد 1 صفحہ 51) (ابوداؤد 'کتاب الصلوٰۃ' باب ما يقول اذا اذن المؤذن' جلد 1 صفحہ 77) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوٰۃ' باب ما يقال اذا اذن المؤذن' صفحہ 53) (نسائی 'کتاب الاذان' باب القول مثل ما يقول المؤذن' جلد 1 صفحہ 109) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 90)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں سے بھی کوئی شخص اللہ اکبر اللہ اکبر کہے۔ پھر جب مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہے تو وہ بھی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہے۔ پھر جب مؤذن اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کہے تو وہ بھی اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کہے۔ پھر جب مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے پھر جب مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے پھر جب مؤذن اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ پھر جب مؤذن لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہے تو وہ بھی لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہے۔ جس نے یہ کلمات (صدق دل سے کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اسے امام مسلم

253- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ.

(مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب استحباب القول مثل

قول المؤذن... الخ' جلد 1 صفحہ 167) (ابوداؤد کتاب  
 صلوة' باب ما يقول اذا اذن المؤذن)  
 رحمة اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا  
 ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:  
 ظاہر یہ ہے کہ مؤذن سے مراد نماز کے لیے اذان دینے والا ہے کیونکہ دوسری اذانوں کا جواب دینا سنت سے ثابت  
 نہیں۔ اَحَدُكُمْ سے مراد ہر وہ مسلمان ہے جو جواب اذان دینے پر قادر ہو، لہذا اس سے نماز پڑھنے والا، استنجا کرنے والا  
 وغیرہ علیحدہ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جواب دینے والا "سَحَى عَلَى الصَّلَاةِ، سَحَى عَلَى الْفَلَاحِ" بھی کہے اور لا حول بھی پڑھے  
 تاکہ اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے اور گزشتہ پر بھی۔ اس وقت لا حول پڑھنا اس لیے ہے تاکہ شیطان دور رہے اور نماز کی  
 حاضری آسان ہو۔

ظاہر یہ ہے کہ من قلبہ کا تعلق سارے جواب سے ہے، یعنی اذان کا پورا جواب سچے دل سے دے کیونکہ  
 بغیر اخلاص کوئی عبادت قبول نہیں۔ اگر جنت سے وہی جنت مراد ہے جو قیامت کے بعد ملے گی تو دَخَلَ بِمَعْنَى مُسْتَقْبَلٍ ہے  
 اور اگر جنت سے مراد دنیا کی جنت ہے، یعنی عبادت کی توفیق، اچھی زندگی تو دَخَلَ ماضی کے معنی میں ہے، رب فرماتا ہے:  
 "وَلَيَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ" یعنی اللہ سے ڈرنے والے کے لئے دو جنتیں ہیں: ایک دنیا میں، ایک آخرت  
 میں۔ (مرآة) (مرآة الناجح ج 1 ص ۶۱۹)

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کہ جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جو وہ کہہ  
 رہا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک  
 درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر اللہ  
 سے میرے لئے وسیلہ مانگو وہ جنت میں ایک جگہ ہے جو  
 اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی کے لائق ہے مجھے امید  
 ہے کہ وہ میں ہی ہوں تو جو میرے لئے وسیلہ مانگے  
 اس پر میری شفاعت لازم ہے اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ  
 نے روایت کیا۔

254- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ  
 مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ  
 صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي  
 الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا  
 لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ  
 سَأَلَ اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ.  
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب الصلوة باب استحباب  
 القول مثل قول المؤذن جلد 1 صفحہ 166)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:  
 اس سے معلوم ہوا کہ کلمات اذان سارے دہرائے "سَحَى عَلَى الصَّلَاةِ" بھی "سَحَى عَلَى الْفَلَاحِ" بھی اور

"الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ التَّوْمِ" بھی۔ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ "سَخِيَ عَلَى الصَّلَاةِ" اور "سَخِيَ عَلَى الْفَلَاحِ" پر لاجھول پڑھے۔ چاہیے کہ دونوں ہی کہہ لیا کرے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے، بعض مؤذن اذان سے پہلے ہی درود شریف پڑھ لیتے ہیں اس میں بھی حرج نہیں، ان کا ماخذ یہی حدیث ہے۔ شامی نے فرمایا کہ اقامت کے وقت درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ خیال رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد بلند آواز سے درود پڑھنا بھی جائز بلکہ ثواب ہے، بلا وجہ اسے منع نہیں کہہ سکتے۔

خیال رہے کہ وسیلہ سبب اور توسل کو کہتے ہیں، چونکہ اس جگہ پہنچنا رب سے قرب خصوصی کا سبب ہے، اس لیے وسیلہ فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ "امید کرتا ہوں تو وضع اور انکساری کے لئے ہے ورنہ وہ جگہ حضور کے لئے نامزد ہو چکی ہے۔ (مرقاۃ واشعہ) ہمارا حضور کے لیے وسیلہ کی دعا کرنا ایسا ہی ہے جیسے فقیر امیر کے دروازے پر صدا لگاتے وقت اس کی جان و مال کی دعائیں دیتا ہے تاکہ بھیک ملے، ہم بھکاری ہیں، حضور داتا، انہیں دعائیں دینا، مانگنے، کھانے کا ڈھنگ ہے۔

یعنی میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کی شفاعت ضرور کروں گا۔ یہاں شفاعت سے خاص شفاعت مراد ہے، ورنہ حضور ہر مومن کے شفیع ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بہت قسم کی ہے۔ شفاعت کی پوری بحث اور اس کی قسمیں ہماری کتاب تفسیر نعیمی جلد سوم میں دیکھو۔ (مرآۃ المناجیح ج 1 ص ۶۱۸)

اذان کے بعد کیا کہے؟

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْأَذَانِ

255- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْإِدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْنِ مُحَمَّدَانَ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا فِي النَّبِيِّ وَعَدَّتْهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اذان سنتے وقت یہ کہا کرے یا اللہ اس عام دعوت اور کامل نماز کے رب محمد مصطفیٰ کو وسیلہ اور بزرگی دے اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، جلد 1 صفحہ 86)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ انجان فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مقام کا نام "وسیلہ" ہے اور قیامت میں حضور کے مقام کا نام "مقام محمود" ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولہا بنائے جائیں گے، سارے اولین و آخرین، کفار و

مؤمنین، انبیاء و مرسلین، بلکہ خود رب العالمین حضور کی ایسی تعریفیں کریں گے جو آج ہمارے خیال و وہم سے دور ہیں۔ وہ مقام نہ معلوم کیسا عظیم الشان ہے جس کا رب نے قرآن شریف میں اعلان فرمایا اور ہم لوگوں کو ہر اذان کے بعد اس کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا، اسی مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم "شفاعت کبریٰ" فرمائیں گے اور ہمیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر "دروازہ شفاعت" کھلے گا۔

یعنی اس دعا کی برکت سے اسے ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا اور وہ میری شفاعت عامہ و خاصہ کا مستحق ہوگا۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ اذان کے بعد دعا بہت قبول ہوتی ہے، لہذا مصیبت زدہ کو چاہیے کہ اس وقت دعا مانگا کرے اسی لیے مسلمان اس دعا کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے ہیں "وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ" خدایا ہمیں ان کی شفاعت نصیب کر۔

(مرآۃ المناجیح ص ۲۲۰)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِهِ

طلوع فجر سے پہلے اذان فجر کے بارے  
میں وارد شدہ روایات کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خشک بلال رات کو اذان دیتا ہے تو تم کھاؤ اور پوچھو کہ عبداللہ بن عمر مکتوم اذان دے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

256- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بَلِيلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

(بخاری کتاب الاذان، باب الاذان بعد الفجر، جلد 1 صفحہ 87) (مسلم کتاب الصیام، باب بیان ان النخول فی

الصوم یحصل بطلوع الفجر... الخ، جلد 1 صفحہ 349)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ انجان فرماتے ہیں:

غالباً ہمیشہ صبح کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں ایک تہجد اور سحری کے لئے، دوسری نماز فجر کے لئے، پہلی اذان سیدنا بلال دیتے تھے اور دوسری اذان سیدنا ابن ام مکتوم۔ اب بھی مدینہ منورہ میں تہجد کی اذان ہوتی ہے چونکہ ان دونوں اذانوں کی آوازوں اور طریقہ ادا میں فرق ہوتا تھا اس لیے لوگوں کو اشتباہ نہ ہوتا تھا۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اذان صرف نماز کے لئے خاص نہیں اور مقاصد کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ دیکھو سیدنا بلال کی یہ اذان سحری کو جگانے کے لئے ہوتی تھی۔ دوسرے یہ کہ فجر یا دیگر اذانیں اگر وقت سے پہلے ہو جائیں تو وقت میں کہنی پڑیں گی۔ دیکھو سیدنا بلال کی اذان پر اکتفا نہ کی گئی، امام اعظم کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی کے ہاں اذان فجر وقت سے پہلے بھی جائز ہے، اسی حدیث کی بناء پر مگر یہ دلیل کمزور ہے ورنہ دوبارہ اذان کی کیا ضرورت

تھی۔ تیسرے یہ کہ تاڑنا کو اذان کے لیے مقرر کر سکتے ہیں جب کہ اسے وقت بتانے والا کوئی ہو۔ چوتھے یہ کہ ایک مسجد میں دو یا زیادہ مؤذن ہو سکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ سحری کو جگانے کے لیے اذان دینا جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے مگر یہ جب ہوگا جب لوگ اس اذان سے شکر میں نہ پڑ جائیں ورنہ ہرگز نہ دی جائے۔ ہمارے ملک میں اذان صبح صادق کی علامت ہے۔ اگر یہاں سحری کی اذان دی گئی تو کوئی فجر کے شبہ میں سحری نہ کھا سکے گا یا کوئی دوسری اذان کو پہلی سمجھ کر دن میں کھا کر روزہ خراب کر لے گا اس لیے اب ہرگز اس پر عمل نہ کیا جائے۔ بہت سی چیزیں عہد صحابہ میں درست تھیں، اب ممنوع ہیں۔ دیکھو اس زمانہ میں جو تاہین کر مسجد میں آنا اور مع جوتے نماز پڑھنا مروج تھا اب ممنوع ہے۔ پختہ مکان بنانے منع تھے، اب جائز ہے۔ کھیتی باڑی سے لوگوں کو روکا گیا تھا اب ضروری ہے۔ زکوٰۃ کے مصرف آٹھ تھے اب سات ہیں۔ حالات بدل جانے سے ہنگامی احکام بدل جاتے ہیں۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۶۳۱)

257- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ  
أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدِّنُ أَوْ  
يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَلِيَنْتَبِهَهُ  
نَائِمُكُمْ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز تم میں سے کسی ایک کو بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے۔ پس بے شک وہ تورات کے وقت اذان دیتا ہے یا فرمایا نداء دیتا ہے تاکہ تم میں سے تہجد پڑھنے والا لوٹ آئے اور سونے والا بیدار ہو جائے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب الاذان قبل الفجر، جلد 1 صفحہ 87) (مسلم، کتاب الصیام، باب بیان ان الدخول فی

الصوم يحصل بطلوع الفجر، جلد 1 صفحہ 350)

258- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
لَا يَغْرَنُّ أَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِّنْ السَّحُورِ وَلَا  
هَذَا الْبَيَاضُ حَتَّى يَسْتَطِيرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی ایک کو ہرگز بلال کی اذان سحری کھانے سے دھوکے میں نہ رکھے اور نہ ہی یہ سفیدی (یعنی صبح کاذب) حتیٰ کہ روشنی پھیل جائے اس کو امام مسلم

(مسلم، کتاب الصیام، باب بیان ان الدخول فی

الصوم... الخ، جلد 1 صفحہ 350)

رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

صبح دو ہوتی ہیں: صادق اور کاذب۔ صبح کاذب مشرق و مغرب میں بھیڑیے کی دم کی طرح لمبی سفیدی ہے جو

ظاہر ہو کر غائب ہو جاتی ہے۔ اس سے کچھ دیر بعد جنوباً شمالاً سفیدی نمودار ہوتی ہے جو بعد میں پھیل جاتی ہے اس کا نام صبح صادق ہے۔ اسی وقت سے دن شروع ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! حضور نے ایک لفظ <sup>مستطیل</sup> "نہر ما کر صدہا مسئلے بیان فرمادئے۔ (مراۃ المناجیح ج 1 ص ۶۳۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو ہرگز بلال کی اذان دھوکے میں نہ ڈالے۔ پس بے شک ان کی نظر میں کچھ کمزوری ہے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سحری کھائی پھر میں مسجد آیا اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرہ انور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سحری تناول فرما رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ابو یحییٰ میں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا آؤ صبح کے کھانے کی طرف تو میں نے عرض کی میں تو روزے کی نیت کر چکا ہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی روزے کی نیت کر چکا تھا لیکن ہمارے مؤذن کی نظر میں کچھ کمزوری ہے اور بے شک اس نے طلوع فجر سے پہلے اذان دیدی۔ پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لائے اور کھانا ترک فرمادیا اور اذان نہیں دینے دیتے تھے حتیٰ کہ صبح (صادق) طلوع ہو جائے۔ اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد نے نافع اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بیان کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کے طلوع ہونے سے پہلے اذان دے

259- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْرُنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ فَإِنَّ فِي بَصَرِهِ شَيْئًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ. وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی، کتاب الصلوۃ، باب التاذین للفجر ای وقت... الخ، جلد 1 صفحہ 97)

260- وَعَنْ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَسَعَّرْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَاسْتَنْدْتُ إِلَى حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَتَسَعَّرُ فَقَالَ أَبُو يَحْيَى؛ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ قُلْتُ إِنْ أُرِيدَ الصِّيَامَ قَالَ وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ وَلَكِنْ مُؤَدِّئِنَا هَذَا فِي بَصَرِهِ سُوءٌ أَوْ قَالَ شَيْءٌ وَإِنَّهُ أَذَّنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَدِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (العجم الكبير للطبرانی جلد 7 صفحہ 312 رقم الحديث: 7228) (مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 153، نقلًا عن الطبرانی في الكبير والوسط) (الدرایة جلد 1 صفحہ 120)

261- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ بِلَالَ أَدَّنَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ



دی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہیں کس چیز نے اس پر مائل کیا؟ انہوں نے کہا: میں جب جاگا تو اونگھ رہا تھا، میں نے سمجھا کہ صبح طلوع ہو چکی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ مدینہ منورہ میں تین مرتبہ اعلان کرواؤ کہ اذان دینے والا بندہ نیند میں تھا، پھر انہیں اپنے پاس بٹھالیا، ایسے میں فجر طلوع ہو گئی۔ یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

حضرت حمید بن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات تاریکی میں اذان دیدی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائیں اور اعلان کریں کہ بندہ سو رہا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ گئے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور امام میں کہا کہ یہ حدیث مرسل جید ہے۔ اس کے رواۃ میں سے کوئی ایسا راوی نہیں جس میں طعن کیا گیا ہو۔

بنو نجار کی ایک عورت بیان کرتی ہیں میرا گھر مسجد کے ارد گرد گھروں میں سب سے اونچا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سحری کے وقت آکر اس پر بیٹھ جاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے رہتے۔ پس جب دیکھتے (کہ فجر چلوع ہو گئی ہے) تو اذان کہتے اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

حضرت حفصہ بنت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی

وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ اسْتَيْقَظْتُ وَأَنَا وَسِنَانٌ فَظَنَنْتُ أَنَّ الْفَجْرَ طَلَعَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنَادِيَ بِالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا أَنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ ثُمَّ أَقْعَدَهُ إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (سنن الكبرى كتاب الصلوة باب رواية من روى النهى عن الاذان قبل الوقت جلد 1 صفحہ 383)

262- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَلَالٍ أَنَّ بِلَالَ أَدَّنَ لَيْلَةً بِسَوَادٍ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَقَامِهِ فَيُنَادِي أَنَّ الْعَبْدَ نَامَ فَرَجَعَ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي الْإِمَامِ هُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ لَيْسَ فِي رَجَالِهِ مَطْعُونٌ فِيهِ.

(دارقطنی، کتاب الصلوة، باب ذکر الإقامة... الخ)

جلد 1 صفحہ 244)

263- وَعَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتِ حَوْلِ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يَأْتِي بِسَحْرِ فَيُجْلِسُ عَلَيْهِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ فَإِذَا رَأَاهُ أَدَّنَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب الاذان فوق المنارة)

جلد 1 صفحہ 77) (الدرایة جلد 1 صفحہ 120)

264- وَعَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مؤذن اذان دیتا تو کھڑے ہو کر فجر کی دو رکعتیں پڑھے۔ پھر مسجد تشریف لے جاتے اور کھانا ترک کر دیتے اور آپ اذان نہیں کہنے دیتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَدَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي عَرَبٍ وَاسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

(طحاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب التاڊین للفجر ای وقت... الخ، جلد 1 صفحہ 97) (الجوهر النقی مع السنن الکبریٰ،

کتاب الصلوٰۃ، باب رواۃ من روی النبی عن الاذان قبل الوقت نقلًا عن البیهقی، جلد 1 صفحہ 384)

سیدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں صحابہ اذان نہیں کہتے تھے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے اسے ابو بکر بن ابوشیبہ نے اپنے مصنف میں بیان فرمایا اور ابوالشیخ نے کتاب الاذان میں اور اس کی سند صحیح ہے۔

265- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا كَانُوا يُؤَذِّنُونَ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ أَخْرَجَهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَأَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الْأَذَانِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاذان، باب من کره ان يؤذن المؤذن قبل الفجر، جلد 1 صفحہ 214) (الدرایۃ، کتاب

الصلوٰۃ، باب الاذان نقلًا عن ابی الشیخ، جلد 1 صفحہ 120)

شرح: مسئلہ:۔ وقت ہونے کے بعد اذان پڑھی جائے۔ اگر وقت سے پہلے اذان ہوگئی تو وقت ہونے پر دوبارہ اذان پڑھی جائے۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی، الفصل الاول فی صفتہ واحوال المؤذن، ج 1، ص 53)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤذن کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں جنہیں مسروح کہا جاتا تھا کہ انہوں نے طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ لوٹ جائیں اور اعلان کریں۔ اسے ابوداؤد اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

266- وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ مُؤَذِّنِ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُقَالُ لَهُ مَسْرُوحٌ أَدَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِي. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِقُطَنِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الاذان قبل دخول الوقت، جلد 1 صفحہ 79) (دارقطنی، کتاب الصلوٰۃ، باب ذکر الاقامة، جلد 1 صفحہ 344)

قَالَ النَّيْمِيُّ ثَبَتَ بِهَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنَّ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں ان

صَلَاةَ الْفَجْرِ لَا يُؤَدَّنُ لَهَا إِلَّا بَعْدَ دُخُولِ وَقْتِهَا  
وَأَمَّا أَذَانُ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ طُلُوعِهِ  
فَإِنَّمَا كَانَ فِي رَمَضَانَ لِيَنْتَبِهَ النَّائِمُ وَلِيَرْجِعَ  
النَّائِمُ لَا لِلصَّلَاةِ وَأَمَّا فِي غَيْرِ رَمَضَانَ فَكَانَ  
ذَلِكَ خَطَأً مِنْهُ لِظَنِّهِ أَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ وَاللَّهُ  
أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

احادیث سے ثابت ہوا کہ فجر کی اذان فجر کا وقت داخل  
ہونے کے بعد ہی دی جائیگی اور رہا حضرت بلال رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کا طلوع فجر سے پہلے اذان دینا تو وہ صرف  
رمضان میں ہوتا تھا تا کہ سونے والا بیدار ہو جائے اور  
قیام کرنیوالا لوٹ جائے اور غیر رمضان میں طلوع فجر  
سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان دینا  
آپ کی خطا تھی کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ فجر طلوع  
ہوگئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

## بَابُ مَا جَاءَ فِي

## أَذَانِ الْمُسَافِرِ

267- عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُرِيدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا أَنْتَمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ  
لِيَوْمَكُمَا أَكْبِرْكُمَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

## مسافر کی اذان کے بارے میں

## وارد روایات کا بیان

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ دو شخص نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
بارگاہ میں حاضر ہوئے جو سفر کا ارادہ رکھتے تھے تو آپ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تم  
دونوں (سفر) پر نکل جاؤ تو تم اذان اور اقامت کہو۔ پھر  
تم میں سے بڑا تمہاری امامت کرائے اسے شیخین  
رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر... الخ، جلد 1 صفحہ 87) (مسلم کتاب المساجد، باب من احق بالامامة)

جلد 1 صفحہ 236)

شرح: مُفْتَسِّرِ شَيْخِ عَلِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْجَنَّةِ فَرَمَاتے ہیں:

آپ کا نام مالک، کنیت ابوسلیمان ہے، قبیلہ بنی لیث سے ہیں، ایک وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
حاضر ہوئے، ۲۰ دن حاضری رہی، بصرہ میں قیام کیا، عبدالملک کے زمانہ میں ۴۷ھ میں وہیں وفات پائی۔  
وداع ہونے کے لیے ۲۰ دن قیام کرنے کے بعد۔ معلوم ہوا کہ مدینہ سے چلتے وقت خدمت اقدس میں حاضر ہونا  
سنت صحابہ ہے۔ اب بھی حجاج مکہ معظمہ سے چلتے وقت طواف وداع کرتے ہیں اور مدینہ پاک سے رخصت ہوتے وقت  
سلام وداع عرض کرتے ہیں۔

یعنی اذان و تکبیر کوئی بھی کہہ دے مگر امامت بڑا ہی کرے۔ سفر کی قید اس لیے لگائی کہ سفر میں کوئی امام مقرر نہیں ہوتا، مسجدوں میں جو امام مقرر ہوگا وہی امامت کرے گا چھوٹا ہو یا بڑا، جیسا کہ دیگر روایات میں ہے۔ بڑے میں بہت تفصیل ہے۔ علم میں بڑا، قرأت قرآن میں بڑا، تقویٰ اور پرہیزگاری میں بڑا، عمر میں بڑا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان سے امامت افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سفر میں بھی حتی الامکان جماعت سے نماز پڑھنی چاہیے، نیز اگر دو آدمی بھی ہوں تو بھی جماعت کر لیں الگ الگ نہ پڑھیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کی بناء پر اذان کو فرض فرمایا مگر صحیح یہی ہے کہ اذان سنت ہے۔ ہاں شعار دین میں سے ہیں کہ اس کے روکنے پر جہاد واجب ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۳۲)

گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَرْكِ

اذان چھوڑ دینے کے جواز کا بیان

الْأَذَانِ لِمَنْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علقمہ روایت کرتے ہیں۔ ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس آئے ان کے گھر میں تو انہوں نے فرمایا کیا انہوں نے تمہارے پیچھے نماز پڑھی ہے تو ہم نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو اور آپ نے اذان اور اقامت کا حکم نہیں دیا اسے ابن ابی شیبہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔

268- عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا آتَيْنَا عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي دَارِهِ فَقَالَ أَصَلَّى هُوَ لَأَمْ خَلَقَكُمْ قُلْنَا لَا قَالَ قَوْمُوا فَصَلُّوا وَلَمْ يَأْمُرْ بِأَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُسْلِمٌ وَآخَرُونَ. (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاذان، باب من كان يقول يجزيه ان يصلي... الخ، جلد 1 صفحہ 220)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وجیز امام کروری میں ہے:

ويكراه للرجال أداء الصلوة بجماعة في مسجد بلا اعلامين لا في المفازة والكروم والبيوت. الخ

مردوں کے لئے مسجد میں فرائض کی جماعت اذان و اقامت کے بغیر مکروہ ہے، جنگل، گھنے باغوں اور گھروں میں مکروہ نہیں الخ۔ (فتاویٰ بزاز یہ طلی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ فصل الاول فی الاذان، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۴)

اقول: قوله بلا اعلامين اي بدون الجمع بينهما فنا في الكراهة هو الايتان بهما لا باحدهما بدليل قوله لا في المفازة الخ فان ترك اعلام الشروع مكروه مطلقاً ولو في المفازة وقد نص على الاساءة في تركهما.

قول (میں بتوں) اس کا قول "یا اذان" یعنی اذان اقامت کو جمع کئے بغیر لہذا منالی کرہتہ دونوں کے ساتھ نماز باجماعت اور آکر ہے نہ صرف ایک کے ساتھ اس کا قول لابی الغازی الخ اس پر دلیل ہے کیونکہ جماعت کے ساتھ اذان کا ترک ہر حال میں مکروہ ہے خواہ جنگل میں ہو اور ان دونوں کے ترک پر اسامت کی تصریح ہے۔

اور وہ غرر عظامہ مونی خسرو میں ہے:

(أُذِيَ بِهِنَّ) أَيِ الْإِذَانِ وَالْإِقَامَةِ (الْمَسَافِرِ وَالْمُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً وَفِي بَيْتِهِ بِمَصْرٍ وَكَرَّةٍ نِلاوَل) أَيِ الْمَسَافِرِ (تُرْكُهُا) أَيِ الْإِقَامَةِ (وَلِلثَّانِي) أَيِ لِلْمُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ (تُرْكُهُ) أَيِ الْإِذَانِ (بِضْءًا) أَيِ كَالْإِقَامَةِ. (الدرر اللؤلؤ) شرح فرر الاحكام باب الاذان مطبوعه مطبع احمد کمال ذاکا کتب فی دار السعادت مصر ۱/۵۶)

(ان دونوں کو بھالائے) یعنی اذان و اقامت کے ساتھ (مسافر اور نمازی مسجد میں جماعت کے لئے اور شہر میں گھر پر نماز ادا کرنے والا، اور پہلے کے لئے مکروہ ہے) یعنی مسافر کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی تکبیر کا (اور دوسرے کے لئے) یعنی مسجد میں نماز ادا کرنے والے کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی اذان کا (بھی) یعنی اقامت کی طرح مکروہ ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۹۲)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۸۲۵، مراۃ المناجیح ج ۱، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور جنتی زیور کا

مطالعہ فرمائیں۔

### قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ دارنحالیکہ آپ مکہ میں تھے تو کعبہ آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

### بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

269- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ حَمَلَةٌ نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَالْكَعْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مسند احمد جلد ۱ صفحہ 325) (ابوداؤد، کتاب

الصلوة)

### شرح: قبلہ کی تبدیلی

جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں رہے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خداوند تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ آپ اپنی نمازوں میں "بیت المقدس" کو اپنا قبلہ بنائیں۔ چنانچہ آپ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپ کے دل کی تمنا یہی تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ

بنایا جائے۔ چنانچہ آپ اکثر آسمان کی طرف چہرہ اٹھا اٹھا کر اس کے لئے وحی الہی کا انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قلبی آرزو پوری فرمائی کے لئے قرآن کی پ ۲، البقرة: ۱۳۳ آیت نازل فرمادی کہ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلہ بنی سلمہ کی مسجد میں نمازِ ظہر پڑھا رہے تھے کہ حالت نماز ہی میں یہ وحی نازل ہوئی اور نماز ہی میں آپ نے بیت المقدس سے مڑ کر خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کر لیا اور تمام مقتدیوں نے بھی آپ کی پیروی کی۔ اس مسجد کو جہاں یہ واقعہ پیش آیا مسجد القبلتین کہتے ہیں اور آج بھی یہ تاریخی مسجد زیارت گاہ خواص و عوام ہے جو شہر مدینہ سے تقریباً دو کیلومیٹر دور جانب شمال مغرب واقع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ اس دوران کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز میں مشغول تھے کہ ان کے پاس ایک آنیوالا آیا اور اس نے کہا کہ گزشتہ رات نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ کعبہ کی طرف منہ کر لیں پس تم بھی کعبہ کی طرف منہ کر لو تو ان کے چہرے شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

270- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آيَةٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا وَقَدْ أَمَرَ أَنْ يَسْتَقْبَلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

(بخاری کتاب الصلوة، باب ماجاء فی القبلة... الخ، جلد 1 صفحہ 58) (مسلم کتاب المساجد، باب تحویل القبلة من

القدس الی الکعبة، جلد 1 صفحہ 200)

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پہلی مرتبہ مدینہ تشریف لائے تو اپنے انصار ننھیال یا اپنے ماموں کے پاس اترے اور بے شک آپ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز پڑھی اور آپ کو یہ پسند تھا کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی جانب ہو اور بے شک آپ نے سب سے پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی تو آپ کے ساتھ نماز پڑھنے

271- وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ أَوْ قَالَ أَخْوَالِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبَلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُونَ فَقَالَ أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ

دالوں میں سے ایک شخص نکلا تو اس کا گزر مسجد  
دالوں کے پاس سے ہوا۔ درانحالیکہ وہ رکوع میں تھے تو  
اس نے کہا میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یقیناً میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ المکرمہ کی  
جانب نماز پڑھی۔ پس وہ اسی حالت میں بیت اللہ کی  
طرف گھوم گئے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے  
روایت کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مشرق و  
مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ  
علیہ نے روایت اور صحیح قرار دیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ  
علیہ نے اسے قوی قرار دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ  
نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نماز  
کے ارادہ سے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ کی طرف  
منہ کر کے تکبیر کہہ اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب وجوب القراءة فی کل رکعة' جلد 1 صفحہ 170) (بخاری 'کتاب الاستیذان' باب من رد

فقال علیک السلام' جلد 2 صفحہ 924)

حضرت نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے روایت  
کرتے ہیں کہ آپ سے صلوٰۃ الخوف کے بارے  
میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کا طریقہ بیان فرمایا۔ پھر  
کہنے لگے اگر یہ خوف اس سے زیادہ سخت ہو تو تم پیدل  
اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھو یا سواری کی حالت  
میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے یا قبلہ کی طرف  
متوجہ ہوئے بغیر حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَكَّةَ  
فَدَارُوا كَمَا هُمْ قَبْلَ الْبَيْتِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.  
(بخاری 'کتاب الایمان' باب الصلوٰۃ من الایمان)

272- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ  
وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَقَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ. (ترمذی 'ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء ان بين  
المشرق والمغرب قبله' جلد 1 صفحہ 79)

273- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قُمْتَ إِلَى  
الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ  
فَكَبِّرْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب وجوب القراءة فی کل رکعة' جلد 1 صفحہ 170) (بخاری 'کتاب الاستیذان' باب من رد

فقال علیک السلام' جلد 2 صفحہ 924)

274- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَ  
صَفْهَا ثُمَّ قَالَ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ  
ذَلِكَ صَلُّوا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَ  
رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةَ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا  
قَالَ نَافِعٌ لَا أُرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ



البخاری (بخاری) کتاب التفسیر، باب قوله عزوجل  
 وَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا... الخ (جلد 1 صفحہ 651)  
 ہیں میرا یہی خیال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے  
 نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ اس کو  
 امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی سخت خوف کے موقع پر جب اس طرح نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو غازی نماز قضا نہ کریں بھاگتے دوڑتے، پیدل  
 یا سوار جیسے ہو سکے پڑھ لیں مگر پڑھیں وقت میں۔ خیال رہے کہ غزوہ خندق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ  
 نمازیں قضا فرمادینا اس خوف کی بنا پر نہ تھا کیونکہ وہاں اس وقت دشمن موجود ہی نہ تھا وقت تنگ تھا، کھدائی زیادہ  
 تھی، نمازوں کا وقت کھدائی میں صرف ہوا، لہذا واقعہ خندق نہ منسوخ ہے نہ اس کے مخالف کیونکہ جنگ میں غازیوں کو صرف  
 اپنی جانوں کا خطرہ ہوتا ہے اور جنگ خندق میں سارا مدینہ خطرے میں تھا۔

کیونکہ صحابی کا وہ قول جو عقل سے وراہ ہو حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے، اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت  
 سے بھی ہو رہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَاتًا"۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص ۶۳۶)

275- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
 قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يُسْبِحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قَبْلَ آتِي وَجْهِ تَوَجُّهًا وَيُؤَيِّرُ  
 عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيُ عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ. رَوَاهُ  
 الشَّيْخَانِ  
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری پر جس  
 جانب متوجہ ہوتے، نفل پڑھتے تھے اور وتر بھی سواری  
 پر پڑھتے سوائے اس کے کہ سواری پر فرض نماز  
 نہیں پڑھتے تھے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت  
 کیا ہے۔

(بخاری) ابواب تقصیر الصلوٰۃ، باب سینزل للمکتوبۃ، جلد 1 صفحہ 148) (مسلم) کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب

جواز صلوٰۃ النافلة علی الدابة... الخ (جلد 1 صفحہ 244)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی سفر میں نوافل سواری پر ادا فرماتے، ان کے لیے سفر نہ توڑتے اور اس کی پرواہ نہ کرتے کہ رخ قبلہ کو ہو یا نہ  
 ہو، وہاں اس آیت پر عمل تھا "فَإِنَّمَا تُولَوْنَ لِوَجْهِ اللَّهِ"۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث کی شرح ہے جس میں حضرت ابن  
 عمر نے سفر میں نفل پڑھنے والوں پر ناراضی کا اظہار کیا۔ معلوم ہوا کہ وہاں مراد سفر توڑ کر نفل پڑھنا تھا۔

یہ حکم اس وقت تھا جب وتر واجب نہ ہوئے تھے صرف سنت تھے، اب چونکہ وتر واجب ہیں لہذا وہ سواری پر نہیں  
 پڑھے جاسکتے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ وتر کے لئے زمین پر اترتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے، یہ واقعہ وتر کے وجوب کے بعد کا ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۷۰)

276- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُؤَمِّئُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ آتِي وَجْهِ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زواہد کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سر کے اشارہ کے ساتھ سواری پر نفل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جس جانب آپ متوجہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرض نماز میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہا نے روایت کیا ہے۔

(بخاری 'ابواب تقصير الصلوة' باب سينزل للمكتوبة' جلد 1 صفحہ 148) (مسلم 'كتاب صلوة المسافرين' باب

جواز صلوة النافلة على الدابة... الخ' جلد 1 صفحہ 244)

### شرح: استقبال قبلہ کے چند مسائل

پوری نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا نماز کی شرط اور ضروری حکم ہے۔ لیکن چند صورتوں میں اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کرے پھر بھی نماز جائز ہے۔ مثلاً

مسئلہ:- جو شخص دریا میں کسی تختہ پر بہا جا رہا ہو اور اسے صحیح اندیشہ ہو کہ منہ پھیرنے سے ڈوب جائے گا اس طرح کی مجبوری سے وہ قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا۔ تو اس کو چاہے کہ وہ جس رخ بھی نماز پڑھ سکتا ہے پڑھ لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور بعد میں اس نماز کو دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیہ، الباب الثالث، الفصل الثالث فی استقبال القبلة، ج ۱ ص ۶۳)

مسئلہ:- بیمار میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر سکے اور وہاں دوسرا ایسا کوئی آدمی بھی نہیں ہے جو کعبہ کی طرف اس کا منہ کر دے تو اس مجبوری کی حالت میں جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھ لے گا اس کی نماز ہو جائے گی اور اس نماز کو بعد میں دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (الفتاویٰ الھندیہ، الباب الثالث، الفصل الثالث فی استقبال القبلة، ج ۱ ص ۶۳)

مسئلہ:- چلتی ہوئی کشتی میں اگر نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر دے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے خود بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا رہے اگرچہ فرض نماز ہو یا نفل۔ (غنیۃ المستملی، فروع فی شرح الفتاویٰ، ص ۲۲۵)

مسئلہ:- اگر یہ نہ معلوم ہو کہ قبلہ کدھر ہے اور وہاں کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو نمازی کو چاہے کہ اپنے دل میں سوچے اور جدھر قبلہ ہونے پر دل جم جائے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

(الفتاویٰ الھندیہ، الباب الثالث، الفصل الثالث فی استقبال القبلة، ج ۱ ص ۶۳)

مسئلہ:- جس طرف دل جم گیا تھا ادھر منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا پھر نماز کے درمیان ہی میں اس کی یہ رائے بدل گئی کہ

قبلہ دوسری طرف ہے یا اس کو اپنی غلطی معلوم ہوگئی تو اس پر فرض ہے کہ فوراً ہی اس طرف گھوم جائے اور پہلے جتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے اس میں کوئی خرابی نہیں آئے گی اسی طرح اگر نماز میں اس کو چاروں طرف بھی گھومنا پڑا پھر بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور اگر رائے بدلتے ہی یا غلطی ظاہر ہوتے ہی دوسری طرف نہیں گھوما۔ اور تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر دیر لگا دی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الصلاة، مطلب مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۳۳)

مسئلہ:- نمازی نے اگر بلا عذر قصد اُجان بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا تو اگرچہ فوراً ہی اس نے قبلہ کی طرف سینہ پھرا لیا پھر بھی اس کی نماز ٹوٹ گئی اور وہ پھر سے نماز پڑھے۔ (صغیری شرح منیة المصلی، شرائط الصلاة، الشرط الرابع، ص ۱۲۵)

نمازی کے (سامنے) سترہ کا بیان

بَابُ سِتْرَةِ الْمُصَلِّيِّ

شرح: سترہ

سترہ ستر سے بنا ہے، بمعنی ڈھانپنا۔ سترہ کے لغوی معنی ہیں چھپانے والی چیز یعنی آڑ۔ شریعت میں سترہ وہ چیز ہے جو نمازی اپنے سامنے رکھے تاکہ اس سترہ کے پیچھے سے لوگ گزر سکیں، اس کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ (۱۱/۲ فٹ) اور موٹائی ایک انگل چاہیے۔ بغیر سترہ نمازی کے آگے سے گزرنا حرام مگر حرم شریف کی مسجد میں جائز ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ اگر صف اول میں لوگوں نے خالی جگہ چھوڑی ہو تو بعد میں آنے والوں کے سامنے سے گزرتا ہوا وہاں پہنچے اور جگہ پر کرے کیونکہ اس میں قصور جماعت والوں کا ہے نہ کہ اس کا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱)

حضرت ابو جہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانے کہ اس پر کتنا گناہ لازم آیا تو اس کے نزدیک چالیس (سال) کھڑے رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے کی بہ نسبت بہتر ہوتا۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

277- عَنْ أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْبَارِئُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيِّ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الصلاة، باب اسم الماربین یدی المصلی، جلد 1 صفحہ 73) (مسلم، کتاب الصلاة، باب سترہ

المصلی، الخ، جلد 1 صفحہ 107)

شرح: مفسر ظہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

آپ صحابی ہیں، ابی ابن کعب کے بھائی، آپ کا نام عبد اللہ ابن حارث ابن صمد انصاری ہے، امیر معاویہ کے فرمانہ

میں ولایت پائی۔

ظاہر ہے کہ چالیس سال فرمایا ہوگا جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ مطلب اس کا ظاہر ہے۔ چالیس کا عدد اس لیے

ارشاد فرمایا کہ انسان کا ہر حال چالیس پر ہی تبدیل ہوتا ہے، ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ، پھر چالیس دن تک خون، پھر چالیس دن تک جمی ہوئی، پھر پیدائش کے بعد چالیس دن تک ماں کو نفاس، پھر چالیس سال تک عمر کی پختگی اس لیے بعد وفات چالیس روز تک مسلسل فاتحہ کی جاتی ہے اور چالیسویں کی فاتحہ اہتمام سے ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵)

278- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَنْ سِتْرَةِ الْمُصَلِّيِّ فَقَالَ كَمُؤَخِرَةِ الرَّحْلِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الصلوة، باب سترة المصلي... الخ، جلد 1 صفحہ 195)

سیدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو۔ اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

279- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيُ فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ أَخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ أَخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ يَفْطَحُ صَلَوَتَهُ الْجَبَارِ وَالْمَرَاةَ وَالْكَلْبَ الْأَسْوَدَ قُلْتُ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا بَأْسُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ قَالَ يَا ابْنَ أَبِي سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ.

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب نمازی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ اس کا سترہ بن جاتی ہے اور جب اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو تو بے شک اس کی نماز کو گدھا، عورت اور سیاہ کتا توڑ دیتے ہیں۔ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ سیاہ سرخ اور زرد رنگ کے کتے میں کیا فرق ہے تو انہوں نے فرمایا اے مجھے میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا جیسا کہ تو نے کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ کتا شیطان ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(مسلم، کتاب الصلوة، باب سترة المصلي... الخ، جلد 1 صفحہ 197) (ترمذی، ابواب الصلوة، باب ما جاء ان لا يقطع

الصلوة الا الكلب... الخ، جلد 1 صفحہ 79) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب ما يقطع الصلوة، جلد 1 صفحہ 102) (نسائی،

كتاب القبلة' باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع' جلد 1 صفحہ 122) (ابن ماجہ' ابواب اقامة الصلوات' باب ما يقطع الصلوة' صفحہ 88) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 151)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کی مثل کوئی چیز رکھ لے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھے اور پرواہ نہ کرے۔ ان چیزوں کی جو اس کے پیچھے سے گزریں۔ اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کتا، گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتے ہیں۔ اسے بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار' کتاب الصلوة' باب ما يقطع الصلوة' جلد 1 صفحہ 281' برقم: 582)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے صحراء میں تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے تو آپ نے کھلے صحراء میں نماز پڑھائی حالانکہ آپ کے سامنے سترہ بھی نہ تھا اور ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیل رہی تھیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے اسی کی مثل بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں اور بنو ہاشم کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ پس ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

280- وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوَجِّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم' کتاب الصلوة' باب سترة المصلي... الخ' جلد 1 صفحہ 195)

281- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ. رَوَاهُ الْبِزَارُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

282- وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةِ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي بِذَلِكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابوداؤد' کتاب الصلوة' باب من قال الكلب لا يقطع الصلوة' جلد 1 صفحہ 104) (نسائی' کتاب القبلة' باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ' جلد 1 صفحہ 123)

283- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جِئْتُ أَنَا وَغُلَامٌ مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ عَلَى حِمَارٍ فَمَرَرْنَا بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ

يُصَلِّي فَنَزَلْنَا عَذَّةً وَكُرَّ كُنَّا الْجَمَّازَ يَأْكُلُ مِنْ  
بَقْلِ الْأَرْضِ أَوْ قَالَ نَبَاتِ الْأَرْضِ فَدَعَلْنَا  
مَعَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رَجُلٌ أَكَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ  
عَذَّةً قَالَ لَا رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى. وَرِجَالُهُ رِجَالُ  
الصَّحِيحِ (مسند ابو يعلى جلد 4 صفحہ 311)

ہر نم: 98 (2423)

سامنے سے گزرے در انما لیکہ کے آپ نماز پڑھ رہے  
تھے۔ پس ہم اس سے اتر گئے اور گدھے کو زمین سے  
گھاس چرنے کے لئے چھوڑ دیا (راوی کو شک ہے کہ  
بقل الارض کہا یا نبات الارض) پھر ہم آپ کے ساتھ  
نماز میں شامل ہو گئے (تو حضرت ابن عباس رضی اللہ  
عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے) ایک شخص نے کہا کیا ان کے  
سامنے نیزہ تھا تو آپ نے فرمایا نہیں۔ اس حدیث کو ابو  
یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال  
ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی  
تو لوگوں کے سامنے سے گدھا گزرا تو حضرت عیاش بن  
ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین مرتبہ کہا سبحان اللہ سبحان  
اللہ سبحان اللہ۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے سلام پھیرا تو فرمایا ابھی کون سبحان اللہ کہہ رہا تھا تو  
انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تھا۔ بے شک  
میں نے سنا ہے کہ گدھا نماز کو توڑ دیتا ہے تو رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔  
اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے  
تھے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والی چیزوں  
میں سے کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی۔ اسے امام مالک  
رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک، کتاب قصر الصلوة فی السفر، باب الرخصة فی العرور بین یدی المصلی، صفحہ 140)

284- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالنَّاسِ فَمَرَّ بَيْنَ  
أَيْدِيهِمْ جَمَّازٌ فَقَالَ عِيَّاشُ بْنُ رَبِيعَةَ سُبْحَانَ  
اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْمُسْتَبَحِ أَنْفَا  
سُبْحَانَ اللَّهِ قَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ أَنَّ  
الْجَمَّازَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ  
شَيْءٌ. رَوَاهُ الدَّارِقُطَنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(دارقطنی، کتاب الصلوة، باب صفة السهو فی الصلوة)

واحكامہ... الخ، جلد 1 صفحہ 367)

285- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ  
الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي. رَوَاهُ  
مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

286- وَعَنْهُ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ يَقُولُ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ عبد اللہ بن عیاش بن ابوربیعہ کہتے ہیں کہ کتا اور گدھا نماز کو توڑ دیتے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اسکی سند صحیح ہے۔

(طحاوی 'کتاب الصلوة' باب العرور بین یدی المصلی... الخ جلد 1 صفحہ 312)

### شرح: نمازی کے آگے سے گزرنے کے بارے میں ۱۵ احکام

(۱) میدان اور بڑی مسجد میں نمازی کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا جائز ہے۔ موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ نظر جمائے تو جتنی دُور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے۔ اس کے درمیان سے گزرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۰۴، دُرُخْتَارُ ج ۲ ص ۴۷۹)

موضع سجود کا فاصلہ اندازاً قدم سے لے کر تین گز تک ہے لہذا میدان میں نمازی کے قدم کے تین گز کے بعد سے گزرنے میں حرج نہیں۔ (قانون شریعت حصہ اول ص ۱۱۴)

(۲) مکان اور چھوٹی مسجد میں نمازی کے آگے اگر سترہ (یعنی آڑ) نہ ہو تو قدم سے دیوارِ قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۰۴)

(۳) نمازی کے آگے سترہ یعنی کوئی آڑ ہو تو اُس سترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں (ایضا)

(۴) سترہ کم از کم ہاتھ (یعنی تقریباً آدھا گز) اُونچا اور انگی برابر موٹا ہونا چاہئے۔ (دُرُخْتَارُ ج ۲ ص ۴۸۴)

(۵) دَرخت، آدمی اور جانور وغیرہ کا بھی سترہ ہو سکتا ہے۔ (فتیہ ص ۳۶۷)

(۶) انسان کو اس حالت میں سترہ کیا جائے جبکہ اُس کی پیٹھ نمازی کی طرف ہو کہ نمازی کی طرف منہ کرنا منع ہے۔

(بہار شریعت حصہ ۳ ص ۱۸۴)

(اگر نماز پڑھنے والی کے چہرے کی طرف کسی نے منہ کیا تو اب کراہت نمازی پر نہیں اُس منہ کرنیوالی پر ہے)

(۷) ایک شخص نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے اگر دوسرا شخص اُس کو آڑ بنا کر اس کے چلنے کی رفتار کے عین مطابق اُس کے ساتھ ہی ساتھ گزر جائے تو جو نمازی سے قریب ہے وہ گنہگار ہوگا اور دوسرے کیلئے یہ پہلا شخص سترہ (یعنی آڑ)

بھی بن گیا۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۰۴)

(۸) اگر کوئی اس قدر اونچی جگہ پر نماز پڑھ رہی ہے کہ گزرنے والی کے اعضاء نمازی کے سامنے نہیں ہوئے تو گزرنے میں



حرج نہیں۔ (بہار شریعت حصہ 3 ص 183 مکتبہ المدینہ)

(9) دو عورتیں نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتی ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک نمازی کے سامنے پیٹھ کر کے کھڑی ہو جائے۔ اب اس کو آڑ بنا کر دوسری گزر جائے۔ پھر دوسری پہلی کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پیٹھ کر کے کھڑی ہو جائے۔ اب پہلی گزر جائے پھر وہ دوسری جدھر سے آئی تھی اسی طرف ہٹ جائے۔

(عالمگیری ج 1 ص 104، رد المحتار ج 2 ص 483)

(10) کوئی نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتی ہے تو نمازی کو اجازت ہے کہ وہ اسے گزرنے سے روکے خواہ "سبحن اللہ" کہے یا جہر (یعنی بلند آواز سے) قراءت کرے یا ہاتھ یا سر یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ مثلاً کپڑا پکڑ کر جھٹکنا یا مارنا بلکہ اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز ہی جاتی رہی۔

(رد المحتار، رد المحتار ج 2 ص 285)

(11) تسبیح و اشارہ دونوں کو بلا ضرورت جمع کرنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار ج 2 ص 286)

(12) عورت کے سامنے سے گزرنے تو عورت صفیق (تصن - فیث) سے منع کرے یعنی سیدھے ہاتھ کی انگلیاں اٹھانے ہاتھ کی پشت پر مارنے۔ (ایضاً)

(13) اگر مرد نے تصفیق کی اور عورت نے تسبیح کہی تو نماز قابض نہ ہوئی مگر خلاف سنت ہوا (ایضاً ص 287)

(14) طواف کرنے والی کو دوران طواف نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ (رد المحتار ج 2 ص 282)

(15) سعی کے دوران نمازی کے آگے سے گزرنا جائز نہیں۔

287- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ وَادْرَأُ وَأَعْنَهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب المرور بین یدی

المصلی... الخ جلد 1 صفحہ 312)

اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی نمازی کے آگے سے کسی چیز کا گزر جانا نماز کو باطل نہیں کرتا لہذا یہ حدیث توڑنے کی روایت کے خلاف نہیں کہ

وہاں حضور قلبی کا توڑنا مراد ہے نہ کہ اصل نماز کا اور یہاں اصل نماز توڑنے کی نفی ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج 2 ص 13)

288- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِمَرْءٍ أَنْ يَمُرَّ بِمَرْءٍ يَنْصَلُّ عَلَيْهِ إِلَّا نَادَى: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ. وَرَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں سے کوئی ایک نماز پڑھے تو وہ اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھ دے۔ اگر وہ نہ پائے تو عظمیٰ گاڑ دے اور اگر وہ بھی نہ پائے تو خط کھینچ دے۔ پھر اس کے آگے سے گزرنے والی کوئی چیز اسے نقصان نہیں دے گی۔ اسے ابو داؤد ابن ماجہ اور احمد نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيُحِطِّطْ حِطًّا لَمْ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

(ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الخط اذا لم يجد عصا، جلد 1 صفحہ 100) (ابن ماجہ، کتاب الصلوٰۃ، باب ما يستتر

الصلى، صفحہ 68) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 249)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگل موٹی کوئی چیز جیسا کہ پچھلی احادیث میں صراحتاً گزر گیا۔ بعض نمازی اپنے آگے چاقو یا پیالہ وغیرہ رکھ لیتے ہیں سخت غلطی کرتے ہیں وہ حدیث کا مطلب نہیں سمجھے۔

خط کھینچنے کی حدیث مضطرب ہے ضعیف بھی۔ دیکھو مرقات، لمعات وغیرہ۔ اس لیے اکثر علماء نے اس پر عمل نہ کیا وہ خط کو محض بے کار سمجھتے ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس خط کی وجہ سے سامنے گزرنے کا اثر نماز پر نہ ہوگا اس کی نماز خراب نہ ہوگی مگر اس سے گزرنے کا اثر نہ ہوگا اور گزرنے والا گنہگار بھی ہوگا اسی لیے یہاں لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ یعنی نمازی کو مضرت نہیں نہ کہ گزرنے والے کو، مگر صحیح قول جمہور ہی کا ہے کیونکہ خط نہ تو آڑ بنتا ہے نہ کسی کو نظر ہی آتا ہے تو اس کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے۔

(مرآة المناجیح ج 2 ص 10)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 5 تا 7، مرآة المناجیح ج 2، بہار شریعت جلد 1 حصہ سوم، اور جنتی زیور کا

مطالعہ فرمائیں۔

### مسجدوں کا بیان

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کے لئے جنت میں محل بنائے گا۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

### بَابُ الْمَسَاجِدِ

289- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَدَّ بَيْتًا لِلَّهِ تَعَالَى بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم 'كتاب المساجد' باب فضل بناء المساجد... الخ' جلد 1 صفحہ 201) (بخاری 'كتاب الصلوة' باب من بنى

مسجداً جلد 1 صفحہ 64)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من بنى الله مسجداً زادني رواية ولو كمفحص قطاعة بنى الله له بيتاً في الجنة زادني رواية من

حدروياقوت۔ (مسند احمد بن حنبل مروی از مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دار الفکر بیروت ۲۴۱/۱) (سنن ابن ماجہ ابواب المساجد

باب من بنى الله مسجداً جلد ۱ صفحہ ۶۴) (المعجم الاوسط حدیث ۵۰۵۵ مکتبۃ المعارف الرياض ۲۷/۶)

جو اللہ عزوجل کے لئے مسجد بنائے اگرچہ ایک چھوٹی سی چیز یا کے گھونسلے کے برابر، اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں

سوتی اور یاقوت کا محل تیار فرمائے گا۔

اور اس میں ہر وہ شخص جو کسی قدر چندہ سے شریک ہوا، داخل ہے۔ ساری مسجد بنانے پر یہ ثواب موقوف نہیں۔ مدینہ طیبہ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنائی، پھر امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں زیادت فرمائی، پھر امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی تعمیر میں افزائش فرمائی، اس پر یہی حدیث روایت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (الفتاویٰ رضویہ، ج ۱۶، ص ۳۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے گھر اور بازار

میں نماز سے پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب کا کام

لے وہ اس طرح کہ جب وہ اچھی طرح وضو کرے پھر

مسجد کی طرف نکلے اور اسے نماز ہی (گھر سے) نکالنے

والی ہو۔ ہو کوئی قدم نہیں اٹھائے گا مگر اس کے لئے اس

قدم کے بدلے ایک درجہ بلند ہوگا اور اس کا ایک گناہ

منادیا جائیگا۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس

کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی

نماز کی جگہ میں ہو (ان الفاظ کے ساتھ) کہ اے اللہ

اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ اس پر رحم فرما اور تم

میں سے کوئی ایک اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب

290- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الرَّجُلُ

فِي الْجَمَاعَةِ تَضَعُفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي

سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا

تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ

لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ

لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى

لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي

مُصَلَّاهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا

يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَهَرَ الصَّلَاةَ.

رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری 'كتاب الاذان' باب فضل

صلوة الجماعة' جلد 1 صفحہ 89) (مسلم 'كتاب المساجد'

باب فضل الصلوة المكتوبة جماعة' جلد 1 صفحہ 234)

تک وہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں بازار سے مراد دکان ہے نہ کہ بازار کی مسجد؛ بعض مسجدوں میں ۲۵ کا ثواب ہے، بعض میں ۲۷ کا، بعض میں ۵۰۰ کا، جیسی مسجد ہو، جیسی جماعت، جیسا امام ویسا ثواب، لہذا احادیث میں تعارض نہیں جو کوئی اپنے گھر میں جماعت کرا لے وہ بھی مسجد کے ثواب سے محروم ہے۔

معلوم ہوا کہ گھر سے وضو کر کے مسجد کو جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت با وضو افضل۔ بعض لوگ بیمار پرسی کرنے با وضو جاتے ہیں۔

یہ گنہگاروں کے لیے ہے۔ نیک کاروں کے لئے ہر قدم پر دو نیکیاں اور دو درجے بلند کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے بے گناہوں کے درجے بڑھتے ہیں۔

غالباً یہاں صلوٰۃ سے مراد اخروی رحمت ہے اور رحم سے مراد نبوی رحمت یا صلوٰۃ سے مراد خاص رحمت ہے اور رحم سے مراد عام رحمت، اور بہت سی توجیہیں ہو سکتی ہیں۔

یعنی انتظار نماز کے سوا اور کسی وجہ سے مسجد میں نہیں بیٹھتا گویا نماز ہی میں رہتا ہے، اسی لیے اس وقت انگلیوں کی "تشبیک" منع ہے۔

یعنی فرشتوں کی یہ دعائیں اس وقت تک ملیں گی جب تک وہ کسی نمازی کو ستائے نہیں، اور وہاں ریح نہ نکالے۔ خیال رہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں ریح نکالنا منع ہے، معتکف چونکہ مسجد ہی میں رہتا ہے اس لئے اسے معافی ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۶۶۲)

291- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک شہروں کی پسندیدہ جگہیں ان کی مسجدیں ہیں اور سب سے بڑی جگہ ان کے بازار ہیں۔ اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم، کتاب المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاہ... الخ، جلد ۱ صفحہ 236)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

کیونکہ مسجدوں میں اکثر ذکر اللہ کے لیے حاضری ہوتی ہے اور بازاروں میں اکثر جھوٹ، فریب، غیبت وغیرہ، اگرچہ

کبھی مسجدوں میں بھی جوتی چور اور بازاروں میں بھی اولیاء اللہ چلے جاتے ہیں اسی لیے فرمایا گیا کہ تم ان لوگوں میں سے ہونا کہ جن کا جسم بازار میں اور دل مسجد میں ہے، ان میں سے نہ ہو جن کا جسم مسجد میں اور دل بازار میں ہو۔ خیال رہے کہ یہاں شہروں سے مراد عام شہر ہیں۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ ان سے علیحدہ ہیں۔ وہاں کے توگلی کوچے بازار وغیرہ سب خدا کو پیارے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ" اور فرماتا ہے: "لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ"۔ کیوں نہ ہو کہ یہ محبوب کی نگریاں ہیں۔

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم

اس کف پاء کی حرمت پہ لاکھوں سلام

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۶۵۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے ماسوا میں ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

292- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاةٍ قِيمًا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوة بمسجدی مکة والمدینة، جلد 1 صفحہ 447) (بخاری، کتاب التہجد والتطوع،

باب فضل الصلوة فی مسجد مکة... الخ، جلد 1 صفحہ 159)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ پر میری امت کے کار ثواب پیش کئے گئے حتیٰ کہ وہ کوڑا کرکٹ جسے آدمی مسجد سے نکالتا ہے اسے ابوداؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

293- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَدَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُرَيْمَةَ.

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب کنس المسجد، جلد 1 صفحہ 66)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں جھاڑو دینا، اس کی دیواروں اور چھت کی مرمت کرنا بہترین عمل ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۶۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد

294- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا

میں تھوکنے کا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے۔

اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

ذَقْنَهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'كتاب الصلوة' باب كفارة البزار في المسجد' جلد 1 صفحہ 59) (مسلم 'كتاب المساجد' باب النهي عن

البصلق في المسجد... الخ' جلد 1 صفحہ 207)

شرح: مُفْتَرِ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے پکے فرش اور وہاں کی چٹائیوں، مصلوں پر ہرگز نہ تھو کے کیونکہ وہاں اسے دفن نہ کر سکے گا۔ یہ ان مسجدوں کے لیے حکم تھا جہاں کے فرش کچے تھے اور وہ بھی سخت ضرورت کے موقع پر جب کہ نماز میں کھنکھار آجائے اور باہر جانے کا موقع نہ ہو، بلا وجہ وہاں تھوکنے سے منع اور اہانت کے لیے وہاں تھوکنے سے منع ہے۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص ۶۶۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس بدبودار درخت سے کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو ان چیزوں سے اذیت ہوتی ہے۔ جن چیزوں سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

295- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُتَيْتَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلِيكَةَ تَأْذِي بِهَا يَتَأْذِي مِنْهُ الْإِنْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم 'كتاب المساجد' باب نهى من اكل ثوما وبصلًا... الخ' جلد 1 صفحہ 209) (بخاری 'كتاب المساجد' باب ما جاء

في الثوم والنبث... الخ' جلد 1 صفحہ 118)

شرح: مُفْتَرِ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

یعنی جو کچی پیاز یا کچا لہسن کھائے تو جب تک منہ سے بو آتی ہو تب تک کسی مسجد میں نہ آئے، لہذا حقہ پی کر، کچی مولیٰ یا گندنا کھا کر بھی نہ آئے، نیز جس کے کپڑوں یا منہ سے بدبو ظاہر ہو مسجد میں نہ آئے، گندہ دہن کا حکم بھی یہی ہے۔ خیال رہے کہ تمام دنیا کی مسجدیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں، لہذا مسجدنا یعنی ہماری مسجد فرمانا درست ہے۔ اس سے صرف مسجد نبوی مراد نہیں، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ بعض روایات میں بجائے مسجدنا کے المساجد ہے۔

یعنی اگر مسجد انسانوں سے خالی بھی ہو تب بھی وہاں بدبو لے کر نہ جائے کہ وہاں رحمت کے فرشتے ہر وقت رہتے ہیں اس کی بدبو سے ایذا پائیں گے۔ خیال رہے کہ مسجد کے فرشتے رحمت کے فرشتے ہیں، ان کی طبیعت نازک اور ان کا احترام زیادہ ہے، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے تو ہر انسان کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں تو چاہیے کہ کبھی یہ چیزیں

نہ کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ساتھی فرشتوں کی طبیعت اور قسم کی بنائی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے کسی مجمع میں بدبو دار منہ یا کپڑے لے کر نہ جائے تاکہ لوگوں کو ایذا نہ پہنچے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۶۷)

296- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاغُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنُهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو تم کہو کہ اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

(ترمذی 'کتاب البیوع' باب النهی عن البیع فی المسجد' جلد 1 صفحہ 247) (دارمی 'کتاب الصلوة' باب النهی عن استنشاد الضالة فی المسجد... الخ' صفحہ 170) (عمل اليوم واللیلة للنسائی مع ترجمة نبوی لیل ونهار صفحہ 128 برقم: 176)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ گناہ پر بد عادی ناجائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے سنا کر بد عادی سے بچنے کی باتیں بھی ہیں اور وہاں مال حاضر کر کے بیچنا بھی۔

اس کی شرح گزر چکی کہ ڈھونڈنے سے مراد شور مچا کر تلاش کرنا ہے۔ (مرآة المناجیح ج 1 ص ۲۹۱)

297- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهُ بَيْوتِ أَصْحَابِهِ شَارِعَةً فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَجَّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَصْنَعْ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءً أَنْ يَنْزِلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ وَجَّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِخَائِضٍ وَلَا لِحَيْبٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

سیدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے بعض صحابہ کرام کے گھروں کے دروازے مسجدوں کی طرف کھلتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کرو۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور لوگوں نے کچھ بھی نہ کیا۔ اس امید پر کہ شاید اجازت نازل ہو جائے کچھ دیر بعد آپ دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا ان کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کرو کیونکہ میں حائضہ اور حیضی کے لئے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور

(ابوداؤد 'کتاب الطہارۃ' باب فی الجنب یدخل المسجد' جلد 1 صفحہ 30)



اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِيِ أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْخِتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اولاً بعض صحابہ کے گھر کے دروازے مسجد نبوی شریف میں تھے جن کی وجہ سے گھروں میں آنا جانا مسجد کے راستے سے ہوتا تھا۔ حکم دیا کہ ان گھروں کے دروازے اور طرف نکالویہ موجودہ دروازے بند کر دو۔

یعنی اگر دروازے مسجد میں رہے تو جہنمی، حائضہ، نساء، مسجد سے گزریں گے حالانکہ انہیں مسجد میں بیٹھنا بھی حرام ہے۔ یہ ہی امام اعظم کا مذہب ہے۔ امام شافعی وغیرہم کے ہاں مسجد سے گزرنا جائز ہے، وہاں ٹھہرنا حرام ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔ قرآن کریم میں جو ارشاد ہوا "وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ" وہاں "عابری سبیل" سے مراد مسافر ہے، یعنی جنابت کی حالت میں بغیر غسل نماز کے قریب نہ جاؤ ہاں اگر مسافر ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو وہاں مسجد سے گزرنا مراد نہیں، لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مالک احکام بنایا ہے فرماتے ہیں میں حلال نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ حلال و حرام حضور کرتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۴۳۸)

حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابواسید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے وہ کہے اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلے تو کہے اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

298- وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب صلوة المسافرین... الخ، باب ما يقول إذا دخل المسجد، جلد ۱ صفحہ 248)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِيِ أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْخِتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ مسجد میں قدم رکھتے وقت یہ کہے "بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ" پھر یہ دعا پڑھے۔ پھال رہے کہ مسلمان مسجد میں صرف عبادت کے لیے آتا ہے اور اکثر طلب روزی کے لیے مسجد سے نکلتا ہے، لہذا آئے وقت رحمت اور جاتے وقت فضل مانگنا بہتر ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۶۶۴)

حضرت ابوتامارہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ وہ

299- وَعَنْ أَبِي تَمَّارَةَ السَّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ كَلِمَتَيْنِ: رَوَاهُ

الشَّيْخَانِ

رکعتیں (اُقل) پڑھے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(مسلم، کتاب صلوة المسافرين، باب امتحاب تحية المسجد... الخ، جلد 1 صفحہ 248) (بخاری، کتاب الصلوة، جلد 1 صفحہ 83، باب اذا دخل احدكم المسجد... الخ)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ نفل تحیۃ المسجد ہیں جو مسجد میں داخلے کے وقت پڑھے جاتے ہیں جب کہ وقت کراہت نہ ہو، لہذا فجر اور مغرب کے سوا باقی نمازوں میں یہ نفل پڑھنا مستحب ہے۔ خیال رہے کہ یہ حکم عام مسجدوں کے لیے ہے، مسجد حرام کے لیے بجائے ان نوافل کے طواف بہتر ہے اور یہ حکم غیر خطیب کے لئے ہے، خطیب جمعہ کے دن مسجد میں آتے ہی خطبہ پڑھے گا۔

(مرآة المناجیح ج 1 ص ۶۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد سے نکلا۔ اس کے بعد کے مؤذن نے اذان کہہ لی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بہر حال یہ تو اس نے ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ پھر فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا جب تم مسجد میں ہو پھر نماز کے لئے اذان کہی جائے تو تم میں سے کوئی ایک مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لے۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور بیہوشی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

300- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا أَكَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَمَرَ تَارِسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَتُؤَدَى بِالصَّلَاةِ فَلَا تَخْرُجَ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّيَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ. (مسند احمد جلد 2 صفحہ 837) (مجمع الزوائد، کتاب الصلوة، باب فیمن خرج من المسجد بعد الاذان، جلد 2 صفحہ 8)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حکم اس کے لیے ہے جس نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اور بلا علم مسجد سے جائے واپسی کا ارادہ نہ ہو لہذا جو نماز پہلے ہی پڑھ چکا ہے، پھر اذان ہوئی وہ مسجد سے جا سکتا ہے، ایسے ہی اذان کے بعد استنشاء وغیرہ کرنے پھر لوٹنے کے ارادے سے جا سکتا ہے، ایسے ہی اگر پھر دوسری مسجد کا امام یا جماعت کا مُتَّظِم ہو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۴۹۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 5، ص 85، مرآة المناجیح ج 1، بہار شریعت جلد 1، حصہ سوم، کا مطالعہ

فرمائیے۔

## بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

301- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَذِّنُوا لَهُنَّ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنُ مَاجَةَ.

## عورتوں کا مسجدوں میں جانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں تم سے رات کے وقت مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دیا کرو۔ اسے ابن ماجہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب خروج النساء الى المساجد... الخ' جلد 1 صفحہ 119) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب خروج

النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة... الخ' جلد 1 صفحہ 183) (نسائی 'کتاب المساجد' باب النهی عن منع

النساء... الخ' جلد 1 صفحہ 115) (ابوداؤد 'کتاب الصلوٰۃ' باب ما جاء في خروج النساء الى المسجد' جلد 1 صفحہ 84)

(ترمذی 'ابواب السفر' باب في خروج النساء الى المساجد' جلد 1 صفحہ 127) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 143)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اپنے زمانہ میں تھا:

لو ادرك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما

منعت نساء نبي اسرائيل. (صحیح مسلم باب خروج النساء الى المساجد نور محمد صح الطابع کراچی ۱/۱۸۳)

اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انھیں مسجد سے منع نہ فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔

پھر تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی، پہلے جوان عورتوں کو پھر بوڑھیوں کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہو گیا، کیا اس زمانے کی عورتیں گریہ والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ و لالہ تھیں اب صالحات ہیں یا جب فاحشات زائد تھیں اب صالحات زیادہ ہیں یا جب فیوض و برکات نہ تھے اب ہیں یا جب کم تھے اب زائد ہیں، حاشہ بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں، جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں، اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا يأتي عام الا والذي بعده شر منه. (صحیح البخاری باب الاذاتی الزمان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۳۷) (فتح

الباری شرح البخاری باب الاذاتی الزمان الخ، دار المعرفۃ بیروت ۱۳/۱۷)

جو سال بھی آئے اس کے بعد والا اس سے بُرا ہی ہوگا۔

بلکہ عنایہ امام اکمل الدین بابر ترقی میں ہے کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع

فرمایا، وہ ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں، فرمایا: اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

حيث قال ولقد نهى عمر رضى الله تعالى عنه النساء عن الخروج الى المساجد فشكون الى عائشة رضى الله تعالى عنها فقالت لو علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما علم عمر ما اذن لكن في الخروج. (العناية على هامش فتح القدير باب الامامة نوريه رضويه سحر ۱/۳۱۷)

وہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں، انہوں نے فرمایا: اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دیکھتے جو حضرت عمر نے دیکھا تو وہ بھی مسجد جانے کی اجازت نہ دیتے۔

پھر فرمایا: فاجتبع به علماء وناو منعوا الشواب عن الخروج مطلقا امام العجائز فمنهن ابو حنيفة رضى الله تعالى عنه عن الخروج في الظهر والعصر دون الفجر والمغرب والعشاء والفتوى اليوم على كراهة حضورهن في الصلوات كلها الظهور الفساد.

(العناية على هامش فتح القدير باب الامامة نوريه رضويه سحر ۱/۳۱۷)

اسی سے ہمارے علماء نے استدلال کیا، اور جوان عورتوں کو جانے سے مطلقاً منع فرمایا۔ رہ گئیں بوڑھی عورتیں، ان کے لیے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر و عصر میں جانے سے ممانعت اور فجر، مغرب اور عشاء میں اجازت رکھی، اور آج فتویٰ اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں ان کی بھی حاضری منع ہے اس لیے کہ خرابیاں پیدا ہونے لگی ہیں۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۹، ص ۵۳۹-۵۵۰)

302- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ وَلِيَخْرُجْنَ تِفْلَاتٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ خَزِيمَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں کو مسجد جانے سے نہ روکو اور ان کو چاہئے کہ وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 438) (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء في خروج النساء الى المسجد جلد 1 صفحہ 84)

(ابن خزيمة، جماع ابواب صلوٰۃ النساء في الجماعة جلد 3 صفحہ 90، رقم الحديث: 1679)

303- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَضْرَتِ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ جُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رَوَايَتٌ

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کی بندگیوں مسجدوں سے نہ روکو اور ان کو چاہئے کہ وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بزار رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ الْمَسَاجِدَ وَلِيُخْرَجُنَّ تِفْلَاتٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد، جلد 5 صفحہ 192) (كشف الاستار، كتاب الصلوة جلد 1 صفحہ 222، رقم الحديث: 445) (المعجم

الكبير للطبراني جلد 5 صفحہ 248، رقم الحديث: 5239) (مجمع الزوائد، كتاب الصلوة، باب خروج النساء، الى المساجد... الخ، جلد 2 صفحہ 32)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے ہیں جو اب عورتوں نے حال بنایا ہے تو آپ ضرور انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

304- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدَتْ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مَنَعَتْ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، كتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد... الخ، جلد 1 صفحہ 119) (مسلم، كتاب الصلوة، باب خروج

النساء الى المساجد... الخ، جلد 1 صفحہ 183)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبودار دھونی لے تو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو اس حدیث کو مسلم ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

305- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا امْرَأَةٌ أَصَابَتْ بِخُورٍ أَفَلَا تَشْهَدُ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(مسلم، كتاب الصلوة، باب خروج النساء الى المساجد... الخ، جلد 1 صفحہ 183) (ابوداؤد، كتاب الترجل، باب في

طيب امرأة للخروج، جلد 2 صفحہ 219) (نسائی، كتاب الزينة، باب النهي للمرأة ان تشهد الصلوة... الخ، جلد 2 صفحہ 282)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں:

کیونکہ اس وقت اندھیرا ہوتا ہے، فساد کا خطرہ زیادہ ہے۔ معلوم ہوا کہ اس زمانے میں بھی عورتوں کو نہایت سخت

پابندیوں کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی اجازت تھی حالانکہ وہ زمانہ خیر تھا، دھونی کی خوشبو کپڑوں میں نہایت معمولی ہستی ہے مگر اس پر بھی انہیں نکلنے سے منع کیا گیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۵)

حضرت عبداللہ بن سوید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پھوپھی ابو حمید ساعدی کی بیوی ام حمید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہوں تو آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہے اور تیرے گھر میں تیری نماز بہتر ہے۔ تیری بیٹھک میں پڑھی ہوئی نماز سے اور تیری بیٹھک میں نماز بہتر ہے۔ گھر میں نماز سے اور تیری گھر میں نماز بہتر ہے۔ اپنے محلہ کی مسجد سے اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میری مسجد میں نماز پڑھنے سے راوی فرماتے ہیں اس عورت نے حکم دیا تو اس کے لئے اس کے گھر کے آخری اور تاریک کونے میں ایک مسجد بنا دی گئی۔ پس وہ اسی میں نماز پڑھتی رہی حتیٰ کہ اس کا وصال ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کسی عورت نے نماز نہیں پڑھی جو اس کے لئے اس کے گھر کی پوشیدہ جگہ نماز پڑھنے سے بہتر ہو۔ سوائے مسجد حرام یا مسجد نبوی کے مگر وہ عورت جو اپنے موزے پہن کر نکلے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور بیٹھی نے کہا اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(المعجم الكبير للطبرانی جلد 9 صفحہ 339 رقم الحديث: 9472) (مجمع الزوائد باب خروج النساء الى

306- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حَمِيدٍ أُمِّ امْرَأَةِ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعِي وَصَلَاتِكَ فِي بَيْتِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي مَجْرَتِكَ وَصَلَاتِكَ فِي مَجْرَتِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي دَارِكَ وَصَلَاتِكَ فِي دَارِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِكَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكَ وَصَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِي قَالَ فَأَمَرْتُ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهَا فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتْ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مسند احمد جلد 6 صفحہ 371)

307- وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا صَلَّتِ امْرَأَةٌ خَيْرًا لَهَا مِنْ قَعْرِ بَيْتِهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ أَوْ مَسْجِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا امْرَأَةٌ تَخْرُجُ فِي مَنْقَلِيهَا يَعْزِي خُفْيَهَا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجَالَهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

شرح: معشر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں حجرے سے مراد گن ہے کیونکہ اس کی طرف حجرے کے دروازے ہوتے ہیں اس لیے مجازاً اسے حجرہ کہہ دیا گیا۔ ۱۲  
 صدر سامان کی کوٹھڑی کو کہتے ہیں یہ خدع سے ہے، بمعنی چھپانا اور بیت رہنے کی کوٹھڑی کو کہتے ہیں بیتوت سے  
 ہے، بمعنی شب گزارنا، سامان کی کوٹھڑی دوسری کوٹھڑی کے پیچھے ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ عورت کے لیے پردہ بہت  
 اہم ہے لہذا جس قدر پردے میں نماز پڑھے گی اسی قدر بہتر ہوگا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۸۷)

308- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ مِنْ  
 بَنِي إِسْرَائِيلَ يُصَلُّونَ جَمِيعًا فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا  
 كَانَ لَهَا خَلِيلٌ تَلَبَّسَ الْقَالِبِينَ تَطُولُ بِهَا  
 يَحْلِيلُهَا فَالْقَى اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِنَ الْحَيْضُ  
 فَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ أَخْرِجُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ  
 أَخْرَجَهُنَّ اللَّهُ قُلْنَا مَا الْقَالِبِينَ قَالَ  
 رَفِضَتَيْنِ مِنْ خُشْبٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي  
 الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالَهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے مرد اور  
 عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے۔ پس عورت کا جب کوئی  
 دوست ہوتا تو وہ قالبین پہن کر اس کے لئے  
 نمایاں ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر حیض مسلط کر دیا تو  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے  
 ہیں۔ ان کو نکالو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نکالا ہم  
 نے کہا قالبین کیا ہے تو فرمایا لکڑی کے بنے ہوئے  
 جوتے۔ طبرانی نے اسے کبیر میں روایت کیا ہے اور ہیثمی  
 فرماتے ہیں: اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(المعجم الكبير للطبراني جلد 9 صفحہ 342 رقم الحديث: 9484) (مجمع الزوائد باب خروج النساء الى

السااجد... الخ جلد 2 صفحہ 35)

309- وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ أَنَّهُ رَأَى  
 عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُخْرِجُ النِّسَاءَ مِنَ  
 الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَقُولُ أَخْرِجْنَ إِلَى  
 بُيُوتِكُنَّ خَيْرٌ لَكُنَّ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ  
 وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ مُوثِقُونَ.

حضرت ابو عمرو شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
 انہوں نے عبد اللہ بن مسعود کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں  
 کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے اپنے گھروں کی طرف  
 نکل جاؤ۔ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر  
 میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(المعجم الكبير للطبراني جلد 9 صفحہ 340 رقم الحديث: 9475) (مجمع الزوائد كتاب الصلوة باب خروج النساء

الى السااجد جلد 1 صفحہ 35)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ۹۳، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور جنتی  
 زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## نماز کے طریقہ کا بیان

## أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

تکبیر کے ساتھ نماز کے آغاز کا بیان

بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِالتَّكْبِيرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز کے ارادہ سے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ۔ اسے شیخین نے روایت کیا۔

310- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'کتاب الاستیذان' باب من رد فقال عليك السلام 'جلد 2 صفحہ 924) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب وجوب

القرأة الفاتحة في كل ركعة... الخ 'جلد 1 صفحہ 170)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی چابی طہارت ہے۔ اس کی تحریم تکبیر اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔ اسے نسائی کے علاوہ پانچ محدثین نے بیان کیا ہے اور اس کی سند میں کمزوری ہے

311- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ. رَوَاهُ الْحَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَفِي إِسْنَادِهِ لِين.

(ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء في تحريم الصلوة وتحليلها 'جلد 1 صفحہ 55) (ابوداؤد 'کتاب الطهارة' باب

فرض الوضوء' جلد 1 صفحہ 9) (ابن ماجہ 'کتاب الطهارة' باب مفتاح الصلوة الطهور صفحہ 24) (مسند احمد

جلد 1 صفحہ 123)

شرح: مُفْتَتِحُ شَيْءٍ حَكِيمٌ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

کہ جیسے بغیر کنجی قفل نہیں کھلتا، ایسے ہی وضو، غسل یا تیمم کے بغیر نماز شروع نہیں ہو سکتی۔ یہ حدیث امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ جو وضو اور تیمم نہ کر سکے وہ نماز نہ پڑھے۔

یعنی حج کا احرام تلبیہ سے بندھتا ہے کہ تلبیہ کہتے ہی حاجی پر صد ہا چیزیں حرام ہو جاتی ہیں، ایسے ہی نماز کا احرام تکبیر سے بندھتا ہے کہ تکبیر کہتے ہی کلام، سلام، کھانا، پینا سب حرام۔ نیز جیسے حج کے احرام سے کھلنا سر منڈانے سے ہوتا ہے، ایسے ہی نماز کا احرام سے کھلنا سلام سے ہوتا ہے کہ سلام پھیرتے ہی مذکورہ بالا تمام چیزیں حلال۔ خیال رہے کہ تکبیر تحریمہ سب کے نزدیک فرض ہے مگر سلام امام شافعی و مالک و احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک فرض، اور ہمارے امام صاحب کے یہاں واجب ہے۔ ان بزرگوں کی دلیل یہی حدیث ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ان اعرابی کی دلیل

ہے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تعلیم دی اس میں سلام کا ذکر نہیں۔ اگر فرض ہوتا تو ضرور ذکر فرمایا جاتا، اس حدیث کی بنا پر ہم سلام کی فرضیت کا انکار کرتے ہیں، اس حدیث کی بنا پر سلام کے وجوب کے قائل، ہمارا عمل دونوں حدیثوں پر ہے۔ تکبیر و سلام کے پورے مسائل کتب فقہ میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۰۰)

312- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف منہ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اسے ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الصلوة، باب افتتاح الصلوة، جلد 1 صفحہ 58)

313- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ وَالْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيمُ. رَوَاهُ أَبُو نَعِيمٍ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِصِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نماز کی چابی تکبیر ہے اور اس کا اختتام سلام ہے۔ اسے ابو نعیم نے کتاب الصلوة میں روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(تلخیص الحبیر، باب صفة الصلوة نقلًا عن ابی نعیم فی کتاب الصلوة، جلد 1 صفحہ 216)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۹۳، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ

اٹھانے کی جگہوں کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھاتے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرَةِ

الْإِحْرَامِ وَبَيَانِ مَوَاضِعِهِ

314- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الافتتاح، جلد 1 صفحہ 103) (مسلم، کتاب الصلوة، باب

استحباب رفع اليدين... الخ، جلد 1 صفحہ 168)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی شرح ابھی گزر چکی کہ گئے کندھوں تک رہتے اور انگوٹھے کانوں تک۔

اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کیا مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ آخر وقت تک کیا۔ حق یہ ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ وہ کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً کیا تھا پھر چھوڑ دیا، نیز سیدنا ابن مسعود، عمر ابن خطاب، علی مرتضیٰ، براء ابن عازب، حضرت علقمہ وغیر ہم بہت صحابہ سے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے، نیز ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا تکبیر اولیٰ کے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے، نیز رسالہ آفتاب محمدی میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث چند روایتوں سے منقول ہے جس میں سے ایک روایت میں یونس ہے جو سخت ضعیف ہے، دوسری اسناد میں ابو قلابہ ہے جو خارجی المذہب تھا (دیکھو تہذیب)، تیسری اسناد میں عبید اللہ ہے یہ پکارا نضی تھا، چوتھی اسناد میں شعیب ابن اسحاق ہے جو مرجیہ مذہب کا تھا۔ غرض کہ رفع یدین کی احادیث کی اکثر اسنادوں میں بد مذہب خصوصاً روافض بہت شامل ہیں کیونکہ یہ ان کا عمل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ روافض کے تقیہ کی وجہ سے امام بخاری کو بھی پتہ نہ لگا ہو، لہذا مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ نمازوں میں سوا تکبیر تحریمہ کے اور کہیں رفع یدین نہ کیا جائے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲)

315- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ  
إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ  
حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ. رَوَاهُ الْحَبَسَةُ وَ  
صَحَّهَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اٹھاتے۔ آخر تک حدیث بیان کی۔ اسے پانچ محدثین نے روایت کیا اور احمد اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب ما يستفتح به الصلوة جلد 1 صفحہ 110) (ابن ماجہ کتاب الصلوة باب رفع الیدین اذا رفع رأسه من الركوع صفحہ 62) (نسائی کتاب الافتتاح باب رفع الیدین حذو المنکبین جلد 1 صفحہ 140) (ترمذی ابواب الصلوة باب رفع الیدین عند الركوع جلد 1 صفحہ 59) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 93)

316- عَنْ أَبِي مُحمَّدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ  
إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهَيْمًا

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔ یہاں

مَنْ كَبَّيْهِ الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ الْخَبَسَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ  
وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔  
تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے برابر کر دیتے۔  
نسائی کے علاوہ اس حدیث کو پانچ محدثین نے بیان کیا  
اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب افتتاح الصلوة' جلد 1 صفحہ 106) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب رفع اليدين عند  
الركوع' جلد 1 صفحہ 59) (ابن ماجه 'كتاب الصلوة' باب رفع اليدين اذار كع واذار رفع رأسه من الركوع' جلد 1 صفحہ 62)  
(مسند احمد جلد 5 صفحہ 424)

شرح: مُفْتَرِ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْخِتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اس طرح کہ ہاتھ کے گئے کندھوں کے مقابل ہوتے اور انگوٹھے کانوں کے مقابل لہذا یہ حدیث مسلم، باربری کی اس  
روایت کے خلاف نہیں جو ابھی آ رہی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے  
کیونکہ وہاں انگوٹھے مراد ہیں جو لوگ کندھوں سے انگوٹھے لگاتے ہیں وہ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے، خفیوں کا عمل اس پر  
بھی ہے اور اس پر بھی، لہذا یہ حدیث خفیوں کے بالکل خلاف نہیں، بلکہ موافق ہے۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی پوری بحث  
ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو جہاں اس پر بیس حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔ حدیثوں کو جمع کرنا ضروری ہے نہ کہ  
کسی حدیث کو چھوڑنا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱)

317- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى  
الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا. رَوَاهُ الْخَبَسَةُ إِلَّا ابْنَ  
مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے  
کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کر کے  
اٹھاتے۔ اسے پانچ محدثین نے بیان کیا۔ سوائے ابن  
ماجہ کے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی 'ابواب الصلوة' باب فی نشر الاصابع' جلد 1 صفحہ 56) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب من لم يذكر الرفع عند  
الركوع' جلد 1 صفحہ 110) (نسائی 'كتاب الافتتاح' باب رفع اليدين مَدًّا' جلد 1 صفحہ 141) (مسند احمد جلد 2  
صفحہ 375)

318- وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا  
كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهَيَا أذُنَيْهِ وَفِي  
رِوَايَةٍ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهَيَا فُرُوعِ أذُنَيْهِ. رَوَاهُ  
حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر  
کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ انہیں اپنے  
دونوں کانوں کے برابر کر دیتے اور ایک روایت

مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الصلوة، باب استحباب الرفع  
الیدین خذو المنکبین... الخ، جلد 1 صفحہ 168)

میں ہے حتیٰ کہ وہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے اوپر  
والے حصہ کے برابر کرتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا

ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں، مطلب وہی ہے کہ انگوٹھے کانوں تک اٹھیں اور  
گئے کندھوں تک۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی بہت احادیث ہیں جو ہم نے اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کر دی  
ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۳)

319- وَعَنْ وَائِلِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ  
حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَصَفَّ هَمَامًا حِيَالِ  
أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے  
تو آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔ ہمام  
نے اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا اپنے  
دونوں کانوں تک اسے امام مسلم نے روایت کیا۔

(مسلم، کتاب الصلوة، جلد 1 صفحہ 173)

320- وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالِ  
أُذُنَيْهِ قَالَ ثُمَّ اتَّيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ  
أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ  
وَعَلَيْهِمْ بَرَّ اِنْسٍ وَاكْسِيَّةٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
وَاخَرُونَ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو  
اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا۔ وائل بن  
حجر فرماتے ہیں پھر میں ان کے پاس آیا تو وہ نماز کے  
شروع میں اپنے ہاتھ اپنے سینوں تک اٹھا رہے تھے اور  
ان پر لمبی ٹوپیاں اور چادریں تھیں۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب رفع الیدین، باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری، جلد 1 صفحہ 105)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

الحمد للہ! یہ وہی چیز ہے جو فقیر نے ابھی عرض کی تھی اور یہ حدیث ان تمام حدیثوں کی شرح ہے جن میں کندھوں یا  
کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس حدیث نے ان دونوں کو جمع کر دیا، حنفیوں کا اسی پر عمل ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵ تا ۹، مرآة المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ

فرمائیں۔

## بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الْيُسْرَى

321- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤَمَّرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَبُو حَازِمٍ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَتِمُّ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھے نماز میں ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں یہی جانتا ہوں آپ نے یہ حدیث نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کی ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ جلد 1 صفحہ 102)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجحآن فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، خذرجی ہیں، قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پندرہ برس کے تھے، مدینہ میں آخری صحابی آپ ہی ہیں، یعنی سب سے آخر میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔

ذراع کلائی سے لے کر کہنی تک کو کہتے ہیں، یہاں ناف کے نیچے کلائی پر ہاتھ رکھنا مراد ہے اگر سینہ پر ہاتھ رکھنا مراد ہوتا تو مرد کی قید نہ ہوتی کیونکہ عورتیں سینہ پر ہاتھ رکھتی ہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج 2 ص 24)

322- عَنْ وَائِلِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَكَثَّرَ ثُمَّ التَّحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمسلم.

حضرت وائل بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب وہ نماز میں داخل ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور تکبیر کہی پھر آپ نے اپنا کپڑا اوڑھ لیا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مسلم نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الصلوۃ باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری... الخ جلد 1 صفحہ 173) (مسند احمد جلد 4

صفحہ 317)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجحآن فرماتے ہیں:

آپ کا نام وائل ابن محمد ابن ربیعہ ابن وائل ابن بھمر ہے، کنیت ابو حمیدہ، قبیلہ بنی حزم سے ہیں، حضرت موت کے شاہزادہ تھے، جب اسلام لانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور اپنے قریب بٹھالیا اور فرمایا کہ تم نے اللہ کے لیے بہت دراز سفر کیا اور بہت دعائیں دیں، حضرت موت کا حاکم بنایا۔ اس

سے معلوم ہوا کہ آپ کو ہمیشہ حاضری بارگاہ میسر نہ تھی۔

چونکہ سردی زیادہ تھی اس لیے ہاتھ لپیٹ لیے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ کھولنا ضروری نہیں، چادر وغیرہ میں ہاتھ لپیٹ کر یا ڈھک کر بھی جائز ہے۔

سوائے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام اماموں کے ہاں نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ہاتھ چھوڑنا سنت ہیں۔ یہ حدیث تمام اماموں کی دلیل ہے، نیز داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ان سب کے ہاں سنت ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ ناف کے اوپر ہاتھ رکھے یا نیچے، ہمارے ہاں نیچے رکھنا سنت ہے۔ فقیر نے "جاء الحق" حصہ دوم میں اس پر چودہ حدیثیں پیش کیں جس میں لفظ تحت السرة یعنی ناف کے نیچے صراحتاً مذکور ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے سند صحیح سے جس کے سارے راوی ثقہ ہیں انہیں وائل ابن حجر سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا۔ دارقطنی، بیہقی، رزین، کتاب الآثار، مصنفہ امام محمد ابن حزم وغیرہم نے مختلف صحابہ سے مرفوع و موقوف حدیثیں نقل کیں جن سب میں تحت السرة موجود ہے، نیز ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں ادب کا اظہار ہے۔ غلام مولیٰ کے سامنے ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں، کہنی پر ناف سے اوپر ہاتھ رکھنا پہلوانوں کا طریقہ ہے جو کشتی لڑتے وقت خم ٹھونک کر مقابل کے سامنے آتا ہے۔ اس کی پوری تحقیق "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۶)

323- وَعَنْهُ قَالَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر اور کلائی پر رکھا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 318) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب موضع اليمين من الشمال في الصلوة' جلد 1 صفحہ 141) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب رفع اليدين' جلد 1 صفحہ 105)

324- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى. رَوَاهُ الْأَزْبَعَةُ إِلَّا الْبُرْمَانِيَّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھتے تو اپنا بائیں ہاتھ اپنے داییں ہاتھ پر رکھتے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ چار محدثین نے بیان کیا اور اس کی سند حسن



ہے۔

(نسائی 'کتاب الافتتاح' باب فی الامام اذا رای الرجل... الخ' جلد 1 صفحہ 141) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب وضع الیمنی علی الیسری' جلد 1 صفحہ 110) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوة' باب وضع الیمنین علی الشمال فی الصلوة' جلد 1 صفحہ 59)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 5، 9، 10، 11، 12، 13، 14، 15، 16، 17، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھنے کا بیان

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اپنے سینے کے اوپر اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بیان اور اس کی سند میں نظر ہے اور علی صدرہ کے الفاظ کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ

325- عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَفِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ وَزِيَادَةٌ عَلَى صَدْرِهِ غَيْرٌ مَحْفُوظَةٌ.

(صحیح ابن خزیمہ 'کتاب الصلوة' جلد 1 صفحہ 243 رقم الحدیث: 479)

حضرت قبیسہ بن حلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی دائیں اور بائیں جانب پھرتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ انہوں نے یہ اپنے سینہ پر رکھا اور حضرت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر جوڑ کے اوپر رکھا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے لیکن علی صدرہ کا قول غیر محفوظ۔

326- وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يُسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ وَوَصَفَ يَحْيَى الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْبَفْصِلِ رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ لَكِنْ قَوْلُهُ عَلَى صَدْرِهِ غَيْرٌ مَحْفُوظٌ. (مسند احمد جلد 5 صفحہ 226)

شرح: نماز میں ہاتھ باندھنے کا حنفی طریقہ:

علامہ محمد ابراہیم حلبی علیہ رحمۃ اللہ الخلی تحریر فرماتے ہیں: "بعد تکبیر فوراً ہاتھ باندھ لیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے: مرد ناف

کے نیچے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوز پر رکھے، چھٹکلیا اور انگوٹھا کلائی کے اگل بغل (دائیں بائیں) رکھے اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے۔ عورت اور فضیٰ بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی کو رکھے۔ (غنیۃ السنن، ص ۳۰۰)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے نکالیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہ چاہے بلکہ ناف کے نیچے لاکر باندھ لے۔ (بہار شریعت حصہ ۳، ص ۹۰)

327- وَعَنْ طَاوُسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بِيَمَانَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيلِ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ. قَالَ التِّيمُوْنِيُّ وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ أُخْرُ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ.

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا پھر انہیں حالت نماز میں اپنے سینے پر باندھتے اس کو ابو داؤد نے مراسیل میں بیان کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔ علامہ نیوی فرماتے تھے اس بارے اور بھی احادیث ہیں لیکن سب کی سب ضعیف ہیں۔

(مراسیل ملحقة سنن ابی داؤد، کتاب الصلوة، باب ماجاء فی الاستفتاح، صفحہ 6)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

ہاتھوں کو ناف کے اوپر رکھنے کا بیان

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ ناف کے اوپر کلائی پر رکھ کر پکڑے ہوئے تھے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا اور ناف کے اوپر کے الفاظ کی زادتی محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ فَوْقَ الشَّرَّةِ

328- عَنْ جَرِيرِ بْنِ الصَّبِيحِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُمَسِّكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرَّسْخِ فَوْقَ الشَّرَّةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزِيَادَةُ فَوْقَ الشَّرَّةِ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

(ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوة، هذا الحدیث موجود فی بعض نسخ ابی داؤد دون

بعض نقلناہ من مطبوعہ العصر وایضاً موجود فی جواشی طبع مکتبہ امدادیہ، ملتان (پاکستان)، جلد 1 صفحہ 280، رقم

الحدیث: 756)

329- وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ

حضرت ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

أَمْرِي عَطَاءٌ أَنْ أَسْأَلَ سَعِيدًا أَيْنَ تَكُونُ  
الْيَدَانِ فِي الصَّلَاةِ فَوْقَ الشُّرَّةِ أَوْ أَسْفَلَ مِنَ  
الشُّرَّةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَعِيدٌ فَوْقَ الشُّرَّةِ. رَوَاهُ  
الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيٍّ.

مجھے حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ  
میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوں  
کہ نماز میں دونوں ہاتھ ناف کے اوپر ہوں گے یا ناف  
کے نیچے پس میں نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا  
ناف کے اوپر ہوں گے۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت  
کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

(سنن الکبیری للبیہقی، کتاب الصلوة، باب وضع  
الیدین علی الصدر... الخ، جلد 2 صفحہ 31)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
علماء احناف (اللہ تعالیٰ ان پر لطف و کرم عام فرمائے) کے نزدیک حکم یہ ہے کہ خواتین نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں،  
اس مسئلہ پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے۔ علماء کا جم غفیر نے یہ بات اپنی اپنی کتب میں بغیر اختلاف نقل کی ہے، چنانچہ علامہ محمد  
بن محمد بن محمد المعروف ابن امیر الحاج حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے منیہ کی شرح میں فرمایا: تیسرا مقام ہاتھ رکھنے کے بارے میں  
ہمارے علمائے نے فرمایا کہ مرد ناف کے نیچے اور عورت سینہ پر ہاتھ باندھے اھ ملخصاً۔ اور یہ بھی فرمایا کہ عورت اپنے دونوں  
ہاتھ سینہ پر رکھے جیسا کہ جم غفیر نے تصریح کی ہے (حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی) (۲۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

لاجرم علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ درغنیہ این مسئلہ را  
متفق علیہا گفت و حدیث اگر بمواقف معلوم نیست بمخالف ہم وارد نیست ومن ادعی  
فعلیہ البیان ولہذا محقق حلبی در حلیہ فرمود: ثم انما قلنا ان المرأة تضع یمناھا علی یسر  
ھا علی صدرھا لانه استرلھا فیکون ذلک فی حقھا اولی لھا عرف من ان الاولی اختیار ماھو  
استرلھا من الامور الجائزۃ کل منھا لھا من غیر منع شرعی عنہ وخصوصا فی الصلوة ایں است  
آنچه درباری النظر و نماید وانما۔ اور علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے غنیۃ میں اس مسئلہ پر اتفاق علماء کی  
تصریح کی ہے اور اگر کوئی حدیث اس کے موافق نہیں ملتی تو اس کی مخالفت میں بھی وارد نہیں مگر کوئی دعویٰ کرتا ہے ت  
دلیل پیش کرے، اسی لیے محقق حلبی نے حلیہ میں فرمایا: ہم نے جو یہ کہا کہ عورت اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر  
باندھے یہ اس لیے کہ عورت کے لئے اس میں زیادہ ستر ہے لہذا یہ اس کے حق میں اولیٰ ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ  
عورت کے حق میں جتنے بھی امور جائز ہیں ان میں سے اسی کو اختیار کرنا بہتر ہے جو سب سے زیادہ ستر کا سبب ہو خصوصاً  
حالت نماز میں زیادہ خیال رکھنا چاہئے، یہ تو وہ ہے جو ظاہر نظر میں آیا ہے۔ (حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

اقول وباللہ التوفیق میرسد کہ ایں مسئلہ را بعدیے جید الاسناد و رنگ اثبات و ہم تقریرش آنچنان کہ در محل وضع از سید عالم  
دو صورت مروی است یکے زیر ناف بستن و دروے احادیث عدیدہ وارد است اچھا ماروی ابو بکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ قال

حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابن جبر عن ابيه رضى الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله في صلاة تحت السرو۔ امام علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ تعالیٰ در تخریج احادیث اختیار شرح مختار فرماید سندہ جید و روایتہ کلہم ثقات اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ کی توفیق سے کہ اس مسئلہ پر ایک حدیث جید الا سناد پیش کروں اس کی تقریر یوں ہے کہ حضور سے ہاتھ باندھنے کی دو صورتیں مروی ہیں ایک صورت زیر ناف کی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں سب سے اہم روایت وہ ہے جسے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ ہمیں وکیع نے موسیٰ بن عمیر سے علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دوران نماز نبی اکرم کو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے دیکھا ہے۔ امام علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اختیار شرح مختار کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ وضع الیمین علی الشمال من کتاب

الصلوة مطبوعہ دار القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۹۰) (تخریج احادیث شرح مختار لقاسم بن قطلوبغا)

دوم بر سینہ نهادن و دریں باب ابن خزیمہ را حدیثی است در صحیح خودش ہم از وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ: قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فوضع یدہ الیمینی علی یدہ الیسری علی صدرة دوسری ۲ صورت سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہے اس بارے میں ابن خزیمہ اپنے صحیح میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت لائیں ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے کا شرف پایا تو آپ نے اپنا دائیں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھیں۔ (صحیح ابن خزیمہ باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلوة مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۳۳)

وازا اینجا کہ تاریخ مجہول است دہر دور روایت ثابت و مقبول ناچار کار ہترجیح افتاد چون نیک نگریم بنائے اس امر بلکہ تمام افعال صلاۃ بر تعظیم است و معبود و معلوم عندا لتعظیم دست زیر ناف بستن است، ولہذا امام محقق علی الاطلاق در فتح فرماید: فی حال علی المعھود من وضعھا حال قصد لتعظیم فی القیام والمعھود فی الشاہد من تحت السرو ۲۔

(فتح القدر باب مفت الصلوة نور یہ رضویہ سکر ۱/۲۳۹)

چونکہ اس کی تعریف کا علم نہیں کہ کون سی روایت پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی، اور دونوں روایات ثابت و مقبول ہیں تو لاجرم دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح ہوگی جب ہم نماز کے اس فعل بلکہ نماز کے تمام افعال پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ تمام کے تمام تعظیم پر مبنی نظر آتے ہیں اور مسلم و معروف تعظیم کا طریقہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے لہذا امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا ہے: قیام میں بقصد تعظیم ہاتھ باندھنے کا معاملہ معروف طریقے پر چھوڑا جائے اور قیام میں تعظیم ناف کے نیچے

ہاتھ باندھنا ہی معروف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۱۳۷-۱۳۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۶، مرآة المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ

فرمائیں۔

ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنے کا بیان

حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ ناف کے نیچے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت حجاج بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز کو سنایا راوی نے کہا کہ میں نے اس سے پوچھا کہ میں ہاتھ کیسے رکھوں تو انہوں نے کہا کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہر کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور ان دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔ اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب وضع الیمن علی الشمال ج ۱ ص ۳۹۱

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔ ناف کے نیچے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوات باب وضع الیمن علی الشمال جلد ۱ صفحہ ۳۹۰)

تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموش رہتے۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ الشُّرَّةِ

330- عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَايِلِ بْنِ حَجْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشُّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوات باب وضع

الیمن علی الشمال جلد ۱ صفحہ ۳۹۰)

331- وَعَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَجْلَزٍ أَوْ سَأَلْتُهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ أَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهَا أَسْفَلَ مِنَ الشُّرَّةِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوات باب وضع

الیمن علی الشمال جلد ۱ صفحہ ۳۹۱)

332- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشُّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ. وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

بَابُ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ

333- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ

کہ انہوں نے کہا تھوڑی دیر تو میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ تکبیر اور قرأت کے درمیان آپ خاموش رہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جو دوری تو نے مشرق و مغرب کے درمیان کی اور مجھے خطاؤں سے ایسے صاف کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میری خطاؤں کو پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ اسے سوائے ترمذی کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

قَالَ مُنِيَّةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالرَّيْدِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ.

(بخاری 'کتاب الاذان' باب ما یقرأ بعد التکبیر' جلد 1 صفحہ 103) (مسلم 'کتاب المساجد' باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقرأة' جلد 1 صفحہ 219) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب الدعاء بین التکبیر والقرأة' جلد 1 صفحہ 142) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب السکة عند الافتتاح' جلد 1 صفحہ 113) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوة' باب افتتاح الصلوة' صفحہ 59) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 231)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرٍ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْعَمَلَانِ فَرَمَاتے ہیں:  
یعنی تلاوت قرآن سے پہلے خاموش رہتے تھے جہر نہ کرتے تھے جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے۔  
یہ ہے عشق و ادب کا اجتماع! سوال سے پہلے اپنی قربانی کا ذکر، پھر آپ کا عمل شریف پوچھتا کہ خود بھی اس کی نقل کر کے رحمت الہی کے مستحق ہو جائیں۔  
یعنی مجھے خطاؤں سے بہت دور رکھ یا جو خطائیں مجھ سے واقع ہو چکیں انہیں مجھ سے دور کر جیسے مشرق مغرب سے نہیں مل سکتی ایسے وہ خطائیں مجھ سے نہ مل سکیں۔ پہلی صورت میں دعائے عصمت ہے اور دوسری صورت میں تعلیم امت۔  
۳۔ خیال رہے کہ سفید کپڑے کو بہت احتیاط سے صاف کرتے ہیں کیونکہ اس کا معمولی دھبہ دور سے نظر آتا ہے اس لیے سفید کپڑے کا ذکر فرمایا۔

۵۔ یعنی مجھے اپنی مغفرت و رحمت کے ٹھنڈے پانی سے غسل دے دے جس سے طہارت بھی حاصل ہو اور ٹھنڈک و راحت بھی، یہ عجیب قسم کی تمثیل ہے۔ خیال رہے کہ ان جیسی تمام دعاؤں میں ہم گنہگاروں کو تعلیم دینا مقصود ہے، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح طیب و طاہر تھے، ہیں اور رہیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔ جس

پر حضور کی نگاہ کرم ہو جائے وہ پاک ہو جائے، رب فرماتا ہے: "وَيُزَكِّيهِمْ" ہمارے نبی لوگوں کو پاک فرماتے ہیں۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۴۱)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کیا کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میں ہر باطل سے جدا ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا امرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ پس تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوائے کوئی گناہ نہیں بخشتا اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے صرف تو ہی اچھے اخلاق کی ہدایت دیتا ہے اور مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے اور تیرے سوا کوئی بھی مجھ سے برے اخلاق کو دور نہیں کر سکتا۔ میں حاضر ہوں۔ تمام بھلائیاں تیرے قبضہ قدرت میں ہیں اور برائی تیری طرف منسوب نہیں۔ میں تیری ہی طرف پناہ پکڑتا ہوں تو بابرکت اور بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور جب رکوع میں جائے پھر اسی طرح آخر تک حدیث بیان کی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صلوٰۃ

334- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ  
إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِي  
لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا  
مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ  
وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَبِذَلِكَ  
أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ  
نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَأَغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا  
إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ  
الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِينِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ  
عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ  
لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ  
لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ  
أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ إِلَى  
أَخْرِ الْحَدِيثِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ.

(مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرها، باب صلوٰۃ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل، جلد 1

(صفحہ 263)



اللیل میں روایت کیا ہے۔

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: نسائی کی روایت سے ثابت ہے کہ یہ نماز نفل تھی۔ ابن حبان اور دارقطنی کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز تھی، مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ سرکارِ مدینہ ہر نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ مرقات میں ہے کہ یہ دعائیں شروع اسلام میں تھیں بعد میں "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ" الخ عموماً پڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ حضورِ قدرے بلند آواز سے پڑھتے تھے ورنہ حضرت علی مرتضیٰ کو کیسے پتہ چلتا۔

مطلقاً پیدا کرنے کو خلق کہا جاتا ہے اور بغیر مثال پیدا کرنے (ایجاد) کو فطرت، یعنی میں نے اپنا ظاہر باطن عمل اور نیت اللہ کے لیے خالص کر دیئے۔ ضروری ہے کہ یہ کہتے وقت انتہائی خشوع دل میں موجود ہوتا کہ رب کے سامنے جھوٹا نہ ہو۔

حنیف حنف سے بنا، بمعنی میل۔ حنیف وہ جو ہر برے دین اور برے عمل، برے خیالات، برے لوگوں سے الگ ہو اور حق پر قائم ہو، اب دین ابراہیم کو حنیف کہا جاتا ہے۔ مشرکین سے مراد کفار ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کھرا مومن اور خالص ہونا کمال ہے، ملاوٹ والا ہونا عیب ہے، کھرا سونا، خالص دودھ قابلِ قدر ہے ایسے ہی کھرا مومن خالص سنی لائق احترام۔ دوسرے یہ کہ اپنے ایمان کا اعلان ضروری ہے، ایمان چھپانا تقیہ کرنا منع۔

نُسُكٌ، نُسُكَةٌ کی جمع ہے، بمعنی عبادت۔ اصطلاح میں ارکانِ حج، قربانی، مطلق عبادت کو نُسُكٌ کہا جاتا ہے مگر عموماً قربانی کو نُسُكٌ بولتے ہیں۔

۵۔ مسلم سے مراد رب کا مطیع ہے، رب فرماتا ہے: "فَلَمَّا آسَلَمْنَا وَتَلَّاهُ لِلْجَبِينِ" یعنی میں رب کے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں، بعض روایات میں ہے "أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" میں پہلا مطیع ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے عابد و ساجد بندے ہیں کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نور پیدا ہوا جو ہزاروں سال رب کی عبادت میں مشغول رہا، نیز میثاق کے دن سب سے پہلے حضور ہی کی روح مبارک نے کہا سب نے حضور سے سن کر کہا۔ اس معنی سے حضور کے سوا کوئی پہلا مسلم نہیں ہم اپنے کو پہلا مسلم اپنی اولاد اور اپنے ماتحت کے لحاظ سے کہہ سکتے ہیں یا یہ معنی ہوں گے کہ خدایا تیرے احکام کی اطاعت پہلے میں کروں گا۔ (ازاحتہ)

خیال رہے کہ اس قسم کی ساری دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے محفوظ ہیں اور آپ کی خطاؤں کی مغفرت ہو چکی ہے جس کا اعلان قرآن شریف میں بھی ہوا، جو اس قسم کی دعائیں دیکھ کر حضور کو گنہگار مانے وہ بے دین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اخلاق عطا فرمائے اور ہر بد خلقی سے محفوظ فرماتا ہے: "إِنَّكَ لَعَلَىٰ"

خُلِقَ عَظِيمٌ" پھر حضور کا یہ دعا مانگنا طلب استقامت کے لیے ہے جیسے ہم سب دعا کرتے ہیں "إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ"۔

اگرچہ ہر خیر و شر کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ خیر کو اس کی طرف نسبت کیا جائے اور شر کو اپنی طرف۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ" جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ بیماری کو اپنی طرف نسبت کیا اور شفا کو رب کی طرف، خضر علیہ السلام نے فرمایا: "فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا" میں نے چاہا کہ اس کشتی کو عیب دار کر دوں اس لیے رب تعالیٰ کو رب البیت، رب محمد کہتے ہیں۔ رب کلاب وغیرہ کہنا منع ہے۔ لہذا حدیث بالکل واضح ہے اور اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ خیر و شر رب کی طرف سے ہے کہ وہاں خلق مراد ہے اور یہاں نسبت۔

زیادتی خیر ہمیشگی خیر کو برکت کہا جاتا ہے اور وہم و گمان سے اونچا ہونا تعالیٰ کہلاتا ہے اسی لیے یہ دو کلمات رب کے ساتھ خاص ہیں ان کی شان تو یہ ہے۔ شعر

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا  
پہچان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

گزشتہ گناہوں پر ندامت و شرمندگی اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا ارادہ توبہ ہے اور معافی چاہنا استغفار۔ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور خاص بندے گناہ نہیں کرتے اور توبہ کرتے ہیں، خاص الخاص نیکیاں کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں کہ خدا یا تیری شان کے لائق ہم سے نیکی نہ ہو سکی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۴۲)

335- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَجْهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا آتَاكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَيَحْمَدُكَ ثُمَّ يَقْرَأُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نفل پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو کہتے اللہ اکبر میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میں ہر باطل سے جدا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانیاں اور مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے اور تیری ہی حمد ہے پھر (اس کے بعد) قرأت کرتے۔ اس کو نسائی نے

(نسائی کتاب الافتتاح باب الدعاء بین التکبیر

روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُنْفَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ خُضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ السَّمْتَانِ فَرْمَاتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، اسی اُشبی ہیں، سواہ غزوه تبوک باقی تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، حضرت مصعب ابن عمیر کے ہاتھ شریف پر مدینہ پاک میں ایمان قبول کیا، مسلمانوں کے اختلاف پر آپ گوشہ نشین رہیں ۴۰ھ میں وفات پائی، آپ فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔

یہ حدیث گزشتہ ساری حدیثوں کی شرح ہے جس نے بتا دیا کہ نماز کی یہ ساری دعائیں اور اذکار نوافل میں ہیں، احناف یہی کہتے ہیں کہ فرائض و واجبات میں صرف "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ" پڑھے نفل میں جو چاہے، یہ حدیث حنیفوں کی قوی دلیل ہے۔

اس کی شرح گزر چکی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول مومن وہ ہے جس کا دل ہر بے دین اور ہر بے دینی سے متنفر ہو، کسی برائی کی طرف نہ جھکے یہی حنیف کے معنی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں حنیف فرمایا۔

یعنی اَعُوذُ بِاللّٰهِ اَوْ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے۔ (مراة المناجیح ج ۲ ص ۴۹)

336- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمَفْرَدِ فِي الدُّعَاءِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت حمید طویل رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے یا اللہ میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے۔ تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسے طبرانی اپنی کتاب المفرد باب فی الدعاء میں نقل کیا اور اس کی سند جید ہے۔

(الدراية فی تخریج احادیث الهدایة کتاب الصلوة باب صفة الصلوة نقلًا عن الطبرانی فی الدعاء جلد 1)

(صفحہ 129)

337- وَعَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت اسود رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے اے اللہ میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسے دارقطنی اور

طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوة' باب دعاء الاستفتاح التکبیر' جلد 1 صفحہ 300) (طحاوی 'کتاب الصلوة' باب ما یقال بعد تکبیرة الافتتاح' جلد 1 صفحہ 136)

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں یہ کلمات سناتے تھے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

338- وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. يُسَبِّحُنَا ذَلِكَ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(دارقطنی 'کتاب الصلوة' باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر' جلد 1 صفحہ 302)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ چہارم، کا مطالعہ فرمائیں۔

تعوذ اور بسم اللہ الرحمن  
الرحیم پڑھنا اور انہیں  
اونچا نہ پڑھنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو  
شیطان مردود سے۔

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب وہ نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر کہتے یا اللہ میں تیری حمد کے ساتھ تیری تعریف کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر آپ تعوذ پڑھتے اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی

بَابُ التَّعَوُّذِ وَقِرَاءَةِ بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَتَرْكِ الْجَهْرِ  
بِهِمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

(فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

339- عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(دارقطنی 'کتاب الصلوة' باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر' جلد 1 صفحہ 300)

سند صحیح ہے۔

حضرت ابو دائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نماز میں تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔ اس حدیث کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

340- وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانُوا يُسِرُّونَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ سَعِيدُ ابْنِ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(الدرایة 'کتاب الصلوة' باب صفة الصلوة نقلًا عن سعید بن منصور، جلد 1 صفحہ 135)

حضرت نعیم مجمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ حتیٰ کہ جب وہ غیر المغضوب علیہم والا الضالین پر پہنچے تو آمین کہا اور وہ جب بھی سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر کھڑے ہوئے تو اللہ اکبر کہا اور جب سلام پھیرا تو کہنے لگے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نماز میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں۔ اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن جارود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

341- وَعَنْ نَعِيمِ الْبُجَيْرِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ فَقَالَ النَّاسُ آمِينَ وَيَقُولُ كُلَّمَا سَجَدَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الرَّائِثَتَيْنِ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَا أَشْبَهُكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَطَحَاوِيُّ وَابْنُ خُرَيْمَةَ وَابْنُ الْجَارُودِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالتَّحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(نسائی 'کتاب الافتتاح' باب قرأه بسم الله الرحمن الرحيم، جلد 1 صفحہ 144) (طحاوی 'کتاب الصلوة' باب قرأه

بسم الله الرحمن الرحيم، جلد 1 صفحہ 137) (صحیح ابن خزیمہ 'کتاب الصلوة' جلد 1 صفحہ 251، رقم الحدیث: 499)

(صحیح ابن حبان 'کتاب الصلوة' جلد 4 صفحہ 145، رقم الحدیث: 1798) (مستدرک حاکم 'کتاب الصلوة' باب ان

رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ في الصلوة بسم الله الرحمن الرحيم... الخ، جلد 1 صفحہ 232) (منتقى ابن جارود، باب

صفة الصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم 'صفحة 72' برقم: 184) (سنن الكبرى للبيهقي 'كتاب الصلوة' باب افتتاح القراءة 'جلد 2 صفحہ 46)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما الحمد للہ رب العالمین کے ساتھ نماز کا آغاز کرتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ قرأت کے شروع میں پڑھتے اور قرأت کے آخر میں۔

342- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ (بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ). رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. وزاد مسلم لا يذكر بسم الله الرحمن الرحيم في أول قراءة ولا في آخرها.

(بخاری 'كتاب الاذان' باب ما يقرأ بعد التكبير' جلد 1 صفحہ 103) (مسلم 'كتاب الصلوة' باب حجة من قال لا يجهر

بالسلة' صفحہ 172)

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عمر اعر عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا۔

343- وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم 'كتاب الصلوة' باب حجة من قال لا يجهر بالسلة' جلد 1 صفحہ 173)

انہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو ان میں سے کسی ایک کو بھی جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ اسے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور دیگر محدثین اور اس کی سند صحیح ہے۔

344- وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَخْرُؤُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(نسائی 'كتاب الافتتاح' باب ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم' جلد 1 صفحہ 145)

حضرت ابن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں مجھے میرے والد نے نماز کی حالت میں سنا کہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ رہا تھا تو انہوں نے کہا اے بیٹے یہ ایک نیا کام ہے تو اپنے آپ کو نئے کام سے بچا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کو نہیں دیکھا کہ اس کے نزدیک اسلام میں نئے کام سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز ہو اور فرمانے لگے میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہوئے نہیں سنا پس تو بھی نہ کہہ جب تو نماز پڑھے الحمد للہ رب العالمین کہہ (کر نماز شروع کر) اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

345- وَعَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ لِي أَبِي بُنَيَّ مُحَدِّثُ إِتَاكَ وَالْحَدِيثُ قَالَ وَلَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ فِي الْإِسْلَامِ يَعْنِي مِنْهُ قَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ) فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُولُهَا فَلَا تَقُلْهَا إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ.

(ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء في ترك الجهر بيسم الله الرحمن الرحيم جلد 1 صفحہ 57)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام حافظ عقیلی کتاب الضعفاء میں لکھتے ہیں:

لا یصح فی الجهر بالبسملة حدیث مسند ۲۔ ذکرہ فی عمدۃ القاری۔

(عمدۃ القاری باب ما یقول بعد التکبیر مطبوعہ ادارۃ الطباعة المیر یہ بیروت ۲۸۸/۵)

بسم اللہ میں کوئی حدیث مسند صحیح نہیں، اسے عمدۃ القاری میں ذکر کیا گیا ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: لم یصح فی الجهر حدیث ۳۔ ذکرہ فی عنایۃ القاضی۔

(عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی بحث البسملة مطبوعہ دار صادر بیروت ۳۱/۱)

جہر تسمیہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ اسے عنایۃ القاضی میں ذکر کیا گیا۔

یہی امام دارقطنی جب مصر تشریف لے گئے کسی مصری کی درخواست سے دربارہ جہر ایک جز تصنیف فرمایا بعض مالکیہ

نے قسم دے کر پوچھا کہ اس میں کون سی حدیث صحیح ہے آخر براہ انصاف اعتراف فرمایا کہ:

کل ما روى عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في الجهر فليس بصحيح. ذکرہ الامام



الزيلي عن التنقيح عن مشايخه عن الدار قطنى والمحقق فى الفتح.

(نصب الراية لاحاديث الهداية كتاب الصلوة مطبوعه مكتبة اسلاميه رياض الشيخ ۱/۳۵۹)

يعنى نبى صلى الله تعالى عليه وسلم سے جہر میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے اس میں کچھ صحیح نہیں۔ اس کو امام زلیعی نے اپنے مشائخ کی تنقیح قرار دے کر دار قطنی سے نقل کیا ہے اور محقق نے فتح القدير میں ذکر کیا۔

امام ابن الجوزی نے کہا: لم یصح عنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الجہر شیء ۲۔ ذکرہ

القاری فی المرقاة۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القراءة فی الصلوة مطبوعه مكتبة امدادیہ ملتان ۲/۲۸۶)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ میں کوئی روایت صحیح نہیں۔ اسے ملا علی قاری نے مرقاة میں ذکر کیا۔

یہاں تک کہ تنقیح میں احادیث جہر لکھ کر فرمائے: هذه الاحادیث فی الجملۃ لا تحسن بمن له علم

بالنقل ان يعارض بها الاحادیث الصحیحة، ولولا ان يعرض للمتفقه شبهة عند سماعها

فیظنها صحیحة لكان الاضراب عن ذکرها اولی، ویكفی فی ضعفها اعراض المصنفین للسانید

والسنن عن جمهورها ۳۔ (نصب الراية بحوالہ تنقیح كتاب الصلوة مطبوعه مكتبة اسلاميه رياض الشيخ ۱/۳۵۸)

ان احادیث کو صحیح احادیث کے معارض قرار دینا نقل کے فن میں علم والے کو درست نہیں۔ اگر ان روایات کو فقیہ بن

کر غلط فہمی کی بنا پر صحیح گمان کرنے کا خدشہ نہ ہوتا تو ان کو ذکر نہ کرنا مناسب تھا، اور ان روایات کے ضعف پر دلیل تمام

مسانید و سنن کے مصنفین کا ان کو ذکر نہ کرنا ہی کافی ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہ احادیث نہ احادیث صحیحہ کے مقابل نہ ذکر کے قابل، ولہذا مصنفان مسانید و سنن نے ان کے ذکر سے

اعراض کیا نقلہ فی نصب الراية (اس کو نصب الراية میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت) خود پیشوائے وہابیہ ابن القیم نے اپنی کتاب

مسمی بالهدی میں لکھا: فصحيح تلك الاحادیث غیر صریح و صریحها غیر صحیح ۴۔ نقلہ امام الوہابیہ

الشوکانی فی نیل الاوطار۔ (نیل الاوطار باب ماجاء فی بسم اللہ الخ مطبوعه مصطفى البابی مصر ۲/۲۲۸)

ان حدیثوں میں جو صحیح ہے وہ جہر میں صریح نہیں اور جو جہر میں صریح ہے وہ صحیح نہیں۔ اس کو وہابیوں کے امام شوکانی

نے نیل الاوطار میں ذکر کیا ہے۔

امام زلیعی تمییز الحقائق میں فرماتے ہیں: الحاصل ان احادیث الجہر لم تثبت۔ اثرہ السید

الازہری فی الفتح۔ (تمییز الحقائق فصل اذا اراد الدخول فی الصلوة مطبوعه مكتبة اميريه بولاق مصر ۱/۱۱۲)

خلاصہ یہ کہ جہر کی حدیثیں ثابت نہ ہوئیں۔ سید ازہری نے اس کو فتح میں نقل کیا ہے۔

امام زلیعی نصب الراية میں فرماتے ہیں: فهذه الاحادیث كلها ليس فيها صریح صحیح، وليست

مخرجة فی شیء من الصحیح ولا المسانید ولا السنن المشهورة وفي روايتها الكذابون والضعفاء

والمجاهيل ۲ الخ۔ (نصب الراية لاحاديث الهداية كتاب الصلوة مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/۳۵۵)  
ان حدیثوں میں کوئی حدیث صریح و صحیح نہیں، نہ یہ صحاح و مسانید و سنن مشہورہ میں مروی ہوئیں ان کی روایتوں میں  
کذاب، ضعیف، مجہول لوگ ہیں الخ۔

امام عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: احادیث الجہر لیس فیہا صریح بخلاف حدیث الاخفاء فانہ  
صحیح صریح ثابت مخرجه فی الصحیح و المسانید المعروفة و السنن المشہورۃ ۳۔

(عمدۃ القاری النوع الرابع اختلاف الفقہاء فی البسملة مطبوعہ ادارۃ الطبائۃ المنیریۃ بیروت ۵/۲۹۱)  
جہر کی حدیثوں میں کوئی حدیث صحیح و صریح نہیں، بخلاف حدیث اخفاء کہ وہ صحیح و صریح اور صحاح و مسانید و سنن مشہورہ میں  
ثابت ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۶۸۳-۶۸۴)

346- وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ  
عَنْهُمَا فِي الْجَهْرِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالَ  
ذَلِكَ فِعْلُ الْأَعْرَابِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ. (طحاوی 'كتاب الصلوة' باب قراءة بسم الله في  
الصلوة' جلد 1 صفحہ 140)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما  
سے جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے بارے  
میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یہ دیہاتیوں کا  
کام ہے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت  
کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ص ۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ  
چہارم، کا مطالعہ فرمائیں۔

### سورة فاتحة پڑھنے کا بیان

347- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ  
قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ  
لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے فاتحۃ الكتاب (یعنی  
سورة فاتحہ) نہ پڑھی اس کو محدثین کی ایک جماعت نے  
روایت فرمایا۔

(بخاری 'كتاب الاذان' باب وجوب القراءة للامام والمأموم... الخ' جلد 1 صفحہ 104) (مسلم 'كتاب الصلوة' باب  
وجوب القراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ' جلد 1 صفحہ 169) (ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب من ترك القراءة في صلواته'  
جلد 1 صفحہ 119) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء انه لا صلوة لا بفاتحة الكتاب' جلد 1 صفحہ 145) (ابن ماجہ  
ابواب الصلوة' باب القراءة خلف الامام' صفحہ 60) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 314)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمَّانِ فَرَمَاتے ہیں:

احناف کے نزدیک سورہ فاتحہ واجب ہے فرض نہیں، بعض اماموں کے نزدیک فرض ہے۔ وہ حضرات حدیث کے یہ معنی کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز صحیح نہیں، ہم اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں، یعنی لائے نفی جنس کی خبر ان کے ہاں صَحِيحٌ ہے، ہمارے ہاں كَامِلٌ مگر مذہب حنفی نہایت قوی ہے اور ان کا یہ ترجمہ نہایت مناسب چند وجوہ سے: ایک یہ کہ حنفی ترجمہ کی صورت میں یہ حدیث قرآن کی اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "فَأَقْرءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" اور ان بزرگوں کے ترجمہ پر یہ حدیث اس آیت کے سخت خلاف ہوگی کیونکہ قرآن سے معلوم ہو رہا ہے کہ مطلقاً تلاوت کافی ہے اور حدیث کہہ رہی ہے کہ بغیر فاتحہ نماز نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اسی حدیث کے آخر میں آرہا ہے کہ جو سورہ فاتحہ اور ساتھ کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اور ان بزرگوں کے ہاں سورت ملانا فرض نہیں تو ایک ہی لفظ سے سورہ فاتحہ فرض ماننا اور ضم سورت فرض نہ ماننا کچھ عجیب سی بات ہے۔ تیسرے یہ کہ اگلی حدیث ابو ہریرہ میں حنفی معنی صراحۃً آرہے ہیں کہ جو نماز میں الحمد نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے اور حدیث کی شرح حدیث سے ہو تو قوی ہے، نیز حنفیوں کے نزدیک فاتحہ مطلقاً پڑھنے سے مراد مطلقاً پڑھنا ہے حقیقتاً ہو یا حکماً۔ اکیلا امام حقیقتاً فاتحہ پڑھے گا اور مقتدی حکماً کہ امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا مانا جائے گا مگر بعض کے نزدیک یہاں حقیقتاً پڑھنا ہی مراد ہے ان کے ہاں مقتدی پر بھی فاتحہ پڑھنا فرض ہے لیکن حنفیوں کی توجیہ نہایت ہی قوی ہے چند وجوہ سے: ایک یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا" الخ۔ ان لوگوں کی تفسیر کے مطابق آیت و حدیث میں سخت تعارض ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث مسلم شریف کی اس روایت کے خلاف نہ ہوگی "وَإِذَا قَرَأْتَ فَانصتوا"۔ تیسرے یہ کہ حنفی ترجمے کے مطابق رکوع میں ملنے والا بلا تکلف رکعت پالے گا مگر ان لوگوں کو اس مسئلے پر بہت مصیبت پیش آئے گی کہ بغیر فاتحہ پڑھے رکعت کیسے پالی۔ چوتھے یہ کہ بعض صورتوں میں وہ لوگ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے مثلاً مقتدی فاتحہ کے بیچ میں تھا کہ امام نے رکوع کر دیا اس کے لیے یہ حدیث وبال جان بن جائے گی لہذا مذہب حنفی نہایت ہی قوی ہے اور یہ حدیث ان کے بالکل خلاف نہیں۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۰)

348- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ يَقُولُهَا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی پس وہ نماز ناقص ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ تین بار کیا۔ اسے امام سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا

(مسلم 'كتاب الصلوة' باب وجوب القراءة الفاتحة في كل ركعة' جلد 1 صفحہ 170)

شرح: مُفْتَرِ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے اس نے صراحتاً بتا دیا کہ بغیر سورۃ فاتحہ نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ناقص ہوتی ہے یعنی سورۃ فاتحہ نماز میں فرض نہیں بلکہ واجب ہے، لہذا یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۱)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز نامتو ہے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

349- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 142) (ابن ماجہ 'كتاب الصلوة' باب القراءة خلف الامام' صفحہ 61) (طحاوی 'كتاب

الصلوة' باب القراءة خلف الامام' جلد 1 صفحہ 148)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا یہ کہ ہم سورۃ فاتحہ اور قرآن میں سے جو آسان ہو پڑھیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابو یعلیٰ ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

350- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَابْنُ حَبَّانٍ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابو داؤد 'كتاب الصلوة' باب من ترك القراءة في صلاته' جلد 1 صفحہ 118) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 30) (صحیح

ابن حبان 'كتاب الصلوة' جلد 4 صفحہ 140' رقم الحديث: 1787) (مسند ابی یعلیٰ جلد 2 صفحہ 417' رقم

الحديث: 236) (1210)

حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور یہ صحابی ہیں کہ ایک شخص آیا در انحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرماتے تھے تو اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب نماز

351- وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى قَرِيبًا

پڑھی۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نماز دوبارہ پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کے نماز پڑھوں مجھے سکھا دیجئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو قبلہ کی طرف منہ کر لے تو تکبیر کہہ پھر ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ پھر (قرآن میں سے) جو چاہے پڑھ پس جب تو رکوع میں جائے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ اور اپنی پشت کو پھیلا دے اور اطمینان سے رکوع کر پس جب تو (رکوع سے) اپنا سر اٹھائے تو اپنی کمر سیدھی رکھ (یعنی سیدھا کھڑا ہو جا) حتیٰ کہ ہڈیاں اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئیں پس جب تو سجدہ کرے تو اطمینان سے سجدہ کر پس جب تو (سجدہ سے) اپنا سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جا پھر ایسا تو ہر رکعت میں کر اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

مِنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ أَعِدْ صَلَوَتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنِي كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَأَمْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ لِرُكُوعِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَلَقِّمْ صُلْبَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلَى فُجْدِكَ الْيُسْرَى ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 340)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ انصاری خذرجی ہیں، آپ کی کنیت ابو معاذ ہے، خود بدری ہیں اور آپ کے والد ان نقیبوں میں سے تھے جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مبلغ مقرر ہوئے۔ مالک ابن رافع اور خلاد ابن رافع کے بھائی ہیں، قبیلہ خزرج میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے، آپ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے۔ (اشعور)

یہ آنے والے حضرت رفاعہ کے بھائی خلاد ابن رافع تھے، انہوں نے ناقص یا فاسد نماز پڑھی تھی ان کا واقعہ ابھی تھوڑے فرق کے ساتھ گزر گیا۔

کیونکہ بالکل نہیں پڑھی یا کامل نہیں پڑھی۔ خیال رہے کہ فرض رہ جانے سے نماز قطعاً نہیں ہوتی اس کا لوٹنا فرض ہے اور واجب رہ جانے سے نماز سخت ناقص ہوتی ہے اس کا لوٹنا واجب ہے، یہ فرمان شریف دونوں معنی کا احتمال رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قبلہ رو ہونا شرط ہے اور تکبیر تحریمہ رکن، اگر کوئی تکبیر پہلے کہہ دے اور قبلہ رخ بعد میں توجہ نماز نہیں ہوگی۔

یعنی سورۃ فاتحہ کے سوا قرآن کی کوئی اور سورت بھی پڑھ لو، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ بھی واجب ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں بھی واجب۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سورۃ فاتحہ فرض اور دوسری سورت ملانا سنت۔ یہ حدیث ان کے خلاف ہے کیونکہ ان دونوں چیزوں کے لیے ایک "اثر" ارشاد ہوا۔ خیال رہے کہ اور سورت کا پڑھنا واجب مگر اس کے مقرر کرنے میں کہ کون سی پڑھے نمازی کو اختیار ہے، سورۃ فاتحہ میں نمازی کو کوئی اختیار نہیں اس لیے مَا شَاءَ اللّٰهُ فَرَمَا يَأْتِيهِ شَوَاحِبُ اس مَا شَاءَ اللّٰهُ سے سورۃ کا سنت ہونا ثابت نہیں کر سکتے، حنفیوں نے "اثر" کا بھی لحاظ رکھا ہے اور مَا شَاءَ اللّٰهُ کا بھی، مطلقاً سورت کو واجب جانا اور تعیین میں اختیار دیا۔ یعنی اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔ خیال رہے کہ رکوع میں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھنا سنت ہے اور اطمینان واجب۔ یعنی پورے کھڑے ہو جاؤ، چونکہ صرف کام بتائے ہیں اس لیے پڑھنے کے کلمات ارشاد نہ فرمائے۔

۸۔ یعنی اطمینان سے ادا کرو کہ تین تسبیح بقدر ٹھہرو، سجدے میں ہاتھوں کا زمین پر لگنا ہمارے ہاں سنت ہے، شواہب کے ہاں فرض۔ اس عبارت سے ان کا مذہب ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ تسکین سے مراد اطمینان ہے۔ یعنی نماز میں جب بیٹھو تو بائیں ران پر اس طرح کہ داہنا قدم کھڑا ہو۔ معلوم ہوا ہے کہ نماز کے دونوں قعدوں کی نشست یکساں ہے یعنی بائیں ران پر بیٹھنا یہی حنفی کہتے ہیں۔

۱۰۔ یعنی وضو کے بعد کلمہ پڑھنا سنت ہے، بعض روایات میں آتا ہے کہ "إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ" پڑھے، بہتر ہے کہ دونوں پڑھ لے۔

یعنی اگر قرآن شریف بالکل یاد نہ ہو تو اس کی بجائے یہ پڑھ لو "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ"۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ وہ نو مسلم جو ابھی قرآن یاد نہ کر سکا ہو وہ نماز میں بجائے قرآن یہی پڑھے۔ ہمارے ہاں صرف ایک دفعہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سات دفعہ۔ غالباً یہ صاحب اس وقت نو مسلم تھے اس لیے یہ اجازت دی گئی ورنہ تلاوت نماز میں فرض ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷-۶، مرآة المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

امام کے پیچھے قرأت کا بیان

بَابُ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

352- عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا

اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔  
اس کو شیخین نے روایت کیا اور حضرت ابو ہریرہ اور  
حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
کی حدیث اس سے پہلے گزر چکی۔ علامہ نیوی فرماتے  
ہیں کہ ان احادیث سے استدلال کرنے میں اعتراض  
ہے۔

صَلَاةً لِيَمَّنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ  
الشَّيْخَانِ وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. قَالَ  
النَّبِيُّ فِي الاسْتِدْلَالِ بِهَذِهِ الْاَحَادِيثِ  
نَظْرًا.

(بخاری 'کتاب الاذان' باب وجوب القراءة الامام والمأموم' جلد 1 صفحہ 104) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب وجوب

القراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ' جلد 1 صفحہ 169)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کے پیچھے پڑھ رہے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے قرأت کی تو آپ کو قرأت کرنے میں دقت پیش آئی  
جب فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم امام کے پیچھے قرأت  
کرتے ہو۔ ہنسے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کیا  
کر و سوائے سورۃ فاتحہ کے کیونکہ جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے  
اس کی نماز نہیں اسے ابو داؤد اور ترمذی اور دیگر محدثین  
نے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
جزء القراءة میں۔

353- وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى  
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُولُ  
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَقُلْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ  
فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ وَنَ خَلْفَ  
إِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا  
تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِيَمَّنْ  
لَمْ يَقْرَأْ بِهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
وَالْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَآخَرُونَ. (ابوداؤد  
کتاب الصلوة' باب من ترك القراءة في صلوته' جلد 1  
صفحہ 119) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء انه لا  
صلوة الا بفاتحة الكتاب' جلد 1 صفحہ 57) (جزء القراءة  
للبخاری صفحہ 8)

علامہ نیوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک راوی  
مکحول ہے جو کہ مدلس ہے اور عن عن کے الفاظ سے  
روایت کرتا ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے اور اس  
کے ساتھ ساتھ یہ حدیث حضرات عبادہ سے نقل کرنے  
میں محمود بن ربیع کا ذکر صرف محمد بن اسحاق نے کیا ہے اور

قَالَ النَّبِيُّ فِيهِ مَكْحُولٌ وَهُوَ يَدْلِسُ  
رَوَاهُ مُعْنَعًا وَقَدْ اضْطَرَبَ فِي إِسْنَادِهِ وَمَعَ  
ذَلِكَ قَدْ تَفَرَّدَ بِذِكْرِ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ  
عِبَادَةَ فِي طَرِيقِ مَكْحُولٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَهُوَ لَا  
يُجْتَبَى بِمَا انفرد به فالحديث معلول بثلاثة



وَجُوهٌ.

جس سند میں محمد بن اسحاق منفرد ہو اس روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا لہذا یہ حدیث تین وجوہ سے معلول ہے۔

حضرت نافع بن محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز میں دیر سے پہنچے تو ابو نعیم مؤذن نے اقامت کہی اور لوگوں کو نماز پڑھانے لگے تو حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم نے ابو نعیم کے پیچھے صف بنالی اور حضرت ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہراً قرأت کر رہے تھے تو حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے۔ جب فارغ ہوئے تو میں نے کہا میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا ہے حالانکہ ابو نعیم جہراً قرأت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا یہی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ان نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی جن میں جہراً قرأت کی جاتی ہے تو قرأت میں آپ کو وقت پیش آئی جب فارغ ہوئے تو ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا کیا جب میں جہراً قرأت کروں تو تم بھی اس وقت پڑھتے ہو۔ ہم میں سے بعض نے کہا ہم اسی طرح کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو میں بھی کہہ رہا تھا مجھے کیا ہو گیا کہ مجھ سے قرآن چھینا جا رہا جب میں قرآن پڑھ رہا ہوں تو سورۃ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ نہ پڑھا کرو۔ اس کو ابو داؤد نسائی اور بخاری نے جزء القراءۃ وخلق افعال العباد میں روایت کیا اور دیگر محدثین نے اور

354- وَعَنْ تَافِعِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبْطَأَ عِبَادَةُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَقَامَ أَبُو نَعِيمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ فَيَصَلِّي أَبُو نَعِيمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عِبَادَةَ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَفْنَا خَلْفَ أَبِي نَعِيمٍ وَأَبُو نَعِيمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَجَعَلَ عِبَادَةُ يَقْرَأُ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعِبَادَةَ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ وَأَبُو نَعِيمٍ يَجْهَرُ قَالَ أَجَلُ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَاةِ الَّتِي يُجْهَرُ فِيهَا الْقِرَاءَةُ قَالَ فَالْتَبَسْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ هَلْ تَقْرَأُ وَنَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُنَا إِنَّا لَنَصْنَعُ ذَلِكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا وَأَنَا أَقُولُ مَا لِي يُنَازِعُنِي الْقُرْآنَ فَلَا تَقْرَأُ وَابْشَيْعٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ خَرَّابٍ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادَةِ وَآخَرُونَ وَفِيهِ مَسْتَوْرٌ. قَالَ النَّيْمِيُّ إِنَّ حَدِيثَ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فِي التَّبَاسِ الْقِرَاءَةِ قَدْرُومِي بِوَجْهِهِ كُلِّهَا ضَعِيفَةٌ.

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب من ترک القراءة فی صلواتہ)

جلد 1 صفحہ 119) (نسائی کتاب الافتتاح باب قرأۃ ام

اس میں ایک روای مستور الحال ہے۔ علامہ نبوی فرماتے ہیں کہ قرأت کے ملتبس ہونے میں عبادہ بن صامت کی حدیث کئی وجوہ سے روایت کی گئی وہ ساری کی ساری ضعیف ہیں۔

القرآن خلف الامام فيما جهر به الامام جلد 1 صفحہ 146  
(جزء القراءة للبخاري صفحہ 22 برقم: 33)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ مقتدی کی غلطی کا امام پر اثر پڑتا ہے۔ دیکھو مقتدیوں نے اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کی جس کا اثر یہ ہوا کہ حضور کو لقمہ لگ گیا جیسے اگر مقتدی کی طہارت درست نہ ہو تو امام کو لقمہ لگتا ہے۔ یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو امام کے پیچھے قرأت کے قائل ہیں کیونکہ اس میں صراحتاً مقتدیوں کو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا گیا لیکن اس میں چند طرح گفتگو ہے: ایک یہ کہ یہ حدیث ابو ہریرہ کی حدیث کے خلاف ہے جو ابھی اس کے بعد آرہی ہے جس میں جہری نمازوں میں مقتدی کو مطلقاً قرأت سے منع کر دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ یہ حدیث حضرت جابر، علقمہ، عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ ابن عباس، زید ابن ثابت، عبداللہ ابن علی، علی مرتضیٰ، حرت عمر کی ان احادیث کے خلاف ہے جن میں امام کے پیچھے مطلق خاموشی کا حکم دیا گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ حدیث حکم قرآنی کے بھی خلاف ہے، رب نے فرمایا: "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَبِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا"۔ چوتھے یہ کہ اس حدیث کے متعلق ابوم ترذی نے فرمایا کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس میں صرف اتنا ہے "لَا صَلَاةَ لِيَن لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" یعنی اس میں مقتدی کا ذکر نہیں لہذا یہ حدیث ناقابل عمل ہے یا منسوخ ہے۔

یہ الفاظ بظاہر ہمارے مخالفین کے بھی خلاف ہیں کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جہری نماز میں میرے پیچھے صرف الحمد پڑھا کرو اور اخفا کی نماز میں الحمد اور سورت سب پڑھ لیا کرو حالانکہ وہ حضرات بھی مقتدی کو سورت پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۰)

355- وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَطَعَ صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ اتَّقِرُّوْنَ فِي صَلَاتِكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكُّتُوا فَقَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُونَ إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ لَا تَفْعَلُوا وَلِيَقْرَأَ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھا چکے تو آپ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم امام کے پیچھے اپنی نماز میں قرأت کرتے ہو جبکہ امام قرأت کر رہا ہو تو صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے پس تین مرتبہ آپ نے یہ کلمات دہرائے تو کسی کہنے

والے نے یا کہنے والوں نے کہا ہمارے طرح کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور تم میں سے ایک سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جزء القراءة میں اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو منقول قرار دیا اس وجہ سے کہ اس کی سند غیر محفوظ ہے۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محمد بن ابو عائشہ اصحاب رسول میں سے کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم قرأت کرتے ہو جب امام قرأت کر رہا ہو آپ نے یہ دو یا تین مرتبہ فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو سوائے اس کے کہ تم میں کوئی سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کی نماز نا تمام ہے۔ ابو ہریرہ سے کہا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا اس کو دل میں پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے

نَفْسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَآخَرُونَ  
وَأَعْلَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ هَذِهِ الطَّرِيقُ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

(جزء القراءة للبخاری صفحہ 23 برقم: 35) (سنن  
الکبزی للبیہقی، کتاب الصلوة، باب من قال لا یقرأ خلف  
الامام علی الاطلاق، جلد 2 صفحہ 166)

356- وَعَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ  
رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا  
ثُمَّ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ لَا تَفْعَلُوا  
إِلَّا أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 60)

357- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ  
يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ  
تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ  
فَقَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ  
وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَمِدَنِي عَبْدِي  
وَإِذَا قَالَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَثْنَى

بندے نے میری تعریف بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرا ثناء بیان کی جب بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا اور جب بندہ کہتا ہے۔ اهدنا الصراط المستقیم الصراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تو اللہ تعالیٰ فرماتا: یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَلَى عَبْدِي وَإِذَا قَالَ مَا لِكِ يَوْمَ الدِّينِ قَالَ  
مَجِدْنِي عَبْدِي وَقَالَ مَرَّةً فَوَضَّ إِلَى عَبْدِي فَإِذَا  
قَالَ رَأَيْتَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ قَالَ هَذَا بَيْنِي  
وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ اهْدِنَا  
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ  
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ  
قَالَ هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الصلوة، باب وجوب القراءة في كل  
ركعة، جلد 1 صفحہ 169)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے اس نے صراحتاً بتا دیا کہ بغیر سورۃ فاتحہ نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ناقص ہوتی ہے یعنی سورۃ فاتحہ نماز میں فرض نہیں بلکہ واجب ہے، لہذا یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے۔

یہ حضرت ابو ہریرہ کی اپنی رائے ہے اسی لیے آپ اس پر کوئی حدیث مرفوعہ پیش نہیں فرماتے بلکہ ایک حدیث سے اس مسئلے کا استنباط کرتے ہیں ان کی رائے پر ہر جگہ عمل نہیں ہو سکتا، بعض جگہ بہت دشواریاں پیش آئیں گی مثلاً یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھ رہا تھا یہ ابھی بیچ میں تھا کہ امام نے کہا "وَالَّذِينَ الضَّالِّينَ" اب یہ بے چارہ مٹین کہے یا نہیں یا مقتدی بیچ فاتحہ میں تھا کہ امام نے رکوع کر دیا یہ مقتدی رکوع میں جائے یا نہیں وغیرہ۔ خیال رہے کہ حضرت ابو ہریرہ کا یہ ارشاد پہلے کا ہے بعد میں خود انہیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب امام قرأت کرے تو خاموش رہو جیسا کہ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ہے اور مشکوٰۃ شریف میں اس باب میں آرہا ہے، لہذا یہ قول خود ان کے اپنے نزدیک متروک ہے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے معنی و مطالب دل میں سوچوان پر غور کرو کیونکہ پڑھنا زبان سے ہو سکتا ہے، دل میں سوچنا ہوتا ہے نہ کہ پڑھنا۔ (ازمرقات) اس صورت میں حدیث بالکل ظاہر ہے کسی توجیہ کی ضرورت نہیں۔

یہاں نماز سے مراد سورۃ فاتحہ ہے یعنی جب سورۃ فاتحہ اتنی اہم ہے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عین نماز فرمایا تو چاہیے اس کا پڑھنا یا اس میں غور کرنا بہت ضروری ہے۔ خیال رہے کہ الحمد کی سات آیتیں ہیں۔ پہلی تین آیتیں "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

يَوْمِ الدِّينِ" تک اللہ کی حمد ہیں اور آخری تین آیتیں اِھْدِنَا سے "وَلَا الضَّالِّينَ" تک دعا، درمیان کی آیت "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" آدمی ثنا ہے آدمی دعا، لہذا یہ فرمان بالکل درست ہے کہ الحمد آدمی آدمی ہی ہوگی ہے۔

۴۔ یعنی سورۃ فاتحہ آدمی دعا ہے تو جو بندہ اسے پڑھے میں اس کی دعا ضرور قبول کروں گا یا بعینہ اس کا سوال پورا کروں گا یا اس کی مثل اور نعمتیں دوں گا یا اس سے کوئی آفت ٹال دوں گا جیسا کہ قبولیت دعا کا قانون ہے۔

۵۔ یعنی ادھر بندہ الحمد پڑھ کر رب کی حمد کرتا ہے ادھر رب تعالیٰ فرشتوں سے یہ فرماتا ہے۔ یہ بندے کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی تھوڑی سی زبان کی حرکت سے اس کا نام رب کی بارگاہ میں اس عزت سے آجائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں کیونکہ یہاں الحمد سے ذکر شروع ہوا بسم اللہ کا ذکر نہ ہوا لہذا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے۔

یہ خطاب بھی حاضرین بارگاہ فرشتوں سے ہے جو رب تعالیٰ بطور فخر و اظہار خوشی فرماتا ہے، ثناء و حمد قریباً ایک ہی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حمد سے ظاہری کمالات کا بیان ہو اور ثناء سے مراد پوشیدہ کمالات کا اظہار یا حمد سے مراد شکر ہو اور ثناء سے مراد مطلقاً تعریف۔

یعنی میری ایسی بڑائی بیان کی جو میرے سوا کسی کو حاصل نہیں کیونکہ قیامت کے دن کی بادشاہی صرف رب تعالیٰ کی صفت ہے۔

کیونکہ عبادت اللہ کے لیے ہے اور استعانت یعنی مدد بندے کے لیے ہے لہذا یہ آیت رب و بندے کے درمیان ہے۔

یعنی بندے اپنے ہر کام میں خصوصاً عبادات میں مجھ سے مدد مانگ رہا ہے میں اس کی ضرور مدد کروں گا، اس کے بعد بھی جو دعائیں مانگے گا قبول کروں گا۔

۱۰۔ یعنی خدا یا مجھے اس راستہ کی ہدایت دے جو تیرے انعام والے بندے کا راستہ ہے، اولیاء، صالحین، شہید اور صدیقین کا۔ معلوم ہوا کہ وہ دین حق ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں، وہ صرف اہل سنت و الجماعت کا دین ہے کہ ان کے سوا کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "انعمت علیہم" پر وقف ہے ورنہ فاتحہ کی آیات سات نہ ہوں گی کیونکہ یہاں بسم اللہ کو الحمد میں شامل نہیں کیا گیا، لہذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔

یعنی جو کچھ اس سورت میں مانگے اور جو اس کے بعد مانگے وہ سب اسے دوں گا، بعض مشائخ کا طریقہ ہے کہ وہ دعا کرتے وقت الحمد شریف پڑھا کرتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۱)

358- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

فَأَقْرَأُ بِهَا وَأَسْبِقُهُ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ  
قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ آمِينَ مَنْ وَافَقَ ذَلِكَ قَوْمٌ أَنْ  
يُسْتَجَابَ بِهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ  
وَأَسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ النَّيْمِيُّ وَفِي الْبَابِ  
أَثَارٌ أُخْرُ عَنْ الصَّحَابَةِ.

جب امام سورۃ الفاتحہ پڑھے تو تو بھی اسے پڑھ اور اس  
میں تو (اس سے) سبقت لے جا۔ پس بے شک جب  
امام کہے ولا الضالین تو فرشتے کہتے ہیں آمین۔ جو اس  
کے موافق ہو گیا تو یہ اس لائق ہے کہ ان کی دعا قبول کی  
جائے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں اس بارے میں صحابہ  
کرام رضی اللہ عنہم سے دیگر آثار بھی منقول ہے۔

(جزء القراءة للبخاری صفحہ 73 رقم الحديث: 153)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرٍ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَشْتَقِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نماز میں الحمد کے ختم پر امام بھی آمین کہے گا۔ دوسرے یہ کہ ہماری حفاظت  
کرنے والے اور نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے نمازوں میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں ولا الضالین پر آمین کہتے  
ہیں۔ تیسرے یہ کہ آمین بالکل آہستہ کہنی چاہیے کیونکہ فرشتے آہستہ ہی آمین کہتے ہیں جو ہم نہیں سنتے اگر ہم آمین چیخ کر  
کہیں تو ہماری آمین فرشتوں کی آمین کے خلاف ہوگی پھر ہماری بخشش کیسے ہو۔ چوتھے یہ کہ رب کی بارگاہ میں وہی نیکی  
قبول ہوتی ہے جو نیک بندوں کی طرح ہو ان کی نقل پیاری ہے۔ دیکھو فرمایا گیا کہ جس کی آمین فرشتوں کی سی ہوگی اس کی  
مغفرت ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی الحمد نہ پڑھے کیونکہ فرمایا گیا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو یہ نہ فرمایا کہ جب  
تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو۔ لہذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔

۳۔ فقیر کو آہستہ آہستہ آمین کی چھبیس ۲۶ حدیثیں اور دو آیتیں ملیں مگر نماز میں بالجہر آمین کی کوئی صریح حدیث نہ ملی  
جس میں نماز کا ذکر ہو اور لفظ جہر ہو۔ اس کی پوری بحث فقیر کی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ آمین دعا ہے (قرآن  
کریم) اور دعا آہستہ مانگنی چاہیے (قرآن کریم) احادیث میں جہاں آمین سے مسجد گونجنے کا ذکر ہے وہاں نماز کا ذکر نہیں  
اور جہاں نماز کا ذکر ہے وہاں جہر نہیں بلکہ "مد بھا صوتہ" ہے یا "رفع بھا صوتہ" جس کے معنی ہیں آمین آواز کھینچ کر کہی۔

خیال رہے کہ ان جیسی تمام حدیث میں موافقت سے مراد کیفیت میں موافقت ہے نہ کہ وقت میں کیونکہ فرشتوں کی  
آمین کہنے کا تو یہی وقت ہے جب امام ولا الضالین کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین جیسی ہوگی اسکی  
بخشش ہوگی یعنی جیسے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں ایسے یہ بھی آہستہ کہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷۔ ۶، مرآة المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ

فرمائیں۔

بَابٌ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي  
الْجَهْرِيَّةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِذَا قُرِئَ  
الْقُرْآنُ فَاسْتَبِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا  
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کو  
ترک کرنے کا بیان اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے  
جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور  
خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے

شرح: اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارج نماز، اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں خطبہ سننے کے لئے گوش برآواز ہونے اور خاموش رہنے کا حکم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے نماز و خطبہ دونوں میں بغور سننا اور خاموش رہنا واجب ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قرأت کرتے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو۔ غرض اس آیت سے قرأت خلف الإمام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کو اس کے مقابل سخت قرار دیا جا سکے۔ قرأت خلف الإمام کی تائید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ "لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" مگر اس حدیث سے قرأت خلف الإمام کا وجوب تو ثابت نہیں ہوتا صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل نہیں ہوتی تو جب کہ حدیث قرأت الإمام لہ قراءۃ سے ثابت ہے کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کا قرأت کرنا ہے تو جب امام نے قرأت کی اور مقتدی ساکت رہا تو اس کی قرأت حکمیہ ہوئی اس کی نماز بے قرأت کہاں رہی، یہ قرأت حکمیہ ہے تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جاتا ہے اور قرأت کرنے سے آیت کا اتباع ترک ہوتا ہے لہذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔ (پ ۹، الاعراف: ۲۰۴)

359- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فليؤمِّكُمْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا  
قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَهُوَ  
حَدِيثٌ صَحِيحٌ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم  
نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے کوئی ایک تمہاری  
امامت کرائے اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش  
رہو۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام مسلم رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور یہ صحیح حدیث ہے۔



360- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لئے بنایا گیا تاکہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ اس حدیث کو سواء ترمذی کے پانچ محدثین نے بیان کیا ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الامام لیصلی من تعوذ، جلد 1 صفحہ 89) (نسائی، کتاب الافتتاح، باب تاویل قولہ اذا قرئ القرآن، جلد 1 صفحہ 146) (ابن ماجہ، ابواب الصلوٰۃ، باب اذا قرأ الامام فانصتوا، صفحہ 61) (مسند احمد، جلد 2 صفحہ 376)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی مقتدی پر اعمال نماز میں امام کی پیروی واجب ہے نہ کہ اقوال میں لہذا جو کام کر رہا ہو مقتدی پر بھی کرنا واجب ہیں حتیٰ کہ حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے نماز فجر پڑھے، امام بعد رکوع قنوت نازلہ پڑھے تو حنفی مقتدی پر اس وقت کھڑا رہنا واجب ہے اگرچہ قنوت نہ پڑھے، اس کا ماخذ یہی حدیث ہے۔ یہاں اقوال کی پیروی کسی کے نزدیک مراد نہیں۔

یعنی امام کے پیچھے قرآن بالکل نہ پڑھو نہ فاتحہ نہ دوسری سورت، خواہ امام آہستہ تلاوت کر رہا ہو یا زور سے، خواہ تم تک اس کی آواز پہنچ رہی ہو یا نہ۔ یہ حدیث ابو ہریرہ مسلم میں بھی ہے جیسا کہ پہلی فصل میں گزر چکا۔ اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا" اسی پر جمہور صحابہ کا عمل ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرآن بالکل نہ پڑھتے تھے۔ یہ حدیث امام اعظم ابو حنیفہ کی قوی دلیل ہے، اسی حدیث کی بنا پر امام مالک و احمد جہری نمازوں میں مقتدی کو خاموشی کا حکم دیتے۔ بعض حنبلی لوگ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے سکتوں میں الحمد کی آیتیں پڑھے، بعض کے نزدیک امام الحمد پڑھ کر خاموش رہے، پھر مقتدی پڑھے۔ حتیٰ کہ امام شافعی کا ایک قول ہے کہ جہری نماز میں مقتدی خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کتنی اہم ہے اور امام اعظم کا مذہب کتنا قوی ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۳)

361- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي كَثِيمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً نَظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ابوزہری از ابن اکیمہ کہ میں نے ابو ہریرہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی ہمارے خیال میں

مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ إِنِّي أَقُولُ مَا  
لِي أَتَارِعُ الْقُرْآنَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ. (ابن ماجہ، کتاب الصلوٰۃ، باب اذا قرا الامام  
فانصتوا، صفحہ 61)

وہ صبح کی نماز تھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:  
کیا تم میں سے کسی ایک نے قرأت کی ہے؟ ایک شخص  
نے عرض کی کہ میں نے قرأت کی ہے تو آپ نے فرمایا  
بے شک میں بھی کہہ رہا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا کہ میرے  
ساتھ قرآن میں جھگڑا کیا جا رہا ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے  
روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ ساری جماعت صحابہ میں صرف ان صاحب نے حویر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے الحمد پڑھی باقی کسی نے نہ  
پڑھی، انہوں نے بھی بے خبری کی وجہ سے پڑھی۔

یعنی تمہارے پڑھنے کا مجھ پر یہ اثر پڑا کہ مجھے قرآن میں لقمے لگنے لگے۔ اس کی تحقیق ابھی ہم کر چکے کہ مقتدی کی  
قرأت کا امام پر اثر پڑتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ انہوں نے چیخ کر قرأت کی ہو ورنہ حضور نہ پوچھتے کہ کیا تم نے  
قرأت کی ہے۔

یعنی اس فرمان کے بعد صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جہری نمازوں میں تلاوت بالکل چھوڑ دی نہ الحمد پڑھی  
نہ اور سورت۔ خیال رہے کہ نسخ کی ترتیب یہ ہے کہ اولاً مسلمان نماز میں باتیں بھی کرتے تھے اور امام کے پیچھے فاتحہ بھی  
پڑھتے تھے جب یہ آیت اتری "وَقَوْمُوا لِلَّهِ قِنْتَيْنِ" تو نماز میں کلام بند ہو گیا، پھر اس حدیث سے جہری نمازوں میں  
امام کے پیچھے الحمد پڑھنا بند ہو گئی، پھر یہ آیت اتری "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ" الخ، تب امام کے پیچھے  
قرأت بالکل بند ہو گئی، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ نسخ کی یہ ترتیب تفسیر  
خازن وغیرہ میں دیکھو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ" میں قرآن سے مراد خطبہ ہے اور آیت میں خطبہ  
کے وقت خاموشی کا حکم دیا گیا ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ اس آیت کے نزول کے وقت جمعہ فرض ہی نہیں ہوا تا۔ اس کی پوری  
تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

نیز یہ حدیث امام مالک و شافعی نے بھی روایت کی۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے، ابن حبان نے فرمایا کہ صحیح  
ہے، بیہقی و حمیدی نے اسے ضعیف کہا۔ (مرقات) یعنی یہ حدیث مختلف اسنادوں سے محدثین کو ملی، بعض کو صحیح اسناد سے، بعض  
کو حسن سے، بعض کو ضعیف سے، ہر ایک نے اپنی اسناد کے مطابق اسے حسن یا صحیح وغیرہ کہا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۱)

362- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ  
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز

پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ  
الْأَعْلَى پڑھنا شروع ہو گیا۔ پس جب آپ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا تم میں سے کس نے  
قرأت کی؟ یا فرمایا تم میں سے کون قرأت کرنے والا  
ہے تو ایک شخص نے عرض کیا میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھا کہ تم میں سے کوئی  
میرے ساتھ جھگڑ رہا ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا  
ہے۔

فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى  
فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ أَيُّكُمْ الْقَارِئُ  
فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ  
خَالَجَنِيهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب الصلوة، باب نہی المأمور عن جہرہ  
بالقرأة خلف امامہ، جلد 1 صفحہ 172)

تمام نمازوں میں امام کے پیچھے  
قرأت کو ترک کرنے کا بیان

بَابُ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ  
فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا

حضرت ابو الاخوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبد اللہ بن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام  
رضی اللہ عنہم نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے  
قرأت کرتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ تم نے مجھ پر قرأت خلط ملط کر دی اس کو امام  
طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

363- وَعَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَقْرَأُونَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقِرَاءَةَ  
رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالتَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی، کتاب الصلوة، باب القرأة خلف الامام، جلد 1 صفحہ 149) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 451) (كشف  
الاستار عن زوائد البزار، باب القرأة خلف الامام، جلد 1 صفحہ 239، برقم: 488) (مسند ابی یعلیٰ، جلد 8 صفحہ 423، رقم  
الحديث: 5006) (مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 110) وقال الهيثمي ورجال احمد رجال الصحيح) (مجمع الزوائد  
جلد 2 صفحہ 110، فتشنت ولم اجد في المعجم الكبير)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقیر کہتا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں حضور و سفر میں ہمراہ رکاب  
سعادت انتساب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن لئے جانا ان کے لئے جائز  
تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء علیہ التحیۃ و الثناء سے جو چال ڈھال ابن مسعود کو ملتی پائی کسی کی نہ پائی،

خود حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

رضیت لامتی ما رضی لها ابن ام عبد و کرہت لامتی ما کرہا ابن ام عبد۔

(مجمع الزوائد باب ماجاء فی عبد اللہ بن مسعود مطبوعہ دار الکتاب بیروت ۲۹۰/۹)

میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند کیا جو عبد اللہ بن مسعود اس کے لئے پسند کرے اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند کیا جو اس کے لئے عبد اللہ بن مسعود ناپسند کرے۔ گویا ان کی رائے حضور والا کی رائے اقدس ہے اور معلوم ہے کہ جناب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے فاتحہ وغیرہ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور ان کے سب شاگردوں کا یہی وتیرہ تھا۔ (فتاویٰ الرضویہ، ج ۲، ص ۲۳۳)

364- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَهُ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً رَوَاهُ الْخَائِظُ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ فِي مُسْنَدِهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمَوْطَأِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالذَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے۔ اس کو حافظ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں اور محمد بن حسن نے مؤطا میں طحاوی اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام محمد، باب القراءة في الصلوة خلف الامام، صفحہ 96) (طحاوی، کتاب الطہارۃ، باب القراءة خلف الامام، جلد 1 صفحہ 149) (دارقطنی، کتاب الصلوة، باب ذکر قوله صلى الله عليه وسلم من كان له امام... الخ، جلد 1 صفحہ 323) (بغية الالعی فی تخریج الزیلعی حاشیة نصب الرایة، نقلًا عن مسند احمد بن منیع، جلد 2 صفحہ 7)

365- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مؤطا امام مالك، کتاب الصلوة، باب ترک القراءة خلف الامام فیہا جہر بہ، صفحہ 68)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے امام کی قرأت کافی ہے اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو چاہئے کہ وہ قرأت کرے۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز نہ پڑھی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

366- عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مؤطا امام مالک، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی ام القرآن، صفحہ 66) (ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی ترک القراءة خلف الامام اذا جهر بالقراءة، جلد 1 صفحہ 71) (طحاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب القراءة خلف الامام، جلد 1 صفحہ 149) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے زید بن ثابت سے امام کے ساتھ قرأت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا امام کے ساتھ کسی نماز میں کوئی قرأت نہیں۔ اسے مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باب سجود التلاوة میں روایت کیا ہے۔

367- وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي بَابِ سَجُودِ التَّلَاوَةِ.

(مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة، جلد 1 صفحہ 115)

حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جابر عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا (یعنی امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں) تو انہوں نے کہا امام کے پیچھے کسی نماز میں کوئی قرأت نہیں کی جائے گی۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

368- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ عَبَدَ اللَّهَ بِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالُوا لَا يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب القراءة خلف الامام، جلد 1 صفحہ 151)

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تو قرأت سے خاموش رہ پس بے شک نماز

369- وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنْصِتْ لِلْقِرَاءَةِ فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا وَسَيَكْفِيكَ ذَلِكَ الْإِمَامُ. رَوَاهُ

## الطحاوی وِإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

میں مشغولیت ہے اور اس میں تجھے امام ہی کافی ہے۔  
اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام جلد 1 صفحہ 150) (المعجم الكبير للطبرانی جلد 9 صفحہ 303)

رقم الحديث: 9311

حضرت علقمہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کاش کے وہ شخص جو امام کے پیچھے قرأت کرنا ہے اس کے منہ کو مٹی سے بھر دیا جائے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

370- وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلْبِغٌ قُوَّةُ تَرَابًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام

جلد 1 صفحہ 150)

حضرت ابو جمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا میں قرأت کروں۔ اس حال میں کہ امام میرے سامنے ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

371- وَعَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيْ فَقَالَ لَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام

جلد 1 صفحہ 151)

حضرت کثیر بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا ہر نماز میں قرأت ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو قوم سے ایک شخص نے کہا کیا یہ واجب ہے تو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے کثیر اور میں آپ کے پہلو میں تھا میرے خیال میں امام جب لوگوں کو امامت کر رہا ہو تو ان کی طرف سے کافی ہے۔ اسے دارقطنی احمد اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ اور اس بارے میں تابعین سے آثار منقول

372- وَعَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرَّةٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَفِي كُلِّ صَلَاةٍ قُرْآنٌ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَ هَذَا فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَا كَثِيرُ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ لَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَفَاهُمْ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ آثَارُ التَّابِعِينَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ہیں۔

(دارقطنی 'كتاب الصلوة' باب ذكر قوله صلى الله عليه وسلم من كان له امام... الخ' جلد 1 صفحہ 332) (طحاوی

كتاب الصلوة' باب القراءة خلف الامام' جلد 1 صفحہ 148) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 448)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت قنّادی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مذہب حنفیہ دربارہ قرأت مقتدی عدم اباحت و کراہت تحریمیہ ہے۔ نماز سزئی میں روایت استحباب کہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف نسبت کی گئی محض ضعیف کہا بسط المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولنا کمال الملتہ والدين محمد رحمه الله تعالى كما قاله في الدر المختار۔ جیسا کہ محقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولنا کمال الملتہ والدين محمد (ابن ہمام) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ جیسا کہ در مختار میں بیان کیا گیا ہے۔

خود تصانیف امام محمد میں جا بجا عدم جواز مصرح آثار میں فرماتے ہیں یہی مذہب ہمارا مختار اور اسی پر عامہ حدیث و اخبار وارد، اور فرمایا ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرأت مقتدی کو مفسد نماز کہتی ہے اور قوی الدلیلین پر عمل کرنے میں احتیاط ہے۔

موظا میں بہت آثار روایت فرمائے جن سے عدم جواز ثابت

قالہ الشیخ مولنا عبدالحق الحدیث الدہلوی قدس اللہ سرہ العزیز فی اللمعات (یہ بات شیخ محقق حضرت مولانا عبدالحق دہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے اشعۃ اللمعات میں کہی ہے۔ ت) با ایں ہمہ خلاف تصریحات امام ایک روایت موجودہ مجروحہ سے نماز سری میں جواز خواہ استحباب قرأت أن کا مذہب ٹھہرانا اور فقہ حنفی میں اس کا وجود سمجھنا محض باطل و وہم عاقل۔ ہمارے علمائے مجتہدین بالاتفاق عدم جواز کے قائل ہیں اور یہی مذہب جمہور صحابہ و تابعین کا ہے حتیٰ کہ صاحب ہدایہ امام علامہ برہان الملتہ والدين مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دعویٰ اجماع صحابہ کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۶، ص ۲۳۷)

امام کے آئین کہنے کا بیان

بَابُ تَأْمِينِ الْإِمَامِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام امین آئین کہے تو تم بھی آئین کہو پس بے شک جس کی آئین فرشتوں کی آئین کے موافق ہوگئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔ اسے محدثین کی ایک

373- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا آمَنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ



جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری 'كتاب الاذان' باب جهر الامام بالتأمين' جلد 1 صفحہ 108) (مسلم 'كتاب الصلوة' باب التسبيح والتحميد والتأمين' صفحہ 176) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء في فضل التأمين' جلد 1 صفحہ 58) (ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب التأمين وراه الامام' جلد 1 صفحہ 135) (نسائی 'كتاب الافتتاح' باب جهر الامام بآمين' جلد 1 صفحہ 147) (ابن ماجہ 'كتاب الصلوة' باب الجهر بآمين' صفحہ 61) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 459)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
نماز کی ہر رکعت میں امام و منفرد کو ولا الضالین کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ جہری نماز میں مقتدی بھی ہر رکعت میں کہیں اور غیر جہری رکعت یا سری نماز میں ولا الضالین ایسی خفی آواز میں کہا کہ اس کے کان تک پہنچی تو اس وقت بھی یہ آمین کہے ورنہ نہیں اور آمین سے سجدہ سہو کسی وقت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۰۳)

374- وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِيسْلَمُ نحوه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو پس بے شک جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔ اسے بخاری نے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کی مثل روایت ہے۔

(بخاری 'كتاب الاذان' باب جهر الامام بالتأمين' جلد 1 صفحہ 108) (مسلم 'كتاب الصلوة' باب التسبيح والتحميد والتأمين' جلد 1 صفحہ 176)

375- وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقْبِبُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَوْمِكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ يُحِبُّكُمْ اللَّهُ. رَوَاهُ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا تو ہمارے لئے سنتیں بیان کیں اور ہمیں ہماری نماز سکھائی تو فرمایا جب تم نماز پڑھو اپنی صفیں سیدھی کر لو پھر تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور

مُسْلِمٌ۔ (مسلم 'کتاب الصلوة' باب التشهد فی الصلوة' جلد 1 صفحہ 174)

کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

376- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ( غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ) فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ آمِينَ وَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُولُ آمِينَ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالِدَارِمِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا امام غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 233) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب جہر الامام بآمین' جلد 1 صفحہ 147) (سنن دارمی

کتاب الصلوة' باب فی فضل التامین' جلد 1 صفحہ 147)

اوپنی آواز سے آمین کہنے کا بیان

بَابُ الْجَهْرِ بِالتَّامِينَ

377- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَخْرَجُونَهُ وَهُوَ حَدِيثٌ مُضْطَرَبٌ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے پڑھا "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" تو کہا آمین اپنی آواز کھینچ کر۔ اسے ابو داؤد ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور یہ مضطرب حدیث ہے۔

(ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب التامین وراء الامام' جلد 1 صفحہ 135) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء فی التامین'

جلد 1 صفحہ 57)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرٍ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اس حدیث کے نماز میں اوپنی کہنہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا چند وجہ سے: ایک یہ کہ یہاں نماز کا ذکر نہیں، ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ یہ تلاوت اور آمین ہوئی ہو۔ دوسرے یہ کہ یہاں "مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ" ہے مَدَّ کے معنی چیخنا نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں کھینچنا، دراز کرنا، اس کا مقابل قصر ہے اسی لیے مہلت دینے، ڈھیل دینے کو مَدَّ کہا جاتا ہے، رب فرماتا ہے: "وَيَمُدُّهُمْ"

فِي طُعْنِهِمْ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آمین کا الف اور میم مد کے ساتھ پڑھتے تھے، بروزن قالین قصر سے نہیں جیسے کریم، یہی معنی ظاہر ہیں۔ تیسرے یہ کہ امام احمد، دارقطنی، حاکم، مستدرک، طبرانی، ابوداؤد طیالسی، ابویعلیٰ موصلی نے انہی وائل ابن حجر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جب "وَلَا الضَّالِّينَ" پڑھا تو "قَالَ امِينٌ وَ اَنْخَفِي بِهَا صَوْتَهُ"۔ اور ابوداؤد و ترمذی، ابن ابی شیبہ نے انہی وائل ابن حجر سے روایت کی "وَحَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ"۔ انہی کے معنی ہیں آہستہ پڑھا اور حَفَضَ کے معنی ہیں پست آواز سے پڑھا تو اب یہاں مد کے ایسے معنی کرنے چاہیں جو وہاں کے انہی اور حَفَضَ کے خلاف نہ ہوں یعنی آواز کھینچی اس لیے یہاں جَہَرَ نہیں بلکہ مد آیا کیونکہ اخفاء کا مقابل مد نہیں بلکہ جہر ہے رب فرماتا ہے: "يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَنْخَفِي"۔ جن احادیث میں "رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ" ہے وہاں بھی "رَفَعَ مَدًّا" کا ترجمہ ہے اور یہی معنی ہیں کہ آواز کھینچ کر پڑھا۔ غرض کہ ایسی حدیث آج تک نہ مل سکی جس میں نماز کا ذکر ہو اور آمین کے لیے لفظ جہر ہو، نیز اونچی آمین کہنا حکم قرآن کے خلاف ہے کیونکہ آمین قرآن کی آیت نہیں بلکہ دعا ہے، رب فرماتا ہے: "قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمْ" اور دعا آہستہ کہنی چاہیے، رب فرماتا ہے: "أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً" اسکی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراة المناجیح ج ۵ ص ۲۹۸)

378- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أَمْرِ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ امِينٌ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالتَّحَاكُمُ وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سورۃ الفاتحہ سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز بلند کرتے اور آمین کہتے۔ اسے دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

(مستدرک حاکم 'کتاب الصلوة' باب کان اذا فرغ من ام القرآن... الخ' جلد 1 صفحہ 223) (دارقطنی 'کتاب

الصلوة' باب التامين في الصلوة... الخ' جلد 1 صفحہ 335)

379- وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّامِينَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ امِينٌ حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْجِعُ بِهَا الْمَسْجِدَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ

حضرت ابو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہتے تو آمین کہتے۔ حتیٰ کہ پہلی صف والے اس کو سنتے پس اس سے مسجد گونج اٹھتی اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی

سند ضعیف ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الصلوة باب الجہر بآمین 'صفحہ 62)

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والا انصافین کہا تو آمین کہا تو انہوں نے اسے سنا حالانکہ وہ عورتوں کو صف میں تھیں۔ اسے ابن راہویہ نے اپنی سند میں روایت کیا اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا اور اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن مسلم کی ہیں جو کہ ضعیف ہے۔ علامہ نیوی فرماتے ہیں کہ جہراً آمین کہنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ ہی خلفائے اربعہ سے اور اس بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ ضعیف سے خالی نہیں۔

380- وَعَنْ أَمْرِ الْمُحْصَنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا صَلَّتْ حَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ فَسَبِعَتْهُ وَهِيَ فِي صَفِّ النِّسَاءِ. رَوَاهُ ابْنُ رَاهُوِيَةَ فِي مُسْتَدْرِكِهِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَفِيهِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ.

(المعجم الكبير للطبراني جلد 25 صفحہ 158 رقم

الحدیث: 383) (الدرایة 'کتاب الصلوة' باب صفة الصلوة

نقلًا ابن راہویہ 'جلد 1 صفحہ 139)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آمین بالجہر امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ہے اگر کوئی سنی شافعی مذہب آمین باواز کہے وہ بلا تکلف حنفیوں کی جماعت میں شریک ہو بلکہ بشرائط مذکورہ کتب فقہ وہ امامت کرے ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے کہ ہم اور وہ سب حقیقی بھائی ہیں، ہمارا باپ اسلام، ہماری ماں سنت سیدالانام علیہ افضل الصلوة والسلام۔ مگر یہاں جو آمین بالجہر والے ہیں یہ غیر مقلد وہابی ہیں یہ اللہ ورسول کی توہین کرنے والے ہیں یہ ہمارے ائمہ کرام کو گالیاں دینے والے ہم کو شرک کہنے والے ہیں ان کی شرکت جماعت حنفی سے ضرور ضرر ہے کہ ان کے عقائد باطلہ تکذیب خدا توہین رسول کے باعث ان کی نماز ہی نہیں تو جماعت میں ان کا کھڑا ہونا بالکل ایسا ہے کہ ایک شخص بے نماز بیچ میں داخل ہے اس سے صف قطع ہوگی اور صف کا قطع کرنا حرام، حدیث میں فرمایا:

من وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله ۳۔

(سنن ابوداؤد، باب تسویۃ الصفوف، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور 1/96)

جو صف کو ملائے اللہ اسے اپنی رحمت سے ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا اللہ اسے اپنی رحمت سے جدا کر دے

کا۔

حدیث میں حکم فرمایا کہ نماز میں خوب مل کر کھڑے ہو کہ بیچ میں شیطان نہ داخل ہو۔ یہاں آنکھوں دیکھا شیطان

صف میں داخل ہے یہ جائز نہیں تو بشرط قدرت اسے ہرگز اپنی جماعت میں نہ شامل ہونے دیں اور جو مجبور ہے معذور ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۱۵۳)

اوپنی آواز سے آمین نہ کہنا

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آمین دعا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے رب کو پکارو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے۔

بَابُ تَرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّامِينَ

قَالَ عَطَاءُ أَمِينٌ دُعَاءٌ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً

381- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ لَا تَبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. قَالَ التَّيْبَوِيُّ يَسْتَفَادِمَنَهُ الْإِمَامُ لَا يَجْهَرُ بِآمِينَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں (نماز) کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے۔ امام سے جلدی نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو اللهم ربنا لك الحمد اسے مسلم نے روایت کیا۔ نیوی فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جہراً آمین نہیں کہے گا۔

(مسلم، کتاب الصلوة، باب ائتمام العاموم بالامام، جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جنذب اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جنذب نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد کئے ایک سکتہ جب امام تکبیر تحریمہ کہے اور دوسرا جب غیر المغضوب علیہم والا الضالین کہے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے یاد کر لیا اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا انکار کیا۔ ان دونوں نے اس بارے میں ابی ابن کعب کی طرف خط لکھا تو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ

382- وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمْرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. تَذَاكَرَا فَتَحَدَّثَ سَمْرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَّتَيْنِ سَكَّتَةٌ إِذَا كَبَّرَ وَسَكَّتَةٌ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَحَفِظَ ذَلِكَ سَمْرَةُ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِي ذَلِكَ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ فِي كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْ فِي رِدِّهِ عَلَيْهِمَا أَنَّ سَمْرَةَ قَدْ حَفِظَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

تعالیٰ عنہ نے جو ان کی طرف لکھایا جو انہیں جواب دیا اس میں یہ تھا کہ سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح یاد رکھا اسے ابو داؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب انہیں نماز پڑھاتے تو دو سکتے کرتے جب نماز کا آغاز کرتے اور جب ولا الضالین کہتے تب بھی تھوڑی دیر خاموش کہتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر انکار کیا تو انہوں نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تو انہوں نے جواباً ان کی طرف لکھا یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

وَآخِرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَاحِحٌ. (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب السکۃ عند الافتتاح، جلد 1 صفحہ 113)

383- وَعَنْهُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى بِهِمْ سَكَتَ سَكَّتَيْنِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ سَكَتَ أَيْضًا هَنِيئَةً فَإِنْ كَرِهَ ذَلِكَ عَلَيْهِ فَكَتَبَ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ أَبِي إِلَيْهِمْ أَنَّ الْأَمْرَ كَمَا صَنَعَ سَمُرَةٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالذَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد جلد 5 صفحہ 23) (سنن دارقطنی، کتاب الصلوٰۃ، باب موضع سكتات... الخ، جلد 1 صفحہ 336)

شرح: مُفْتَرٍ شَيْهَرٍ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرْمَاتِي هِي:

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ" پڑھنے کے لیے کیونکہ یہ تکبیر اور سورہ فاتحہ کے درمیان ہوتی ہے لہذا یہ سکوت بمعنی عدم جہر ہے نہ کہ بالکل خاموشی، اس سکوت پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔

حق یہ ہے کہ اس خاموشی میں حضور آہستہ آہستہ کہتے تھے اور اگلی سورت کے لیے آہستہ بسم اللہ پڑھتے تھے لہذا یہ حنفیوں کے بالکل خلاف نہیں، شوافع کے ہاں یہ خاموشی آرام لینے کے لیے تھی اور امام مالک کے ہاں یہ خاموشی اسی لیے تھی کہ مقتدی اس وقت سورہ فاتحہ پڑھ لیں کیونکہ ان کے ہاں مقتدی امام کے ساتھ فاتحہ نہیں پڑھتا بلکہ بعد میں پڑھتا ہے مگر احناف کی توجیہ بہت قوی ہے اس سکوت کے بارے میں اور بہت سی روایتیں ہیں۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 26)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پس جب غیر المغضوب علیہم والبا الضالین پڑھا تو آمین کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کر دیا اور اپنا

384- وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى

عَلَى يَدَيْهِ الْيُسْرَى وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ  
يَسَارِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاللِّرْمَذِيُّ وَابُودَاوُدَ  
الطَّيَالِسِيُّ وَالذَّارِقُطِيُّ وَالْحَاكِمُ وَآخَرُونَ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. وَفِي مَتْنِهِ إِضْطِرَابٌ.

دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنی دائیں اور  
بائیں جانب سلام پھیرا۔ اسے احمد ترمذی ابوداؤد طیالسی  
دارقطنی حاکم اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی  
سند صحیح ہے اور اس کے متن میں اضطراب ہے۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 316) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء في التامين' جلد 1 صفحہ 58) (ابوداؤد  
الطیالسی صفحہ 138 رقم الحدیث: 1024) (دارقطنی 'كتاب الصلوة' باب التامين في الصلوة' جلد 1 صفحہ 334)  
(مستدرک حاکم 'كتاب التفسير' باب آمين يخفض الصوت۔

385- وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ وَعَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِالتَّعْوِذِ وَلَا بِأَمِينٍ. رَوَاهُ  
الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ جَرِيرٍ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے تھے نہ ہی تعوذ  
اور نہ ہی آمین۔ اسے طحاوی اور ابن جریر نے روایت کیا  
اس کی سند ضعیف ہے۔

(طحاوی 'كتاب الصلوة' باب قراءة بسم الله في الصلوة' جلد 1 صفحہ 140)

شرح: آمین دعا ہے اور دعا کے اخفاء کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ:  
وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ قُولُوا آمِينَ فَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُولُهَا۔ ۲۔ (سنن النسائي كتاب الافتتاح باب جهر  
الامام آمين نور محمد كارخانه تجارت كتب كراچی ۱/۱۳۷) (مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۷۰)  
جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام بھی کہے گا۔  
معلوم ہوا کہ آہستہ کہے گا۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۹، ص ۳۹۳)

386- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ خَمْسٌ يُخْفِيَنَّ  
الْإِمَامُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعْوِذُ  
وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَأَمِينٌ وَاللَّهُمَّ  
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام آہستہ کہے گا۔ سبحانک  
اللہم وبحمدک تعوذ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آمین اور اللہم  
ربنا لک الحمد اسے عبدالرزاق نے اپنے مصنف  
میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔



(مصنف عبد الرزاق كتاب الصلوة باب ما يخفى الامام جلد 2 صفحہ 87)

### شرح: آہستہ آواز سے آمین کہنا

حرف کے نزدیک ہر نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا اور نماز جبری ہو یا سزای آمین آہستہ کہے مگر غیر مقلد وہابیوں کے نزدیک جبرق نماز میں امام و مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں۔ آہستہ آمین کہنا حکم خدا و رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق ہے صحیح سے آمین کہنا قرآن کریم کے بھی خلاف ہے اور سنت کے بھی مخالف ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

”اَلْحَمْدُ لِوَجْهِكَ تَسْتَوْتُ وَخُشْيَةً“ ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب سے دعا کرو گز گڑ گڑاتے اور آہستہ

(پ ۸، الاعراف: ۵۵)

چونکہ آمین بھی دعا ہے۔ لہذا یہ بھی آہستہ کہنی چاہیے، رب تعالیٰ تو اپنے عظم و قدرت کے اعتبار سے ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے پھر چیخنے کی کیا ضرورت ہے۔ بخاری و مسلم، احمد، مالک، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہو کہ گناہ کی معافی اس نمازی کے لئے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہوگی اور ظاہر ہے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں ہم نے ان کی آمین آج تک نہ سنی تو چاہیے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہو تاکہ فرشتوں کی موافقت ہو اور گناہوں کی معافی ہو، جو لوگ صحیح کر آمین کہتے ہیں وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔

(ماخوذ از جامع الحق، مشق احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۵۱۸، مشبوع ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی)

ابہاتھوں کے اٹھانے کو کہتے ہیں! حنفی اہل سنت کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا خلاف سنت اور ممنوع ہے مگر وہابی غیر مقلدان دونوں وقتوں میں رفع عینین کرتے ہیں اور اس پر بہت زور دیتے ہیں۔ امام ابو داؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ اپنے کانوں کے قریب تک اٹھاتے تھے (پھر نماز سے فارغ ہونے تک) نہ اٹھاتے تھے (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوة، باب من لم یزکرها لم یقع عنہ رکوع، الجزء الاول، ص ۲۹۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت) طحاوی شریف میں حضرت ثعلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز کی کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (شرح معانی الآثار، کتاب الصلوة، باب تکبیر للرکوع الخ، ج ۱، ص ۲۸۸، دار الکتب العلمیہ بیروت)

علاوہ ازیں جن احادیث میں رفع یدین کا حکم ہے وہ تمام منسوخ ہیں (ماخوذ از جامع الحق)

## بَابُ قِرَاءَةِ السُّورَةِ بَعْدَ

## الْفَاتِحَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ

پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد

سورت پڑھنے کا بیان

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ پڑھتے اور ہمیں کوئی آیت سنا دیتے اور پہلی رکعت میں جتنی قرأت کرتے اتنی دوسری رکعت میں نہ کرتے اور اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں کرتے۔ اسے شیخین نے روایت کیا۔

387- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأَمْرِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأَمْرِ الْكِتَابِ وَيُسَبِّحُنَا الْآيَةَ وَيَطْوِلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب الاذان، باب یقرأ فی الاخرین بفاتحة الكتاب) (مسلم کتاب الصلوة، باب القراءة فی الظهر والعصر)

جلد 1 صفحہ 185

شرح: مُفْتَرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

نماز فرض کی رکعتوں میں چند طرح فرق ہے: ایک یہ کہ اگلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے، آخری رکعات میں نفل۔ دوسرے یہ کہ اول رکعتیں بھری پڑھی جاتی ہیں بعد کی خالی۔ تیسرے یہ کہ فجر، مغرب، عشاء میں اول رکعتوں میں امام اونچی تلاوت کرتا ہے بعد والیوں میں آہستہ۔ چوتھے یہ کہ اول کی دو رکعتیں سفر و حضر ہر حالت میں پڑھی جاتی ہیں مگر آخری دو رکعتیں سفر میں معاف ہو جاتی ہیں۔ یہ تمام مسائل حدیث سے ثابت ہیں جن میں سے ایک مسئلہ یہاں آیا کہ اول رکعتیں بھری پڑھو آخری خالی۔

یعنی ظہر و عصر کی نمازوں میں سرکار ایک آدھ آیت زور سے پڑھ دیتے تاکہ صحابہ کرام کو معلوم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فلاں سورت پڑھ رہے ہیں، اب ہم کو یہ جائز نہیں ہم لوگ اخفاء نمازوں میں ایک آیت بھی آواز سے نہیں پڑھ سکتے، یہ حضور کی خصوصیات سے ہے۔

یعنی رکعت اول بمقابلہ دوسری رکعت کے کچھ دراز پڑھتے یا اس لیے کہ اس میں سبحانک اللہم اعوذ، بسم اللہ بھی ہے، رکعت دوم میں یہ نہیں یا اس لیے کہ رکعت اول میں قرأت کچھ زیادہ فرماتے تاکہ پیچھے آنے والے شرکت کر سکیں۔ احناف کے نزدیک فتویٰ اسی پر ہے کہ ہر نماز میں اول رکعت دوسری سے کچھ دراز پڑھے خصوصاً نماز فجر کہ اس میں پہلی رکعت زیادہ دراز کرے، لہذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں بلکہ ان کی مؤید ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۶)

388- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ.

ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا۔ اس حدیث کو ترمذی کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری کتاب الاذان، باب الجہر فی المغرب، جلد 1 صفحہ 105) (مسلم کتاب الصلوۃ، باب القراءۃ فی الصبح، جلد 1 صفحہ 187) (ابوداؤد کتاب الصلوۃ، باب قدر القراءۃ فی المغرب، جلد 1 صفحہ 118) (نسائی کتاب الافتتاح، باب القراءۃ فی المغرب بالطور، جلد 1 صفحہ 154) (ابن ماجہ کتاب الصلوۃ، باب القراءۃ فی صلوۃ المغرب، صفحہ 60) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 84)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی مغرب کی دونوں رکعتوں میں پوری سورۃ طور پڑھتے تھے یا طور کی بعض آیات جو کچھ بھی ہو یہ بیان جواز کے لیے ہے ورنہ مغرب میں قصار مفصل کی سورتیں پڑھنا مستحب ہے، سورۃ طور میں ۲۹ آیات ہیں اگر یہ پوری سورت مغرب میں پڑھی جاوے تو بھی وقت تنگ نہیں ہوتا۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۹)

389- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ فَرَقَّهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورۃ الاعراف پڑھی تو اس کو دو رکعتوں میں تقسیم فرمایا۔ اسے نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی کتاب الافتتاح، باب القراءۃ فی المغرب بالتقص، جلد 1 صفحہ 154)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پوری سورت دو رکعتوں میں پڑھی۔ اس سے اشارۃ معلوم ہوا کہ کثرت آسمان میں سیاہی آنے تک وقت مغرب رہتا ہے سفیدی وقت عشاء نہیں ورنہ اتنی بڑی سورت دو رکعتوں میں پھر بقیہ نماز کا ادا کرنا مشکل ہوتا، لہذا یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل بیان جواز کے لیے ہے، ورنہ مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثری عمل تھا۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۵)

390- وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالْبَيِّنِ وَالزَّيْتُونِ.

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں تھے تو انہوں نے عشاء کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۃ البین و الزیتون

رَوَاةُ الشَّيْخَانِ.

والزيتون پڑھی اسے شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب الجهر فی العشاء، جلد 1 صفحہ 105) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب القراءة فی العشاء،

جلد 1 صفحہ 187)

391- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَّوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلَاةِ قَالَ أَمَا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا أَلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ظَنِّي بِكَ. رَوَاةُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'کتاب الاذان' باب يطول فی الاوليين... الخ

جلد 1 صفحہ 106) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب القراءة فی

الظهر والعصر' جلد 1 صفحہ 186)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد (بن ابی وقاص) سے کہا لوگوں نے ہر چیز میں تیری شکایت کی حتیٰ کہ نماز میں بھی تو انہوں نے کہا بہر حال میں تو پہلی دو رکعتوں میں قرأت لمبی کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں مختصر اور میں اس کو تا ہی نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں اقتداء کی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو نے سچ کہا تمہارے بارے میں یہی گمان تھا اسے شیخین نے بیان کیا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم سورۃ فاتحہ پڑھیں (اور قرآن مجید میں سے) جو آسان ہو پڑھیں اس کو ابوداؤد ابو یعلیٰ ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

392- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب من ترک القراءة فی صلواتہ' جلد 1 صفحہ 118) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 3) (مسند ابی

یعلیٰ جلد 2 صفحہ 417 رقم الحدیث: 236) (صحیح ابن حبان جلد 4 صفحہ 140 رقم الحدیث: 1787)

شرح: عام غیر مخصوص:

عام کے حکم سے اگر کسی فرد کو بھی خارج نہ کیا جائے تو اسے "عام غیر مخصوص" کہتے ہیں۔ جیسے اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: (فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ)

ترجمہ کنز الایمان: اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔ [المزمل: 20]

اس آیت مبارکہ میں لفظ "ما" عام ہے اور اس کے حکم یعنی قراءت سے کسی فرد (آیت یا سورت) کو خاص نہیں کیا گیا

مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کے کسی بھی مقام سے جتنا چاہو نماز میں تلاوت کرو۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرض قراءت نماز میں ایک آیت سے ادا ہو جاتا ہے اب یہ نہ کہیں گے کہ الحمد شریف کی پہلی آیت فرض تھی باقی اس کا غیر بلکہ الحمد اور سورت بلکہ سارا قرآن مجید اگر ایک رکعت میں ختم کرے سب زیر فرض داخل ہوں گے کہ

فاقرأ وأما تيسر من القرآن۔

(پس قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔) کا فرد ہے ولہذا اگر سورہ فاتحہ پڑھ کر سورت ملانا بھول گیا اور وہاں یاد آیا تو حکم ہے رکوع کو چھوڑے اور قیام کی طرف عود کر کے سورت پڑھے اور رکوع میں جائے حالانکہ واجب کے لئے فرض کا چھوڑنا جائز نہیں ولہذا اگر پہلی التحیات بھول کر پورا کھڑا ہو گیا اب عود کی اجازت نہیں مگر سورت کے لئے خود شرع نے عود کا حکم دیا کہ جتنا قرآن مجید پڑھا جائے گا سب فرض ہی میں واقع ہوگا تو یہ واجب کی طرف عود نہیں بلکہ فرض کی طرف، ولہذا اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا نماز نہ ہوگی کہ پہلا رکوع عود الی الفرض کے سبب زائل ہو گیا تو جس طرح الحمد اور سورت دونوں سے فرض ہی ادا ہوتا ہے یوں ہی دونوں خطبوں سے بھی کہ سب مطلق۔

فأسعوا إلى ذكر الله

(اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔) کے تحت میں داخل ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۸، ص ۳۱۲)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ص ۹۳، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم کا مطالعہ فرمائیں۔

رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کا بیان

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرَّكُوعِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جب وہ رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب وہ رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اسی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد اور آپ سجدے میں ایسا نہیں کرتے تھے اسے شیخین نے روایت کیا۔ اس کتاب

393- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ إِذَا فَتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ فِي السُّجُودِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ قَالَ النَّيْمِيُّ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَالِكِ بْنِ

المُحَوِّرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَوَأَيْلِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے مرتب محمد بن علی نبوی فرماتے ہیں: اس بارے میں ابو حمید ساعدی مالک بن حویرث وائل بن حجر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔

(بخاری کتاب الاذان باب رفع اليدين في التكبيرة الاولى... الخ جلد 1 صفحہ 102) (مسلم کتاب الصلوة باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين... الخ جلد 1 صفحہ 169)

شرح: مُفْتَرِّ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْجَمْعَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کیا مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ آخر وقت تک کیا۔ حق یہ ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ وہ کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً کیا تھا پھر چھوڑ دیا، نیز سیدنا ابن مسعود، عمر ابن خطاب، علی مرتضیٰ، براء ابن عازب، حضرت علقمہ وغیر ہم بہت صحابہ سے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے، نیز ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا تکبیر اولیٰ کے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے، نیز رسالہ آفتاب محمدی میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث چند روایتوں سے منقول ہے جس میں سے ایک روایت میں یونس ہے جو سخت ضعیف ہے، دوسری اسناد میں ابو قلابہ ہے جو خارجی المذہب تھا (دیکھو تہذیب)، تیسری اسناد میں عبید اللہ ہے یہ پکارا فضی تھا، چوتھی اسناد میں شعیب ابن اسحاق ہے جو مرجیہ مذہب کا تھا۔ غرض کہ رفع یدین کی احادیث کی اکثر اسنادوں میں بد مذہب خصوصاً روافض بہت شامل ہیں کیونکہ یہ ان کا عمل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ روافض کے تقیہ کی وجہ سے امام بخاری کو بھی پتہ نہ لگا ہو، لہذا مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ نمازوں میں سوا تکبیر تحریرہ کے اور کہیں رفع یدین نہ کیا جائے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۲)

ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر

استدلال کیا گیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع میں رفع یدین نہ فرمایا تھا۔

جب تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ رہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول

بَابُ مَا اسْتُدِلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ رَفْعَ

الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ وَاطْبَ عَلَيْهِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَا دَامَ حَيًّا

394- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہیں فرماتے یہ نماز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اسے بیہقی نے روایت کیا اور یہ ضعیف حدیث ہے بلکہ یہ موضوع حدیث ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَوَتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ بَلْ مَوْضُوعٌ.

(نصب الرأية كتاب الصلوة جلد 1 صفحہ 409) (والدرایة جلد 1 صفحہ 153) (وتلخیص الحبير جلد 1

صفحہ 218 نقلًا عن البيهقي)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہرگز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا خلاف ثابت ہے۔ نہ احادیث میں اسکی مدت مذکور۔ ہاں حدیثیں اس کے فعل و ترک دونوں میں وارد ہیں۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۶، ص ۱۵۴)

دور کعتوں سے کھڑے ہوتے

وقت رفع یدین کرنا

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب وہ دور کعتوں سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ حدیث نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کرتے تھے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ

مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

395- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری کتاب الاذان باب رفع اليدين اذا قام من

الركعتين جلد 1 صفحہ 102)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کیا مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ



آخر وقت تک کیا۔ حق یہ ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ وہ کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً کیا تھا پھر چھوڑ دیا، نیز سیدنا ابن مسعود، عمر ابن خطاب، علی مرتضیٰ، براء ابن عازب، حضرت علقمہ وغیر ہم بہت صحابہ سے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے، نیز ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا تکبیر اولیٰ کے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے، نیز رسالہ آفتاب محمدی میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث چند روایتوں سے منقول ہے جس میں سے ایک روایت میں یونس ہے جو سخت ضعیف ہے، دوسری اسناد میں ابو قلابہ ہے جو خارجی المذہب تھا (دیکھو تہذیب)، تیسری اسناد میں عبید اللہ ہے یہ پکارا فضی تھا، چوتھی اسناد میں شعیب ابن اسحاق ہے جو مرجیہ مذہب کا تھا۔ غرض کہ رفع یدین کی احادیث کی اکثر اسنادوں میں بد مذہب خصوصاً روافض بہت شامل ہیں کیونکہ یہ ان کا عمل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ روافض کے تقیہ کی وجہ سے امام بخاری کو بھی پتہ نہ لگا ہو، لہذا مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ نمازوں میں سوا تکبیر تحریمہ کے اور کہیں رفع یدین نہ کیا جائے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲)

سجدے کے لئے رفع یدین کا بیان

### بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے حتیٰ کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے اوپر والے حصے کے برابر فرماتے اسے نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

396- عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (نسائی کتاب الافتتاح باب رفع الیدین للسجود جلد 1 صفحہ 165)

شرح: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ

آپ کا نام مالک، کنیت ابوسلیمان ہے، قبیلہ بنی لیث سے ہیں، ایک وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، ۲۰ دن حاضری رہی، بصرہ میں قیام کیا، عبدالملک کے زمانہ میں ۴۷ھ میں وہیں وفات پائی۔  
مفتی شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں، مطلب وہی ہے کہ انگوٹھے کانوں تک انھیں اور گئے کندھوں تک۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی بہت احادیث ہیں جو ہم نے اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کر دی ہیں۔ (مرآة الناجح ج ۲ ص ۲۲)

غیر مقلدین آدمی حدیث پر عمل کرتے ہیں اور آدمی کو چھوڑ دیتے ہیں رفع یدین کے لئے اسکو دلیل بناتے ہیں اور اس میں موجود کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے مسئلے کو چھوڑ دیتے ہیں بیس دن ساتھ رہنے والے مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات پر عمل کرتے ہیں اور مستقل ساتھ رہنے والے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو چھوڑ دیتے ہیں۔

397- وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع میں اور سجدے میں رفع یدین فرماتے تھے۔ اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند ابی یعلیٰ جلد 6 صفحہ 399 رقم الحدیث: 997 (3752) (مصنف ابن ابی شیبہ 'کتاب الصلوة' باب من کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة' جلد 1 صفحہ 235) (مجمع الزوائد 'کتاب الصلوة' باب رفع الیدین فی الصلوة' جلد 2 صفحہ 101)

شرح: مطلق لفظ سنت دونوں قسموں کو شامل ہے دونوں قسمیں یہ ہیں: (۱) سنت مؤکدہ جس کا نام سنت بڑی ہے (۲) سنت غیر مؤکدہ جس کا نام سنت زائدہ ہے۔ (رد المحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۷۱)

بحر الرائق سنن نماز مسئلہ رفع یدین للتحریم میں ہے:

انه من سنن الهدی فهو سنة مؤکدة ۳۔

(البحر الرائق کتاب الصلوة باب صفة الصلوة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۰۲)

وہ سنن بڑی سے ہے تو وہ سنت مؤکدہ ہے۔

398- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ لِلرُّكُوعِ وَعِنْدَ التَّكْبِيرِ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا. رَوَاهُ الظُّبَيْرِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع کے لئے تکبیر کے وقت رفع یدین فرماتے اور سجدے کی تکبیر کے وقت اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(المعجم الاوسط جلد 1 صفحہ 39 رقم الحدیث: 16) (مجمع الزوائد 'کتاب الصلوة' باب رفع الیدین فی الصلوة'

(جلد 1 صفحہ 102)

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْعَمَّانِ فَرَمَاتِي هِيَ:

ابھی ہم عرض کر چکے کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے اور یہاں حضرت نافع کی روایت میں آگیا کہ کرتے تھے ان دونوں روایتوں کو جمع کر لو کہ پہلے کرتے تھے بعد میں نہ کرتے تھے یعنی نسخ کے پتہ لگنے پر رفع یدین چھوڑ دیا، ازطحاوی۔ فقیر نے "جاء الحق" حصہ دوم میں رفع یدین نہ کرنے کی پچیس حدیثیں جمع کی ہیں وہاں مطالعہ کرو۔

لطیفہ: مکہ معظمہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسئلہ رفع یدین میں مناظرہ ہوا، امام اوزاعی نے رفع یدین کے لیے حضرت ابن عمر کی حدیث پیش کی، امام اعظم نے جواب دیا کہ مجھ سے حماد نے روایت کی انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت ابن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تکبیر اولیٰ کے کبھی رفع یدین نہ کرتے اور فرمایا کہ میری حدیث کے تمام راوی بڑے فقیہ و عالم ہیں، لہذا تمہاری حدیث سے یہ حدیث راجح ہے۔ مرقات، فتح القدیر وغیرہ۔ (مرآة الناجح ج ۲ ص ۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز میں دیکھا کہ آپ نے دونوں کندھوں کے برابر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جب نماز کا آغاز کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ سوائے اسماعیل بن عیاش کے وہ ویسے تو صدوق ہیں لیکن غیر شامیوں سے ان کی روایت میں کلام ہے۔

حضرت حصین بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو عمرو بن مرہ نے کہا کہ ہم نے حضرمیوں کی مسجد میں نماز پڑھی تو مجھ سے علقمہ بن وائل نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین فرماتے جس وقت

399- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ إِلَّا اسْمَعِيلَ بْنَ عِيَاشٍ وَهُوَ صَدُوقٌ وَفِي رَوَايَتِهِ عَنِ غَيْرِ الشَّامِيِّينَ كَلَامٌ. (ابن ماجہ 'كتاب الصلوة' باب رفع اليدين اذ ركع واذ رفع رأسه من الركوع 'صفحہ 62)

400- وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَهُ عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ قَالَ صَلَّى نَا فِي مَسْجِدِ الْحَضْرَمِيِّينَ فَحَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ مَا أَرَى

نماز کا آغاز کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (منجی) نے فرمایا میرے خیال میں تو ہمارے باپ نے صرف اسی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو انہوں نے اسے یاد کر لیا اور عبد اللہ نے اسے آپ سے یاد نہ کیا۔ پھر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہی ہے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

أَبَاكَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ الْيَوْمَ الْوَاحِدَ فَحَفِظَ ذَلِكَ وَعَبَدُ اللَّهِ لَمْ يَحْفَظْ ذَلِكَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّمَا رَفَعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ إِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(سنن دارقطنی، کتاب الصلوة، باب ذکر التكبير)

(ورفع الیدين عند الافتتاح، جلد 1 صفحہ 291)

شرح: مؤسّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اتان فرماتے ہیں:

آپ کا نام وائل ابن حجر ابن ربیعہ ابن وائل ابن یعمر ہے، کنیت ابو حمیدہ، قبیلہ بنی حزم سے ہیں، حضرموت کے شاہزادہ تھے، جب اسلام لانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی اور اپنے قریب بٹھالیا اور فرمایا کہ تم نے اللہ کے لیے بہت دراز سفر کیا اور بہت دعائیں دیں، حضرموت کا حاکم بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو ہمیشہ حاضری بارگاہ میں رہنی تھی۔

سوائے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام اماموں کے ہاں نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ہاتھ چھوڑنا سنت ہیں۔ یہ حدیث تمام اماموں کی دلیل ہے، نیز داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ان سب کے ہاں سنت ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ ناف کے اوپر ہاتھ رکھے یا نیچے، ہمارے ہاں نیچے رکھنا سنت ہے۔ فقیر نے "جاء الحق" حصہ دوم میں اس پر چودہ حدیثیں پیش کیں جس میں لفظ تحت السرة یعنی ناف کے نیچے صراحتاً مذکور ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے سند صحیح سے جس کے سارے راوی ثقہ ہیں انہیں وائل ابن حجر سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دائیاں ہاتھ رکھا۔ دارقطنی، بیہقی، رزین، کتاب الاشارة، مصنفہ امام محمد ابن حزم وغیرہم نے مختلف صحابہ سے مرفوع و موقوف حدیثیں نقل کیں جن سب میں تحت السرة موجود ہے، نیز ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں ادب کا اظہار ہے۔ غلام مولیٰ کے سامنے ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں، کہنی پر ناف سے اوپر ہاتھ رکھنا پہلوانوں کا طریقہ ہے جو کشتی لڑتے وقت خم ٹھونک کر مقابل کے سامنے آتا ہے۔ اس کی پوری تحقیق "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

ابھی کچھ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ رفع یدین کی یہ تمام حدیثیں منسوخ ہیں اس کا نسخ ذکر کیا جا چکا۔ واقعی اولاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے لیکن آخر حیات تک نہ کیا یہاں بھی ایک بار دیکھنے کا ذکر ہے۔

اس طرح کہ سر مبارک ہاتھوں کے لٹچ میں رہا یہ حدیث حنفیوں کی بڑی دلیل ہے کہ سجدہ میں ہاتھ کندھوں کے سامنے نہ رہے بلکہ سر کے آس پاس ایسے رہیں کہ اگر کان کی گدی یا سے قہرہ گرے تو ہاتھ کے انگوٹھے پر گرے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶)

حضرت یحییٰ بن ابواسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جزء رفع الیدین میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ نیوی فرماتے ہیں وہ لوگ درستگی کو نہیں پہنچے جنہوں نے یہ یقین کر لیا کہ سجدے کے لئے رفع یدین کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور جنہوں نے اس کے منسوخ ہونے کا قول کیا ہے اس کے پاس ان کے نسخ پر سوائے اس کے اور کوئی دلیل نہیں جیسا کہ اس شخص کی دلیل ہے جنہوں نے کہا تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں ہے۔

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین

ترک کرنے کا بیان

حضرت عنقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی تو سوائے پہلی مرتبہ کے رفع یدین نہیں کیا۔ اسے اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور یہ صحیح ہے۔

401- وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي اسْمَعَلَ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النَّيْبِيُّ لَمْ يُصِبْ مَنْ جَزَمَ بِأَنَّهُ لَا يَثْبُتُ شَيْءٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلشُّجُودِ وَمَنْ ذَهَبَ إِلَى نَسْخِهِ فَلَيْسَ لَهُ دَلِيلٌ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا مِثْلَ دَلِيلِ مَنْ قَالَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْإِفْتِتَاحِ.

(جزء رفع الیدین للبخاری مترجم صفحہ 68)

بَابُ تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ

فِي غَيْرِ الْإِفْتِتَاحِ

402- عَنْ عُنُقَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَّا أُصَلِّيَ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب من لم يذكر الرفع عند الركوع جلد 1 صفحہ 109) (ترمذی 'أبواب الصلوة' باب رفع

الیدین عند الركوع جلد 1 صفحہ 59) (نسائی 'کتاب الصلوة' باب رفع الیدین والرخصة فی ترک ذلك جلد 1

(صفحہ 181)

شرح: مفسر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:  
علقمہ چند ہیں۔ یہاں علقمہ ابن قیس ابن مالک مراد ہیں جو مشہور تابعی ہیں اور حضرت ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے  
آپ کی ملاقات خلفاء راشدین سے بھی ہے۔

یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ رکوع میں جاتے آتے رفع یدین نہیں۔ حضرت ابن مسعود بڑے فقیہ صحابی اور  
آخر دم تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر کے ساتھی ہیں، حضور کی نماز پر جیسے آپ مطلع ہو سکتے ہیں ایسے دوسرے وہ  
صحابہ جو کبھی کبھی حاضر بارگاہ ہوتے تھے مطلع نہیں ہو سکتے تھے، دارقطنی اور ابن عدی نے انہی حضرت ابن مسعود سے روایت  
کی، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں اور حضرت صدیق اکبر و فاروق کی اقتداء میں بھی  
جن میں سے کوئی بزرگ سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی وقت نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، نیز بہت صحابہ کرام سے اسی  
طرح روایتیں ہیں۔ ہم نے رفع یدین نہ کرنے کی پچیس حدیثیں اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کی ہیں۔ خیال  
رہے کہ حضرت ابن مسعود صحابہ اور تابعین کے مجمع میں یہ نماز پڑھ کر دکھاتے اور کوئی آپ پر اعتراض نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ  
وہ تمام حضرات رفع یدین نہ کرنے پر متفق تھے۔ (مرآة المناجیح ج 5 ص 298)

403- وَعَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ  
الْمُخْطَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ  
تَكْبِيرَةٍ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي  
شَيْبَةَ وَهُوَ أَثَرٌ صَحِيحٌ.

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع  
یدین کرتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
اور ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا  
اور یہ صحیح اثر ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوة، باب التکبیرات، جلد 1 صفحہ 156) (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوة، باب من کان

یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود، جلد 1 صفحہ 237)

404- وَعَنِ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ  
مِّنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ  
أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ إِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ.

حضرت عاصم بن کلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے  
روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی  
پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد  
رفع یدین نہ کرتے اسے طحاوی ابو بکر ابی شیبہ اور بیہقی نے  
روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوة، باب التکبیرات، جلد 1 صفحہ 154) (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوة، باب من کان

يرفع يديه... الخ' جلد 1 صفحہ 236) (سنن الكبرى للبيهقي كتاب الصلوة' من لم يذكر الرفع الا عند الافتتاح' جلد 2 صفحہ 80)

405- وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ.

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معرفت میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی 'كتاب الصلوة' باب التکبيرات' جلد 1 صفحہ 155) (مصنف ابن ابی شیبہ 'كتاب الصلوة' باب من كان يرفع يديه... الخ' جلد 1 صفحہ 237) (معرفة السنن والآثار 'كتاب الصلوة' جلد 2 صفحہ 429 رقم الحديث: 3308)

406- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الْإِفْتِتَاحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے آغاز کے نماز کی کسی چیز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسے طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

(طحاوی 'كتاب الصلوة' باب التکبيرات' جلد 1 صفحہ 156) (مصنف ابن ابی شیبہ 'كتاب الصلوة' باب من كان يرفع يديه... الخ' جلد 1 صفحہ 236)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابی بکر قال ثنا قال سفیان عن المغيرة قال قلت لابراهيم حديث وائل انه رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه اذا افتتح الصلاة واذا ركع واذا رفع رأسه من الركوع فقال ان كان وائل رآه مرة يفعل ذلك فقد رآه عبدا الله خمسين مرة لا يفعل ذلك ۳-

(شرح معانی الآثار باب التکبير عند الركوع . مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱/ ۱۵۳)

ابو بکر نے ہمیں حدیث بیان کی کہا ہمیں مول نے حدیث بیان کی کہا ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی ہے مغیرہ سے اور مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعی سے حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت دریافت کیا کہ انہوں نے حضور



پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا ابراہیم نے فرمایا وائل نے اگر ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَالِي اِرَاكُمْ رَافِعِي اَيْدِيكُمْ كَانَهَا اِذْ نَابَ خَيْلُ شَمْسٍ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ۔

(صحیح مسلم باب الامر بالسكون في الصلوة الخ مطبوعه مطابع كراچی ۱۸۱/۱)

کیا ہوا کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا تمہارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی ڈیس میں ہیں قرار سے رہو نماز میں۔ اصول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا۔ اور حاضر علیج پر مقدم ہے۔ ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا حنفیہ کو ان کی تقلید چاہئے، شافعیہ وغیر ہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں کوئی محل نزاع نہیں، ہاں وہ حضرات تقلید ائمہ دین کو شرک و حرام جانتے اور با آنکہ علمائے مقلدین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نصیب اعداء اپنے لئے منصب اجتہاد مانتے اور خواہی نخواستہ تفریق کلمہ مسلمین و اثارت فتنہ بین المؤمنین کرنا چاہتے بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت و ناموری سمجھتے ہیں ان کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہئے۔ مانا کہ احادیث رفع یدین مرجع ہوں تاہم آخر رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں۔ (الفتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۱۵۲-۱۵۵)

407- وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ قَالَ وَكَيْفُ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النَّيْمِيُّ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فَخْتَلَفُوا فِي هَذَا الْبَابِ وَأَمَّا الْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُمْ رَفْعُ الْأَيْدِي فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ. (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب صرف نماز کے آغاز میں انے ہاتھوں کو اٹھاتے اس حدیث کے راوی وکیع فرماتے ہیں پھر نہیں اٹھاتے تھے۔ اس حدیث کو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیوی فرماتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد والوں نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے لیکن خلفائے اربعہ سے سوائے تکبیر تحریمہ کے ہاتھوں کو اٹھانا ثابت نہیں اللہ ہی درست بات کو زیادہ جاننے والا ہے۔

من كان يرفع يديه... الخ جلد 1 صفحہ 236)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ اور جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں۔

## بَابُ التَّكْبِيرِ لِلرَّكُوعِ

## وَالسُّجُودِ وَالرَّفْعِ

408- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَزُكِعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صَلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثَّنَاتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

## رکوع، سجدے اور اٹھنے کے لئے

## تکبیر کہنے کا بیان

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے اٹھتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے پیٹھا اٹھاتے تو کہتے "سمع الله لمن حمده" پھر کھڑے کھڑے کہتے "ربنا لك الحمد" پھر جب جھکتے تو تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر ساری نماز میں یونہی کرتے حتیٰ کہ اسے پوری کر لیتے اور دو رکعتوں میں بیٹھنے کے بعد جب اٹھتے تو بھی تکبیر کہتے۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب التكبير اذا قام من السجود، جلد 1 صفحہ 109) (مسلم، کتاب الصلوة، باب اثبات التكبير

في كل خفض... الخ، جلد 1 صفحہ 169)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

جب اکیلے نماز پڑھتے نہ کہ جماعت میں کیونکہ جماعت میں امام صرف "سمع الله لمن حمده" کہتا ہے اور مقتدی صرف "ربنا لك الحمد" دونوں کلمے صرف اکیلا نمازی ہی جمع کرتا ہے اگرچہ اکیلا نمازی یہ کلمات آہستہ کہتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم امت کے لیے آہستہ کلمات بھی کبھی آواز سے فرمادیتے تھے اسی لیے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور ظہر میں فلاں سورتیں پڑھتے تھے اور عصر میں فلاں۔

خلاصہ یہ کہ سوائے رکوع سے اٹھنے کے باقی نماز کی ہر حرکت میں تکبیر کہنا چاہیے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 28)

حضرت ابو سلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تو ہر دفعہ جب جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے پس جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھنے والا ہوں۔ اس

409- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي لَا شَبِيْهَكُمْ صَلَاةَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری، کتاب الاذان، باب

حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

اتمام التکبیر فی الركوع، جلد 1 صفحہ 109

شرح: تین قسم کے لوگ

کہا گیا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے والے لوگ تین قسم کے ہیں۔

(۱) ایک گروہ وہ ہے جو پچیس نمازوں کا ثواب پانے والا ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو امام کے رکوع کے بعد تکبیر کہتے اور رکوع کرتے ہیں۔ (۲) دوسرا گروہ وہ ہے جو ایک نماز کا ثواب حاصل کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ وہ ہیں جو امام کے ساتھ برابری کرتے ہیں (۳) تیسرا گروہ وہ ہے جو نماز کے بغیر ہوتا ہے۔ یہ وہ ہیں جو امام سے سبقت کرتے ہیں۔

(لباب الاحیاء صفحہ ۶۹)

حضرت سعید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو سعید نے نماز پڑھائی اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت جہراً تکبیر کہتے اور جب سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اٹھایا اور جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں نیچے جھکتے اور اوپر اٹھتے وقت اور قیام و قعود کے وقت تکبیر کہتے اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بیان کیا۔

410- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ وَحِينَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری، کتاب الاذان، باب یکبر وهو ينهض من

السجدتين، جلد 1 صفحہ 114)

411- وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ رَفْعٍ وَخَفِضٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ. (مسند احمد جلد 1 صفحہ 386) (نسائی،

کتاب الافتتاح، باب التکبیر للسجود، جلد 1 صفحہ 164)

(ترمذی، ابواب الصلوة، باب ما جاء فی التکبیر عند

الركوع والسجود، جلد 1 صفحہ 59)

412- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ كَانَ يَفْعَلُهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ كَانِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا وَكَانَ يَقِفُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا تین چیزیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو اونچا کر کے

هُنِيَّةٌ وَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَلْفٍ وَرَفَعَ. رَوَاهُ  
النَّسَائِيُّ وَاسْتِزَادَهُ حَسَنٌ.

(نسائی 'کتاب الافتتاح' باب رفع الیدین مذا) تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں:

سنت یہ ہے کہ سماع اللہ کا سین رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ کہیں اور حمدہ کی "سیدھا ہونے کے ساتھ ختم، اسی طرح ہر حکم انتقال میں حکم ہے کہ ایک فعل سے دوسرے فعل کو جانے کی ابتداء کے ساتھ اللہ اکبر کا الف شروع ہو اور ختم کے ساتھ ختم ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۱۸۹)

### رکوع کی حالتوں کا بیان

### بَابُ هَيْئَاتِ الرُّكُوعِ

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بند کیا پھر انہیں اپنی دونوں رانوں کے درمیان رکھ دیا تو میرے والد نے مجھے منع کیا اور فرمایا ہم ایسا کرتے تھے پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا تو ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا

413- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفِّي ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فُجْدَتَيْ فَتَهَانِي أَبِي وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَهَيْئَتُنَا عَنْهُ وَأَمْرُنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِينَا عَلَى الرُّكْبِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

(بخاری 'کتاب الاذان' باب وضع الکف علی الرکب فی الرکوع' جلد 1 صفحہ 109) (مسلم 'کتاب المساجد' باب

الندب الی وضع الایدی... الخ' جلد 1 صفحہ 202) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکتین فی

الرکوع' جلد 1 صفحہ 59) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب التطبيق' جلد 1 صفحہ 159) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب تفریع

ابواب الرکوع والسجود... الخ' جلد 1 صفحہ 126) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوة' باب وضع الیدین علی الرکتین

صفحہ 63) (مسند احمد)

### شرح: رکوع:

اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۶۵)

اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھاوے۔

مسئلہ ۳۲: گوزہ پشت (کبڑا) کہ اس کا ٹب حد رکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰)

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (بغلوں سے) دور رکھا اور دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیاں اپنے گھٹنوں کے آگے کشادہ رکھیں اور فرمایا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

414- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَكَعَ فَجَافَى يَدَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَفَرَجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ مِنْ وَرَاءِ رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 120) (ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب صلوة من لا يقيم صلته في الركوع والسجود)

جلد 1 صفحہ 126) (نسائی، کتاب الافتتاح، باب مواضع اصابع اليدين في الركوع، جلد 1 صفحہ 159)

حضرت ابو بردزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اگر آپ کی پشت مبارک پر پانی ڈال دیا جاتا تو وہ ٹھہر جاتا۔ اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبیر اور اوسط میں بیان کیا اور پیشی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

415- وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَوُصَّبَ عَلَى ظَهْرِهِ مَاءٌ لَأَسْتَقَرَّ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

(المعجم الاوسط جلد 6 صفحہ 316 برقم الحديث: 5672) (مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب صفة الركوع نقلاً

عن الطبراني في الكبير وابي يعلى، جلد 2 صفحہ 123)

شرح: رکوع کے بعض خاص مسائل

مسئلہ: رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے، تو ٹھہر جائے۔

(فتح القدير، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱، ص ۲۵۹)

مسئلہ: رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا ہو بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔ (الهدایہ، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱، ص ۵۰)

حدیث میں ہے: "اس شخص کی نماز نا کافی ہے (یعنی کامل نہیں) جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب صلاة من لا یقیم صلہ فی الركوع والسجود، الحدیث: ۸۵۵، ج ۱، ص ۳۲۵)

یہ حدیث ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "رکوع و سجد کو پورا کرو کہ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الخشوع فی الصلاة، الحدیث: ۷۳۲، ج ۱، ص ۲۶۳)

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ: عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے، بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کر دے۔

(رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملہ... إلخ، ج ۲، ص ۲۳۰) (والفتاویٰ الرضویہ، ج ۶، ص ۳۳۵)

رکوع اور سجدہ میں

اعتدال کا بیان

بَابُ الْإِعْتِدَالِ وَالطَّهَانِيَّةِ

فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک (اعرابی) شخص نے آکر نماز پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ پس وہ شخص لوٹ گیا اور اس نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح پہلے پڑھی تھی پھر وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا وعلیک السلام پھر فرمایا لوٹ جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تین بار ہوا پھر اس آدمی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا مجھے سکھائیے تو آپ نے فرمایا جب تم

416- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَارْجِعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسِنُ غَيْرَ هَذَا عَلَيَّ قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى

نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر قرآن کا جو حصہ تمہارے لئے آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کر لو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرو پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کر لو پھر نماز کی ہر رکعت اسی طرح پڑھو۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری، کتاب الاذان، باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتم رکوعہ بالاعادة، جلد 1 صفحہ 109) (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحة فی کل رکعة... الخ، جلد 1 صفحہ 170)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ آنے والے حضرت خلاد ابن رافع انصاری ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے، یہ واقعہ سیدنا ابو ہریرہ نے اپنی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ کسی صحابی سے سن کر بیان فرما رہے ہیں کیونکہ حضرت خلاد بدر ۲ھ میں شہید ہو گئے۔ اور حضرت ابو ہریرہ ۷ھ میں اسلام لائے مگر چونکہ تمام صحابہ عادل ہیں اس لیے دیکھنے والے کا نام مذکور نہ ہونا مضر نہیں۔ غالباً یہ نماز نفل تحیۃ المسجد تھے جو جلدی جلدی تعدیل ارکان کے بغیر ادا کر لیے گئے تھے یا اس میں کوئی اور نقصان رہ گیا تھا۔

اس مضمون سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مسجد نبوی میں آنے والا نمازیوں کو عمومی سلام الگ کرے اور حضور انور کو علیحدہ۔ اب بھی زائرین حاضری شریف کے وقت دو رکعتیں پڑھ کر مواجہہ اقدس میں حاضری دے کر سلام عرض کرتے ہیں، اللہ ہم سب کو نصیب کرے۔ دوسرے یہ کہ سلام میں علیکم بھی کہہ سکتے ہیں علیک بھی۔ تیسرے یہ کہ واجب رہ جانے سے نماز لوٹا لینی واجب ہے۔ خیال رہے کہ بھول کر واجب چھوٹ جانے پر سجدہ سہو واجب ہے اور عمدًا چھوڑنے سے نماز لوٹانا واجب۔ چوتھے یہ کہ نماز میں تعدیل ارکان، یعنی اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے کیونکہ یہ بزرگ جلدی سے ادا کر کے آگئے تھے اس لیے نماز دوبارہ پڑھوائی گئی۔

یعنی ہر دفعہ یہ نماز پڑھ کر آتے سلام عرض کرتے اور لوٹا دیئے جاتے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی دفعہ انہیں نماز کا طریقہ نہ سکھایا بلکہ کئی بار پڑھوا کر پھر بتایا تاکہ یہ واقعہ انہیں یاد رہے اور مسئلہ خوب حفظ ہو جائے کہ جو چیز مشقت و انتظار سے ملتی ہے وہ دل میں بیٹھ جاتی ہے، جیسے ایک صحابی بغیر سلام کیے حاضر ہو گئے تو فرمایا پھر لوٹ کر جاؤ اور سلام کر کے آؤ، لہذا اس میں علماء کو طریقہ تبلیغ کی تعلیم بھی ہے۔

۵۔ یعنی جو سورت یا آیت تمہیں یاد ہو وہ پڑھو اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: "فَاَقْرَأُوا مَا تَيَسَّرُ



مِنَ الْقُرْآنِ ۛ۔ اس آیت اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلقاً تلاوت فرض ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء قبلہ کو منہ اور تکبیر وغیرہ فرائض کے سلسلے میں مطلق قرأت کا ذکر کیا نہ کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کا۔ جن احادیث میں آتا ہے کہ بغیر سورۃ فاتحہ نماز نہیں ہوتی وہاں مراد ہے کہ نماز کامل نہیں ہوتی لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں، یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت قوی دلیل ہے۔ خیال رہے کہ بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتوں سے کم پڑھنے کو قرأت قرآن یا تلاوت قرآن نہیں کہا جاتا۔ لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ قرآن کا ایک لفظ بھی پڑھنا نماز کے لیے کافی ہونا چاہیے حالانکہ تم اس کے قائل نہیں۔

اس کا نام ہے تعدیل ارکان، یعنی نماز کے ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا کہ ہر رکن میں تین تسبیح کی بقدر ٹھہرنا۔ یہ تعدیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرض ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدیل نہ ہونے پر فرمایا لَمْ تُصَلِّ تَمَّ نَمَازٌ پڑھی ہی نہیں جس کے بغیر نماز بالکل نہ ہو وہ فرض ہوتا ہے۔ امام اعظم کے نزدیک تعدیل فرض نہیں بلکہ واجب ہے کہ جس کے رہ جانے سے نماز ناقص واجب اعادہ ہوتی ہے لیکن فرض ادا ہو جاتا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ لَمْ تُصَلِّ مِیں کمال نماز کی نفی آتی ہے یعنی تم نے کامل نماز نہیں پڑھی کیونکہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی میں اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ان کاموں کو پورا کرو گے تو تمہاری نماز پوری ہوگی اور اگر ان میں سے کچھ کم کرو گے تو تمہاری نماز ناقص ہوگی۔ معلوم ہوا کہ تعدیل کے بغیر نماز ناقص ہوگی باطل نہیں لہذا یہ واجب ہے فرض نہیں، نیز تعدیل فرض ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اول ہی سے بتادیتے انہیں بغیر فرض ادا کیے نماز بار بار پڑھنے کی اجازت نہ دیتے کیونکہ اس کے بغیر وہ نمازیں بالکل بے کار تھیں اور فعل عبث تھا اور واجب کے بغیر ان نمازوں میں کچھ ثواب مل گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر رکعت میں تلاوت قرآن فرض ہے مگر یہ حکم فرض نماز کے علاوہ میں ہے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں تلاوت فرض باقی میں نفل، چونکہ ان بزرگ نے تحیۃ المسجد نفل ادا کیے تھے لہذا انہیں یہ حکم دیا گیا۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۹)

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کارکوع اور سجدہ اور سجدوں کے درمیان وقفہ اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے سوائے قیام اور قعود کے (اپنی حیثیت کے اعتبار سے) یہ تمام افعال برابر ہوتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

417- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی قیام تو تلاوت کی وجہ سے اور قعود التحیات، درودوں، دعاؤں کی وجہ سے دراز ہوتے تھے۔ ان کے سوا باقی ارکان رکوع، سجدہ وغیرہ برابر ہوتے تھے نہ بہت دراز نہ بہت مختصر بلکہ درمیانے، یہ عام نمازوں کا ذکر ہے۔ سورج گرہن کی نماز میں رکوع سجدہ قیام کے برابر تھے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 95)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص آیا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو اس نے آپ کے قریب نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نماز کا اعادہ کر بے شک تیری نماز نہیں ہوئی۔ اس نے پھر اسی طرح نماز پڑھی۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نماز لوٹاؤ بے شک تیری نماز نہیں ہوئی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے سکھائیے تو آپ نے فرمایا جب تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو تو تکبیر کہہ پھر سورۃ فاتحہ پڑھ پھر (قرآن میں سے) جو چاہو پڑھو پس جب تو رکوع کرے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ اور اپنی پشت کو پھیلا کر اطمینان سے رکوع کر جب تو (رکوع) سے اپنا سر اٹھائے تو اپنی پشت کو سیدھا کر حتیٰ کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں کی طرف لوٹ جائیں پھر اطمینان سے سجدہ کر پھر جب تو (سجدہ سے) اپنا سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جا پھر ایسا تو ہر رکعت اور سجدہ میں کر۔

418- وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى قَرِيبًا مِنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ صَلَوَتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعْ فَصَلَّى كَنَحْوِ مَا صَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ صَلَوَتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي فَقَالَ إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَأَمْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ رُكُوعَكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَلَقِّمْ صُلْبَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلَى فُجْدِكَ الْيُسْرَى ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ وَسُجْدَةٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الختان فرماتے ہیں:

آپ انصاری خذرجی ہیں، آپ کی کنیت ابو معاذ ہے، خود بدری ہیں اور آپ کے والد ان نقیبوں میں سے تھے جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مبلغ مقرر ہوئے۔ مالک ابن رافع اور خلا داد ابن رافع کے بھائی ہیں، قبیلہ خزرج میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے، آپ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے۔ (اشعہ)

یہ آنے والے حضرت رفاعہ کے بھائی خلا داد ابن رافع تھے، انہوں نے ناقص یا فاسد نماز پڑھی تھی ان کا واقعہ ابھی تھوڑے فرق کے ساتھ گزر گیا۔

کیونکہ بالکل نہیں پڑھی یا کامل نہیں پڑھی۔ خیال رہے کہ فرض رہ جانے سے نماز قطعاً نہیں ہوتی اس کا لوٹنا فرض ہے اور واجب رہ جانے سے نماز سخت ناقص ہوتی ہے اس کا لوٹنا واجب ہے، یہ فرمان شریف دونوں معنی کا احتمال رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قبلہ رو ہونا شرط ہے اور تکبیر تحریمہ رکن، اگر کوئی تکبیر پہلے کہہ دے اور قبلہ رخ بعد میں تو نماز نہیں ہوگی۔

یعنی سورۃ فاتحہ کے سوا قرآن کی کوئی اور سورت بھی پڑھ لو، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ بھی واجب ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں بھی واجب۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سورۃ فاتحہ فرض اور دوسری سورت ملانا سنت۔ یہ حدیث ان کے خلاف ہے کیونکہ ان دونوں چیزوں کے لیے ایک "اِقْرَأْ" ارشاد ہوا۔ خیال رہے کہ اور سورت کا پڑھنا واجب مگر اس کے مقرر کرنے میں کہ کون سی پڑھے نمازی کو اختیار ہے، سورۃ فاتحہ میں نمازی کو کوئی اختیار نہیں اس لیے مَا شَاءَ اللہ فرمایا گیا۔ شوافع اس مَا شَاءَ اللہ سے سورۃ کا سنت ہونا ثابت نہیں کر سکتے، حنفیوں نے "اِقْرَأْ" کا بھی لحاظ رکھا ہے اور مَا شَاءَ اللہ کا بھی، مطلقاً سورت کو واجب جانا اور تعین میں اختیار دیا۔

یعنی اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔ خیال رہے کہ رکوع میں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھنا سنت ہے اور اطمینان واجب۔

یعنی پورے کھڑے ہو جاؤ، چونکہ صرف کام بتائے ہیں اس لیے پڑھنے کے کلمات ارشاد نہ فرمائے۔

۸۔ یعنی اطمینان سے ادا کرو کہ تین تسبیح بقدر ٹھہرو، سجدے میں ہاتھوں کا زمین پر لگنا ہمارے ہاں سنت ہے، شوافع

کے ہاں فرض۔ اس عبارت سے ان کا مذہب ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ تسکین سے مراد اطمینان ہے۔

یعنی نماز میں جب بیٹھو تو بائیں ران پر اس طرح کہ داہنا قدم کھڑا ہو۔ معلوم ہوا ہے کہ نماز کے دونوں قعدوں کی

نشست یکساں ہے یعنی بائیں ران پر بیٹھنا یہی حنفی کہتے ہیں۔  
۱۰۔ یعنی وضو کے بعد کلمہ پڑھنا سنت ہے، بعض روایات میں آتا ہے کہ "إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ" پڑھے، بہتر ہے کہ دونوں

پڑھے۔

یعنی اگر قرآن شریف بالکل یاد نہ ہو تو اس کی بجائے یہ پڑھ لو "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ  
أَكْبَرُ"۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ وہ نو مسلم جو ابھی قرآن یاد نہ کر سکا ہو وہ نماز میں بجائے قرآن یہی پڑھے۔ ہمارے ہاں  
صرف ایک دفعہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سات دفعہ۔ غالباً یہ صاحب اس وقت نو مسلم تھے اس لیے یہ  
اجازت دی گئی ورنہ تلاوت نماز میں فرض ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳)

419- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَأُ  
النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالُوا يَا  
رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَا  
يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا وَلَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي  
الرُّكُوعِ وَلَا فِي السُّجُودِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ  
وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں  
سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا  
ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم وہ نماز میں کیسی چوری کرتا ہے تو آپ نے  
فرمایا وہ نماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا اور رکوع اور  
سجدے میں اپنی پشت سیدھی نہیں رکھتا۔ اس حدیث کو  
امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے  
رجال ہیں۔

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 310) (البعج الكبير للطبراني جلد 3 صفحہ 242 رقم الحدیث: 3283) (مستدرک

حاکم کتاب الصلوٰۃ باب نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نقرۃ الغراب جلد 1 صفحہ 229) (مجمع الزوائد باب ما

جا، فی الرکوع والسجود جلد 2 صفحہ 120)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اکتان فرماتے ہیں:

واہ سبحان اللہ! کیا نفیس تمثیل ہے یعنی مال کے چور سے نماز کا چور بدتر ہے کیونکہ مال کا چور اگر سزا پاتا ہے تو کچھ نفع بھی  
اٹھالیتا ہے مگر نماز کا چور سزا پوری پائے گا نفع کچھ حاصل نہیں کرتا، نیز مال کا چور بندے کا حق مارتا ہے نماز کا چور اللہ کا  
حق، نیز مال کا چور یہاں سزا پا کر عذاب آخرت سے بچ جاتا ہے مگر نماز کے چور میں یہ بات نہیں، نیز بعض صورتوں میں مال  
کے چور کو مالک معاف کر سکتا ہے لیکن نماز کے چور کی معافی کی کوئی صورت نہیں۔ خیال کرو کہ جب نماز ناقص پڑھنے والوں

کا یہ حال ہے تو جو سرے سے پڑھتے ہی نہیں ان کا کیا حال ہے۔ پھر جو کل یا بعض نمازوں کے منکر ہو چکے جیسے بھنگی، پوستی فقیر اور چکڑا لوی وغیرہم ان کا کیا پوچھنا۔ (مرآة السانج ج ۲ ص ۱۱۱)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور یہ بھی وفد میں سے تھے کہ ہم نکلے حتیٰ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اپنی آنکھ کے کنارے سے دیکھا ایک شخص نماز درست نہیں پڑھ رہا تھا۔ یعنی رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا تھا۔ پس جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت سیدھی نہیں رکھتا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے سجدوں میں سے ایک سجدہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین سجدوں کے برابر ہے اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ہماری امامت کرائے تو اسے چاہئے کہ وہ رکوع اور سجدہ پورا پورا کرے کیونکہ ہم میں کمزور بوڑھے مسافر اور ضرورت مند لوگ موجود ہوتے ہیں ہم اسی طرح رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

420- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَنَا وَصَلَيْنَا خَلْفَهُ فَلَمَّحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنِهِ رَجُلًا لَا يُقِيمُ صَلَوَتَهُ يَعْنِي صَلْبَتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صَلْبَتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابن ماجہ کتاب الصلوة باب الركوع فی الصلوة صفحہ 63)

421- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَجْدَةٌ مِنْ سَجُودِ هَوْلَاءِ أَطْوَلُ مِنْ ثَلَاثِ سَجَدَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مسند احمد جلد 2 صفحہ 106)

422- وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ آمَنَّا فَلْيَتَّهِمِ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَإِنَّ فِيْنَا الضَّرِيعَ وَالْكَبِيرَ وَعَابِرَ سَبِيلٍ وَذَا الْحَاجَةِ هَكَذَا كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد جلد 4 صفحہ 257)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ۹۳، مراۃ السناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور جنینی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

### رکوع اور سجدے میں کیا کہا جائے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے رکوع کیا اور رکوع میں فرمایا سبحان ربی العظیم پاک ہے میرا رب عظمت والا اور آپ نے سجدے میں فرمایا۔ پاک ہے میرا رب جو بلند و بالا ہے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کی اور اس کی سند صحیح ہے۔

### بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

423- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكَعَ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَخْرَوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (نسائی، کتاب الافتتاح، باب الذکر فی الركوع، جلد 1 صفحہ 160)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں نفل نماز مراد ہے، فرائض میں دوران قرأت ٹھہرنا اور مانگنا مستحب کے خلاف ہے، اگرچہ جائز ہے اسی لیے مرقات نے فرمایا کہ اگر یہ کَانَ يَقُولُ دوام کیلئے ہو تب نفل مراد ہیں اگر اتفاقاً واقعہ کا ذکر ہے کہ کبھی کبھی ایسا کہہ لیتے تو فرض نماز مراد۔ (مراۃ السناجیح ج ۲ ص ۱۰۷)

حضرت عقبہ ابن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب آیت "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ" اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے رکوع میں کر لو اور جب آیت "سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے سجدے میں رکھو۔ اس کو احمد ابوداؤد ابن ماجہ حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

424- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 155) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، جلد 1 صفحہ 126) (ابن ماجہ، کتاب الصلوة، باب التسبیح فی الركوع والسجود، صفحہ 64) (مستدرک حاکم، کتاب الصلوة، باب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رکع فرج بین اصابعه، جلد 1 صفحہ 225) (صحیح ابن حبان، کتاب الصلوة،

جلد 4 صفحہ 185، رقم الحدیث: 1895)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

یعنی رکوع میں کہو "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" اور سجدے میں کہو "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى"۔ چونکہ اعلیٰ عظیم سے زیادہ بلند ہے اور سجدے میں رکوع سے زیادہ اظہارِ عجز ہے اس لیے سجدے کے لیے اعلیٰ مناسب ہوا اور رکوع میں عظیم زیادہ موزوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں کے نزول سے پہلے مسلمان رکوع و سجدوں میں کوئی اور ذکر کرتے تھے۔

(مرآة المناجیح ج 2 ص 105)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کی تسبیح کرتے اور اپنے سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کی تسبیح کرتے۔ اس کو امام بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

425- وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(كشف الاستار عن زوائد البزار جلد 1 صفحہ 262، رقم الحدیث: 538) (مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 128)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

خیال رہے کہ رکوع کے لیے جھکنا نماز میں فرض ہے اور وہاں کچھ ٹھہرنا یعنی اطمینان سے رکوع کرنا واجب اور اس میں تسبیح پڑھنا سنت ہے، لہذا مکمل رکوع وہ ہے جس میں فرض، واجب، سنت سب ادا ہوں۔

یعنی کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔ معلوم ہوا کہ رکوع سجدے کی تسبیحیں تین سے کم نہ کہے، زیادہ میں اختیار ہے پانچ بار یا سات بار کہہ سکتا ہے۔ نوافل خصوصاً تہجد میں تو جتنا رکوع سجدہ دراز کرے اتنا بہتر ہے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 106)

رکوع سے جب سر اٹھائے

تو کیا کہے؟

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ

رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو قیام کے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پشت مبارک اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر قیام کی حالت میں رہنا لک الحمد کہتے۔

426- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صَلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ



اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

الْحَمْدُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب التكبير لذان قام من السجود، جلد 1 صفحہ 109) (مسلم، کتاب الصلوة، باب اثبات

التكبير في كل خفض ورفع، جلد 1 صفحہ 169)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لك الحمد کہو پس بے شک جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

427- وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ عُفِّرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب فضل اللهم ربنا ولك الحمد، جلد 1 صفحہ 109) (مسلم، کتاب الصلوة، باب التسبيح

والتحميد والتامين، جلد 1 صفحہ 176)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

قال ابو يوسف سألت ابا حنيفة عن الرجل يرفع رأسه من الركوع في الفريضة ويقول

اللهم اغفر لي قال يقول ربنا لك الحمد ويسكت (كذلك) بين السجدة تين يسكت.

(الجامع الصغير، امام محمد بن الحسن الشيباني، باب في ركبير الركوع والسجود، مطبوع مطبع يوسفى لکھنؤ، ص ۱۲-۱۱)

امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو فرائض میں رکوع

کے بعد سر اٹھانے کے بعد یہ کہتا ہے: اللھم اغفر لی (اے اللہ مجھے معاف فرما)۔ آپ نے فرمایا: وہ صرف ربنا لك

الحمد (اے رب ہمارے! تیرے لئے حمد ہے) کہے پھر خاموش ہو جائے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں

بھی خاموش رہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۶، ص ۱۷۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر

پڑے اور آپ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی۔ ہم آپ کی

عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو نماز کا ٹائم ہو چکا تھا تو

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بیٹھ کر نماز

428- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ سَقَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ فَرَسٍ فَجَحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ

نَعُودَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا

فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ لَا قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ

پڑھائی تو ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو بھی رکوع کرو اور جب وہ اٹھے تم بھی اٹھو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب ایجاب التکبیر وافتتاح الصلوة، جلد 1 صفحہ 101) (مسلم، کتاب الصلوة، باب ایتمام المأموم بالامام، جلد 1 صفحہ 176)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

شیخ نے فرمایا کہ یہاں حضور کا گھوڑے سے گر جانا اور کروٹ چھیل جانا بحکم بشریت ہے شیخ کا مطلب یہ کہ معراج میں برق رفتار براق پر سوار ہونا اور آسمانوں کی سیر کرنا بہ تقاضائے ملکیت تھا۔

امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر امام قبیلہ کا امام ہو اور اس کی بیماری بھی عارضی ہو مرض و فوات نہ ہو اور نماز بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی کو بھی بیٹھنا پڑے گا بلکہ ایسا امام اگر کھڑے ہو کر نماز شروع کرے اور اسے درمیان میں بیٹھنا پڑ جائے تو مقتدی بھی بیٹھ جائیں گے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے، باقی تمام آئمہ اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں یہ حدیث منسوخ ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ (لمعات)

یہاں یہ اعتراض نہیں پرہے کہ وہ حضور کا قول تھا یہ فعل ہے اور قول فعل سے منسوخ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کھڑا ہونا صحابہ کا فعل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فرمانا اس کی تائید ہے کیونکہ فعل قول کا نسخ وہاں ہوتا جہاں فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کا احتمال ہو یہاں یہ بات نہیں، دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی اجرت کو خبیث فرمایا اور خود ابو طیبہ سے فصد کھلوا کر انہیں اجرت دی آپ کا یہ فعل اس قول کا نسخ ہے کیونکہ یہاں دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے لینا حضرت ابو طیبہ کا لہذا یہ آپ کے خصائص میں سے نہ رہا خیال رہے کہ یہ حمیدی امام بخاری کے شیخ ہیں، وہ حمیدی نہیں جو جامع صحیحین ہیں، دھوکا نہ کھانا۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 273)

سجدہ کے لئے جھکتے وقت گھٹنوں سے

پہلے ہاتھ رکھنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم

بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكُوتَيْنِ

عِنْدَ الْأَمْحَاطِ لِلْسُّجُودِ

429- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ

میں سے کوئی سجدہ کرے تو اس طرح نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو رکھے پھر وہ گھٹنوں کو رکھے اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور یہ معلول حدیث ہے۔

أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلِيَضَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْإِسْلَامِيُّ وَهُوَ حَدِيثٌ مَعْلُولٌ.

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 381) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ماجاء فی وضع الیدین قبل الرکعتین فی السجود باب

أخزمنہ' جلد 1 صفحہ 61) (سنن نسائی 'کتاب الافتتاح' باب اول یا یصل الی الارض من الانسان فی سجودہ' جلد 1 صفحہ 185) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب کیف یضع رکبتيه قبل یدیه' جلد 1 صفحہ 122)۔

430- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَصَحَّحَهُ وَهُوَ مَعْلُولٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ رکھتے اس کو دارقطنی طحاوی حاکم اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا اور یہ معلول حدیث ہے۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوة' باب ذکر الركوع والسجود... الخ' جلد 1 صفحہ 344) (طحاوی 'کتاب الصلوة' باب ما يبدأ بوضعه فی السجود... الخ' جلد 1 صفحہ 174) (صحیح ابن خزیمہ 'کتاب الصلوة' جلد 1 صفحہ 319) رقم الحدیث: 627) (مستدرک حاکم 'کتاب الصلوة' باب القنوت فی الصلوات الخمس' جلد 1 صفحہ 226)

### شرح: سجدے کا طریقہ

اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اس طرح کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان سر رکھے۔ اس طرح پر کہ پہلے ناک زمین پر رکھے پھر ماتھا اور ناک کی ہڈی کو دبا کر زمین پر جمائے۔ اور نظر ناک کی طرف رہے اور بازوؤں کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے۔ اور پاؤں کی سب انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھے۔ اس طرح کہ انگلیوں کا پیٹ زمین پر جمار ہے اور ہتھیلیاں بچھی ہوں۔ اور انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے پھر سر اٹھائے اس طرح کہ پہلے ماتھا پھر ناک پھر منہ پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بائیں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے۔ اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے۔ اس طور پر کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگلیوں کا سرا گھٹنوں کے پاس ہو۔ پھر ذرا ٹھہر کر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے۔ یہ سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔ پھر سر اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ کر پنچوں کے بل کھڑا ہو جائے اٹھتے وقت بلا عذر ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے۔ یہ ایک رکعت پوری ہوگئی۔

## بَابُ وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْأَيْحَاطِ لِلسُّجُودِ

431- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ  
يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الْإِسْبَاطِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ  
وَابْنُ حَبَانَ وَابْنُ السَّكَنِ وَحَسَنُ التِّرْمِذِيُّ.

سجدے کے لئے جھکتے وقت دونوں ہاتھوں  
سے پہلے دونوں گھٹنے رکھنے کا بیان  
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب  
آپ سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھ رکھنے سے پہلے اپنے  
گھٹنے رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے  
پہلے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اس کو اصحاب اربعہ ابن حبان  
اور ابن سکن نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے  
صحیح قرار دیا۔

(ترمذی، ابواب الصلوة، باب ماجاء فی وضع الیدین قبل الرکبتین، جلد 1 صفحہ 61) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب  
کیف یضع رکبته قبل یدیه، جلد 1 صفحہ 122) (نسائی، کتاب الافتتاح، باب اول ما یصل الی الارض من الانسان فی  
سجوده... الخ، جلد 1 صفحہ 165) (ابن ماجہ، کتاب الصلوة، باب السجود، صفحہ 63) (صحیح ابن خزیمة، کتاب  
الصلوة، جلد 1 صفحہ 319، رقم الحدیث: 629) (صحیح ابن حبان، کتاب الصلوة، جلد 4 صفحہ 191، رقم  
الحدیث: 1909)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

سنت یہ ہے کہ سجدے میں جاتے وقت زمین سے قریب والاعضوز میں پر پہلے رکھے کہ پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر  
ناک، پھر پیشانی رکھے اور سجدے میں اٹھتے وقت اس کے برعکس کرے کہ پہلے پیشانی اٹھائے، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر  
گھٹنے۔ جن روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے گھٹنے اٹھاتے تھے، پھر ہاتھ وہ ضعف یا مجبوری کی بنا پر ہے لہذا  
احادیث میں تعارض نہیں۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 122)

432- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا حَفِظْنَا عَنْ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي صَلَاتِهِ أَنَّهُ خَرَّ بَعْدَ  
رُكُوعِهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَمَا يَخْرُ الْبَعِيرُ وَوَضَعَ  
رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ. (طحاوی، کتاب الصلوة، باب ما یبدأ بوضعه فی

حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی نماز میں یہ بات  
یاد رکھی کہ آپ رکوع کے بعد (سجدہ کے لئے)  
دونوں گھٹنوں پر بیٹھتے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے اور اپنے  
ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے (زمین) پر رکھتے۔ اس کو  
طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

السجود... الخ، جلد 1 صفحہ 176)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۹۳، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

### سجدہ کی کیفیات کا بیان

### بَابُ هَيْئَاتِ السُّجُودِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سجدے میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی ایک کتے کی طرح بازو نہ پھیلائے اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا ہے۔

433- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطُ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِطَاطَ الْكَلْبِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

(بخاری 'کتاب الاذان' باب لا يفتش ذراعيه في السجود' جلد 1 صفحہ 113) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب الاعتدال في السجود... الخ' جلد 1 صفحہ 193) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء في الاعتدال في السجود' جلد 1 صفحہ 63) (ابوداؤد 'باب صفة السجود' جلد 1 صفحہ 130) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب الاعتدال في السجود' جلد 1 صفحہ 167) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوة' باب الاعتدال في السجود' صفحہ 64) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 115)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللغات فرماتے ہیں:

یعنی اطمینان سے سجدہ کرو (اشعة اللمعات) یا سجدے کا ہر عضو اپنے مقام پر رکھو۔ (مرقات)

۲ یعنی سجدے میں صرف ہتھیلیاں زمین پر لگیں۔ کلائی، کہنی وغیرہ سب اٹھی رہیں، یہی سنت ہے، کہنیاں بچھانا

مکر وہ۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں پیشانی اور آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے کنارے اور یہ کہ میں کپڑوں اور بالوں کو نہ لپیٹوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

434- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَنْبَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا تَكْفِتِ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ. رَوَاهُ الشُّيْخَانِ

(بخاری 'کتاب الاذان' باب السجود على الانف' جلد 1 صفحہ 112) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب اعضاء السجود... الخ' جلد 1 صفحہ 193)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اگر چہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اصل ہے اور ناک اس کی تابع اس لیے ناک کا ذکر نہ فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنچے ہیں اس طرح کہ دسوں انگلیوں کا سر کعبے کی طرف رہے۔

نماز میں کپڑے سمیٹنا، روکنا سب منع ہے، لہذا آستین یا پانچے چڑھا کر یا پانچامہ پر لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے ایسے ہی دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا منع کہ ان سب میں کپڑے کا روکنا ہے، ہاں اگر پانچامہ کے نیچے لنگوٹ باندھا ہو اوپر پانچامہ یا تہبند ہو تو منع نہیں کیونکہ اس میں کپڑے کا روکنا نہیں۔ خیال رہے کہ سجدے میں قدم اور پیشانی زمین پر لگنا فرض ہے لیکن ہاتھ اور گھٹنوں کا لگنا سنت، امام صاحب کے نزدیک صرف پیشانی پر بغیر ناک لگے سجدہ جائز ہے، یہ حدیث امام صاحب کی دلیل ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۱۳)

435- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَجَّ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بِيَاضِ إِبْطَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے بازوؤں کو کھلا رکھتے حتیٰ کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی اسکو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان باب یبدئ ضبعیه و یجانی فی السجود جلد 1 صفحہ 112) (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الاعتدال فی السجود... الخ جلد 1 صفحہ 194)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

بحینہ عبد اللہ کی والدہ کا نام ہے یعنی بحینہ مالک کی بیوی ہیں اسی لیے محدثین مالک کو تنوین سے پڑھتے ہیں اور ابن بحینہ اس سے علیحدہ کرتے ہیں بلکہ ان کا نام عبد اللہ ابن بحینہ مشہور ہے اور آپ صحابی ہیں، ۵۲ یا ۵۵ ہجری میں امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔

اس طرح کہ چادر اوڑھے نماز پڑھتے تو چادر کچھ سرک جاتی اور بغل نظر آ جاتی اور اگر قمیض میں نماز پڑھتے تو بغل کی سفیدی کی جگہ نظر آ جاتی اس طرح کہ اگر کپڑا نہ ہوتا تو بغل دیکھ لی جاتی۔ لفظ بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل شریف مثل باقی جسم شریف کے سفید تھی، بعض نے فرمایا کہ وہاں بال بھی نہ تھے، بغل سے نہایت خوشبو نکلتی تھی، یہ آپ کی خصوصیات سے ہے۔ (ازمرقات و اشعہ) (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۱۳)

436- وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ بْنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى

حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے

سَجَدَ أَمَّا مَنْ أَنْفَهُ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ وَتَحَى  
يَدَيْهِ عَنِ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.  
رواه أبو داود والترمذی وصححه وابن خزيمة  
في صحيحه.

ناک اور پیشانی کو زمین پر ٹکا دیتے اور اپنے دونوں  
ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو  
اپنے دونوں کندھوں کے برابر رکھتے۔ اس کو ابو داؤد  
ترمذی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے  
اس کو صحیح قرار دیا اپنی صحیح میں۔

(ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ماجاء فی السجود علی الجبهة والانف' جلد 1 صفحہ 61) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب  
افتتاح الصلوة' جلد 1 صفحہ 107) (صحیح ابن خزيمة 'کتاب الصلوة' جلد 1 صفحہ 333 رقم الحدیث: 640)  
شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ابوداؤد میں یہ حدیث ابو حمید بہت روایتوں سے مروی ہے مگر سب میں عبد الحمید ابن جعفر یا محمد ابن عمرو عطا ہیں، یہ  
دونوں ضعیف ہیں۔ امام ماروی نے جو ہر نقیض میں فرمایا کہ عبد الحمید منکر حدیث ہے لہذا یہ ساری اسنادیں مجہول، مضطرب،  
مدلس قریباً موضوع ہیں۔ دیکھو حاشیہ ابوداؤد یہی مقام اور ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم۔

یہ حدیث روایت مسلم کے خلاف ہے جو ابھی گزر چکی۔ جس میں تھا کہ آپ سجدہ دو ہتھیلیوں کے بیچ میں کرتے، چونکہ  
یہ حدیث ہی ضعیف اور ناقابل عمل ہے اس لیے مسلم کی وہ حدیث قابل عمل ہوگی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰)

437- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا  
فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
(مسلم 'کتاب الصلوة' باب وضع يده اليمنى على  
اليسرى... الخ' جلد 1 صفحہ 173)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت  
کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ  
فرماتے تو دو ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے اس کو امام  
مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

438- وَعَنْهُ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ.  
رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوِيَةَ وَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ  
وَالنَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.  
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
میں نے غور سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا  
پس جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں کانوں کے  
برابر اپنے ہاتھوں کو رکھتے۔ اس کو اسحاق بن راہویہ  
عبدالرزاق نسائی اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق 'کتاب الصلوة' باب موضع اليدين' جلد 2 صفحہ 175 رقم الحدیث: 2948) (طحاوی 'کتاب  
الصلوة' باب وضع اليدين للسجود... الخ' جلد 1 صفحہ 176) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب مكان اليدين من السجود



جلد 1 صفحہ 188) (الدراية 'كتاب الصلوة' باب صفة الصلوة نقلًا عن اسحاق بن راهويه 'جلد 1 صفحہ 144)  
شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 5، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

مطالعہ فرمائیں۔  
**بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِقْعَاءِ كَأَقْعَاءِ الْكَلْبِ**  
 439- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيكِ وَإِقْعَاءِ كَأَقْعَاءِ الْكَلْبِ وَالتِّفَافِ كَالْتِّفَافِ الثَّعْلَبِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِي إِسْنَادِهِ لِيُزْنُ. (مسند احمد، جلد 2 صفحہ 311)  
 کتے کی طرح بیٹھنے سے ممانعت کا بیان  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے منع فرمایا مرغ کی طرح ٹھونگے لگانے سے اور کتے کی طرح چوڑے زمین پر ٹکا کر بیٹھنے سے اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر متوجہ ہونے سے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

440- وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِقْعَاءِ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.  
 حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر سرین رکھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا اس کو حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی

(مسند حاکم 'كتاب الصلوة' باب النهي عن الاقعاء في الصلوة' جلد 1 صفحہ 272)  
 شرح: کتے کی طرح بیٹھنے سے مراد یہ ہے کہ گھٹنے کھڑے کر کے سرین پر بیٹھنا۔ حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "ہاتھ زمین پر رکھے ہوں اور دونوں پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھنا کیونکہ دو سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھنا سنت ہے اور پاؤں بچھا کر بیٹھنا افضل ہے۔  
 احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک "دو سجدوں کے درمیان اپنے ہاتھ رانوں کے اوپر رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا سنت ہے چنانچہ بہار شریعت میں ہے: "دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بائیں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا، ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا، سجدوں میں انگلیاں قبلہ رو ہونا اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا سنت ہے۔"  
 (بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، ص 35)

## بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ

## بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

441- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ إِنْ لَمْ نَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم 'كتاب المساجد' باب جواز الإقعاء على العقبين)

جلد 1 صفحہ 202)

442- وَعَنْ ابْنِ طَاءٍ وَبِشْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُقْعُونَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْتِزَادَهُ صَوِيحُحٌ.

دو سجدوں کے درمیان  
ایڑیوں پر بیٹھنے کا بیان

حضرت طاؤس بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں پاؤں پر بیٹھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سنت ہے تو ہم نے ان سے کہا کہ بے شک ہم تو اسے پاؤں کے ساتھ ظلم خیال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابن طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما ابن زبیر رضی اللہ عنہما ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ (نماز میں) دونوں پاؤں بیٹھتے تھے۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق 'كتاب الصلوة' باب الإقعاء في الصلوة' جلد 2 صفحہ 191' رقم الحديث: 3029)

دو سجدوں کے درمیان بائیں پاؤں

بچھا کر اس پر بیٹھنا اور ایڑیوں پر

بیٹھنے کو ترک کرنا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع کرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا اور یہ حدیث مختصر ہے۔

(مسلم 'كتاب الصلوة' باب ما يجمع صفة الصلوة' جلد 1 صفحہ 195)

بَابُ افْتِرَاشِ الرَّجْلِ الْيُسْرَى

وَالْقُعُودِ عَلَيْهَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

وَتَرْكِ الْجُلُوسِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ

443- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ. اخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَهُوَ

مختصر۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قدوں میں اپنا بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ ہر التحیات میں یونہی بیٹھے۔ جن احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری التحیات میں بائیں پاؤں شریف داہنی جانب نکال دیتے اور زمین پر بیٹھتے وہ بڑھاپے یا بیماری کا حال ہے جب زیادہ دیر تک بائیں پاؤں پر نہ بیٹھ سکتے تھے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں، حنفی لوگ ان دونوں حدیثوں پر عامل ہیں مگر ان کے مخالف اس حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں سیرین زمین پر رکھے اور پنڈلیاں کھڑی کرے دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے، کتے کی سی بیٹھک یہ ممنوع ہے، چونکہ کتا گندا ہے اس لیے اس کی بیٹھک کو شیطانی بیٹھ فرمایا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰)

444- وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيَجَارِعُ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُثْبِتِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَعْقُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَدِيثَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حَبَّانَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آپ (سجدہ کے لئے) زمین کی طرف جھکتے ہیں اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر اپنے سر مبارک کو اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو ٹیڑھا کر کے اس پر بیٹھ جاتے اور اپنے دونوں مبارک قدموں کی انگلیاں کھولتے جب سجدہ کرتے پھر سجدہ فرماتے پھر اللہ اکبر کہتے پھر آخر تک حدیث بیان کی۔ اسے ابو داؤد ترمذی ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب افتتاح الصلوة، جلد 1 صفحہ 106) (ترمذی، ابواب الصلوة، بابا جاء في وصف

الصلوة، جلد 1 صفحہ 67) (صحیح ابن حبان، کتاب الصلوة، جلد 4 صفحہ 173، رقم الحدیث: 1867)

445- عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرْجِعُ فِي سَجْدَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلَاةِ وَإِنَّمَا أَفْعَلُ هَذَا مِنْ أَجْلِ أَبِي أَشْتَكِي. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ

حضرت مغیرہ بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز کے دو سجدوں کے درمیان اپنے پاؤں کے سروں پر بیٹھتے ہیں جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ نماز کی سنت نہیں ہے۔ میں نے تو یہ صرف اس لئے کیا ہے کہ میں بیمار

(موطا امام مالک، کتاب الصلوة، باب العمل فی الجلوس فی الصلوة، جلد 1 صفحہ 71) میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ ہوں اسے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موطا

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وفي الدوا المختار مجلس بين السجدة تين مطبئنا وليس بينهما ذكر مسنون و كذا ليس بعد رفعه من الركوع دعاء و كذا لا ياتي في ركوعه و سجود بغير التسبيح على المذهب و ماورد محمول على النفل. (در مختار، باب صفة الصلوة، مطبوعہ مجتہبائی رہلی، 1/26)

در مختار میں ہے نمازی دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں اطمینان سے بیٹھے، دو سجدوں کے درمیان کوئی ذکر سنت نہیں۔ اسی طرح رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد قومہ میں کوئی دعا مسنون نہیں۔ اسی طرح رکوع و سجود میں تسبیح کے علاوہ کوئی دعا نہ کرے، صحیح مذہب یہی ہے اور جو روایات میں آیا ہے وہ نوافل پر محمول ہے، (الفتاویٰ الرضویہ، ج 6، ص 169)

دو سجدوں کے درمیان کیا کہا جائے؟

بَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

446- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَخْرَوْهُ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ. (ترمذی، ابواب الصلوة، باب ما يقول بين السجدة تين، جلد 1 صفحہ 63)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان فرماتے اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما میرے نقصان کی طلافی فرما مجھے ہدایت پر برقرار رکھ اور مجھے رزق عطا فرما۔ اسے ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور یہ ضعیف حدیث ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ دعا نوافل میں ہمیشہ کہتے تھے فرائض میں کبھی کبھی، فرائض میں اختصار ہے نوافل میں آزادی۔ (مرقات)

(مرآة المناجیح ج 2 ص 126)

پہلی اور تیسری رکعت میں دو

سجدوں کے بعد جلسہ

استراحت کا بیان

بَابُ فِي جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ

بَعْدَ السَّجْدَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ

الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ

447- عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت مالک بن حویرث لیشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

يُصَلِّي فَإِذَا كَانَ فِي وَثْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَلْتَهْضْ  
حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو نہ اٹھتے حتیٰ کہ وہ سیدھے بیٹھ جاتے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب من استوی قاعدًا فی وتر من صلاتہ ثم نهض، جلد 1 صفحہ 113)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

اس کا نام جلسہ استراحت ہے یعنی آرام کے لیے کچھ بیٹھنا، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سنت ہے، ہمارے ہاں نہیں۔ ہماری دلیل حضرت ابو ہریرہ کی وہ حدیث ہے جو ترمذی وغیرہ نے نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طاق رکعتوں میں اپنے قدموں کے سینہ پر کھڑے ہوتے تھے، نیز ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود، علی مرتضیٰ، عمر، ابن عمر، ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ وہ تمام حضرات قدم کے سینوں پر کھڑے ہوتے تھے۔ امام شعبی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے صحابہ قدم کے سینہ پر کھڑے ہوتے تھے، اس حدیث کا مطلب جو یہاں مذکور ہے یہ ہے کہ آپ بڑھاپے شریف میں جب ضعف کی وجہ سے سجدے سے سیدھے نہ اٹھ سکتے تب تھوڑا بیٹھ جاتے یہ عمل مجبوراً تھا۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۵)

جلسہ استراحت کو ترک کرنے کا بیان

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے مکہ المکرمہ میں کسی شیخ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بائیس تکبیریں کہیں تو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا یہ تو احمق بیوقوف ہے تو انہوں نے کہا تیری ماں تجھے گم کرے یہ تو ابوالقاسم کی سنت ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔ علامہ نیوی فرماتے ہیں اس سے جلسہ استراحت نہ کرنا سمجھا جا رہا ہے وگرنہ تکبیریں چوبیس ہوتیں کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جھکتے اٹھتے اور قیام قعود کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

بَابُ فِي تَرْكِ جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ

448- عَنْ عِكْرِمَةَ رَحْمَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّهُ أَحْمَقُ فَقَالَ ثَكَلَتْكَ أُمُّكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. قَالَ النَّيَّيْتُ يَسْتَفَادِمُنْهُ تَرْكُ جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ وَاللَّكَاثُ التَّكْبِيرَاتِ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً لِأَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْبُرُ فِي كُلِّ حِفْظٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقَعُودٍ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب التکبیر اذا قام من السجود، جلد 1 صفحہ 108)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

نماز چار رکعت تھی اس میں تکبیر تحریرہ اور پہلے التحیات سے اٹھتے وقت کی تکبیریں بھی شامل ہیں، یہ بزرگ ابو ہریرہ تھے اور عکرمہ حضرت عبداللہ ابن عباس کے غلام ہیں ان کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

یعنی چار رکعت والی نماز میں بائیس تکبیریں کہنا بھی سنت ہے اور امام کو ہر تکبیر اونچی آواز سے کہنا بھی سنت ہے، تم اپنی بویقونی سے سنت پر عمل کرنے والے کو بولقوف بتا رہے ہو۔ شاید حضرت عکرمہ نے چیخ کر تکبیر کہنے کو غلط سمجھا ہوگا مگر تعجب ہے کہ آپ ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے تھے پھر ان پر یہ مسئلہ کیسے مخفی رہا۔ یہ بات تو ہر نمازی جانتا ہے کہ چار رکعت میں تکبیریں بائیس ہوتی ہیں اور امام ہر تکبیر باواز بلند کہتا ہے۔ خیال رہے کہ حضرت عکرمہ نے لڑکپن کے جوش میں یہ الفاظ بول دیئے، ورنہ کسی کو پیٹھ پیچھے احمق کہنا غیبت ہے، صحابہ کی شان تو بہت بلند ہے اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو سخت تنبیہ کی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۶)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا عیاش بن سہل ساعدی روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مجلس میں تھے جس میں ان کے والد بھی موجود تھے جو کہ صحابی رسول ہیں اور مجلس میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ پھر آگے انہوں نے حدیث ذکر کی اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو سجدہ کیا پھر تکبیر کہی تو کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور فرمایا اے اشعریین کی جماعت خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کر لو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ سکھاتا ہوں جو آپ نے ہمیں مدینہ میں پڑھائی۔ پس لوگ جمع ہوئے اور اپنی عورتوں اور

449- وَعَنْ عَبَّاسٍ أَوْ عِيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي الْمَجْلِسِ فِيهِ أَبُوهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنُ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابوداؤد، كتاب الصلوة، باب افتتاح الصلوة، جلد 1 صفحہ 107)

450- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ قَوْمَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَشْعَرِيِّينَ اجْتَمِعُوا وَاجْمَعُوا نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ أَعَلَيْكُمْ صَلَوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةٌ لَنَا بِالْمَدِينَةِ فَاجْتَمِعُوا وَاجْمَعُوا نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ فَتَوَضَّأُوا وَارَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّأُ فَأَحْصَى الْوُضُوءَ

إِنِّي أَمَّا رَبِّي عَجِي لَنَا أَنْ فَأَاءَ الْفَيْئُ وَأَنْكَسَرَ  
 انْجَلُ قَامَ فَأَنَّ فَصَفَ الرِّجَالُ فِي أَدْنَى  
 الصَّفِ وَصَفَ الْوُلْدَانُ حَلْفَهُمْ وَصَفَ النِّسَاءُ  
 حَلْفَ الْوَالِدِينَ ثُمَّ قَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ  
 يَدَيْهِ فَكَثَرَ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ  
 يُسْرُهَا ثُمَّ كَثَرَ فَرَكَعَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ  
 وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ  
 حَمِدَهُ وَاسْتَوَى قَائِمًا ثُمَّ كَثَرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ  
 كَثَرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَثَرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَثَرَ  
 فَأَنْهَضَ قَائِمًا فَكَانَ تَكْبِيرُهُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ  
 سِتِّ تَكْبِيرَاتٍ وَكَثَرَ حِينَ قَامَ إِلَى الرَّكْعَةِ  
 الثَّانِيَةِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ إِلَى قَوْمِهِ  
 بِوَجْهِهِ فَقَالَ احْفَظُوا تَكْبِيرِي وَتَعَلَّمُوا رُكُوعِي  
 وَسُجُودِي فَإِنَّهَا صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي لَنَا كَذَا السَّاعَةَ  
 مِنَ النَّهَارِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 343)

بچوں کو بھی جمع کر لیا تو آپ نے وضو کیا اور ان کو دکھایا کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے وضو فرماتے تھے تو  
 اعضاء وضو کو مکمل گھیر لیا حتیٰ کہ جب سایہ پورا ہو گیا اور  
 اصلی سایہ ٹوٹ گیا تو کھڑے ہو کر اذان کہی تو سب سے  
 قریب والی صف یعنی پہلی صف میں مرد کھڑے ہوئے  
 اور ان کے پیچھے بچوں نے صف بنائی اور بچوں کے پیچھے  
 عورتوں نے صف بنائی۔ پھر انہوں نے نماز کی اقامت  
 کہی پھر آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور تکبیر  
 کہی۔ سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھی اور دونوں کو آہستہ  
 پڑھا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا (تورکوع میں) تین مرتبہ  
 سبحان اللہ و بحمدہ کہا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے  
 کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہی اور سجدہ میں گر پڑے پھر  
 تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھایا پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر  
 اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو پہلی رکعت میں ان کی چھ  
 تکبیریں ہو گئیں اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے  
 ہوتے وقت تکبیر کہی۔ پس انہوں نے نماز پوری کی تو  
 اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم میری تکبیروں کو یاد کر لو  
 اور میرے رکوع اور سجدہ کو سیکھ لو پس یہ وہ نماز ہے جو  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں دن کی اس گھڑی  
 میں پڑھاتے تھے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
 روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت نعمان بن ابو عیاش رضی اللہ عنہ روایت کرتے  
 ہیں میں نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ  
 پہلی اور تیسری رکعت میں جب اپنا سر سجدے سے  
 اٹھاتے تو جس حال میں ہوتے پیسے ہی کھڑے ہو جاتے

451- وَعَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ  
 أَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ  
 فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ



يَجْلِسُ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. اور بیٹھے نہیں تھے اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوة، باب من كان يقول اذا رفعت رأسك من السجدة الثانية... الخ، جلد 1

صفحہ 395)

452- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمَقْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ فَرَأَيْتُهُ يَنْهَضُ وَلَا يَجْلِسُ قَالَ يَنْهَضُ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرَى وَصَحَّحَهُ. حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے غور سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نماز میں دیکھا کہ آپ کھڑے ہو جاتے اور بیٹھے نہیں ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہو جاتے۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں بیہقی نے السنن الکبریٰ میں بیان کیا اور صحیح قرار دیا۔

(العجم الكبير للطبراني جلد 9 صفحہ 306، رقم الحديث: 9327) (السنن الكبرى كتاب الصلوة، باب من قال يرجع

على صدره قدميه، جلد 2 صفحہ 125) (مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 136، وقال رجاله رجال الصحيح)

453- وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا سَجَدَ السُّجْدَةَ الثَّانِيَةَ قَامَ كَمَا هُوَ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر کو دیکھا کہ جب وہ دوسرا سجدہ کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں پر جیسے ہوتے کھڑے ہو جاتے اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب من كان ينهض على صدره قدميه، جلد 1 صفحہ 394)

### دوسری رکعت کا آغاز قرأت سے کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قرأت کا آغاز کرتے اور خاموش نہ رہتے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

### بَابُ افْتِتَاحِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ

454- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم 'کتاب المساجد' باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة' جلد 1 صفحہ 219)

شرح: مُعْتَمِر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:  
یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ امام الحمد للہ سے قرأت شروع کرے نہ کہ بسم اللہ سے کیونکہ بسم اللہ سورتوں کا جزو نہیں۔ چونکہ پہلی رکعت میں سبحان اللہ آہستہ پڑھی جاتی ہے نہ کہ دوسری میں اس لیے روایت میں دوسری رکعت کا ذکر فرمایا گیا، سنت غیر مؤکدہ کی تیسری رکعت میں بھی سبحان اور اعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائیں گی۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 37)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَرِكِ

تورک کے بارے میں وارد روایات کا بیان

حضرت محمد بن عمرو بن عطار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا تو ابو حمید ساعدی نے کہا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھتے پھر اپنی پشت کو بچھا دیتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ آ جاتی۔ پھر جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھتے نہ تو ان کو بچھاتے اور نہ ہی ان کو سمیٹتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرتے۔ پھر جب دو رکعتوں پر بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرتے جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو پہلے بائیں پاؤں کو بچھاتے (اور اس پر بیٹھتے) اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کرتے اور اپنی سرین مبارک پر بیٹھتے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

455- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظُكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوِ مَنْكَبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمَّكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ عَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِيهَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْآخِرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری 'کتاب الاذان' باب سنة الجلوس في التشهد' جلد 1 صفحہ 114)

شرح: مُفسّرِ شہیرِ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کا نام عبدالرحمن یا کچھ اور ہے، قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں، انصاری ہیں، اپنے گاؤں میں رہتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے آتے رہتے تھے اسی لیے اس موقع پر صحابہ نے بطور تعجب پوچھا کہ اے ابو حمید! تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت زیادہ میسر نہ ہوئی تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ واقف کیسے ہو گئے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

اس طرح کہ ہاتھ کے گئے کندھوں کے مقابل ہوتے اور انگوٹھے کانوں کے مقابل لہذا یہ حدیث مسلم، باربری کی اس روایت کے خلاف نہیں جو ابھی آرہی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے کیونکہ وہاں انگوٹھے مراد ہیں جو لوگ کندھوں سے انگوٹھے لگاتے ہیں وہ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے، حنفیوں کا عمل اس پر بھی ہے اور اس پر بھی، لہذا یہ حدیث حنفیوں کے بالکل خلاف نہیں، بلکہ موافق ہے۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو جہاں اس پر بیس حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔ حدیثوں کو جمع کرنا ضروری ہے نہ کہ کسی حدیث کو چھوڑنا۔

اس طرح کہ انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لیتے اور ہاتھوں کو سیدھا رکھتے اور اس پر پیٹھ کا پورا بوجھ دے دیتے، دونوں ہاتھ شریف کمان کی طرح ٹیڑھے نہ کرتے۔

یعنی نہ تو سجدے میں زمین پر کہنیاں لگاتے اور نہ بازو پسیلیوں سے ملا دیتے بلکہ ہاتھوں کو الگ رکھتے۔

اس طرح کہ سجدے میں پاؤں کے پورے پنچے جما کر زمین پر رکھتے جس سے پاؤں کی ہر انگلی کا کنارہ قبلہ رخ ہو جاتا۔ خیال رہے کہ پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا فرض ہے اور تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب، دسوں کا لگنا سنت۔ آج عام نمازی اس سے بے خبر ہیں یا تو دونوں پاؤں سجدہ میں اٹھائے رکھتے ہیں یا انگلیوں کی نوک لگاتے ہیں اس سے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

۶۔ یہ جملہ امام شافعی کی دلیل ہے وہ دوسری التحیات میں یونہی بیٹھتے ہیں۔ اس کا جواب ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ یہ بیٹھنا بڑھا پے شریف یا کسی بیماری وغیرہ ضعف کی حالت میں تھا۔ عام حالات میں ہر التحیات میں بائیں پاؤں پر ہی بیٹھتے تھے۔ ہم نے اس طرح بیٹھنے کی اٹھارہ حدیثیں اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کی ہیں جن میں سے مسلم شریف کی روایت ابھی گزر گئی اس مسئلہ کا وہاں مطالعہ کرو۔ حتیٰ کہ بخاری، ابوداؤد، نسائی، مالک نے عبداللہ ابن عبداللہ ابن عمر سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کرو اور بائیں پاؤں پر بیٹھو تو میں نے کہا آپ خود ایسا کیوں نہیں کرتے تو فرمایا میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھاتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي

## عَدَمِ التَّوَرُّكِ

تورک نہ کرنے کے بارے میں

وارد شدہ روایات کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر اور الحمد اللہ رب العالمین کی قرأت سے نماز کا آغاز فرماتے تھے اور جب آپ رکوع کرتے تو نہ سر کو زیادہ جھکاتے اور نہ ہی زیادہ اٹھاتے لیکن آپ کا سر مبارک اس کے درمیان ہوتا تھا اور جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے حتیٰ کہ سیدھے بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعتوں میں تشہد پڑھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھٹا کرتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے تھے اور اس سے بھی منع فرماتے کہ آدمی اپنے دونوں بازوؤں کو درندے کی طرح بچھا دے دے اور نماز کا اختتام سلام پر فرماتے تھے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

456- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ بِالحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنِ عَقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهَى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ افْتِرَاشَ السَّبْعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الصلوة، باب ما يجمع صفة الصلوة... الخ، جلد 1 صفحہ 194)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی بحالت امامت تلاوت قرآن بلند آواز سے الحمد سے شروع کرتے تھے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بِسْمِ اللّٰهِ ہر سورت کا جز نہیں، نہ اسے امام آواز سے پڑھے۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جو مسلم، بخاری وغیرہ تمام کتب احادیث میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی یہ آئی "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" اس کے اول بِسْمِ اللّٰهِ نہیں آئی۔ لہذا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے، نیز اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے ہی نہ تھے مگر آہستہ، یہاں بلند آواز سے پڑھنے کی نفی ہے۔ لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنے کا ذکر ہے کیونکہ وہ آہستہ پڑھنا مراد ہے۔ خیال رہے کہ اصطلاح شریعت میں بحث نماز میں جہاں کہیں

قرأت بولی جائے گی وہاں تلاوت قرآن مراد ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً پڑھنا اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نماز میں قیام، قرأت، رکوع، سجدہ فرض ہیں، لہذا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ" نہیں پڑھتے تھے لہذا یہ حدیث "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ" پڑھنے کی احادیث کے خلاف نہیں۔

یعنی پیٹھ شریف کے برابر یہی سنت ہے اس کے خلاف سنت کے خلاف ہے۔

سوا مغرب کے فرض اور وتروں کے کہ ان میں پہلی التحیات دو رکعتوں کے بعد ہوتی ہے اور دوسری ایک رکعت کے بعد۔ خیال رہے کہ یہ دونوں التحیات واجب ہیں لیکن پہلی میں بیٹھنا واجب اور دوسری میں فرض ہے۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اپنا بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ ہر التحیات میں یونہی بیٹھے۔ جن احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری التحیات میں بائیں پاؤں شریف داہنی جانب نکال دیتے اور زمین پر بیٹھتے وہ بڑھاپے یا بیماری کا حال ہے جب زیادہ دیر تک بائیں پاؤں پر نہ بیٹھ سکتے تھے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں، حنفی لوگ ان دونوں حدیثوں پر عامل ہیں مگر ان کے مخالف اس حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں سیرین زمین پر رکھے اور پنڈلیاں کھڑی کرے دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے، کتے کی سی بیٹھک یہ ممنوع ہے، چونکہ کتا گندا ہے اس لیے اس کی بیٹھک کو شیطانی بیٹھ فرمایا۔

اس طرح کہ ایک جانب دونوں پاؤں بچھا دے سامنے کہنیاں کہ یہ بیٹھک بھی منع ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۰)

457- وَعَنْ وَاَيْلِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَعَدَ وَتَشَهَّدَ فَرَأَى قَدَمَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْأَرْضِ وَجَلَسَ عَلَيْهَا. رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ تشہد کے لئے بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھاتے اور اس پر بیٹھ جاتے۔ اسکو سعید بن منصور اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اسکی سند صحیح ہے۔

(طحاوی، کتاب الصلوة، باب صفة الجلوس، جلد ۱ صفحہ ۱۷۸)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں وائل ابن حجر فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ شریف پر اس لیے حاضر ہوا کہ میں آپ کی نماز دیکھوں تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، قبلہ کو منہ کیا، تکبیر کہی، کانوں تک ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آخر میں فرمایا پھر بیٹھے الخ۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۳)

458- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُنْصَبَ الْقَدَمُ الْيُسْرَى وَاسْتِقْبَالَهُ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْيُسْرَى. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نماز کی سنت میں سے ہے۔ دائیں پاؤں کو کھڑا کرنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا اس کو نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی، کتاب الافتتاح، باب الاستقبال باطراف اصابع القدم... الخ، جلد 1 صفحہ 173)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نور الايضاح و مرآتی الفلاح میں ہے: من شرط صحة السجود وضع شئ من اصابع الرجلين موجهاً بباطنه نحو القبلة ولا يكفي لصحة السجود وضع ظاهر القدم ۲۔

(مرآتی الفلاح مع حاشیۃ الطحاوی باب شروط الصلوة مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۲۷)

صحت سجدہ کے لئے پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر زمین پر لگنا شرط ہے فقط ظاہر قدم کا زمین پر لگنا کافی نہیں۔

رد المحتار میں ہے: وكذا قال في الهداية واما وضع القدمين فقد ذكر القدوري انه فرض في السجود اه فاذا سجد و رفع اصابع رجليه لا يجوز كذا ذكره الكرخي والجصاص ولو وضع احدهما جاز قال القاضي خاں و يكره قال في المجتبى قلت ظاهر ما في مختصر الكرخي والمحيط والقدوري انه اذ رفع احدهما دون الاخرى لا يجوز وقد رأيت في بعض النسخ فيه روايتان اه ومشي على رواية الجواز برفع احدهما في التفصيل والخلاصة وغيرهما، هداية میں اسی طرح ہے، رہا قدیمین کا لگنا تو قدوری نے کہا کہ یہ سجدہ میں فرض ہے پس جب سجدہ کیا مگر پاؤں کی انگلیاں نہ لگیں تو سجدہ صحیح نہ ہوگا، اسی طرح کرخی اور جصاص نے کہا اور اگر ایک انگلی لگ گئی تو جائز ہے، قاضی نے کہا مگر کراہت ہے۔ مجتہبی میں ہے مختصر، کرخی، محیط اور قدوری کا ظاہر بتا رہا ہے کہ جب ایک پاؤں اٹھا ہوا ہو تو یہ جائز نہیں اور میں نے اس کے بعض نسخوں میں دو روایتیں دیکھی ہیں اھ فیض اور خلاصہ وغیرہ میں روایت جواز پر عمل کیا ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۳۶۸)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْهِدِ

تشہد کے بارے میں وارد روایات کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہتے السلام علی جبرئیل و

459- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ

میکائیل السلام علی فلاں وفلاں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ بذات خود سلام ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو یوں کہے: ترجمہ: تمام قولی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پس جب تم یہ کلمہ کہو گے تو اللہ کے ہر نیک بندے کو سلام پہنچ جائیگا چاہے وہ زمین میں ہو یا آسمان میں پھر وہ کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

فَالْتَفَتْنَا إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری، کتاب الاذان، باب التشهد فی الآخرة، جلد 1 صفحہ 115) (مسلم، کتاب الصلوة، باب التشهد فی الصلوة، جلد 1 صفحہ 173)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اگر یہ واقعہ معراج سے پہلے کا ہے تب تو یہ مطلب ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے نماز پڑھتے تھے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ ان ہی عبادت میں مشغول ہوتے تھے اور اپنے اجتہاد سے بجائے التحیات یہ پڑھا کرتے تھے، جب حضور معراج سے واپس ہوئے تب آپ نے اس التحیات کی تعلیم دی جو آگے آرہی تھی یعنی لوگوں کو نماز تمہاری معراج ہے تو میں معراج میں رب سے جو گفتگو کر کے آیا تم بھی نماز میں وہ ہی کیا کرو اور اگر معراج کے بعد کا واقعہ ہے تو مطلب یہ ہے کہ اولاً التحیات کی تعلیم نہیں دی گئی تھی صحابہ اپنے اجتہاد سے کچھ کلمے کہہ لیا کرتے تھے، ایک روز نماز سے فارغ ہو کر اس التحیات کی تعلیم دی۔ (مرقاۃ)

نماز کے دونوں تعدوں میں۔

یعنی ہم بندے بارگاہ الہی میں نیاز مندانہ سلام پیش کرتے ہیں، وہ سمجھتے یہ تھے کہ جیسے بادشاہوں کے دربار میں سلام کرنا دربار کا ادب ہے ایسے ہی بارگاہ الہی میں سلام پیش کرنا وہاں کا ادب ہے۔



فلاں سے مراد باقی فرشتے ہیں یا خاص انبیائے کرام۔

إِنْصَرَفَ کے معنی یا یہ ہیں کہ آپ معراج سے واپس لوٹے تو ہم سب کے سامنے وعظ فرمایا یا یہ مطلب ہے کہ ایک دن نماز سے فارغ ہو کر یہ ارشاد فرمایا۔ (ازمرقات)

یعنی سلام ایک قسم کی دعا ہے یہ رب کے لائق نہیں، رب ہر عیب سے پاک، ہر آفت سے دور ہے اور سب کو سلامت رکھنے والا ہے اسی لیے ایک دعا میں فرمایا گیا "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ" الہی تو سلامت رکھنے والا ہے۔

لِيَقُلَ صِنَعًا امر ہے اور امر و جوہ کے لیے آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں التحیات واجب ہے۔ وَإِذَا جَلَسَ کے عموم سے معلوم ہوا کہ نماز میں جب بھی بیٹھے التحیات پڑھے خواہ امام کے تابع ہو کر بیٹھے یا خود اسے بیٹھنا ہو لہذا اگر کوئی امام کے ساتھ التحیات میں ملے اور اس کے بیٹھتے ہی امام کھڑا ہو جائے یا سلام پھیر دے تو التحیات پوری کر کے کھڑا ہو لہذا یہ حدیث احناف کے بہت سے مسائل کا ماخذ ہے۔ جب التحیات واجب ہوئی تو اس کے رہ جانے پر سجدہ سہو واجب ہوا جیسا کہ واجبات نماز کا حکم ہے۔

ان تین کلموں کی شرحیں بہت ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ تحیۃ سے مراد قوی عبادات ہیں، صلوات سے مراد بدنی عبادات اور طیبات سے مراد مالی عبادتیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادتیں اللہ سے خاص ہیں چونکہ ان تینوں عبادتوں میں سے ہر ایک کی ہزار ہا قسمیں ہیں، نیز ہر شخص کی عبادت علیحدہ ہے اس لیے ان تینوں کو جمع فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ تحیۃ کا لفظ جب بندے کے لیے استعمال ہوگا تو اس کے معنی ہوں گے ملاقات کے وقت کا کلام یا کام، یونہی صلوات بندوں کے لیے بمعنی رحمتیں ہوتا ہے جیسے: "أَوْلَيْكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ"۔

اس جگہ مرقات نے فرمایا کہ معراج کی رات اول تین کلمے حضور نے بارگاہ الہی میں پیش کیے پھر السَّلَامُ عَلَيْكَ الخ رب کی طرف سے حضور کو خطاب ہوا پھر السَّلَامُ عَلَيْنَا الخ حضور نے جو ابا عرض کیا پھر اَشْهَدُ الخ جبریل امین نے عرض کیا، چونکہ نماز بھی مسلمان کی معراج ہے اس لیے اسی میں سارے کلمات جمع کر دیئے گئے۔ نیز شیخ نے اشعۃ اللمعات میں، امام غزالی نے احیاء علوم میں، ملا علی قاری نے مرقات میں فرمایا کہ السَّلَامُ عَلَيْكَ پر ہر نمازی اپنے دل میں حضور کو حاضر جانے اور یہ جان کر سلام عرض کرے کہ میں حضور کو سلام کر رہا ہوں حضور مجھے جواب دے رہے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ بعض عارفین کا ارشاد ہے کہ حقیقت محمدیہ تمام موجودات بلکہ ممکنات میں ساری و طاری ہے اس لیے نماز میں بھی موجود ہے لہذا خطاب السَّلَامُ عَلَيْكَ نہایت موزوں ہے، یہی مضمون اہل حدیث کے پیشوا نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے بھی اپنی بعض کتب میں لکھا ہے۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بخوبی واضح ہو گیا کیونکہ غائب کو غافل کو اور جو جواب نہ دے اس کو سلام کرنا منع ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔

یعنی زمین و آسمان میں غائب و حاضر، گزشتہ موجودہ، آئندہ سارے نیک بندوں پر سلام، چونکہ وہ سب بندے سن

نہیں رہے ہیں اس لیے یہاں خطاب نہیں ہوا۔ نیک بندہ وہ ہے جو حق عبودیت ادا کرے اور اس پر قائم رہے۔  
اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ دعا وغیرہ میں سارے مومنوں کو شامل کرنا چاہیے تو ان شاء اللہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ خیال  
رہے کہ یہاں گنہگار بندوں کا ذکر نہیں آیا کیونکہ وہ علینا جمع کی ضمیر میں داخل کر لیے گئے۔ حضور اپنے گنہگاروں کو اپنے  
دامن میں رکھتے ہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی التحیات میں شہادتیں یونہی ادا فرماتے تھے۔  
بہتر یہ ہے کہ اس موقع پر منقولی دعائیں خصوصاً جامع دعائیں مانگی جائیں جیسے "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا"  
الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا فرض نہیں یہی حنفیوں کا قول ہے اور یہ حدیث ان کی دلیل  
ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۳۵)

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے فرمایا جب تم دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو تو کہو: التحیات  
لله والصلوة والطيبات السلام عليك ايها  
النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا  
وعلى عباد الله الصالحين أشهد أن لا إله إلا  
الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله پھر تم میں  
سے کسی ایک کو جو دعا پسند ہو اس کے ذریعے چاہئے کہ وہ  
اپنے رب کو پکارے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند  
صحیح ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ ابن  
مسعود کی حدیث تشہد کے بارے میں متعدد سندوں سے  
مروی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے  
اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

460- وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ وَإِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ  
فَقُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَرَسُولُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ  
أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ بِهِ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ  
وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ الزُّمَرِيُّ  
حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَدْ وَرَى عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ  
وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي التَّشْهَدِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ  
أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ.

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 413) (نسائی کتاب الافتتاح 'كيف التشهد' جلد 1 صفحہ 174)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

لغت میں تشہد کے معنی ہیں گواہ بنانا یا گواہی دینا۔ عرف میں کلمہ شہادت پڑھنا، مگر شریعت میں التحیات کو تشہد کہا جاتا

ہے کیونکہ اس میں توحید و رسالت کی گواہی ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ التحیات اس کلام کا مجموعہ ہے جو معراج کی رات قرب حضوری میں رب و محبوب کے درمیان ہوا، اولاً حضور نے عرض کیا "التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ" رب کی طرف سے ارشاد ہوا: "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ" محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً عرض کیا: "السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ" ان دونوں قسموں کے کلاموں کو نمازی ادا کر کے اللہ کی توحید حضور کی رسالت کی گواہی دیتا ہے لیکن نمازی التحیات پڑھتے وقت معراج کی اس گفتگو کی نقل کی نیت نہ کرے بلکہ خود بارگاہ الہی میں تحیہ اور بارگاہ رسالت میں سلام عرض کرنے کی نیت کرے (شامی) جیسے تکبیر تشریح حضرت جبریل، حضرت خلیل، حضرت اسماعیل کے کلاموں کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت جبریل جنت سے دنبہ لے کر حاضر ہوئے، ادھر خلیل اپنے لخت جگر کو ذبح کر رہے تھے تو اوپر سے پکارا "اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ" حضرت خلیل نے اوپر دیکھا تو جبریل کو آتے دیکھ کر فرمایا "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" پھر حکم پروردگار حضرت اسماعیل کے ہاتھ پاؤں کھولے اور قبولیت قربانی کی بشارت دی تو آپ نے فرمایا: اللَّهُ الْحَمْدُ مگر اب تکبیر تشریح کہنے والا وہاں کی نقل کی نیت نہ کرے بلکہ اپنی طرف سے ذکر الہی کی نیت کرے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۳۲)

461 وَعَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفَى التَّشَهُدُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنُهُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ تشهد کو آہستہ آواز سے پڑھا جائے اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس کو حسن قرار دیا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة، باب اخفا التشهد، جلد 1 صفحہ 142) (ترمذی ابواب الصلوة، باب ماجاء انه يخفى التشهد، جلد 1 صفحہ 65) (مستدرک حاکم کتاب الصلوة، باب التشهد فی الصلوة، جلد 1 صفحہ 267)

### بَابُ الْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ

462 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فُجْدِهِ الْيُمْنَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فُجْدِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوُسْطَى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیٹھ کر دعا کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ران مبارک پر رکھتے اور بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے اور بائیں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر

رَوَاةٌ مُسْلِمٌ۔ (مسلم، کتاب المساجد، باب صفة رکعتے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت  
الجلوس فی الصلوة... الخ، جلد 1 صفحہ 216) کیا۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں دعا سے مراد کلمہ شہادت ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ عرفہ کے دن بہترین دعا کلمہ طیبہ ہے یعنی حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم نماز میں جب بیٹھتے تو التحیات پڑھتے اور اس میں کلمہ طیبہ پڑھتے۔ خیال رہے کہ نماز میں جب بھی بیٹھنا پڑے  
تب التحیات پڑھے لہذا اگر کوئی التحیات میں جماعت سے ملا اس کے ملتے ہی امام کھڑا ہو گیا تو یہ شخص پوری التحیات و رسولہ  
تک پڑھ کر اٹھے، اس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

یہ پچھلی حدیث کی شرح ہے جس میں تھا کہ حضور قعدہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے تھے اس نے بتایا کہ ہاتھ رانوں پر  
رکھتے انگلیوں کے کنارے گھٹنوں پر۔

یعنی انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اشارہ فرماتے جیسا ہم احناف کا عمل ہے۔

اس طرح کہ بائیں گھٹنا بائیں ہتھیلی میں ایسے آجاتا ہے جیسے منہ میں لقمہ۔ خیال رہے کہ حضور کا یہ عمل بیان جواز کے  
لیے ہے اور پہلی حدیث کا عمل بیان التحیات کے لیے تھا یعنی دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر بچھا دینا بہتر ہے تا کہ دونوں  
ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رو رہیں اور بائیں گھٹنا بائیں ہاتھ سے پکڑ لینا جائز ہے لہذا نہ تو احادیث میں تعارض ہے اور نہ  
مسلمانوں کا عمل اس حدیث کے خلاف۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہ اشارہ صرف کلمہ شہادت پر تھا جو کلمہ ختم ہونے پر ختم ہو جاتا  
تھا اول سے ہاتھ بچھا ہوتا پھر بعد میں بھی بچھا دیا جاتا تا کہ انگلیاں متوجہ قبلہ رہیں۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 132)

463- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَعَدَ  
فِي التَّشْهُدِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ  
الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى  
وَعَقَدَ ثَلَاثًا وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ. رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ۔

حضرت وائل بن حجر روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی  
پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے  
انگوٹھے اور درمیان والی انگلی کا حلقہ بنایا اور اپنی ساتھ  
والی انگلی کو اٹھا کر اس کے ساتھ اشارہ کیا اس کو سوائے  
ترمذی کے پانچ محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند  
حسن ہے۔

(مسلم، کتاب المساجد، باب صفة الجلوس فی الصلوة... الخ، جلد 1 صفحہ 216)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
آستانہ شریف پر اس لیے حاضر ہوا کہ میں آپ کی نماز دیکھوں تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، قبلہ

کو منہ کیا، تکبیر کہی، کانوں تک ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آخر میں فرمایا پھر بیٹھے الخ۔

یعنی اپنے ہاتھ ادھر ادھر پھیلائے نہیں، بلکہ ران کے مقابل رکھے یہ مطلب نہیں کہ کہنیاں ران پر بچھا دیں۔

یعنی بیچ والی انگلی کا انگوٹھے سے حلقہ بنایا جیسا کہ ہم لوگوں کا عمل ہے۔

یہاں ہلانے سے مراد انگلی کا اٹھانا اور گرانا ہے کیونکہ اس میں بھی انگلی کو حرکت ہوتی ہے لہذا یہ حدیث انگلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ آپ انگلی نہیں ہلاتے تھے یہ حدیث حنفیوں کے مخالف نہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۳۷)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انگوٹھے اور درمیان والی انگلی سے حلقہ بناتے اور اس کے ساتھ والی انگلی کو اٹھا کر اس سے اشارہ کیا اس کو سوائے امام ترمذی کے پانچ محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

464- وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَّقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَرَفَعَ الْيَمِيْنِيَّتَيْنِ يَدْعُوْنَهَا فِي التَّشْهِيْدِ. رَوَاهُ الْحَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَاسْتِنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب کیف الجلوس فی التشہد جلد 1 صفحہ 138) (نسائی کتاب السہو باب موضع الذراعین جلد 1 صفحہ 186) (ابن ماجہ کتاب الصلوة باب الاشارة فی التشہد صفحہ 66) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 318)

حضرت مالک بن نمیر خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں آپ اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھے ہوئے تھے اور اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ اس کو ابن ماجہ ابوداؤد اور نسائی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیبوی فرماتے ہیں کہ تشہد میں شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنا یہ اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے جیسا کہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا امام محمد میں بیان فرمایا۔

465- وَعَنْ مَالِكِ بْنِ نَمِيْرٍ الْخَزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَدَهُ الْيَمِيْنِيَّةَ عَلَى فِخْذِهِ الْيَمِيْنِيَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ. رَوَاهُ ابْنُ مَجَّةٍ وَابْنُ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْتِنَادُهُ صَحِيْحٌ. قَالَ النَّيْبَوِيُّ اِنْ اِلْاِشْرَاةَ بِالسَّبَابَةِ فِي التَّشْهِيْدِ ذَهَبَ اِلَيْهَا جَمَاعَةٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الْاِمَامِ اِبِي حَنْفِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلٰى مَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي مَوْطَاةٍ.

(ابن ماجہ کتاب الصلوة باب الاشارة فی التشہد صفحہ 66) (ابوداؤد کتاب الصلوة باب الاشارة فی التشہد

جلد 1 صفحہ 142) (نسائی 'کتاب السہو' باب الاشارة بالاصبع في التشهد' جلد 1 صفحہ 187) (موطا امام محمد' باب العبث بالحمس في الصلوة' جلد 1 صفحہ 108)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
اشارہ ضرورت ہے۔ محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صنعه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فنصنع كما صنعه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو قول ابي حنيفة واصحابنا۔

(بدائع الصنائع فصل في سنن الصلوة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1/213)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو ہم بھی اشارہ کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور یہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے اصحاب کا ہے۔ (الفتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 186)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

درود پڑھنے کا بیان

بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

466- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِينِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً أَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَيَكْفُ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبدالرحمن بن ابولیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور کہا کیا میں تمہیں ہدیہ نہ کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ ہم (نماز میں) آپ پر سلام کیسے پڑھیں (آپ ہی بتلا دیجئے کہ) ہم آپ پر صلوة کس طرح پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم کہو اے اللہ! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگ ہے اور اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الدعوات' باب الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم' جلد 2 صفحہ 940) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب

الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم جلد 1 صفحہ 175)

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، تابعی ہیں، مدنی ہیں، ایک سو بیس صحابہ سے ملاقات کی، خلافت فاروقی میں عمر فاروق کی شہادت سے چھ سال پہلے پیدا ہوئے، آپ کے والد صحابی ہیں، غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

آپ صحابی ہیں، بیعت رضوان میں موجود تھے، کوفہ میں قیام رہا، ۷۵ سال عمر ہوئی، ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں

انتقال کیا۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور کی احادیث کو پیش قیمت ہدیہ اور بے بہا اسلامی تحفہ سمجھتے تھے اور نعمت لایزال سمجھ کر اسے

سناتے تھے۔

یعنی جب آیت کریمہ: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا" اتری تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم سے دریافت کیا کہ رب نے ہم کو صلوة و سلام کا حکم دیا ہمیں التحیات میں آپ کو سلام کرنا تو آگیا مگر صلوة کیسے عرض

کریں۔ خیال رہے کہ یہاں سلام سے مراد التحیات کا سلام ہے اسی لیے مسلم شریف نے اس حدیث کے لیے یہ باب مقرر

کیا "بَابُ كَيْفِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ" معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے

ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر درود بھیجوتے صحابہ نے یہ سوال کیا۔

آل اہل سے بنا بمعنی والا جیسے "وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنَ آلِ فِرْعَوْنَ" یا حضور کی بیویاں ہیں، قرآن کریم نے

بیویوں کو اہل بیت فرمایا ہے فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا یا حضور کی ساری اولاد ہے یعنی آپ کے چاروں بیٹے اور چاروں

بیٹیاں اور تاقیامت فاطمہ زہرا کی نسل یا تمام بنی ہاشم جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے صحیح یہ ہے کہ حضور کی ساری ازواج اور اولاد

آپ کی آل ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "شان حبیب الرحمن" اور "نہرست القرآن" دیکھو۔

یہاں تشبیہ شہرت کی بنا پر ہے ورنہ حضور اور حضور کی صلوة ابراہیم علیہ السلام اور ان کی صلوة سے افضل ہے، چونکہ

ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور کے لیے دعائیں مانگیں "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا" اس کے شکرے میں ہم

لوگ ہر نماز میں ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں دیتے ہیں۔

یعنی جیسی عزت اور بزرگی ابراہیم علیہ السلام کو دی ایسی ہمارے حضور کو بھی دے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد

میں ہزار ہا انبیاء ہوتے تو حضور کی اولاد میں لاکھوں اولیاء اللہ ہوں۔

خیال رہے کہ یہ درود ابراہیمی ہے نماز میں صرف یہی پڑھا جائے گا اور درود نہیں مگر نماز کے علاوہ یہ درود غیر مکمل ہوگا

کیونکہ اس میں سلام نہیں اور قرآن کریم نے صلوة و سلام دونوں کا حکم دیا لہذا خارج نماز وہ درود پڑھو جس میں صلوة و سلام

دونوں ہوں، نماز میں چونکہ التحیات میں سلام آچکا ہے اس لیے یہاں سلام نہ آنا مضرت نہیں ہے۔ بعض لوگ اس حدیث کی بنا



پر کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی کے سوا اور کوئی درود جائز نہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ تمام صحابہ، محدثین، فقہاء یوں کہتے ہیں "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ درود ابراہیمی کے علاوہ ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۳۵)

حضرت عبدالرحمن بن ابولیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور فرمایا کیا میں تجھے ہدیہ نہ کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تو میں نے کہا کیوں نہیں آپ مجھے وہ ہدیہ عطا فرمائیں تو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر صلوة کس طرح پڑھیں یعنی آپ کی اہل بیت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ سکھا دیا تو آپ نے فرمایا ایتھم کہوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی ابراہیم انک حمید مجید اے اللہ تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر برکت نازل فرما اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر اچھے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگ ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

467- وَعَنْهُ قَالَ لَقِينِي بِكَعْبُ بْنُ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلَى فَاهْدِيهَا لِي فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری، کتاب الانبیاء، باب یزفون النسلان فی

المشی، جلد 1 صفحہ 477)

حضرت نعیم مجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر صلوة کیسے پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم کہو اے اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور محمد آل محمد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت فرمائی اور برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگ

468- وَعَنْ نَعِيمِ الْمُجَبِّرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ. رَوَاهُ أَبُو الْعَبَّاسِ السِّرَاجُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (عمل اليوم والليلة

للامام النسانی مع ترجمته نبوی لیل و نهار، جلد 1 ہے اس کو ابوالعباس سراج نے روایت کیا اور اس کی سند صفحہ 52 ہرقم الحدیث: 47)

صحیح ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

صلوٰۃ کے معنی ہیں رحمت یا طلب رحمت۔ جب اس کا فاعل رب ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور فاعل جب بندے ہوں تو بمعنی طلب رحمت، درود شریف کے فضائل ہماری شمار سے باہر ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر مسلمان پر عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض اور ہر مجلس میں جہاں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف لیا جائے ایک بار واجب ہے اور ہر بار مستحب۔ نماز کے قعدے میں درود شریف امام شافعی کے ہاں فرض ہے، احناف اور دیگر آئمہ کے ہاں سنت مؤکدہ یا واجب، درود شریف صرف نبی یا فرشتوں پر ہو سکتا ہے غیر نبی پر نبی کے تابع ہو کر درود جائز بالاستقلال مکروہ۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۳۵)

ان روایات کا بیان جو سلام پھیرنے کے

بارے میں وارد ہوئیں

بَابُ مَا جَاءَ

فِي التَّسْلِيمِ

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ آپ اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے حتیٰ کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو دیکھتا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

469- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب النساہد، باب السلام للتخليل من الصلوة... الخ، جلد 1 صفحہ 216)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کے والد سعد ابن ابی وقاص ہیں، جلیل القدر صحابی، خود عامر تابعی ہیں جنہوں نے اپنے والد، عثمان غنی، عائشہ صدیقہ سے روایات لیں۔

یعنی آپ سلام میں اس قدر چہرہ انور پھیرتے تھے کہ پیچھے والے صحابہ دونوں رخساروں کی سفیدی دیکھ لیتے دائیں والے دائیں کی اور بائیں والے بائیں کی۔ بعض روایات میں بَيَاضُ خَدَيْهِ ہے دونوں میں کوئی اختلاف نہیں دونوں رخسار دیکھنا اور حالت میں تھا اور ایک دیکھنا اور حالت میں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عین نماز میں اور نماز سے نکلنے وقت حضور علیہ السلام کو دیکھا کرتے تھے۔ شعر

تا بتقریب سلام افتد نظر بر روی تو

کاش کہ اندر نماز م جا شود پہلوئے تو

اسی لیے صوفیا فرماتے ہیں کہ ان صحابہ کی سی نماز کسی کو میسر نہیں ہو سکتی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۶۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے تو (کہتے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی کہ میں آپ کے رخ انور کی سفیدی دیکھتا۔ اس کو اصحاب خمسہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

470- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى آرَى بَيَاضَ خَدَيْهِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء في التسليم في الصلوة جلد 1 صفحہ 65) (ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب في السلام جلد 1 صفحہ 143) (نسائی 'كتاب السهو' باب كيف السلام على اليمين جلد 1 صفحہ 194) (ابن ماجہ 'كتاب الصلوة' باب التسليم صفحہ 66) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 390)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے کہ نماز کے سلام میں وَبَرَكَاتُهُ نہ بڑھائے، بعض شوافع وَبَرَكَاتُهُ بھی کہتے ہیں۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۷۶)

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو اپنے چہرہ انور سے ہماری طرف متوجہ ہوتے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِفِي بَعْدِ السَّلَامِ

471- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَوَةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری 'كتاب الاذان' باب يستقبل الامام الناس اذا سلم جلد 1 صفحہ 117)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

اس طرح کہ سلام کے بعد کبھی داہنی طرف پھیرتے کبھی بائیں طرف، کبھی قبلہ کو پشت کر کے مقتدیوں کی جانب رخ فرما لیتے، یہ لفظ تینوں حالتوں کو شامل ہے لیکن یہ حال بھی دائمی نہ تھا بلکہ اکثری ورنہ کبھی سرکار قبلہ رو بیٹھ کر ہی دعا مانگتے تھے۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۷۰)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا

472- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کی دائیں طرف ہوں تو آپ (نماز کے بعد) اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ.

(مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب استحباب الیمن، جلد 1 صفحہ 247) (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الامام

ینحرف بعد التسليم، جلد 1 صفحہ 90)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور علیہ السلام اکثر داہنی جانب منہ کر کے دعا مانگتے تھے۔ دوسرے یہ کہ حضور کا چہرہ پاک دیکھنا بہترین عبادت ہے کہ صحابہ کرام محض اس لیے صف کی داہنی جانب پسند کرتے تھے تاکہ بعد نماز دیدار یار نصیب ہو، علماء فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف میں صف کا بائیں حصہ افضل ہے کیونکہ روضہ اطہر سے قریب ہے یہ باتیں وہ جانے جسے اس محبوب سے دلی لگاؤ ہو۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 143)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اکثر آپ اپنی دائیں جانب پھرتے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

473- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب جواز الانصراف من الصلوٰۃ عن الیمن والشمال، جلد 1 صفحہ 247)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اکثر اوقات سلام پھیر کر دعا کے لیے داہنی جانب رخ فرماتے تھے۔ اس لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ امام دعا کے وقت ہر طرف پھر سکتا ہے مگر داہنی طرف پھرنا بہتر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو داہنی جانب محبوب تھی۔ (ازمرقاۃ)

(مرآة المناجیح ج 2 ص 141)

نماز کے بعد ذکر کا بیان

حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض کے بعد فرماتے تھے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کا

بَابُ فِي الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

474- عَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبْرِ صَلَاتِهِ إِذَا سَلَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا

شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ملک ہے اور اسی کے لیے حمد، وہ ہر چیز پر قادر ہے الہی جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور تیرے مقابل مال دار کو مال نفع نہیں دیتا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب الذکر بعد الصلوة' جلد 1 صفحہ 117) (مسلم 'کتاب المساجد' باب الذکر بعد الصلوة

وبیان صفتہ' جلد 1 صفحہ 218)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي: خَوَاهُ فَرَضُونَ كَعْبَدِ يَاسَنَتُونَ وَغَيْرِهِ سَعِ فَارِغٌ هُوَ كَرُ- (مَرَقَاة) اس سَعِ مَعْلُومِ هُوَا كَعِ سَنَتِي سَبْجِي مَسْجِدِ مِي سِ پُزْهِنَا اَوْر فَرَضُونَ كَعِ عِلَاوَه سَنَتُونَ كَعِ بَعْدِ بَهِجِي دَعَا مَانْكَ سَنَتِ هِي-

اس کی شرح پہلے گزر چکی۔ یہ اور اس جیسی اور بڑی دعائیں عصر و فجر میں تو فرضوں سے متصل تھیں اور ظہر وغیرہ میں سنتوں اور نوافل کے بعد لہذا یہ حدیث ان گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں جن میں تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ" کہتے تھے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 184)

475- وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور کہتے الہی تو سلام ہے تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے اے جلالت اور بزرگی والے اس حدیث کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(مسلم 'کتاب المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلوة وبيان صفتہ' جلد 1 صفحہ 218) (ترمذی 'ابواب الصلوة'

باب ما يقول اذا سلم' جلد 1 صفحہ 66) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب ما يقول الرجل اذا سلم' جلد 1 صفحہ 212) (نسائی

کتاب السهو' باب الاستغفار بعد التسليم' جلد 1 صفحہ 196) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوة' باب ما يقال بعد التسليم' صفحہ 67)

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 275)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

پہلے سلام سے سلامتی دینے والا مراد ہے اور دوسرے سے سلامتی۔ استغفار دعا کے آداب میں سے ہے اس لیے دعا

سے پہلے استغفار فرماتے۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نہیں کہ وہاں بھی تقریبی مقدار مراد تھی اور یہاں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوں ان میں دعا مختصر مانگے۔ خیال رہے کہ ذوالجلال سے مراد فاستوں سے بدلہ لینے والا اور اکرام سے مراد نیک کاروں کو انعام دینے والا۔ (مرآة الناجح ج ۲ ص ۱۸۶)

476. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوة وبيان صفة، جلد 1 صفحہ 218)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر صرف اس قدر کہ کہتے کہ الہی تو سلام ہے اور تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے اے جلال و بزرگی والے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی جن نمازوں کے بعد سنتیں ہوتی ہیں ان میں فرض اور سنتوں کے درمیان زیادہ نہ بیٹھتے صرف اس قدر بیٹھتے۔ اس مقدار سے تقریبی مقدار مراد ہے نہ کہ تحقیقی یعنی قریباً اتنا بیٹھتے لہذا یہ حدیث نہ تو اس روایت کے خلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد فجر طلوع آفتاب تک مصلے پر تشریف فرما رہتے اور نہ ان احادیث کے خلاف ہے جن میں ہے کہ آپ سلام پھیر کر تکبیریں کہتے یا استغفار پڑھتے یا اور دعائیں مانگتے۔ (مرآة الناجح ج ۲ ص ۱۸۵)

477. وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَقَّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ ذُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت کعب ابن عجرہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض آگے پیچھے آنے والی چیزیں وہ ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نقصان میں نہیں رہتا ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار تسبیح ۳۳ بار حمد اور ۳۴ بار تکبیریں اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوة وبيان صفة، جلد 1 صفحہ 219)

شرح: مُفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

معقبات کے کئی معنی ہیں: (۱) نماز کے بعد والا وظیفہ (۲) وہ عمل جس کے لکھنے پر ہر فرشتہ پیش قدمی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسرے فرشتوں کو اپنے سے پیچھے کر دوں (۳) وہ وظیفے جو یکے بعد دیگرے پڑھے جاتے ہیں (۴) وہ وظیفے جن کا انجام اچھا ہے۔

بلکہ تھوڑی بہت محنت سے بہت نفع حاصل کر لیتا ہے۔

یہ پورا سینکڑہ ہے اسی کا نام تسبیح فاطمہ ہے قادری سلسلہ کے مشائخ اس کے بہت پابند ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۹۱)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہر نماز کے بعد ۳۳ بار تسبیح ۳۳ بار حمد الہی اور ۳۳ بار تکبیر کہہ لیا کرے یہ ۹۹ ہوئے اور سو پورا کرنے کو کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کی حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی طرح ہوں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

478- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمَدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامَ الْيَاثَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

(مسلم کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوة وبيان صفة جلد 1 صفحہ 219)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی جو اس تسبیح فاطمہ پر پابندی کرے گا اس کی خطائیں اگرچہ شمار سے زیادہ ہوں بخشی جائیں گی۔ خیال رہے کہ شمار کے لیے عقد انامل بہت اعلیٰ چیز ہے ہر مسلمان کو سیکھنا چاہیے اگر وہ نہ آتا ہو تو پوروں پر شمار کرے، بدرجہ مجبوری کنکروں یا تسبیح پر شمار کرے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دھاگے میں ہزار گرہیں لگالیں تھیں جن پر کبھی شمار کیا کرتے تھے۔ (مرآة) فقہاء نے تسبیح پر گننے کو بدعت نہ کہا ہے یعنی بدعت حسنہ جس کی اصل صحابی سے ثابت ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۱۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی ایسی چیز یاد کی ہے جو آپ سلام کے بعد کہتے ہوں تو انہوں نے کہا ہاں آپ کہا کرتے تھے آپ کا رب غالب ہے اور ہر اس عیب سے پاک ہے جس کو وہ بیان کرتے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور بیٹھی نے کہا کہ اس

479- وَعَنْهُ قَالَتْ قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ هَلْ حَفِظْتَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا يَقُولُهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ يَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجَالَهُ ثِقَاتٌ -

(مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 148 نقلًا عن أبي يعلى)



کے رجال ثقہ ہیں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو وہ دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ حفاظت میں رہے گا اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

480- وَعَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ الْبَكْتُوبَةِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْآخِرَى. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(المعجم الكبير للطبراني جلد 3 صفحہ 84 رقم الحديث: 2733) (مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 148)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت ہی مانع ہے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔

481- وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعَهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ. (عمل اليوم والليل للنسائي مع ترجمته نبوی لیل ونهار صفحہ 78 رقم الحديث: 100)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا قیامت سے پہلے روحانی طور پر اور بعد قیامت جسمانی طور پر بھی لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ قیامت سے پہلے جنت میں داخلہ کیسا۔ خیال رہے کہ عام مسلمین کی قبروں میں جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے یہ خود وہاں نہیں پہنچتے نہ جسمنا نہ روحاً جنت میں پہنچ جاتے ہیں جیسے شہدا اور یہ لوگ۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 199)

نماز فرض کے بعد دعا کے بارے میں

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ

وارد شدہ روایات کا بیان

بَعْدَ الْبَكْتُوبَةِ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون سی دعا مقبول ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

482- عَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَاتِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(ترمذی، ابواب الدعوات جلد 2 صفحہ 187)

صحیح: مفسر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے کہ آپ قبیلہ بابلہ سے ہیں، تمہیں میں قیام رہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت آپ ۳۰ یا ۳۳ سال کے تھے، ۹۱ سال عمر پائی، ۸۱ھ یا ۸۲ھ تمہیں ہی میں وفات پائی رضی اللہ عنہ، آپ کی روایات بہت تھوڑی ہیں۔

یعنی دو وقت دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں ایک تو آخری رات کے بیچ میں۔ دوسرے فرض نمازوں کے بعد۔ خیال رہے کہ آخر جو ف کی صفت ہے یعنی رات کا درمیانی حصہ جو آخری شب میں ہے اس طرح کہ رات کے دو حصے کرو، آخری آدھے کا درمیانی حصہ لو یہی وقت تہجد کے لیے بہتر ہے اس وقت دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اور فرض نماز سے یا تو خود فرائض مراد ہیں یا پوری نماز، لہذا بہتر یہ ہے کہ نماز بیچ گانہ میں فرضوں کے بعد بھی مختصر دعائیں مانگے اور پھر سنت و نفل سے فارغ ہو کر بھی دعا کرے کہ یہ ساری نماز فرض نماز شمار ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۳)

### بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ

دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کا بیان

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے اے اللہ میں انسان ہوں مؤمنین میں سے کسی شخص کو اگر اذیت دوں یا برا بھلا کہوں تو میرا اس میں مواخذہ نہ فرماتا اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ادب المفرد میں اور حافظ نے فتح میں کہا ہے یہ صحیح الاسناد حدیث ہے۔

483- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّهَا رَأَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو رَافِعًا يَدَيْهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِي أَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَذِيَّتُهُ أَوْ شَتْمَتُهُ فَلَا تُعَاقِبْنِي فِيهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ الْمَفْرُودِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ هُوَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.

(ادب المفرد للبخاری، باب رفع الايدي في الدعاء، صفا 89) (فتح الباری، کتاب الدعوات، باب رفع الايدي في الدعاء، جلد 11 صفا 142)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کرتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی بغلیں ظاہر ہو گئیں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جزء رفع الیدین میں روایت کیا اور ابن حجر نے

484- وَعَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَدَيْهِ حَتَّى بَدَا ضَبْعُهُ يَدْعُو. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَجْرٍ. (جزء رفع يدين للبخاری مترجم صفا 62) (فتح الباری، کتاب الدعوات، باب رفع الايدي،

جلد 11 صفحہ 142)

اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْعَمَّانِ فَرَمَاتے ہیں:

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے اونچے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے حتیٰ کہ اگر تمیص مبارک نہ پہنے ہوتے تو بغل شریف کے سفیدی نظر آ جاتی۔ خیال رہے کہ اس قدر اونچے ہاتھ اٹھانا یا تو نماز استسقاء میں ہوتا تھا یا کبھی کبھی بیان جواز کے لیے اور موقعوں پر بھی ورنہ عام دعاؤں میں سینے یا کندھے تک ہاتھ اٹھاتے تھے، لہذا یہ حدیث کندھوں یا سینہ تک ہاتھ اٹھانے کے خلاف نہیں اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر تمیص کے نماز پڑھتے تھے یہ تو سخت مکروہ ہے، آج کل بعض لوگ بغیر تمیص نماز پڑھتے ہیں اور اس حدیث کو آڑ بناتے ہیں مگر غلط ننگے کندھے نماز پڑھنے کی ممانعت باب الستر میں گزر گئی۔ (مرآة المناجیح ج 3 ص 47)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب حیا کرنے والا اور کریم ہے۔ جب کوئی بندہ اپنے ہاتھ اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے کہ وہ ان کو خالی لوٹائے۔ اس کو ابوداؤد ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

485- وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيُّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْمَتْحِ سَنَدًا جَيِّدًا.

(ابوداؤد کتاب الصلوة، باب الدعاء، جلد 1 صفحہ 209) (ابن ماجہ، ابواب الدعاء، باب رفع اليدين في

الدعاء، صفحہ 284) (ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2 صفحہ 196) (فتح الباری، فی الدعاء، جلد 11 صفحہ 121)

شرح: خبر متواتر:

وہ حدیث جس کو سند کے ہر طبقہ میں راویوں کی اتنی بڑی تعداد روایت کرے جس کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہو اور

سند کی انتہاء امر حسی پر ہو۔

خبر متواتر کی شرائط

حدیث کے درجہ تواتر تک پہنچنے کیلئے چار شرائط ہیں:

(۱) حدیث کے راوی کثیر ہوں۔ (۲) یہ کثرت سند کے تمام طبقات میں پائی جائے یعنی ابتداء سے انتہاء تک راوی

کثیر ہوں۔ (۳) یہ کثرت اس درجہ کی ہو کہ عادیۃ یا اتفاقاً ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ (۴) سند کی انتہاء امر حسی پر

ہو یعنی سند کا آخر "سَمِعْنَا" یا "رَأَيْنَا"، وغیرہ الفاظ ہوں اور اگر سند کی انتہاء امر عقلی پر ہو مثلاً عالم کا حادث ہونا تو یہ خبر

متواتر نہیں۔

خبر متواتر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) متواتر لفظی (۲) متواتر معنوی

متواتر معنوی کی مثال وہ احادیث ہیں جن میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے یہ احادیث ۱۰۰ کے قریب ہیں جن میں سے ہر حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں: "أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ" یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا میں ہاتھ بلند فرمائے۔ اب اگرچہ یہ عمل مختلف مواقع اور مختلف اوقات میں ہوا اور ان میں سے ہر واقعہ متواتر نہیں لیکن ان میں تمام احادیث میں یہ بات قدر مشترک ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا میں ہاتھ بلند فرمائے۔

باجماعت نماز کے بیان میں

بَابُ فِي صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

486- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ الْمُؤَدِّينَ فَيُؤَدِّينَ ثُمَّ أَمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْظِلِقُ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزْمٌ الْخَطْبِ إِلَى قَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحْرِقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ- رَوَاهُ الشَّيْخَانِ-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے پھر ایک شخص کو جماعت کرانے کا حکم دوں پھر میں اپنے ہاتھ ایسے لوگوں کو لے کر جاؤں جن کے پاس لکڑیوں کے گھٹے ہوں ان لوگوں کی طرف جو نماز سے پیچھے رہتے ہیں تو ان پر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب صلوة الجماعة، جلد 1 صفحہ 89) (مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلوة

الجماعة... الخ، جلد 1 صفحہ 232)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

اس طرح کہ مسجد میں نہ آنے والوں کے گھروں میں آگ لگا دیں، اس کی شرح پہلے گزر چکی۔ خیال رہے کہ اگر ایسا واقعہ ہو تو جن نوجوانوں کو سرکار عالی صلی اللہ علیہ وسلم آگ لگانے بھیجتے ان پر نماز معاف ہوتی کیونکہ نجات تو حکم عالی کی اطاعت میں ہے۔ جماعت کا حکم دیں تو جماعت واجب، اگر جماعت چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑنا واجب قسم رب کی اگر وہ ترک نماز سے راضی ہیں تو ترک نماز عبادت ہے اور اگر کسی کی نماز سے ناراض ہیں تو اس کے لیے وہ نماز حرام، مولینا فرماتے ہیں شعر

کفر گیر و ملت ملت شود

ہرچہ گیر و ملت ملت شود

اس کی نہایت نفیس اور لذیذ تحقیق ہماری کتاب "اسطنت مصطفیٰ" میں دیکھو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۹۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے مسجد تک پہنچانے والا کوئی نہیں اس شخص نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت مل جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دیدی پس جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر فرمایا تم اذان کی آواز سنتے ہو تو اس نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا تم اذان پر لبیک کہو۔ (یعنی مسجد میں آ کر نماز پڑھو)

487- وَعَنْهُ قَالَ أَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وُلِيَ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ التِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَجِبْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلوة الجماعة، جلد 1 صفحہ 232)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی مؤذن کے بلاوے کو قبول کر دو اور مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچے وہاں تک کہ لوگوں کو مسجد میں آنا بہت ضروری ہے، وہ دور کے لوگ جہاں اذان نہ پہنچی ہو ان کے لیے بھی مسجد آنا بہت بہتر ہے مگر اتنی سختی نہیں، اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔ "أَلَا صَلَاةَ لِحَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ"۔ دوسرے یہ کہ ہر بیماری عذر نہیں جو جماعت یا مسجد کی حاضری کو معاف کر دے بلکہ وہ بیماری عذر ہے جس سے مسجد میں آنا ناممکن یا سخت مشکل ہو جائے، دیکھو نابینا ہیں بیمار ہیں مگر انہیں حاضری کا حکم ہوا، بعض روایات میں ہے کہ عتبان ابن مالک نابینا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نہ آنے کی اجازت دے دی یا تو ان کا گھر دور ہوگا جہاں اذان کی آواز نہ پہنچتی ہوگی یا ان کا راستہ اتنا خراب ہوگا کہ بغیر ساتھی کے مسجد نہ پہنچ سکیں اور ساتھی کوئی ہوگا نہیں، لہذا احادیث میں تعارض نہیں اذان کی آواز پہنچنے سے مراد آج کل کے لاؤڈ اسپیکر کی آواز نہیں یہ تو دو دو میل تک پہنچ جاتی ہے۔ بعض علماء نے ان احادیث کی بناء پر جماعت کو فرض عین مانا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۷۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جس شخص کو خوش کرے یہ بات کہ وہ حالت اسلام میں کل اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اس کو چاہئے جہاں بھی ان نمازوں کے لئے اذان دی جائے وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ نے تمہارے

488- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَوَآءِ الصَّلَاةِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى

وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا  
الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ  
تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ  
يَتَطَهَّرُ فِيهِ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْبُدُ إِلَى  
مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ  
بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً  
وَيَحْطُ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ  
عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومٌ التَّفَاقُ وَلَقَدْ كَانَ  
الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى  
يُقَامَ فِي الصَّفِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مسلم، كتاب

المساجد، باب فضل صلوة الجماعة، جلد 1 صفحہ 232)

علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی جہاں جماعت ہوتی ہے کیونکہ اذان جماعت ہی کے لیے ہوا کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد اور جماعت کی پابندی کرنے والے کو ان شاء اللہ ایمان و تقویٰ پر خاتمہ نصیب ہوگا، یہ حدیث ان کے لیے بڑی بشارت ہے۔

یعنی، غجگانہ نمازیں مسجد میں باجماعت سنت ہدیٰ میں سے ہیں۔

مرقاۃ وغیرہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم گھروں میں باجماعت بھی نماز پڑھ لو تب بھی حاضری مسجد کی سنت کے تارک ہو۔ هَذَا الْمُتَخَلِّفُ میں کسی خاص منافع کی طرف اشارہ ہے جو تارک جماعت تھا۔ خیال رہے کہ جماعت واجب ہے، اسے یہاں سنت فرمانا اس لئے ہے کہ سنت سے ثابت ہے۔

یہ خوش خبریاں اس کے لیے ہیں جو گھر سے وضو کر کے مسجد کو جائے اور بہتر یہ ہے کہ درود شریف پڑھتا یا کوئی اور ذکر کرنا ہو جائے جیسا کہ "باب المساجد" میں عرض کیا جا چکا ہے۔

اس کی شرح پہلے گزر گئی، صحابہ میں یہ عمل کیوں نہ ہوتا، انہوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بیماری کی حالت میں اس طرح مسجد میں آتے دیکھا تھا۔ خیال رہے کہ عاشق کو محبوب کی ہر ادا پیاری ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے پیارے ہیں اور جماعت کی نماز، مسجد کی حاضری، مسواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری۔ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اسے یہ چیزیں پیاری ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخری کام مسواک کیا کہ مسواک کر کے جان جاننا

آفس کے سپرد کی۔ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۹۶)

نبی کے لئے سنن الہدیٰ کو مشروع فرمایا ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا جاؤ گے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا قصد کرے تو اس کے لئے ہر قدم کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتا ہے اس کا درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ جماعت سے پیچھے رہنے والا صرف منافق ہوتا ہے جس کا نفاق معروف ہو اور بے شک ایک شخص دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں لایا جاتا تھا کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں  
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت کی نماز  
اکیلی نماز پر ستائیس درجے افضل ہے اس کو شیخین نے  
روایت کیا ہے۔

489 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ  
الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ  
دَرَجَةً رَوَاهُ الشَّيْبَانِيُّ.

(بخاری 'كتاب الاذان' باب فضل صلوة الجماعة' جلد 1 صفحہ 89) (مسلم 'كتاب المساجد' باب فضل صلوة  
الجماعة' جلد 1 صفحہ 231)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

بعض روایات میں ۲۵ ہے اور بعض میں ۵۰ یہ اختلاف جماعت کی زیادتی کی اور نمازیوں کے تقویٰ و طہارت کی بناء  
پر ہو سکتا ہے، بڑی جماعت کا ثواب بڑا اور عالم و متقی امام کے پیچھے ثواب زیادہ ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۶)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک  
شخص کا ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنا زیادہ وہ بہتر ہے  
اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے اور ایک شخص کا دو  
مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ایک مرد  
ساتھ نماز پڑھنے اور جس قدر جماعت میں اضافہ ہو وہ  
اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور  
اس کی سند صحیح ہے۔

490 وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ  
الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحَدَّةُ  
وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ  
الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ. رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابو داؤد 'كتاب الصلوة'  
باب فی فضل صلوة الجماعة' جلد 1 صفحہ 82)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث نے ان تمام احادیث کی شرح کر دی جن میں مساجد اور جماعت کے ثواب مختلف ہیں۔ جتنی بڑی  
جماعت اتنا بڑا ثواب۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک اور دو اگرچہ لغتہ جماعت نہیں مگر حکماً جماعت ہیں۔ دو آدمی بھی الگ الگ  
نماز نہ پڑھیں، ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں کہ محلے کی مسجد سے جامع افضل، ان کی دلیل یہ حدیث ہے مگر شرط یہ ہے کہ  
محلے کی مسجد ویران نہ ہو جائے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
مرد کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے اکیلے نماز

491- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَضْلُ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاتِهِ



وَحَدَّثَنَا بِضْعٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً. رَوَاهُ أَحْمَدُ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد جلد 1 صفحہ 376)

پڑھنے کی نسبت بیس اور کچھ درجے فضیلت رکھتا ہے اس  
کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی  
سند صحیح ہے۔

492- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَفْضُلُ صَلَاةِ  
الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاةِ الْفَدْيِ وَصَلَاةِ الرَّجُلِ وَحَدَّةُ  
خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً. رَوَاهُ الْبَزَارُ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی  
پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ  
نماز پڑھنا آدمی کے اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت پچیس  
درجے افضل ہے۔ اس کو بزار نے روایت کیا اور اس کی  
سند صحیح ہے۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار 'کتاب الصلوة' جلد 1 صفحہ 227 رقم الحدیث: 459)

493- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيُعْجِبُ مَنْ  
الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.  
(مسند احمد جلد 2 صفحہ 50)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے  
ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ باجماعت نماز کو پسند فرماتا اس کو  
امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند  
حسن ہے۔

494- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُعْجِبُ مَنْ الصَّلَاةِ الْجَمَاعَةِ.  
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے  
سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ باجماعت نماز کو پسند کرتا ہے۔  
اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد 'کتاب الصلوة' باب الصلوة الجماعة نقلًا عن الطبرانی فی الكبير' جلد 2 صفحہ 39)

### شرح: جماعت و امامت کا بیان

جماعت کی بہت تاکید ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا  
ثواب ستائیس گنا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة و بیان التشديد في التحلف عنها، رقم ۶۵۰، ص ۳۲۶)  
مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق  
ہے اور جماعت چھوڑنے کی عادت ڈالنے والا فاسق ہے جس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور بادشاہ اسلام اس کو سخت سزا  
دے گا اور اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب شروط الامامة الکبری، ج ۲، ص ۳۳۰-۳۳۱)

جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوں گی ہی نہیں تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے یعنی محلہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی برائی جاتی رہی اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے برا کیا رمضان شریف میں وتر کو جماعت سے پڑھنا یہ مستحب ہے سنتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الامامة، ج ۲، ص ۳۳۱-۳۳۲)

جن عذروں کی وجہ سے جماعت چھوڑ دینے میں گناہ نہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت اور دشواری ہو (۲) سخت بارش (۳) بہت زیادہ کچھڑ (۴) سخت سردی (۵) سخت اندھیری رات (۶) آندھی (۷) پاخانہ پیشاب کی حاجت (۸) ریاح کا بہت زور ہونا (۹) ظالم کا خوف (۱۰) قافلہ چھوٹ جانے کا خوف (۱۱) اندھا ہونا (۱۲) اپاہج ہونا (۱۳) اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو (۱۴) مال و سامان یا کھانا ہلاک ہو جانے کا ڈر (۱۵) مفلس کو قرض خواہ کا ڈر (۱۶) بیمار کی دیکھ بھال کہ اگر یہ چلا جائے گا تو بیمار کو تکلیف ہوگی یا وہ گھبرائے گا یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الامامة، ج ۲، ص ۳۳۷-۳۳۹)

عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ کی ہو یا عیدین کی عورت چاہے جو ان ہو یا بڑھیا یوں بھی عورتوں کو ایسے مجموعوں میں جانا بھی ناجائز ہے جہاں عورتوں اور مردوں کا اجتماع ہو۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الامامة، ج ۲، ص ۳۶۷)

اکیلا مقتدی چاہے لڑکا ہو امام کے برابر وہی طرف کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زیادہ کا امام کے بغل میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الامامة، ج ۲، ص ۳۶۸-۳۷۰)

مسئلہ: پہلی صف میں اور امام کے قریب کھڑا ہونا افضل ہے۔ لیکن جنازہ میں پچھلی صف میں ہونا افضل ہے۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب فی الزکام علی الصف الاول، ج ۲، ص ۳۷۲-۳۷۳)

## بَابُ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ

کسی عذر کی وجہ سے جماعت کو چھوڑنے کا بیان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ٹھنڈی اور ہوا والی رات میں نماز کی اذان کہی پھر فرمایا کہ گھروں میں نماز پڑھ لو پھر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ٹھنڈی اور بارش والی رات ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ یوں کہے کہ نماز گھروں میں

495. عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ  
أَلَّا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا  
كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَّا صَلُّوا فِي

الرِّحَالِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

پڑھ لو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب الرخصة في المطر والعلّة... الخ 'جلد 1 صفحہ 92) (مسلم 'کتاب صلوة المسافرين' باب

الصلوة في الرحال في المطر 'جلد 1 صفحہ 243)

شرح: مُفْتَرِ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ اذان کے بعد کہلوا یا جاتا تھا نہ کہ دوران اذان اور یہ امر اباحت کا ہے یعنی گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے بارش کی رات میں گھر میں نماز پڑھ سکتے ہو اجازت ہے مگر مسجد کی حاضری اور جماعت کی شرکت بہت ثواب کا باعث، اسی لیے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤذن اور جلیل القدر صحابہ خود تو مسجد میں آجاتے تھے اور اعلان یہ کراتے تھے۔ عزیمت پر عمل ہے اور رخصت کا اعلان۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۹)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کا کھانا سامنے رکھا جائے اور نماز کی تکبیر کہی جائے تو کھانے سے ابتداء کرو اور کھانے سے فارغ ہونے تک جلدی نہ کرے اور حضرت ابن عمر کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور نماز کی تکبیر ہوتی تو کھانے سے بغیر فارغ ہوئے نماز کو نہ آتے حالانکہ آپ امام کی قرأت سنتے ہوتے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

496- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدَأُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضِعُ لَهُ الطَّعَامَ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'کتاب الاذان' باب اذا حضر الصلوة واقامت الصلوة 'جلد 1 صفحہ 92) (مسلم 'کتاب المساجد' باب كراهة

الصلوة بحضرة الطعام... الخ 'جلد 1 صفحہ 208)

شرح: مُفْتَرِ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حکم اس صورت میں ہے جب بھوک تیز ہو اور نماز کے وقت میں گنجائش ہو۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میرا کھانا نماز بن جائے یہ اچھا مگر میری نماز کھانا بن جائے یہ برا لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں فرمایا گیا کہ کھانے کے لیے نماز مت چھوڑو۔

یعنی مسجد سے بہت قریب ہوتے حتیٰ کہ قرأت کی آواز کانوں میں پہنچتی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۰)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

497- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

لَا صَلَوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ  
الْأَخْبَثَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
فرماتے ہوئے سنا کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور نہ  
ہی پیشاب اور پاخانہ روک کر نماز پڑھنے والے کی نماز  
ہے اس کو مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم، کتاب المساجد، جلد 1 صفحہ 208، باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام... الخ)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

یہاں کمال نماز کی نفی ہے، یعنی جب بھوک کی تیزی یا پیشاب یا خاںہ کی حاجت کی وجہ سے نماز میں دل نہ لگے تو نماز  
کامل نہیں، قے، درد وغیرہ تمام عوارض کا یہی حکم ہے حتیٰ کہ اگر دوران نماز یہ عارضے پیش آجائیں تو نماز توڑ دے بعد فراغت  
دوبارہ پڑھے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۸۱)

498- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ  
وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ. رَوَاهُ  
الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ الرَّزْمِيُّ.  
حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے  
ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جانے کا  
ارادہ کرے اور جماعت کے لئے اقامت کہی جائے تو  
وہ بیت الخلاء سے آغاز کرے (یعنی پہلے قضاء حاجت  
کرے) اس حدیث کو چار محدثین نے روایت کیا اور  
ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب ایصلی الرجل وهو حاقن، جلد 1 صفحہ 12) (نسائی، کتاب الامامة والجماعة، باب

العدر فی ترک الجماعة، جلد 1 صفحہ 137) (ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء اذا اقيمت الصلوة ووجد احدكم  
الخلاء... الخ، جلد 1 صفحہ 36) (ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی النهی للحاقن ان یصلی، صفحہ 48)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

اشراق سے متصل چہارم دن گزرنے سے پہلے جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ چاشت کا وقت بھی طلوع آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور نصف النہار پر ختم ہوتا ہے مگر بہتر یہ

ہے کہ چہارم دن گزرنے پر پڑھے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ زید ابن ارقم نے افضل فرمایا، یہ نہ کہا کہ یہ نماز وقت سے

پہلے پڑھ رہے ہیں، چونکہ اس زمانہ میں گھڑی نہ تھی اس لیے اوقات کا ذکر علامت سے ہوتا تھا آپ نے دو پہر کو اسی علامت

سے بیان فرمایا کہ اونٹ کے بچے اون کی وجہ سے جب گرم ہو جائیں یعنی خوب دن چڑھ جائے وقت گرم ہو جائے، چونکہ

اس وقت دل آرام کرنا چاہتا ہے اس لیے اس وقت نماز بہتر ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۳۶)

499- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حَبَانَ وَالْدارِ قَطْنِي وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جس نے اذان سنی پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے حاضر نہ ہوا تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کو کوئی عذر ہو۔ اس کو ابن ماجہ، ابن حبان، دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الصلوٰۃ، باب التغلیظ فی التخلیف عن الجماعة، صفحہ 58) (صحیح ابن حبان، کتاب الصلوٰۃ جلد 4 صفحہ 253، رقم الحدیث: 2061) (مسند حاکم، کتاب الصلوٰۃ، باب من سمع النداء فلم يجب... الخ، جلد 1 صفحہ 245) (دارقطنی، کتاب الصلوٰۃ، باب الحث للجار المسجد علی الصلوٰۃ فیہ... الخ، جلد 1 صفحہ 420) شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اس کی نماز قبول نہیں یا کامل نہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کی حاضری وہاں تک کے لوگوں پر واجب ہے جہاں تک اذان کی آواز پہنچے، اس کے ماسوا جگہ سے مسجد میں آنا بھی بڑی اعلیٰ عبادت ہے، صحابہ کرام قبائ شریف سے جو کہ مدینہ سے تین میل دور ہے مسجد نبوی میں نماز کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ یہ احکام جب ہیں جب وہاں کا امام بد مذہب نہ ہو، مرزائیوں چکڑالویوں وغیرہم کی اذان کا یہ حکم نہیں، دیکھو مسجد ضرار کا حکم کیا ہوا۔

(مراۃ المناجیح ج 2 ص 301)

## بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

500- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَكَانَ أَحَدُنَا يَلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكَبِ صَاحِبِهِ وَقَدِمَهُ بِقَدَمِهِ. (بخاری، کتاب الاذان، باب اقبال الامام علی الناس عند تسوية الصفوف، جلد 1 صفحہ 100)

صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جماعت کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرف اپنے چہرہ انور سے متوجہ ہوئے اور فرمایا اپنی صفیں سیدھی کر لو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ پس بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں کہ ہم میں سے (ہر) ایک اپنے کندھے اور پاؤں کو اپنے ساتھی کے قدم اور کندھے سے ملاتا تھا۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ دیکھنے سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کی آنکھ آگے پیچھے اور پس پردہ اندھیرے اجیالے میں یکساں دیکھتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ صرف نماز سے خاص نہیں تھا نہ حیات شریف سے۔ وہ حدیث کہ میں دیوار کے پیچھے کی چیز نہیں جانتا بالکل بے اصل ہے جیسا کہ شیخ نے فرمایا اور اصلے نیست اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے حضرت عیسیٰ روح اللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم گھر میں کھا کر بچا کر آتے ہو میں بتا سکتا ہوں، یہ توحیب اللہ کی آنکھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۱۰)

501- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ بْنِ الْإِنصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَتَا كَبْنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اسْتَوْوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِينِي مِنْكُمْ أَوْلُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ أَشَدَّ اخْتِلَافًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور آگے پیچھے کھڑے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے تم میں سے بالغ اور عقلمند لوگوں کو چاہئے کہ وہ میرے قریب کھڑے ہوں پھر وہ جوان کے قریب ہوں پھر وہ جوان کے قریب ہوں۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آج تو تم لوگوں میں بہت اختلاف ہو گیا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم) کتاب الصلوة، باب تسوية الصفوف واقامتها... الخ، جلد 1 صفحہ 181)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ کی شرح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہونے سے تو میں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں کیونکہ قالب کا اثر قلب پر اور قلب کا اثر قالب پر پڑتا ہے، نہانے سے دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور دل کی خوشی و غم کا اثر چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔

یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کر کے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و عقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔

یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے جھگڑے و اختلافات پیدا ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کی صدامسائل کی اصل ہے۔ فقہاء جو فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلے مردوں کی صف

ہو، پھر بچوں کی، پھر خضوں کی، پھر عورتوں کی اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۱۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفوں کو جوڑو اور ان میں فاصلہ کم رکھو اور گردنوں کو برابر رکھو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک میں شیطان کو صف کی خالی جگہ سے داخل ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

502- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُضُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَادُّوا بِالْأَعْتَاقِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خِلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَبَانَ. (ابوداؤد کتاب الصلوة باب تسوية الصفوف جلد 1 صفحہ 97) (صحیح ابن حبان جلد 1 صفحہ 299 رقم الحديث: 2163)

شرح: مُقَرَّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اتان فرماتے ہیں:

رُضُّوا، رَضُّوا سے بنا جس کے معنی ہیں سیدھا کر کے ملانا، معنی یہ ہوئے کہ نماز کی صفیں سیدھی بھی رکھو اور ان میں مل کر کھڑے ہو کہ ایک دوسرے کے آپس میں کندھے ملے ہوں۔

یعنی صفیں قریب قریب رکھو اس طرح کہ دو صفوں کے درمیان اور صف نہ بن سکے یعنی صرف سجدہ کا فاصلہ رکھو، نماز جنازہ میں چونکہ سجدہ نہیں ہوتا اس لیے وہاں صفوں میں اس سے بھی کم فاصلہ چاہئے۔

اس طرح کہ اونچے اونچے نیچے مقام پر نہ کھڑے ہو، ہموار جگہ کھڑے ہوتا کہ گردنیں برابر رہیں، لہذا یہ جملہ مکر نہیں آگے پیچھے نہ ہونا رُضُّوا میں بیان ہو چکا تھا۔ خیال رہے کہ گردنوں کا قدرتی طور پر اونچا نیچا ہونا معاف ہے کہ بعض لمبے اور بعض پستہ قد ہوتے ہیں۔

یعنی خرب شیطان جو نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے وہ صف کی کشادگی میں بکری کے بچے کی شکل میں داخل ہو کر نمازیوں کو وسوسہ ڈالتا ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ شیطان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، دیکھو اس شیطان کی شکل اپنی تو کچھ اور ہے مگر اس وقت بکری کی شکل میں بن جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ طاقت بخشی ہے کہ خالق کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بھی ہر مخلوق پر نظر رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب شیطان جیسی غیبی مخلوق آپ کی نگاہ سے غائب نہیں تو انسان آپ سے کیسے چھپ سکتے ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۱۷)

503- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْبِبُوا الصُّفُوفَ وَحَادُّوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صفیں سیدھی کرو اور اپنے کندھوں کے درمیان مقابلہ رکھو کشادگیاں



بند کرو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو شیطان کے لیے کشادگیاں نہ چھوڑو اور جو صف کو ملائے اللہ سے ملائے اور جو صف کو توڑے اللہ سے توڑے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

وَسُدُّوا الْجَلَلَ لِيُنُوَّ بِأَيْدِي إِيحْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوا فَرْجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب تسوية الصفوف، جلد 1 صفحہ 97) (صحیح ابن خزیمہ جلد 3 صفحہ 23 رقم

الحديث: 1549) (مستدرک حاکم، کتاب الصلوة، باب من وصل صفا... الخ، جلد 1 صفحہ 212)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الختان فرماتے ہیں:

صف کا ملانا یہ ہے کہ صف میں جگہ دیکھے اس میں کھڑا ہو کر جگہ پر کر دے اور توڑنا یہ ہے کہ اپنے ساتھی سے دور کھڑا ہو، یا ملا ہوا کھڑا تھا اور بلا عذر وہاں سے ہٹ جائے۔ یہ کلام یاد عا ہے یا خبر یعنی جو صف کو ملائے گا خدا سے اپنی رحمت و کرم سے ملائے، اور جو صف میں فاصلہ اور کشادگی رکھے خدا سے اپنے کرم و رحمت سے دور رکھے یا جو صف میں ملائے گا خدا سے اپنی رحمت سے ملائے گا الخ۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 326)

### پہلی صف کو مکمل کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی صف کو مکمل کرو پھر اس کے ساتھ والی کو پس جو کمی ہے وہ آخری صف میں ہونی چاہئے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

### بَابُ إِتْمَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ

504- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آمَتُوا الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقِصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب تسوية الصفوف، جلد 1 صفحہ 98)

### امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ان کی دادی ملیکہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بھلایا جو انہوں نے تیار کیا تھا پس آپ نے اس سے کھایا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

### بَابُ مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْبَامُومِ

505- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قَوْمُوا فَلَا صَلِّ لَكُمْ قَالَ أَنَسُ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ

فرماتے ہیں میں اپنی چٹائی کی طرف اٹھا جو ٹھرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی تو میں نے اسے پانی سے دھویا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو گئے میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی عورت ہمارے پیچھے تھیں۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ چلے گئے اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا ہے سوائے ابن ماجہ کے۔

فَنَضَّحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَّكَ وَالْيَتِيمُ وَرَأَيْتُهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل... الخ، جلد 1 صفحہ 119) (مسلم، کتاب المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة، جلد 1 صفحہ 234) (نسائی، کتاب المساجد، باب اذا كانوا ثلاثة وامرأة، جلد 1 صفحہ 129) (ترمذی، ابواب الصلوة، باب ماجاء في الرجل يصلي معه رجال ونساء، جلد 1 صفحہ 55) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب اذا كانوا ثلاثة كيف يقرون، جلد 1 صفحہ 90) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 164)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھمایا حتیٰ کہ اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا پھر حضرت جبار بن صحر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کر دیا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

506- وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُبْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي مِنْ يَمِينِهِ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِأَيْدِينَا جَمِيعًا فَدَفَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم في احاديث المتفرقة، باب حديث جابر الطويل وقصة ابي اليسير، جلد 2 صفحہ 417)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ سارے عمل عمل قلیل کی حد تک ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی ہاتھ سے گھمایا، اور ایک ہی ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو پیچھے کیا اور یہ دونوں حضرات ایک یا دو قدم سے پیچھے پہنچے، اگر متواتر تین قدم ڈالتے تو ان کی نماز

جاتی رہتی۔ خیال رہے کہ دو مقتدیوں کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور پیچھے کھڑا ہونا بہت بہتر ہے مگر تین کا پیچھے کھڑا ہونا واجب، برابر کھڑا ہونا سخت مکروہ کیونکہ تین پوری صف ہیں، اگر دو آدمی امام کے برابر کھڑے ہوں تو ایک دائیں کھڑا ہو دوسرا بائیں جیسا کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عاتقہ اور اسود نے عبد اللہ بن مسعود کی اقتداء میں اس طرح نماز پڑھی کہ امام درمیان میں تھے اور یہ دونوں دائیں بائیں، یہ بیان جواز کے لیے تھا یا ضرورتاً۔ (مرقاۃ) خیال رہے کہ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں مقتدیوں کو پیچھے کیا خود آگے نہ بڑھے کیونکہ آگے جگہ نہ تھی حجرے شریف کی دیوار تھی ورنہ ایسے موقع پر امام کا آگے بڑھ جانا اہل تر ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۲۶)

507- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَلَيْبِيهِ مِنْكُمْ أَوْلُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، كتاب الصلوة، باب تسوية الصفوف واقامتها... الخ، جلد 1 صفحہ 181)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بالغ اور عقلمند لوگ میرے قریب کھڑے ہوں پھر جوان کے قریب ہیں پھر جوان کے قریب ہیں اور آگے پیچھے ہو کر کھڑے نہ ہو اور بازار کی لغو باتوں سے بچو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کر کے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و عقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۱۲)

508- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَدَأْتُ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَاطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَوْكَأَ الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي بِيَمِينِهِ فَأَادَرَنِي مِنْ رِوَائِهِ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے گھر میں رات گزارنی تو رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور مشکیزے کا منہ کھول کر وضو کیا۔ پھر اس کا منہ بند کر دیا، پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی اٹھا اور وضو کیا جیسا کہ آپ نے وضو کیا تھا پھر میں آیا تو آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ

فَصَلَّيْتُ مَعَهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

نے مجھے دائیں جانب سے پکڑا اور مجھے اپنے پیچھے سے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا تو میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب الرجلین یؤم احدهما صاحبه... الخ' جلد 1 صفحہ 90) (مسلم 'کتاب صلوة المسافرین' باب صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل' جلد 1 صفحہ 261) (بخاری 'کتاب الاذان' باب اذا لم یبق الا امام ان یؤم... الخ' جلد 1 صفحہ 97) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ماجاء فی الرجل یصلی ومعه رجل' جلد 1 صفحہ 55) (نسائی 'کتاب الامامة والجماعة' باب الجماعة اذا كانوا اثنين' جلد 1 صفحہ 135) (ابن ماجہ 'ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها' باب ماجاء فی کم یصلی باللیل' صفحہ 98) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 215)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باری ان کے ہاں تھی اس نیت سے رات گزاری تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے اعمال طیبہ و طاہرہ دیکھوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد ادا کروں جیسا کہ دیگر روایات میں ہے اس لیے آپ تمام رات جاگتے ہی رہے ہوں گے۔ شعر

تصور میں تر ہے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا

اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نفل نماز خصوصاً تہجد جماعت سے جائز ہے جبکہ اس کے لیے اذان تکبیر لوگوں کے بلاوے وغیرہ سے اہتمام نہ کیا گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ اکیلا مقتدی امام کے برابر دائیں طرف کھڑا ہوگا۔ تیسرے یہ کہ عمل قلیل ضرورۃً نماز میں جائز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹی، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر گھمایا اور آپ نماز ہی میں ایک دو قدم چل کر بائیں سے دائیں طرف گئے۔ چوتھے یہ کہ مقتدی امام سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر بڑھے گا تو نماز جاتی رہے گی، دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آگے سے نہیں گھمایا حالانکہ وہ آسان تھا بلکہ پیچھے سے گھمایا۔ پانچویں یہ کہ جس نے اول سے امامت کی نیت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت تکبیر تحریمہ اکیلے نماز کی نیت کی تھی مگر بعد میں حضرت ابن عباس مقتدی بن کر کھڑے ہو گئے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۳۰)

امام کا دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہونا

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

بَابُ قِيَامِ الْإِمَامِ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ

509. عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَصَلُّ مَنْ

خَلْفَكُمْ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ  
أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ  
رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا أَيْدِينَا عَلَى رُكْبَتِنَا فَطَوَّيْتُ  
أَيْدِينَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ  
فِيذِيهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ هَكَذَا فَعَلَّ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب المساجد، باب النذب الی وضع الایدی

على الركبتين في الركوع... الخ، جلد 1 صفحہ 202)

عنه کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ ان لوگوں نے  
نماز پڑھ لی ہے جو تمہارے پیچھے ہیں تو ہم نے کہا ہاں تو  
وہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور انہوں نے ہم  
تین سے ایک کو اپنی دائیں جانب اور دوسرے کو اپنی  
بائیں جانب کھڑا کیا۔ پھر ہم نے رکوع کیا تو (رکوع  
میں) اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے تو انہوں نے  
ہمارے ہاتھوں پر مارا پھر اپنے ہاتھوں کو ملا کر اپنی  
دونوں رانوں کے درمیان رکھ دیا۔ پھر جب نماز پڑھا  
چکے تو کہا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
کیا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت عبدالرحمن بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد  
سے بیان کرتے ہیں، حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور  
اسود نے عبد اللہ بن مسعود سے اجازت طلب کی اور ہم  
کافی دیر سے ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے تو  
ایک لونڈی نکلی تو اس نے ان دونوں کے لئے اجازت  
طلب کی تو آپ نے اجازت دے دی، پھر حضرت  
عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے میرے اور ان کے درمیان  
کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا میں نے اسی  
طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے  
دیکھا۔ اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت  
کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

510- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ  
قَالَ اسْتَأْذَنَ عَلَقْمَةُ وَالْأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ كُنَّا أَكْلُنَا الْقُعُودَ عَلَى بَابِهِ  
فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لَهُمَا فَأَذِنَ ثُمَّ  
قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ. رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب اذا كانوا ثلاثة كيف

يقومون، جلد 1 صفحہ 90)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فتح المعین علامہ سید ابی السعود ازہری میں زیر قول شارح

والاثنان خلفه وان كثرا القوم كره قيام الامام وسطهم (اور دو امام کے پیچھے کھڑے ہوں،

اگر لوگ دو سے زیادہ ہوں تو امام کا ان کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔) ای تحریر لترك الواجب (یعنی مکروہ

تحریمی ہے کیونکہ ترک واجب لازم آرہا ہے۔ (فتح المعین، باب الامامة، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۰۹)

۱۲ رد المحتار میں ہے:

تقديم الامام امام الصف واجب۔ (رد المحتار، باب الامامة، مطبوعہ معظنی البابي مصر، ۱/۳۲۰)

(امام کا صف کے آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔)

بائیں ہمہ اگر دلیل درکار ہو تو فتح القدیر و بحر الرائق کا ارشاد پیش نظر کہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ ہمیشہ صف پر تقدم فرمایا اور ایسی مداومت کہ کبھی ترک نہ فرمائیں دلیل وجوب ہے (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۲۱۱)

باب مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

روایت ہے حضرت ابو مسعود سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قوم کی امامت وہ کرے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو سنت کا زیادہ جاننے والا اگر سنت میں سب برابر ہوں تو پہلے ہجرت والا اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو زیادہ عمر رسیدہ کوئی شخص کسی شخص کی ولایت کی جگہ امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کے بغیر اجازت اعلیٰ مقام پر بیٹھے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

511- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَوْهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَبَهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمَهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَلَا يَوْمَنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامة، جلد 1 صفحہ 236)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

عہد نبوی میں قرینا سارے صحابہ نماز کے مسائل کے عالم تھے مگر قاری کوئی کوئی تھا اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ امامت کے لیے مقدم وہ ہے جو عالم ہونے کے ساتھ قاری بھی ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قاری غیر عالم، عالم غیر قاری سے مقدم ہوگا۔ دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں صدیق اکبر کو امام بنایا۔ حالانکہ ابی ابن کعب صحابہ میں بڑے قاری تھے، بلکہ فرمایا جہاں ابو بکر موجود ہوں وہاں کسی کو امامت کا حق نہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا، عمل اس حدیث کی تفسیر ہے اسی لیے امام اعظم و امام شافعی وغیر ہم امامت میں عالم کو قاری پر مقدم رکھتے ہیں کیونکہ علم کی ضرورت نماز کے ہر رکن میں ہے، قرأت کی ضرورت صرف ایک رکن میں، امام ابو یوسف اور بعض دیگر علماء نے ظاہر حدیث کو دیکھ کر قاری کو عالم پر مقدم رکھا مگر قول اول نہایت صحیح ہے۔

یعنی اگر قرأت سب کی یکساں ہو تو صرف عالم کو مقدم کرو۔ خیال رہے کہ یہاں علم سنت سے مراد نماز کے احکام کا جاننا ہے نہ کہ سند یافتہ عالم ہونا اور یہ کلام اس جگہ کے لیے ہے جہاں کوئی امام مقرر نہ ہو یعنی ایسوں کو امام بناؤ لیکن جس مسجد میں امام مقرر ہو تو وہاں وہی امامت کا حقدار ہوگا اسے کوئی عالم یا قاری نہیں ہٹا سکتا اس کے لیے اگلی حدیثیں آرہی ہیں۔

غرض کہ امام میں مقتدیوں پر کوئی دینی فوقیت چاہیے اب شرعی ہجرت تو موجود نہیں زیادتی عمر کا ہی اعتبار ہوگا، بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں ہجرت سے مراد گناہوں کا چھوڑنا ہے (ہجرت معنوی) یعنی پھر متقی پر ہیزگار غیر متقی پر مقدم ہوگا۔

یعنی جہاں امام مسجد مقرر ہو وہاں وہی نماز پڑھائے گا اگرچہ اس سے بڑا عالم یا قاری موجود ہو، معلوم ہوا کہ گزشتہ ترتیب وہاں کے لیے تھی جہاں امام پہلے سے مقرر نہ ہو، ہاں مقررہ امام کی اجازت سے دوسرا نماز پڑھا سکتا ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۴۱)

512- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيُؤَمِّهِمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَبُهُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ مُسْلِمٌ وَ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین شخص ہوں تو ان میں سے ایک ان کو امامت کرائے اور امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جسے قرآن کا زیادہ علم ہو۔

(مسلم کتاب المساجد، باب من احق بالامامة، جلد 1 صفحہ 236) (نسائی کتاب الامامة والجماعة، باب اجتماع القوم

فی موضعہم فیہ، جلد 1 صفحہ 126) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 24)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اگرچہ قاری عالم کا امام بننا افضل ہے لیکن اگر ان کے سوا کوئی اور بھی امام بن گیا تو نماز ہو جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل کے ہوتے مفضول کا امام بننا جائز ہے۔ اس جگہ مرقاۃ نے فرمایا کہ اگرچہ مفضول امام بن جائے مگر افضل پیچھے رہ کر بھی اس سے افضل ہے، دیکھو بلال جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جائیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہو کر۔

اس میں یہ ذکر تھا کہ تم میں اذان کوئی کہہ دے مگر امامت بہتر آدمی کرے، وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی میں نے

وہاں بیان کی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۴۲)

### عورتوں کی امامت کا بیان

### بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ

513- عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ

حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔



ہمارے ساتھ شہیدہ کے پاس چلو کہ ہم اس سے ملاقات کریں اور آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے اذان دی جائے اور اقامت کہی جائے اور یہ کہ وہ فرض نمازوں میں اپنے گھر والوں کی امامت کرائے۔ اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کو سند حسن اور اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور فی الفرائض کے لفظ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت بطہ حنیفہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ اب المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو امامت کرائی اور آپ فرض نماز میں ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت حجیرہ بنت حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے عصر کی نماز میں امامت کرائی تو وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوٰۃ، باب المرأة تؤم النساء، جلد 1 صفحہ 140، رقم الحدیث: 5082)

انطلقوا بنا إلى الشهيذة فنزورها وأمر أن تؤذن لها ويقام وتؤم أهل دارها في الفرائض. رواه الحاكم وإسناده حسن وأخرجه أبو داود ولم يذكر في الفرائض.

(مستدرک حاکم، کتاب الصلوٰۃ، باب امامة المرأة النساء، في الفرائض، جلد 1 صفحہ 203) (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب امامة النساء، جلد 1 صفحہ 87)

514- وَعَنْ رِبْطَةَ الْحَنْفِيَّةِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَمَّتْهُنَّ وَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوٰۃ، باب المرأة تؤم النساء، جلد 3 صفحہ 141، رقم الحدیث: 5086)

515- وَعَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَالَتْ أَمَّتْنَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

### شرح: امامت کا بیان

امامت دو ۲ قسم ہے:

(۱) صغریٰ۔ (۲) کبریٰ۔

امامت صغریٰ، امامت نماز ہے، اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب الصلوٰۃ میں آئے گا۔

امامت کبریٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔ اس امام کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی، معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔

امام کی اطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے، جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو، خلاف شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں۔

امام ایسا شخص مقرر کیا جائے، جو شجاع اور عالم ہو، یا علماء کی مدد سے کام کرے۔

عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں، اگر نابالغ کو امام سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لیے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رکمی امام ہوگا اور حقیقتاً اُس وقت تک وہ والی امام ہے۔ (الند المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۲۲۵، ۲۲۶؛ وتصح سلطنة متغلب للضرورة، وکذا صبی، ویغنی أن يفوض أمور التعلیم علی والتابع له، والسلطان فی الرسم هو الولد، ولی الحقیقة هو الوالی لعدم صفة إذنه بقضاء)

اندھے کی امامت کا بیان

بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمَى

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کی امامت کراتے تھے حالانکہ آپ نابینا تھے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تارکی اور پانی ہوتا ہے اور میں ایک نابینا شخص ہوں تو آپ میرے گھر میں کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں جس کو میں جائے نماز بنا لوں پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا تم کون سی جگہ پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تو انہوں نے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

518- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عَتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمَى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا تَكُونُ الظُّلْمَةَ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ آيِنُ تُحِبُّ أَنْ أَصَلِّيَ فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب الرخصة فی المطر والعلّة ان یصلی فی رخیه، جلد 1 صفحہ 92)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت اخرج احمد و ابو داؤد عن انس رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم استخلف ابن ام مكتوم على المدينة مرتين يصلى بهم وهو اعمى.

(مسند احمد بن حنبل، مروی از مسند انس بن مالک مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۳/۱۹۲) (سنن ابو داؤد باب امامة الاعمى مطبوعہ آفتاب عالم پریس)

میں کہتا ہوں امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مرتبہ مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا حالانکہ وہ نابینا تھے۔  
 علماء فرماتے ہیں انھیں امام مقرر کرنے کی یہی وجہ ہے کہ حاضرین میں سب سے افضل یہی تھے بحر الرائق میں ہے:  
 قید کراهة امامة الاعلیٰ فی المحيط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلهم  
 فهو اولیٰ وعلیٰ هذا یحمل تقدیم ابن ام مکتوم لانه لم یتبق من الرجال الصالحین للامامة فی  
 المدينة احد افضل منه حیث عد ولعل عتبان بن مالک کان افضل من کان یؤمه ایضاً اه۔

(بحر الرائق، باب الامامة، مطبوعہ مکتبہ سعید کمپنی کراچی، ۱/۲۲۸)

محیط وغیرہ میں امامتِ اعلیٰ کے مکروہ ہونے کے لئے یہ قید لگائی گئی ہے کہ وہ اعلیٰ اس قوم سے افضل نہ ہوں، اگر وہ دوسروں سے افضل ہے تو وہی بہتر ہوگا، اور حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیم کو بھی اسی بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ اس وقت مدینہ منورہ میں ان سے بڑھ کر امامت کا اہل کوئی نہیں تھا، ممکن ہے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دوسرے لوگوں سے افضل ہوں۔

قلت وقد سمعت انه کان من الاصحاب البدریین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فان لم  
 یکن فی من کان یؤمهم من شهد بدرا کان افضلهم بالیقین۔ واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم۔ قلت  
 (میں کہتا ہوں) آپ نے سن لیا ہے کہ وہ اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے تھے اگر ان کے مقتدیوں میں کوئی  
 بھی اصحاب بدر میں سے نہ تھا تو وہ بالیقین ان سے افضل ہوئے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۶، ص ۳۱۷-۳۱۸)

517- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ  
 يَوْمَ النَّاسِ وَهُوَ أَعْمَى۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ  
 حَسَنٌ۔  
 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی  
 پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو قائم مقام  
 بنایا کہ وہ لوگوں کی امامت کرائیں حالانکہ وہ نابینا تھے  
 اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب امامة الاعلیٰ، جلد ۱ صفحہ 88)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی جب آپ غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے، تو حضرت علی مرتضیٰ کو مدینہ منورہ کی حفاظت اہل و عیال کی نگہداشت  
 دشمنوں کے انتظام کا خلیفہ بنا گئے اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو نماز کی امامت کا چونکہ علی مرتضیٰ اتنی ذمہ داریوں کے ہوتے  
 امامت کے فرائض انجام نہیں دے سکتے تھے اس لیے آپ پر پابندی نہیں لگائی گئی اور چونکہ باقی لوگوں میں عبد اللہ ابن ام  
 مکتوم کی برابر کوئی عالم نہ تھا اس لیے باوجود نابینا ہونے کے آپ کو امام بنایا گیا۔ خیال رہے کہ حضرت ابن ام مکتوم کی

امامت اتفاقاً تھی مگر صدیق اکبر کی امامت اتفاقاً نہ تھی وہاں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس قوم میں ابو بکر ہوں وہاں کسی اور کو امامت کا حق نہیں لہذا صدیق اکبر کی امامت ان کی خلافت کی دلیل تھی، مگر یہ امامت خلافت کی دلیل نہیں۔ فقیر کی اس تقریر سے اس حدیث پر سے حسب ذیل اعتراضات اٹھ گئے: (۱) یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر علی مرتضیٰ کو خلیفہ بنایا تھا یہ حدیث اس کے خلاف ہے۔ (۲) علی مرتضیٰ جیسے فقیہ و عالم کی موجودگی میں انہیں امام کیوں بنایا گیا۔ (۳) نابینا کی امامت مکروہ ہے پھر انہیں امام کیوں بنایا گیا۔ (۴) معلوم ہوا کہ صدیق اکبر کو نماز کا امام بنانا آپ کی خلافت کی دلیل نہیں، ورنہ ابن ام مکتوم بھی خلیفہ ہونے چاہیں م۔ خیال رہے کہ نابینا کی امامت مکروہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہے مگر جب نابینا عالم قوم ہو تو خلاف اولیٰ بھی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو دو بارہ اپنا خلیفہ بنایا ہے، بعض نے فرمایا کہ اس امت میں عیس و تولی والے واقعہ کا بدلہ کرنا مقصود تھا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۵)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بنایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس کو بیہقی نے اپنی کتاب المعرفۃ میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

518- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(معرفة السنن والآثار، كتاب الصلوة، جلد 4 صفحہ 162، رقم الحديث: 5768) (صحیح ابن حبان جلد 4 صفحہ 287، رقم الحديث: 2131) (وایضاً سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلوة، باب امامة الاعنی عن انس، جلد 3 صفحہ 88)

### غلام کی امامت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے مہاجرین اولین قبائیں عصبہ نامی جگہ آئے تو حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام سالم ان کی امامت کراتے تھے اور انہیں ان سب سے زیادہ قرآن مجید یاد تھا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

### بَابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ

519- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْبُهَاجِرُونَ الْأَوْلُونَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقَبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْمَهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب امامة العبد والمولى، جلد 1 صفحہ 96)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہان فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے بعض صحابہ مدینہ منورہ پہنچ گئے تھے جن میں حضرت عمر اور سیدنا ام سلمہ کے خاوند ابو سلمہ ابن اسد جیسے صحابہ بھی تھے لیکن چونکہ اس وقت ابو حذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ کے فارسی غلام زیادہ قاری اور عالم بھی تھے اس لیے وہ امام رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل کے ہوتے مفضول امامت کر سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن چار شخصوں سے سیکھو، ابن مسعود، ابی ابن کعب، معاذ ابن جبل، سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔ (جامع صغیر سیوطی) (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۵۱)

520- وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَأْتُونَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَعْلَى الْوَادِي هُوَ وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَالْحِسْوَرُ بْنُ مَحْرَمَةَ وَتَأْسُ كَثِيرٌ فَيَوْمُهُمْ أَبُو عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ وَأَبُو عَمْرٍو غَلَامُهَا حِينَئِذٍ لَمْ يُعْتَقْ قَالَ وَكَانَ إِمَامًا بَيْنِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُرْوَةَ. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي مَعْرِفَةِ السُّنَنِ وَالْأَثَارِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت ابن ابو ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں وہ مدینہ کے بالائی حصہ میں ام المؤمنین ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اور حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسور بن مخرمہ اور بہت سے لوگ تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ابو عمرو نے ان کی امامت کرائی حالانکہ وہ اس وقت ان کے غلام تھے آزاد نہیں کئے گئے تھے۔ راوی فرماتے ہیں یہ بنو محمد بن ابو بکر اور عروہ کے امام تھے۔ اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند شافعی، باب السابع فی الجماعۃ واحکام الامامۃ، جلد 1 صفحہ 106، رقم الحدیث: 314) (معرفۃ السنن والآثار، کتاب الصلوۃ، جلد 4 صفحہ 163، رقم الحدیث: 5769-70) (سنن الکبیری للبیہقی، کتاب الصلوۃ، باب امامۃ العیید، جلد 3 صفحہ 88)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامَةِ الْجَالِسِ

521- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصَرَغَ عَنْهُ فَجَحَشَ شِقَّهُ لِلْأَيْمَنِ فَصَلَّى صَلَاةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَأَاهُ قُعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِمَّا جُعِلَ الْإِمَامُ

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کی امامت کا بیان حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس سے گر پڑھے تو آپ کی دائیں جانب چھل گئی تو آپ نے نمازوں میں سے کوئی نماز بیٹھ کر پڑھائی تو ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پس جب آپ

لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَلَمًا فَصَلُّوا قِيَامًا فَإِذَا  
رَكَعَ فَإِرْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَإِرْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ  
لِلَّهِ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا  
صَلَّى قَلَمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا  
فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ

(بخاری، کتاب الاذان، باب انما جعل الامم ليؤتم به،  
جلد 1 صفحہ 176) (مسلم، کتاب الصلوة، باب اتتمم المأموم  
بالامم، جلد 1 صفحہ 176)

نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا  
ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ کھڑے ہو کر  
نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب وہ رکوع  
کرتے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر  
اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو  
اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر  
نماز پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ  
کر نماز پڑھو اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُتَّبِعٌ شَيْخٍ حَكِيمٍ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

شیخ نے فرمایا کہ یہاں حضور کا گھوڑے سے گر جانا اور کروٹ چھیل جانا بحکم بشریت ہے شیخ کا مطلب یہ کہ معراج  
میں برق رفتار براق پر سوار ہونا اور آسمانوں کی سیر کرنا بہ تقاضائے ملکیت تھا۔  
امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر امام قبیلہ کا امام ہو اور اس کی بیماری بھی عارضی ہو مرض و فاقات نہ ہو اور نماز بیٹھ کر  
پڑھے تو مقتدی کو بھی بیٹھنا پڑے گا بلکہ ایسا امام اگر کھڑے ہو کر نماز شروع کرے اور اسے درمیان میں بیٹھنا پڑ جائے تو  
مقتدی بھی بیٹھ جائیں گے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے، باقی تمام آئمہ اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں یہ حدیث منسوخ ہے  
جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ (لمعات)

یہاں یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ وہ حضور کا قول تھا یہ فعل ہے اور قول فعل سے منسوخ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کھڑا ہونا صحابہ  
کا فعل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فرمانا اس کی تائید ہے کیونکہ فعل قول کا نسخ وہاں ہوتا جہاں فعل میں حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خصوصیت کا احتمال ہو یہاں یہ بات نہیں، دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی اجرت کو خبیث فرمایا اور خود ابو طیبہ  
سے نقد کھلوا کر انہیں اجرت دی آپ کا یہ فعل اس قول کا نسخ ہے کیونکہ یہاں دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے لینا  
حضرت ابو طیبہ کا لہذا یہ آپ کے خصائص میں سے نہ رہا۔ خیال رہے کہ یہ حمیدی امام بخاری کے شیخ ہیں، وہ حمیدی نہیں جو  
جامع صحیحین ہیں، دھوکا نہ کھانا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۱)

ام المؤمنین ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنها بیان کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی تو آپ کے  
پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو آپ نے ان کی

522- وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى  
وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا

فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِمَّا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ  
فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ  
سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ  
وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا. رَوَاهُ  
الشَّيْخَانِ.

مرف بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو  
فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی  
جائے پس جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب  
وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اور جب وہ مع اللہ لمن حمدہ کہے تو  
تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی  
بیٹھ کر نماز پڑھو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب انما جعل الامام لیؤتم به' جلد 1 صفحہ 95) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب المتعمم العاموم

بالامام' جلد 1 صفحہ 177)

523- وَعَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ  
قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَلَا  
تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ  
يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي  
الْبِخْضِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ  
فَأَغْمَى عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ  
قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ  
ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْبِخْضِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ  
ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأَغْمَى عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ  
أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْبِخْضِ  
فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأَغْمَى عَلَيْهِ  
ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ  
يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَتْ وَالنَّاسُ  
عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
بیان کرتے ہیں۔ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے  
عرض کیا کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
بیماری کے بارے میں بیان نہیں کریں گی تو انہوں نے  
فرمایا کیوں نہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی تو ہم نے  
عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ کا  
انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میرے لئے ٹب  
میں پانی رکھو۔ آپ فرماتی ہیں ہم نے ایسا کیا تو آپ نے  
غسل کیا پھر غسل کے بعد آپ اٹھ کر جانے لگے تو آپ  
پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر جب ہوش آیا تو فرمایا کیا  
لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کیا  
نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ کا انتظار  
کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میرے لئے ٹب میں پانی  
رکھو تو آپ بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھ کر جانے لگے تو آپ پر  
بے ہوشی طاری ہو گئی پھر جب ہوش آیا تو فرمایا کیا



لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ تم نے عرض کیا میں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں لوگ مسجد میں بیٹھے عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قاصد نے آکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عمر تو لوگوں کو نماز پڑھا اور آپ رقیقی القلب شخص تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ امامت کے زیادہ حقدار ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دنوں میں لوگوں کو نماز پڑھائی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ ہلکا پن محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں کے سہارے نماز ظہر کے لئے نکلے ان میں سے ایک عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے پس جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہونا شروع ہو گئے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں اور ان دونوں سے فرمایا مجھے ابو بکر کے پہلو میں بٹھا دو تو ان دونوں نے آپ کو ابو بکر کے پہلو میں بٹھا دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا کرنے لگے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلْوَةِ الْعِشَاءِ الْأَيْمَرَةَ قَالَتْ قَارَسَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيئًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ قَالَتْ فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِيفَةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلْوَةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لِهَذَا أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلْوَةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثْتَنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ حَدِيثَهَا عَلَيْهِ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمَّتَ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری، کتاب الاذان، باب انما جعل الامام ليؤتم به، جلد 1 صفحہ 95) (مسلم، کتاب الصلوة، باب استخلاف الامام اذا

عرض له عذرا... الخ جلد 1 صفحہ 177)

حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو  
میں نے ان سے کہا کیا میں آپ پر وہ حدیث پیش نہ  
کروں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیماری کے  
متعلق ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
نے مجھ سے بیان کی تو انہوں نے کہا سناؤ تو میں نے ان  
پر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی  
(بیان کردہ) حدیث پیش کی تو انہوں نے حدیث  
میں سے کسی چیز سے اختلاف نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ  
انہوں نے کہا کہ کیا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہا نے تمہارے سامنے اس شخص کا نام نہیں لیا  
جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے تو  
میں نے کہا نہیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما  
نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس کو شیخین  
نے روایت کیا ہے۔

شرح: مؤقتّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

مرض سے مراد مرض وقات شریف ہے، چونکہ اس زمانہ میں ام المؤمنین ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیماردار ہی  
ہیں۔ اس لیے صحابہ کرام آپ ہی سے اس مرض کے حالات پوچھا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ یہ سائل حضرت عبید اللہ ابن  
عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود ہذلی ہیں۔ یعنی عبداللہ ابن مسعود کے بھتیجے اور عمر بن عبدالعزیز کے استاد، فقہائے مدینہ میں سے  
تھے، تابعی تھے، نابینا تھے، ۹۲ھ میں وفات پائی۔ حق یہ ہے کہ ان کے والد بھی تابعی ہیں، ان کی وفات ۴۳ھ میں  
ہوئی۔

مخضب اور مرکن قریباً ہم معنی ہیں۔ یعنی کپڑے دھونے کا برتن۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز  
جماعت سے کتنی محبت تھی کہ ایسی سخت تکلیف میں بھی جماعت ہی کی فکر ہے۔ صحابہ کرام کا یہ عشق تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بغیر نماز نہ پڑھتے تھے اگرچہ قضا ہی ہو جائے۔

شاید یہ غسل سے مراد وضو یا وضو کے لیے ہاتھ دھونا ہے۔ ورنہ ہر بار غسل کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، نیز جب

ضعف کا یہ حال ہے کہ جنبش پر غشی طاری ہو جاتی ہے تو غسل کیسے ہو سکتا ہے۔

بے ہوشی ایک قسم کی بیماری ہے لہذا انبیائے کرام پر طاری ہو سکتی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَتَرَىٰ مَوْتِي صَعِقًا"۔ جنون خرابی عقل ہے اور عیب اس سے انبیاء کرام محفوظ ہیں۔ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء پر غشی بھی گھڑی دو گھڑی کی آسکتی ہے نہ کہ مہینہ دو مہینہ کی کہ وہ غشی جنون کی مثل ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ بار بار غسل علاج کے لیے تھا کہ بخار کا علاج غسل تھا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ عرب میں بعض بخاروں کا علاج سورج نکلنے کے وقت کا غسل ہے، نیز اگر علاج ہوتا تو یہ بعد نماز بھی ہو سکتا تھا۔

نہ دروازہ عالیہ پر آواز دیتے تھے کہ بے ادبی ہے اور نہ اکیلے نماز پڑھتے تھے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء سے محرومی ہے۔

یعنی حضرت بلال مؤذن رسول اللہ بعض تاریخی روایات میں ہے کہ آپ روتے ہوئے آئے اور کہا کہ لوگو مدینہ اجڑ چلا، مسجد نبوی ویران ہو چلی آج بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جماعت ہوگی پھر یہ پیغام عرض کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ امر وجوب کے لیے ہے کیونکہ بعض روایات میں بھی ہے کہ فرمایا جہاں ابو بکر ہوں وہاں کسی کی امامت کا حق نہیں۔

اس فرمان میں حکم سرکاری سے سرتابی نہیں بلکہ اظہار معذوری ہے کیونکہ آپ کو اندیشہ تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ خالی دیکھ کر صبر نہ کر سکوں گا، لوگوں کو قرأت نہ سنا سکوں گا، چیخیں نکل جائیں گی۔ یعنی میری کیا مجال کہ آپ کی موجودگی میں امام بنوں، آپ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب میں آچکے، آپ کی اس امامت سے لوگوں کی تقدیریں وابستہ ہو چکیں، اس سے بہت سے سربستہ راز کھلیں گے، آگے بڑھیے اللہ آپ کو صبر دے گا۔

یعنی داہنی طرف اور بائیں طرف باری باری سے حضرت علی مرتضیٰ فضل ابن عباس اور اسامہ ابن زید جیسا کہ مراقاة وغیرہ میں ہے۔ خیال رہے کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہوئے وہ سمجھتے تھے کہ یہ آخری خدمت ہے جتنا موقع مل جائے غنیمت ہے۔ شعر

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں      نگاہوں کی قضا نہیں کب ادا ہوں

معلوم ہوا کہ ان نمازوں میں صدیق اکبر بجائے سجدہ گاہ کے جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کو نکلیوں سے دیکھتے تھے یعنی تن بکا اور دل بیار پر عمل تھا ایسی کامل نماز کے نصیب ہو سکتی ہے۔

خیال رہے کہ یہ حضرات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرے شریف سے محراب النبی تک لائے یعنی آدھی صف کے سامنے سے گزرے ان کے لیے یہ گزرنا جائز تھا کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تھا۔ شرعی حکم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی اطاعت ہے۔ خیال رہے کہ صدیق اکبر نے اس زمانہ میں ۷ نمازیں پڑھائیں ہیں کیونکہ دو دن پہلے عشاء کے وقت آپ کو امام بنایا گیا اور آج ظہر کو یہ واقعہ ہوا۔

بعض کم عقلوں نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت علی سے ناراض تھیں کیونکہ علی مرتضیٰ نے تہمت کے موقع پر آپ کی حمایت پر زور نہ دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ حضور آپ کو بیویاں اور بھی مل جائیں گی مگر یہ غلط ہے کیونکہ دوسروں سے عائشہ صدیقہ نے آپ کا نام لیا ہے جیسا کہ بہت سی روایات میں ہے۔ (مرقاۃ) نیز تعجب ہے کہ ام المؤمنین یہاں تو علی مرتضیٰ کا نام تک نہ لیں ادھر آپ کے اکثر فضائل کی روایتیں حضرت عائشہ صدیقہ سے ہی مروی ہیں، نام نہ لیں فضائل بیان کریں یہ کیسے ہو سکتا ہے بلکہ اس کی وجہ وہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے کہ اس جانب کچھ دور حضرت علی مرتضیٰ رہے، کچھ دور فضل ابن عباس اور کچھ دور حضرت اسامہ ابن زید۔ خیال رہے کہ یہ واقعہ ہفتہ یا اتوار کی ظہر کا ہے۔ سوموار یعنی خاص وفات کے دن فجر کے وقت اولاً آپ نے پردہ اٹھا کر جماعت کو دیکھا اور دعائیں دیں، دوسری رکعت میں تشریف لا کر نماز میں شریک ہو گئے پہلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام ہوئے ہیں اور صدیق مقتدی مگر سوموار کی فجر میں صدیق اکبر ہی امام رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی ہے اور اسی دن وفات شریف ہو گئی۔ یہ مرقاۃ کی تحقیق ہے اور اس سے تمام روایتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۱)

## فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے

والے کے پیچھے نماز پڑھنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آتے تو ان کو وہ نماز پڑھاتے اس کو شیخین نے روایت کیا اور عبد الرزاق امام شافعی طحاوی دارقطنی اور بیہقی (رحمۃ اللہ علیہم) نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ وہ نماز حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نفل ہوتی اور دیگر لوگوں کے لئے فرض ہوتی اور اس اضافہ میں کلام ہے۔

## بَابُ صَلَاةِ الْمُفْتَرِضِ

### خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ

524- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْأَخِيرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. وَزَادَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالشَّافِعِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالذَّارِقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي رِوَايَةٍ هِيَ لَهُ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ فَرِيضَةٌ. وَفِي هَذِهِ الزِّيَادَةِ كَلَامٌ.

(مسلم، کتاب الصلوة، باب القراءة في العشاء، جلد 1 صفحہ 187) (بخاری، کتاب الاذان، باب اذا طوّل الامام... الخ)

جلد 1 صفحہ 97) (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوة، باب لا تكون صلوة واحدة لثنى، جلد 2 صفحہ 8، رقم

الحديث: 2265) (مسند شافعی، کتاب الصلوة، باب السابع في الجماعة واحكام الامامة، جلد 1 صفحہ 103، رقم

الحديث: 303) (طحاوی 'كتاب الصلوة' باب الرجل یصلی الفریضة خلف من یصلی تطوعاً جلد 1 صفحہ 279) (دارقطنی 'كتاب الصلوة' باب ذکر صلوة المفترض خلف المتفل' جلد 1 صفحہ 274) (سنن الکبیری للبیہقی 'كتاب الصلوة' باب الفریضة خلف من یصلی النافلة' جلد 3 صفحہ 85)۔

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْعَمَلَانِ فَرَمَاتِي هِي:

ظاہر یہ ہے کہ بھی کا مرجع آپ کی پہلی نماز ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی یعنی پہلی نماز للعل ہوتی تھی اور دوسری فرض اور اگر اس کا مرجع دوسری نماز ہو تو نافلة کے لغوی معنی مراد ہوں گے یعنی زائد۔ قرآن کریم نے اس معنی میں فرض نماز کو بھی نفل فرمایا ہے: فَتَجْزِيهِ نَافِلَةٌ لِّكَ حَضْرُورِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرْتَجِدُ فَرْضَ تَهِي مَكْرَاسِ كُونا نافلة بمعنی زائدہ فرمایا گیا اور اگر مان لیا جائے کہ آپ اولاً فرض ہی پڑھتے تھے بعد میں نفل تو یہ آپ کا اجتہاد تھا اسی لیے بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا اے معاذ یا تم میرے ساتھ نماز پڑھو یا اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھاؤ۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۷۵)

وضو کر نیوالے کا تیمم کر نیوالے کے

پیچھے نماز پڑھنا

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک بہر درات میں مجھے احتلام ہو گیا۔ پس مجھے ڈر لگا کہ غسل کرنے سے میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس میں تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو کیا تو نے حالت جنابت میں اپنے ساتھیوں نماز پڑھائی تو میں نے آپ کو اس چیز کی خبر دی جس نے مجھے غسل کرنے سے روکا اور میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے کہ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا اس کو ابو داؤد اور بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا اور دیگر

بَابُ صَلَاةِ الْمُتَوَضِّئِ

خَلْفَ الْمُتَيَّمِ

525- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
اِحْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ  
السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ  
فَتَيَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوا  
ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
يَا عَمْرُو صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ  
فَأَخْبَرْتَهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْإِغْتِسَالِ وَقُلْتُ  
إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ  
اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ  
الْحَاكِمُ.

محمد ثین نے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد 'کتاب الطہارۃ' باب اذا خاف الجنب البرد یتیم' جلد 1 صفحہ 48) (بخاری 'کتاب التیمم' باب اذا خاف الجنب علی نفسه المریض... الخ' جلد 1 صفحہ 49) (مسند رک حاکم 'کتاب الطہارۃ' باب عدم الغسل للجنبۃ فی شدۃ البرد' جلد 1 صفحہ 177)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جسے بالفعل ایسا مرض موجود ہو جس میں نہانا نقصان دے گا یا نہانے میں کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہے اور یہ نقصان و خوف تو اپنے تجربے سے معلوم ہوں یا طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے بتائے سے، تو اس وقت اسے تیمم سے نماز جائز ہوگی اور اب اس کے پیچھے سب مقتدیوں کی نماز صحیح ہے، غرض امام کا تیمم اور مقتدیوں کا پانی سے طہارت سے ہونا صحت امامت میں خلل انداز نہیں، ہاں امام نے تیمم ہی بے اجازت شرع کیا ہو تو آپ ہی نہ اس کی ہوگی نہ اس کے پیچھے اوروں کی۔ تنویر میں ہے:

صح اقتداء متوضیعیہ متمیمہ۔ (در مختار شرح تنویر الابصار، مطبع مجتہدائی دہلی، ۱/۸۵)

(وضو والے کی اقتداء تیمم والے کے ساتھ صحیح ہے۔)

بحر الرائق میں ہے:

ترجیح المذہب بفعل عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین صلی بقومہ بالتیمم لخوف البرد من غسل الجنابة وهم متوضون ولم یأمرهم علیہ الصلوۃ والسلام بالاعادة حین علم۔ (بحر الرائق باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۶۳)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس مذہب کی ترجیح کا سبب ہے کہ انہوں نے سردی کی وجہ سے غسل جنابت کی جگہ تیمم کر کے اپنی قوم کی امامت کی حالانکہ لوگوں نے وضو کیا ہوا تھا۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے نماز لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۹۲)

بَابُ مَا اسْتُدِلُّ بِهِ عَلَى كَرَاهَةِ

تَكَرُّارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ

526- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ مِنْ تَوَاجِی الْمَدِينَةِ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلُّوا فَقَالَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ فَصَلَّى بِهِمْ. رَوَاهُ

ان روایات کا بیان جن سے مسجد میں دوبارہ جماعت کرانے کی کراہت پر استدلال کیا گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطراف مدینہ سے تشریف لائے نماز کا ارادہ رکھتے تھے تو لوگوں کو اس حال میں پایا کہ بے شک وہ نماز پڑھ چکے ہیں تو آپ گھر

الطہران فی الکبیر والأوسط وقال الہیثمی  
رجالہ یقات  
کی طرف لوٹ گئے اور اپنے گمراہوں کو متنبہ کر کے ان  
کو نماز پڑھانی اس کو طہران نے کبیر اور اسط میں بیان کیا  
اور لکھی لے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب فیمن جاء الی المسجد فرجد الناس قد صلوا انقلا من الطہران جلد 2 صفحہ 45)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَكَرُّارِ

مسجد میں تکرار جماعت کے جواز کے

### الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدِ

بارے میں وارد روایات کا بیان

827- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا  
دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَصَدَّقْ عَلَيَّ عَلَى مَا فِيصَلِّي  
مَعَهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى مَعَهُ. رَوَاهُ  
أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالرُّؤَمَلِيُّ وَحَسَنَةُ وَالْحَاكِمُ  
وَقَالَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز پڑھا چکے تھے تو رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون اس پر صدقہ  
کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے تو قوم میں سے  
ایک شخص اٹھا تو اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی اس کو  
امام احمد ابوداؤد اور ترمذی (رحمۃ اللہ علیہم) نے روایت  
کیا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حسن قرار دیا  
اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو حسن قرار دیا اور  
کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 45) (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الجمع فی المسجد مرتین جلد 1 صفحہ 85)

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الجماعة فی مسجد قد صلّى فیہ مرّة جلد 1 صفحہ 53) (مستدرک حاکم کتاب

الصلوٰۃ باب اقامة الجماعة فی المساجد مرتین جلد 1 صفحہ 209)

شرح: مؤلف شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یہ کھڑے ہونے والے صاحب ابوبکر صدیق تھے جیسا کہ بیہقی شریف میں ہے اور یہ وقت فجر عصر و مغرب کے علاوہ  
ہوگا وہ صاحب امام بنے ابوبکر صدیق مقتدی ان کے فرض ادا ہوئے صدیق اکبر کے نفل۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے:  
ایک یہ کہ جماعت ثانیہ جائز ہے، بازار کی مسجد میں تو ہر طرح، محلے کی مسجد میں جہاں امام و مقتدی مقرر ہوں وہاں پہلے امام  
کی جگہ سے ہٹ کر۔ دوسرے یہ کہ دو شخصوں کی جماعت سے بھی ثواب جماعت مل جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر فرض والے  
کے ساتھ ایک نفل والا بھی شریک ہو جائے تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 45)



حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا در انحالیکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تھے تو اس نے اکیلے نماز پڑھنا شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون اس کے ساتھ تجارت کریگا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوة' باب اعادة الصلاة في جماعة' جلد 1 صفحہ 276)

اکیلے شخص کا صف کے پیچھے نماز پڑھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے اور یتیم نے اپنے گھر میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلمہ ہمارے پیچھے تھیں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان' باب المرأة وحدها تكون صفًا جلد 1 صفحہ 101) (مسلم کتاب المساجد' باب جواز الجماعة

النافلة... الخ' جلد 1 صفحہ 234)

شرح: مفتی شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ نماز نفل تھی جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کے گھر میں عطاءئے برکت کے لیے پڑھی جیسا کہ اس زمانہ میں صحابہ کا دستور تھا۔ یتیم یا تو حضرت انس کے بھائی کا نام ہے یا کوئی اور نابالغ یتیم تھا جس کا نام زمیرہ تھا ابن ہمام نے فرمایا کہ یہ زمیرہ ابن سعدی حمیری تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اکیلا نابالغ بچہ صف میں کھڑا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ عورت اگر چہ اکیلی ہو مگر مردوں اور بچوں سے پیچھے کھڑی ہوگی وہ تنہا ہی صف مانی جائے گی۔

(مرآة المناجیح ج 2 ص 332)

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچے در انحالیکہ آپ رکوع میں تھے تو میں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اس کا ذکر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری حرص کو زیادہ کرے دوبارہ ایسا نہ کرنا اس کو بخاری نے روایت کیا۔

528- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ وَصَلَّى التَّبِيْعِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ يُصَلِّي وَوَحْدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَجَرُّ عَلَى هَذَا فَيُصَلِّي مَعَهُ أَخْرَجَهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

بَابُ صَلَاةِ الْمُنْفَرِدِ خَلْفَ الصَّفِّ

529- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ التَّبِيْعِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُخِي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

530- وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى التَّبِيْعِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب

الاذان' باب اذرك دون الصف' صفحہ 108)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

بات یہ تھی کہ آپ کو رکعت جاتے رہنے کا خطرہ تھا اس لیے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع کر دیا، پھر رکوع میں ہی یا قومہ میں ایک دو قدم سے صف تک پہنچے، اور اگر تین قدم سے پہنچے تو وہ قدم لگا تار نہ تھے ورنہ آپ کی نماز نہ ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔

یعنی تمہارا یہ عمل رکعت اول پانے کی حرص پر ہے یہ حرص دینی ہے جو محمود ہے، خدا سے بڑھائے، دنیوی حرص بری رب فرماتا ہے، خَرِيصٌ عَلَيْكُمْ۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا نماز کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ آپ نے رکوع صف کے پیچھے اکیلے ہی کیا تھا مگر حضور نے آپ کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ دوسرے یہ کہ صف میں ملنے سے پہلے تکبیر تحریمہ اور رکوع کر دینا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔ تیسرے یہ کہ نماز میں جانب قبلہ ایک دو قدم چلنا یا تین قدم بغیر لگا تار کیے ڈالنا نماز فاسد نہیں کرتا۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۳۳)

531- وَعَنْ وَابِصَةَ بِنِ مَعْبِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَهُ فَأَمَرَ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَحَسَنَهُ الرَّزْمِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کو پانچ محدثین نے روایت کیا۔ سوائے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب الرجل یصلی وحده خلف الصف جلد 1 صفحہ 88) (ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی الصلوة خلف الصف وحده صفحہ 54) (ابن ماجہ کتاب الصلوة باب صلوة الرجل خلف الصف وحده صفحہ 72) (صحیح ابن حبان کتاب الصلوة جلد 4 صفحہ 311 رقم الحدیث: 2197) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 228)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ آخری صحابہ میں سے ہیں ۹ھ میں ایمان لائے، بہت پرہیزگار، ہمیشہ خوف خدا سے رونے والے تھے، آخر میں کوفہ قیام رہا اور مقام رقبہ میں وفات پائی، آپ کی کنیت ابو شداد ہے، قبیلہ اوس سے ہیں۔

یعنی صف اول میں جگہ تھی یہ بلا وجہ اکیلا پیچھے کھڑا ہوا اس کی نماز مکروہ ہوئی اور نماز مکروہ کا لوٹانا مستحب ہے، یہ حکم

استجابی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہوگی، وہ حضرات اس حکم کو وجوبی مانتے ہیں۔ خیال رہے کہ اگر صف اول میں جگہ نہ ہو تو یہ آنے والا امام کے پیچھے والے کو ہاتھ لگا دے، اگر یہ مسئلے سے واقف ہوگا تو پیچھے آجائے گا ورنہ اس کی نماز کراہت سے بچ جائے گی۔ اس حکم سے جنازے کی نماز مستثنیٰ ہے، وہاں اگر امام کے علاوہ پانچ آدمی ہوں تو دو، دو آدمی دو صفیں بنائیں گے اور ایک آدمی تیسری صف تاکہ تین صفوں کی بشارت میت کو حاصل ہو جائے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں اور اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز مکروہ ہے فاسد نہیں، جیسا کہ اگلے باب میں آئے گا کہ حضرت ابو بکرہ نے صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کر دیا، پھر صف سے ملے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا حالانکہ وہ رکوع کے وقت اکیلے ہی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم استجابی ہے۔

مگر ابن عبدالبر نے اسے مضطرب فرمایا، بیہقی نے ضعیف کہا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۹)

532- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّيَ خَلْفَ الصَّفِّ فَوَقَفَ حَتَّى انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ اسْتَقْبِلْ صَلَوَتَكَ فَلَا صَلَاةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مسند احمد جلد 4 صفحہ 23) (ابن ماجہ 'كتاب الصلوة' باب صلوة الرجل خلف الصف وحده' صفحہ 71)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ٹھہر گئے حتیٰ کہ جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ دوبارہ نماز پڑھ۔ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والی کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۹۳، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا

مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ان چیزوں کا بیان جو نماز میں جائز  
نہیں ہیں اور ان کا بیان جو نماز  
میں جائز ہیں

نماز میں مٹی کو برابر کرنے اور کنگریوں کو  
چھونے سے ممانعت کا بیان

حضرت معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا  
جو سجدہ کرتے وقت مٹی کو برابر کر رہے تھے۔ اگر تو نے  
کرنا ہی ہے تو ایک مرتبہ کر اس کو محدثین کی ایک جماعت  
نے روایت فرمایا۔

أَبْوَابٌ مَّالَا يَجُوزُ

فِي الصَّلَاةِ وَمَا

يُبَاحُ فِيهَا

بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَسْوِيَةِ التُّرَابِ

وَمَسْحِ الحِطْيِ فِي الصَّلَاةِ

533- عَنْ مُعَيْقِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسْوِي  
التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا  
فَوَاحِدَةً رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

(بخاری 'کتاب التہجد' باب مسح الحصى في الصلوة' جلد 4 صفحہ 161) (مسلم 'کتاب المساجد' باب كراهة مسح  
الحصى... الخ' جلد 1 صفحہ 206) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء في كراهية مسح الحصى في الصلوة'  
جلد 1 صفحہ 87) (نسائی 'کتاب السہو' باب النهی عن مسح الحصى في الصلوة' جلد 1 صفحہ 177) (ابوداؤد 'کتاب  
الصلوة' باب مسح الحصى في الصلوة' جلد 1 صفحہ 136) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوة' باب المسح الحصى في الصلوة'  
جلد 1 صفحہ 73) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 426)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ السَّمَانِ فَرَمَاتے ہیں:

آپ کا نام معقیب ابن فاطمہ ہے، دوسی ہیں، سعد ابن عاص کے آزاد کردہ غلام ہیں، قدیم الاسلام ہیں، صاحب  
ہجرتین ہیں، حضور علیہ السلام کی انگوٹھی آپ کے پاس رہتی تھی، انہی سے حضرت صدیق اکبر نے حضور علیہ السلام کے بعد یہ  
انگوٹھی لی، آخر میں جذام میں مبتلا ہو گئے تھے، خلافت عثمانی یا حیدری میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے معقیب  
تابعی ہیں وہ اور ہیں۔

یعنی کسی نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ نمازی بحالت نماز سجدہ کی جگہ سے کنگر کا ٹٹا ہٹا سکتا ہے یا نہیں اور مٹی  
صاف کر سکتا ہے یا نہیں، فرمایا ضرور ٹٹا ایک بار کر سکتا ہے۔ اس سے فقہاء نے بہت سے مسائل مستنبط کیے ہیں۔

534- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحُ الْخُضْيَ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجَهُهُ. رَوَاهُ الْإِسْنَادُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو تو وہ کنکریوں کو نہ چھوئے کیونکہ رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس کو چار محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ماجاء فی کراهیة مسح الحصى فی الصلوة' جلد 1 صفحہ 87) (نسائی 'کتاب السہو' باب النهی عن مسح الحصى فی الصلوة' جلد 1 صفحہ 177) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب مسح الحصى فی الصلوة' جلد 1 صفحہ 136) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوة' باب المسح الحصى فی الصلوة' جلد 1 صفحہ 73)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْحَمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمُحْتَمَلِينَ فَرَمَاتِي هِيَ:

یعنی کنکروں سے نہ کھیلے، افسوس ہے کہ رب کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو اور وہ کنکروں کی طرف خیال رہے کہ سجدہ گاہ سے کانٹا یا کنکر ہٹانا یا زمین ہموار کرنا درست ہے کیونکہ یہ کھیلنے کے لیے نہیں بلکہ نماز کی اصلاح کے لیے ہے۔ لیکن صرف ایک بار کرے جیسا کہ پہلے گزر گیا۔ (مراة المناجیح ج ۲ ص ۲۲۶)

535- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسْحِ الْخُضْيِ فَقَالَ وَاحِدَةٌ وَلَا أَنْ تَمْسِكَ عَنْهَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلَّهَا سُودٌ الْحَدِيثُ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنکریوں کو چھونے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا تو ایک مرتبہ کر اور تیرا اس سے بھی بچنا ان سواؤنٹیوں سے بہتر ہے جو سب کی سب سیاہ آنکھوں والی ہوں۔ اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 'کتاب الصلوة' باب مسح الحصى وتسويته في الصلوة من رخص في ذلك' جلد 2 صفحہ 412)

پہلو پر ہاتھ رکھنے کا بیان

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّخْضُرِ

536- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی پہلو پر ہاتھ رکھ کے نماز پڑھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب التہجد' باب الحضر فی الصلوة' جلد 1 صفحہ 163) (مسلم 'کتاب المساجد' باب کراهة الاختصار

في الصلوة جلد 1 صفحہ 208)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی نماز کی کسی حالت میں، قیام، قومہ، قعود میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا منع ہے بلکہ نماز سے خارج بھی ممنوع ہے کہ یہ اٹلیس کا طریقہ ہے، نیز دوزخی تھک کر ایسے ہاتھ رکھا کریں گے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں خصر سے مراد لائھی یا دیوار پر ٹیک لگانا ہے، عربی میں خاصہ لائھی کو کہتے ہیں، یہ ٹیک بلا ضرورت ممنوع، ضرورۃً جائز ہے، بوڑھا آدمی لائھی بغل میں لے کر نماز پڑھ سکتا ہے، سلیمان علیہ السلام نے اپنی آخری نماز لائھی کی ٹیک پر ہی پڑھی جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۰۶)

نماز میں دائیں بائیں گردن

پھیرنے کا بیان

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ

الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا وہ حصہ ہے جو وہ بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

537- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری، کتاب الاذان، باب الالفتات فی الصلوة، جلد 1 صفحہ 104)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ نماز میں کعبہ سے سینہ پھر جانا نماز کو توڑ دیتا ہے، صرف چہرہ پھرنا مکروہ ہے، کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھنا خلاف مستحب۔ یہاں الفتات سے غالباً دوسرے معنی مراد ہیں جو مکروہ ہیں۔ ممکن ہے تیسرے معنی مراد ہوں، ابھی معاویہ ابن حکم کی روایت میں گزر چکا کہ صحابہ نے انہیں گوشہ چشم سے دیکھا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور علیہ السلام بھی کبھی اس طرح دیکھتے تھے وہ سب بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان استحباب کے لیے لہذا حدیثوں میں تعارض نہیں۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۰۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز میں اپنے آپ کو دائیں بائیں متوجہ ہونے سے بچالیں بے شک نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونا ہلاکت ہے۔ اگر اس سے کوئی چھٹکارا نہ ہو تو نفل نماز میں کر فرض نماز میں ایسا نہ کر

538- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فِى التَّطَوُّعِ لَافِى الْفَرِيضَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

(اگرچہ کہ لعل میں بھی مکروہ ہے)۔

(ترمذی 'ابواب ما يتعلق بالصلوة' باب ما ذکر فی الالتفات فی الصلوة جلد 1 صفحہ 130)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھوں کے کناروں سے دائیں اور بائیں جانب دیکھتے تھے اور اپنی گردن کو پیچھے پیچھے نہیں پھیرتے تھے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

539- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَطُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ترمذی 'ابواب ما يتعلق بالصلوة' باب ما ذکر فی الالتفات فی الصلوة جلد 1 صفحہ 130)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ ان احادیث کی شرح ہے جن میں التفات سے منع کیا گیا اس نے بتایا کہ وہاں مراد سر پھیر کر دیکھنا تھا بغیر سر پھیرے دیکھنا جائز اگرچہ خلاف مستحب ہے حضور علیہ السلام کا یہ فعل شریف بیان جواز کے لیے ہے حضور علیہ السلام کو بعض مکروہ فعلوں پر مستحب کا ثواب ملتا ہے کیونکہ آپ کی یہ عملی تبلیغ ہے۔ (مرقاۃ) (مرآة المناجیح ج 2 ص 223)

نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے کا بیان

بَابُ فِي قَتْلِ الْأَسْوَدِينَ فِي الصَّلَاةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز میں دو کالی چیزوں سانپ اور بچھو کو قتل کر دو اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

540- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْتُلُوا الْأَسْوَدِينَ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء فی قتل الاسودین فی الصلوة جلد 1 صفحہ 89) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب

العمل فی الصلوة جلد 1 صفحہ 133) (نسائی 'کتاب السہو' باب قتل الحیة والعقرب فی الصلوة جلد 1 صفحہ 178) (ابن

ماجة 'ابواب اقامة الصلوات' باب ما جاء فی قتل الحیة والعقرب فی الصلوة جلد 2 صفحہ 233)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

عربی میں اسود کالے سانپ کو کہتے ہیں یا مطلقاً ہر سانپ مراد ہے اور تغلیباً سانپ بچھو، دونوں کو اسود دین فرما دیا جیسے ماں باپ کو ابؤ دین اور چاند سورج کو قمر دین کہہ دیتے ہیں اگر نمازی بحالت نماز سانپ یا بچھو دیکھے تو اسے مار سکتا ہے اگر عمل قلیل سے مار دیا تو نماز نہ ٹوٹے گی اور اگر اس کے لیے کعبہ سے سینہ پھر گیا یا متواتر تین قدم چلنا پڑا یا تین چوٹیں مارنی پڑیں تو نماز ٹوٹ جاوے گی دوبارہ پڑھنی ہوگی مگر یہ شخص نماز توڑنے کا گنہگار نہ ہوگا اس حدیث کی اجازت کی وجہ سے کسی



کی جان بچانے کے لیے نماز توڑ دینا درست ہے یا ریل چھوٹ جانے پر مسافر نماز توڑ کر سوار ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کا سانپ مارنے کی اجازت ہے۔ وہ حدیث کہ پتلا سانپ نہ مارو جو چلنے میں لہراتا نہ ہو کیونکہ وہ جنی ہے منسوخ ہے، ہاں اگر کسی سانپ میں جن کی علامت موجود ہو تو اگر دفع ضرر کے لیے اسے نہ مارے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲۹)

### بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّدْلِ

نماز میں سدل ثوب سے ممانعت کا بیان

541- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَّ الرَّجُلَ فَاؤُا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل ثوب سے منع فرمایا اور یہ کہ آدمی اپنے منہ کو ڈھانپے اس کو ابوداؤد اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب السدل فی الصلوٰۃ جلد 1 صفحہ 94) (صحیح ابن حبان جلد 5 صفحہ 25 رقم

الحدیث: 2286)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ سدل یعنی پہننے کے کپڑے کو بے پہنے لٹکانا مکروہ تحریمی ہے اور اس سے نماز واجب الاعادہ جیسے انگرکھایا کرتا کندھوں پر سے ڈال لینا بغیر آستینوں میں ہاتھ ڈالنے یا بعض بارانیاں وغیرہ ایسی بنتی ہیں کہ ان کی آستینوں میں مونڈھوں کے پاس ہاتھ نکال لینے کے چاک بنے ہوتے ہیں ان میں سے ہاتھ نکال کر آستینوں کو بے پہنے چھوڑ دینا یا رضائی یا چادر کندھے یا سر پر ڈال کر دونوں آنچل چھوڑ دینا یا شمال یا رومال ایک شانہ پر اس طرح ڈالنا کہ اس کے دونوں پلو آگے پیچھے چھوٹے رہیں اور اگر رضائی یا چادر کا مثلاً سیدھا آنچل بائیں شانے پر ڈال لیا اور بائیں آنچل چھوڑ دیا تو حرج نہیں اور کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور کرے تو بے ادب تخفیف الحركات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے جیسے انگرکھا پہننا اور گھنڈی یا باہر کے بند منہ لگانا یا ایسا کرتا جس کے بٹن سینے پر ہیں پہننا اور بوتام اتنے لگانا کہ سینہ یا شانہ کھلا رہے جبکہ اوپر سے انگرکھا نہ پہنے ہو یہ بھی مکروہ ہے اور اگر اوپر سے انگرکھا پہنا ہے یا اتنے بوتام لگائے کہ سینہ یا شانہ ڈھک گئے اگرچہ اوپر کا بوتام نہ لگانے سے گلے کے پاس کا خفیف حصہ کھلا رہا یا شانوں پر کے چاک بہت چھوٹے چھوٹے ہیں کہ بوتام نہ لگائیں جب بھی کرتا نیچے ڈھلکے گا شانے ڈھکے رہیں گے تو حرج نہیں، اسی طرح انگرکھے پر جو صدری یا چغہ پہنتے ہیں اور عرف عام میں ان کا کوئی بوتام بھی نہیں لگاتے اور اسے معیوب بھی نہیں سمجھتے تو اس میں بھی حرج نہیں ہونا چاہئے کہ یہ خلاف معتاد نہیں هذا ما ظہر لی من کلماتہم والعلم بالحق عند ربی (یہ وہ ہے جو عبارات فقہاء سے بھر پور واضح ہو باقی حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔) (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۳۸۶)

بَابُ مَنْ يُصَلِّي

وَرَأْسُهُ مَعْقُوضٌ

اس شخص کا بیان جو اس حال میں نماز

پڑھے کہ اس کا سر گوندھا ہو، ہو

542- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَرْتُ أَنْ

أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمٍ لِأَكْفٍ شَعْرًا وَلَا

تَوْبًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ

میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور اپنے بالوں اور

کپڑوں کو نہ لپیٹوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب لا یکف شعرا' جلد 1 صفحہ 113) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب اعضاء السجود والنهی عن

کف الشعر... الخ' جلد 1 صفحہ 194)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اگرچہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اصل ہے اور ناک اس کی تابع اس لیے ناک کا ذکر نہ

فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنجے ہیں اس طرح کہ دسوں انگلیوں کا سر کعبے کی

طرف رہے۔

نماز میں کپڑے سمیٹنا، روکنا سب منع ہے، لہذا آستین یا پانچے چڑھا کر یا پانچامہ پر لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے

ایسے ہی دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا منع کہ ان سب میں کپڑے کا روکنا ہے، ہاں اگر پانچامہ کے نیچے لنگوٹ باندھا ہو اوپر

پانچامہ یا تہبند ہو تو منع نہیں کیونکہ اس میں کپڑے کا روکنا نہیں۔ خیال رہے کہ سجدے میں قدم اور پیشانی زمین پر لگنا فرض

ہے لیکن ہاتھ اور گھٹنوں کا لگنا سنت، امام صاحب کے نزدیک صرف پیشانی پر بغیر ناک لگے سجدہ جائز ہے، یہ حدیث امام

صاحب کی دلیل ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۳)

حضرت کریب رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ

عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن

حارث کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان

کے سر کے بال پیچھے کی طرف گوندھے ہوئے تھے تو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیچھے سے کھڑے ہو

کر وہ جوڑا کھولنا شروع کر دیا، عبداللہ بن حارث نماز

پڑھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور

پوچھا تم میرے سر کو کیوں چھیڑ رہے تھے تو ابن عباس

543- وَعَنْ كُرَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَارِثٍ

يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوضٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَامَ فَجَعَلَ

يَحُلُّهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ

مَا لَكَ وَرَأْسِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا

مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم 'کتاب الصلوة' باب اعضاء السجود والنهی عن

کف الشعر... الخ' جلد 1 صفحہ 194)

کف الشعر... الخ، جلد 1 صفحہ 194)

رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایسا آدمی اس شخص کی طرح ہے جو اس حال میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوئے ہوں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

تسبیح اور تصفیق کا بیان (ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تو تسبیح مردوں کے لئے ہے اور تصفیق یعنی ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا عورتوں کے لئے ہے۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور دیگر محدثین نے ان الفاظ کا اضافہ کیا کہ نماز میں۔

## بَابُ التَّسْبِيحِ وَالْتَصْفِيْقِ

544- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَخْرَوْنَ فِي الصَّلَاةِ

(مسلم، کتاب الصلوة، باب تسبیح الرجل وتصفیق المرأة... الخ، جلد 1 صفحہ 180) (بخاری، کتاب التہجد، باب

التصفیق للنساء، جلد 1 صفحہ 160) (ترمذی، ابواب الصلوة، باب ما جاء ان التسبیح للرجال والتصفیق للنساء،

جلد 1 صفحہ 85) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب التصفیق فی الصلوة، جلد 1 صفحہ 135) (نسائی، کتاب السہو، باب

التسبیح فی الصلوة، جلد 1 صفحہ 188) (ابن ماجہ، ابواب اقامة الصلوات، باب التسبیح للرجال فی الصلوة... الخ،

جلد 1 صفحہ 73) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 261)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عمرو بن عوف کی طرف ان کی صلح کرانے کے لئے گئے جب نماز کا وقت آ گیا تو مؤذن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کیا آپ لوگوں کو جماعت کرائیں گے کہ میں اقامت کہوں تو انہوں نے کہا ہاں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کر دی تو

545- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصَلِّحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأَقِيمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي

الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ  
لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ  
التَّصْفِيقَ التَّفَتَّ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُمَّكَ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ  
اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ  
وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ  
أَنْ تَتَّبِعْتَ إِذْ أَمَرْتُكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ  
لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ  
التَّصْفِيقَ مِنْ نَابَةِ شَيْءٍ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ  
فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ التُّفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ  
لِلنِّسَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری، کتاب الاذان،  
باب من دخل لیوم الناس فجاء الامام الاول، جلد 1  
صفحہ 94) (مسلم، کتاب الصلوة، باب تقدیم الجماعة من  
یصلی بهم اذا تاخر الامام... الخ، جلد 1 صفحہ 179)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے در انحالیکہ لوگ نماز  
میں مشغول تھے تو راستہ بناتے ہوئے (پہلی) صف  
میں جا کر کھڑے ہوئے اور لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا  
شروع کر دیئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز  
میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے (یعنی خشوع اور  
خضوع سے نماز پڑھتے تھے) پس جب لوگوں نے  
بکثرت ہاتھ پر ہاتھ مارے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز  
میں دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ  
اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اللہ عزوجل کی تعریف کی  
اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا۔ پھر حضرت  
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹ کر صف میں مل گئے تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لائے اور (بقیہ) نماز  
پڑھائی پھر نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابو بکر  
جب میں نے تجھے حکم دیا تھا تو تجھے اپنی جگہ کھڑے  
رہنے سے کس چیز نے روکا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ نے عرض کیا ابن ابی قحافہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھائے۔ پھر رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں نے تمہیں دیکھا  
تم کثرت سے ہاتھ پر ہاتھ مار رہے تھے جسے نماز  
میں کوئی چیز پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے۔ پس بے  
شک جب وہ تسبیح کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائیگی  
اور ہاتھ پر ہاتھ مارنا عورتوں کے لئے ہے۔ اس کو شیخین  
نے روایت کیا۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت نمازی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

در مختار: المرأة تصفق لابطن علی بطن ولو صفق او سبحت لم تفسد وقد تركا السنة  
تاتارخانیة. (در مختار باب بفسد الصلوة الخ مطبوع مطبع مجتہائی دہلی ۱/۹۱)

عورت تصفیق سے متنبہ کرے مگر باطن ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے باطن پر نہ مارے، اگر مرد نے تصفیق کی عورت نے تسبیح  
کہی تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ دونوں نے سنت کو ترک کر دیا، تاتارخانیہ۔

اقول ہاں اگر امام نے قرأت میں وہ غلطی کی جس سے نماز فاسد ہو تو عورت مجبورانہ آواز ہی سے بتائے گی جبکہ وہ  
تصفیق پر امام کو یاد نہ آجائے وذلك لان الضرورات تبیح المحظورات (اور وہ اس لئے کہ ضرورتیں مہنوعات  
کو مباح کر دیتی ہیں۔) واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۲۰۷)

### بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

### نماز میں گفتگو سے ممانعت کا بیان

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ ہم نماز کے دوران باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک  
شخص اپنے پہلو میں کھڑے اپنے ساتھی سے باتیں کرتا  
حتیٰ کہ یہ آہ کریمہ نازل ہوئی اور تم اللہ کے لئے عاجزی  
کرتے ہوئے کھڑے رہو تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا  
گیا اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا  
سوائے ابن ماجہ کے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اور ہمیں کلام سے روک دیا  
گیا۔

546- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا  
نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ  
إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ  
(حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى  
وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ) فَأَمَرْنَا بِالسُّكُوتِ. رَوَاهُ  
الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ  
نَهَيْنَا عَنِ الْكَلَامِ.

(بخاری، کتاب التہجد، باب ما ينهى من الكلام في الصلوة، جلد 1 صفحہ 160) (مسلم، کتاب المساجد، باب تحريم  
الكلام في الصلوة... الخ، جلد 1 صفحہ 204) (ترمذی، ابواب الصلوة، باب في نسخ الكلام في الصلوة، جلد 1 صفحہ 92)  
(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب النبي عن الكلام في الصلوة، جلد 1 صفحہ 137) (نسائی، کتاب السهو، باب الكلام في الصلوة،  
جلد 1 صفحہ 181) (مسند احمد، جلد 4 صفحہ 368)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں ہم دوران نماز رسول اللہ ﷺ کو سلام  
کرتے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے پس جب

547- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا  
نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ

ہم نجاشی کے پاس سے لوٹے تو ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نماز میں آپ پر سلام کرتے تھے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے تو آپ نے فرمایا بے شک نماز میں مشغولیت ہے (یعنی نماز میں صرف نمازی کی طرف مشغول رہنا چاہئے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری، کتاب التہجد، باب ما ینہی من الکلام فی الصلوٰۃ، جلد 1 صفحہ 160) (مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ... الخ، جلد 1 صفحہ 204)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی ہجرت سے پہلے نماز میں کلام و سلام سب جائز تھا اس بنا پر حضور علیہ السلام بحالت نماز سلام کا جواب دیتے تھے ان حضرات کے حبشہ جانے کے بعد کلام منسوخ ہوا۔ خیال رہے کہ "وَقَوْمٌ مِّنَ الَّذِينَ قَاتَلْتُمُوهُمْ" سورہ بقرہ میں ہے سورہ بقرہ مدنی ہے لہذا نسخ کلام بعد ہجرت ہوا۔

نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب تھا جیسے فرعون بادشاہ مصر کا، حضور علیہ السلام کے زمانہ کے نجاشی کا نام اصمہ تھا اس نے مظلوم صحابہ کو اپنے ملک میں امن دی اور انہی کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر غائبانہ ایمان لایا اور انہی کی معرفت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بہت سے تحفے بھیجے، حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو ایمان لا کر حبشہ ہجرت کر گئی تھیں، اصمہ ہی نے ان کا غائبانہ نکاح حضور علیہ السلام سے کیا، جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو حبشہ کے مہاجر صحابہ مدینہ منورہ میں آگئے، ان بزرگوں کو صاحب ہجرتین کہتے ہیں، انہی اصمہ اور ان کے ساتھواں کا ذکر قرآن کریم نے بہت شان سے کیا ہے۔ "وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ"۔ نجاشی کا انتقال ۹ھ فتح مکہ سے پہلے حبشہ میں ہوا، جبریل امین نے انکی لاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دی حضور علیہ السلام نے غائبانہ جنازہ پڑھا، بہت عرصہ تک ان کی قبر سے انوار نکلتے تھے جس سے رات میں سارا جنگل جگمگاتا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی اب نماز مناجات، عبودیت، اور استغراق سے گھیر دی گئی، اس میں نہ کلام ہے نہ سلام۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ نمازی اشارے سے بھی سلام کا جواب نہیں دے سکتا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۰۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر نماز میں سلام کرتے حبشہ آنے سے پہلے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے پس جب ہم حبشہ سے لوٹے تو میں نے

548- وَعَنْهُ قَالَ نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَ أَرْضَ حَبَشَةَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا

بَعْدَ فَجَلَسْتُ حَتَّى قَطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَلَّمْتُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تُصَلِّيَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنْ مَعَا أَحَدٌ لَا تُكَلِّمُوا فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْحَمِيدِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَوِّحُ.

(مسند حمیدی جلد 1 صفحہ 52 رقم الحدیث: 94)

(ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب رد السلام فی الصلوة، جلد 1 صفحہ 133) (نسائی، کتاب السہو، باب الكلام فی الصلوة، جلد 1 صفحہ 181)

549- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَزْحَمُكَ اللَّهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَانْثَلَّ أُمِّيَاةٌ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْجَادِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَيِّتُونَنِي لَكِنِّي سَكَتُ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَأَنِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللَّهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَنَنِي ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةُ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ إِمَّا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

آپ کو سلام کیا در انما لیکہ آپ نماز میں تھے تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا تو مجھے اگلی اور پچھلی باتوں کی پریشانی نے گھیر لیا۔ پس میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو سلام کیا حالت نماز میں تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ میں سے جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور ان احکام میں سے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کئے یہ ہے کہ تم دوران نماز گفتگو نہ کرو۔ اس کو حمیدی نے اپنی مسند میں بیان کیا اور ابوداؤد اور نسائی اور دیگر محدثین نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے یرحمک اللہ کہا تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا میں نے کہا تمہیں تمہاری مائیں گم کر دیں تمہیں کیا ہے تم مجھے گھور رہے ہو تو انہوں نے اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ مارنا شروع کر دیئے۔ پس جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہ رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا، پس جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا چکے تو آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر کوئی معلم نہ دیکھا خدا کی قسم آپ نے نہ مجھے جھڑکا نہ برا بھلا کہا اور نہ مارا۔ آپ نے فرمایا نماز میں باتیں نہیں کرنی چاہئے، نماز تو صرف تسبیح تکبیر اور قرآن مجید



إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ  
بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِثْرًا رِجَالًا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ قَالَ  
فَلَا تَأْتِيهِمْ قَالَ وَمِثْرًا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ قَالَ  
ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ  
قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فَلَا يَصُدُّكُمْ قَالَ قُلْتُ  
وَمِثْرًا رِجَالٌ يَخْطُونَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ  
يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب المساجد، باب تحريم الكلام في

الصلوة، جلد 1 صفحہ 203)

پڑھنے کا نام ہے یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دور جاہلیت  
کے قریب ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے  
مالا مال کر دیا ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس  
جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کے پاس مت  
جاؤ۔ میں نے عرض کیا ہمیں سے بعض لوگ بدشگون لیتے  
ہیں۔ فرمایا یہ ایک چیز ہے جسے لوگ اپنے  
دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔ تم اس کے درپے مت ہو  
پھر میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ رمل (زائچہ  
بنانا) کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء  
میں سے ایک نبی کو یہ علم دیا گیا تھا شخص کا عمل اس کے  
مطابق ہو تو یہ صحیح ہے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
نے روایت کیا۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ صحابی ہیں، قبیلہ بنی سلیم سے ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ آپ سے صرف یہی حدیث  
مردی ہے، کے اٹھ میں وفات پائی۔

یعنی چھینکنے والا کو جواب دینے کی نیت سے میں نے یہ کہا اگرچہ یہ جواب دیا جاتا ہے جب چھینکنے والا کہے  
الحمد للہ، یہاں چھینکنے والے نے الحمد للہ نہیں کہا، مگر انہوں نے یہ کہا۔

عرب میں یہ لفظ تعجب پر بولا جاتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں مر گیا اور میری ماں مجھے رو رہی ہے یعنی میں نے ایسا  
کون سا کام کیا جو اس کے رونے کا سبب ہوا۔

اولاً اسلام میں بحالت نماز کلام سلام بھی کیا جاتا تھا اور امام کے پیچھے قرأت بھی "وَقَوْمُوا إِلَهُ فَنِيْتَيْنِ" سے کلام و  
سلام بند ہوا اور "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ" الخ سے امام کے پیچھے قرأت ممنوع ہوئی، نماز میں کلام بند ہو چکی تھی انہیں یہ خبر نہ  
تھی اس لیے انہوں نے یہ گفتگو کی۔

یعنی صحابہ نے انہیں کلام سے روکنے کے لیے اپنا ایک ہاتھ ایک بار ران پر مارا، اگر دونوں ہاتھ مارتے یا ایک  
منسلل تین بار مارتے تو ان کی اپنی نماز جاتی رہتی کیونکہ عمل کثیر نماز فاسد کر دیتا ہے عمل قلیل بھی اگر مسلسل تین بار کیا جائے تو

کثیر بن جاتا ہے اور نماز فاسد کر دیتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ضرورۃً کنکھیوں سے دائیں بائیں دیکھنا اور عمل قلیل بھی جائز ہے۔

یعنی مجھے غصہ تو بہت آیا اور میں نے چاہا کہ کچھ اور کہوں لیکن ان بزرگوں کا ادب و احترام کرتے ہوئے میں خاموش رہا۔

فَوَاللّٰهِ اِنْ لَمْ يَخْلُصْ لَنَا كَا جَوَابِ هُوَ اَوْ اَسْ سَ بَعْبَلَا جَمَلَهٗ مَعْتَرَضَهٗ تَهَا كَهْرًا وَّرَهْرَهٗ هَمَّ مَعْنَى هُنَّ۔ چنانچہ ایک قرأت میں ہے "فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تُفْهَرْ" یعنی سرکار نے اس غلطی کی وجہ سے مجھ پر کسی قسم کی سختی نہ فرمائی نہایت نرمی سے مسئلہ بتا دیا۔

یعنی تمہارا "يَزْحَمُكَ اللّٰهُ" کہنا انسانی کلام ہے اس سے نماز جاتی رہتی ہے آئندہ نہ کہنا نماز میں صرف یہ مذکور چیزیں۔ فقہا فرماتے کہ اگر نمازی جواب کی نیت سے قرآن شریف کی آیت ہی پڑھ دے تو وہ کلام انسانی ہوگا اور نماز فاسد کر دے گا جیسے خوشی کی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور غم کی خبر پر اِنَّا لِلّٰهِ اِنَّا۔

یعنی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ شریفہ میں شک ہے یہی تھے یا اور البتہ مضمون یہی تھا۔ خیال رہے کہ حضور علیہ السلام نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا، اس لیے کہ انہیں اس آیت کے نزول کی خبر نہ تھی اور ابھی یہ قانون مشتہر نہ ہوا تھا، قانون کی شہرت سے پہلے اس کے احکام مرتب نہیں ہوتے۔ اب اگر کوئی نمازی بے خبری سے یہ کرے گا تو نماز دہرانا واجب ہوگا کیونکہ یہ قانون مشہور ہو چکا بے خبری عذر نہیں۔ لہذا یہ حدیث سواد اعظم کے خلاف نہیں۔ امام شافعی و ابو یوسف اس حدیث کی بنا پر فرماتے ہیں کہ نماز میں چھینک کا جواب دینا حرام ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

حضور علیہ السلام کو مہربان دیکھ کر دینی مسائل پوچھنے شروع کر دیئے۔ کاہن وہ لوگ ہیں جنہیں شیاطین سے تعلق ہوتا ہے علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں اور آئندہ کی جھوٹی سچی خبریں دیتے ہیں جیسے آج کل پنڈت اور جوگی۔ عرف وہ کہلاتے ہیں جو چھپی چیزیں چوری کے مال کا پتہ بتاتے ہیں، کاہنوں سے غیبی چیزیں پوچھنا گناہ کبیرہ بلکہ قریب کفر ہے اس کی بحث ان شاء اللہ باب الکہانت میں ہوگی۔

کفار عرب میں فال کے بہت طریقے تھے: ان میں سے ایک پرندے اڑانا تھا کہ اگر کسی کام کو چلے اور راستہ میں کوئی چیز یا بیٹھی ملی اسے اڑایا، اگر دائیں طرف اڑی تو سمجھے کامیابی ہے اگر سیدھی اڑھے تو سمجھے کامیابی میں دیر ہے اور اگر بائیں طرف اڑی تو ناکامی کا یقین کر کے واپس لوٹ آئے۔ حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ یہ ان کے نفسیاتی وسوسے ہیں رب پر توکل چاہیے اور ایسے وہمیات کی بنا پر کام چھوڑنا نہیں چاہیے۔ فال کی بحث انشاء اللہ باب الفال میں آئے گی۔

کبیریں کھینچنے سے مراد رمل ہے جس میں خطوط کے ذریعہ غیبی بات معلوم کی جاتی ہے جیسے علم جفر میں عددوں سے، علم رمل حضرت دانیال کا معجزہ تھا اور علم جفر حضرت ادریس علیہ السلام کا جس کو ان بزرگوں کی خطوط یا اعداد سے مناسبت

ہوگی، اس کا درست ہو گا ورنہ غلط۔ بعض علماء نے اس حدیث سے دلیل پکڑی کہ عمل رتل اور جفر جائز ہے لیکن بغیر کمال اس پر اعتماد نہیں کر سکتے۔

یعنی میں نے لکھی سگت کو صحیح مسلم میں پایا اور جامع اصول میں لکھی پر لفظ کذا لکھا ہے جو اس کی صحت کی علامت ہے کیونکہ وہ صحیح پر لفظ کذا لکھ دیا کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۳)

بَابُ مَا اسْتَدِلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ

كَلَامَ السَّاهِي وَكَلَامَ مَنْ

ظَنَّ التَّمَامَ لَا يُبْطِلُ

الصَّلَاةَ

ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ بھول کر کلام کرنا یا اس شخص کا کلام کرنا جو نماز کے پورا ہونے کا گمان کرتا ہے نماز کو نہیں توڑتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز میں سے ایک نماز پڑھائی۔ ابن سیدین نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیر دیا پھر آپ مسجد میں پڑی ہوئی لکڑی کی طرف آئے اور اس پر ٹیک لگا کر حالت غضب میں کھڑے ہو گئے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا اور اپنا دائیں رخسار اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جلدی جانے والے مسجد کے دروازوں سے نکلتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے نماز کر دی گئی اور لوگوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ دونوں آپ سے بات کرنے سے ڈرے اور لوگوں میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھوں میں طوالت تھی ان کو

550- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَاتِي الْعِشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ نَسِيتُ أَنَا قَالَ فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلَى خَشْبَةِ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضَبَانٌ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَسَيْتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ قَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ

ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ  
سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا  
سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نَبِّئْتُكَ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ  
حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. قَالَ  
النِّسَمِيُّ أَنَّ هَذِهِ الرَّوَايَةَ وَإِنْ كَانَتْ فِي  
الصَّحِيحِينَ لَكِنَّمَا مَضْطَرِبَةٌ بوجوهٍ وَفِي الْبَابِ  
أَحَادِيثُ أُخْرَى كُلُّهَا لَا تَخْلُو عَنْ نَظَرٍ.

(مسلم، کتاب المساجد، فصل من صلی خمسا او  
نحوه فلیسجد سجدةین... الخ، جلد 1 صفحہ 213)  
(بخاری، کتاب الصلوة، باب تشبیک الاصابع فی المسجد  
وغیره، جلد 1 صفحہ 69)

ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز میں کمی کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے  
ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی  
نماز میں کمی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کیا  
بات ایسی ہی ہے جیسا ذوالیدین کہہ رہا ہے تو انہوں نے  
عرض کیا ہاں تو آپ آگے بڑھے اور باقی ماندہ نماز  
پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور اپنے سجدے کی مثل  
یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور تکبیر  
کہی تو لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا پھر آپ نے  
سلام پھیرا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ عمران  
بن حصین نے کہا آپ نے سلام پھیرا۔ اس حدیث  
کو شیخین نے روایت کیا۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن  
علی تیموی فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ کہ صحیحین  
میں ہے لیکن اس میں کئی وجوہ سے اضطراب پایا جاتا  
ہے اور اس باب میں دیگر احادیث بھی ہیں ساری کی  
ساری کلام سے خالی نہیں (یعنی ہر ایک پر جرح موجود  
ہے)۔

شرح: مُقْتَرِ شَہِیرِ حَکِیمِ الْاِمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وہ نماز عصر تھی جیسا کہ دوسری روایات میں ہے سورج ڈھلے سے ڈوبنے تک کو عشی کہا جاتا ہے لہذا اس میں ظہر و عصر  
ہی داخل ہیں نہ کہ مغرب و عان، وقت عاک، عشا سے ہے وہاں دوسرے معنی ہیں۔

اتفاقاً نہ کہ حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے لہذا اس حدیث سے ابن سیرین کو ضعیف نہ کہا جائے گا، وہ بھول ضعیف کا  
باعث ہے جو حدیث غلط بیان کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

غصہ کی وجہ کچھ اور ہوگی جو راوی کو معلوم نہ ہو سکی، یہ لکڑی یا تو وہی تھی جس سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھتے تھے یا کوئی

دوسری۔

راویان حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعتیں روایت کرتے ہیں تاکہ سننے والے کے ذہن میں وہ نقشہ قائم ہو جائے

یہ نقشہ قائم کرنا بھی عبادت ہے۔ خیال رہے کہ تشبیک نماز اور انتظار نماز کی حالت میں بیٹھنے سے اس کے علاوہ عمل اور اسے منع ممنوع ویسے جائز ہے۔

یعنی غالباً وحی الہی آگئی اور عصر بجائے چار کے دو رکعت رہ گئیں۔

آپ کے غصہ کو دیکھ کر ورنہ جو باریابی ان بزرگوں کی تھی وہ دوسروں کو نہ تھی جیسا کہ روایتوں میں ہے کہ اللہ نے اسے اتنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکراتے رہتے تھے۔

ان کا نام عمیر ابن عمرو کنیت ابو محمد، لقب خرباق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ خطاب ذوالیدین تھا۔ مجازی میں تھے ان کے متعلق اور بہت سی روایتیں ہیں آپ کو بارگاہ رسالت میں بہت باریابی تھی جو بات بڑے صحابہ عرض نہ کر سکتے تھے آپ بے تکلف عرض کر دیتے تھے۔

اس گفتگو سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بھولی ہوئی چیز کا انکار کر دینا جھوٹ نہیں بلکہ اس پر قسم کھالینا آنا نہیں، اس ہی کو قسم لغو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَعْمَالِكُمْ" دیکھو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول ہوئی مگر فرمایا کہ میں بھولا نہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنے بھولنے کا خیال نہیں یہ بالکل صحیح ہے شان نبوت کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ ایسے موقعہ پر اکثر مقتدیوں کی بات مانی جائے گی نہ کہ ایک کی، اگر ایک کہے کہ دو رکعتیں پڑھیں باقی کہیں چار تو چار ہی مانی جائیں گی، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کی خبر کی تصدیق فرما کر اس پر عمل کیا۔

پہلی تکبیر سجدے میں جانے کے لیے تھی، دوسری سجدے سے اٹھنے کے لیے، تیسری پھر سجدے میں جانے کے لیے۔ ظاہر یہ ہے کہ سجدہ سہو کے لیے ایک ہی سلام پھیرا جو لوگ جاچکے تھے انہیں واپس بلایا گیا اور سب کے ساتھ یہ دو رکعتیں ادا کی گئیں۔

یعنی لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے سجدہ سہو کے بعد نماز کا سلام پھیرا یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ نے مجھ سے سلام کا ذکر نہیں کیا، ہاں میں نے سنا یہ ہے کہ عمران ابن حصین بھی یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ ابن سیرین اور حضرت ابو ہریرہ کے درمیان عمران ابن حصین ہیں جن کا ذکر نہ کیا گیا تاکہ یہ حدیث منقطع ہو جائے کیونکہ ابن سیرین کی عمران ابن حصین سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔

یہ چند طرح سے منسوخ ہے: کلام کرنے کے بعد کعبہ سے سینہ پھر جانے کے بعد، بعض مقتدیوں کے مسجد سے نکل جانے اور انہیں واپس بلانے کے بعد نماز پوری کرنا اور سجدہ سہو کرنا، سجدہ سہو کے بعد بغیر دوبارہ التحیات پڑھے فوراً سلام پھیر دینا، اب ان میں سے کسی چیز پر عمل نہیں یہ حدیث اس وقت کی ہے جب نماز میں کلام و کام سب کچھ جائز تھا، یہی صحیح

ہے بقیہ توجیہ میں جو عام شارحین نے کی ہیں قابل قبول نہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۱)

ان روایات کا بیان جن سے نماز میں  
اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کے  
جواز پر استدلال کیا گیا

حضرت ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے بھیجا۔ درانحالیکہ  
آپ قبیلہ بنو مصطلق کی طرف جا رہے تھے پس  
میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ  
اپنے اونٹ پر پڑھ رہے تھے تو میں نے آپ سے کلام  
کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے مجھے یوں اشارہ  
فرمایا اور حضرت زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی (اسی  
طرح) اشارہ کر کے دکھایا پھر میں نے آپ سے کلام کیا  
تو آپ نے مجھے یوں اشارہ کیا اور حضرت زہیر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے بھی زمین کی طرف اشارہ کیا اور میں آپ  
کو قرأت کرتے ہوئے سن رہا تھا آپ (رکوع اور سجدہ  
کے لئے) اپنے سر مبارک سے اشارہ فرماتے پس جب  
آپ فارغ ہوئے تو فرمایا تو نے اس کام کا کیا جس کے  
لئے میں نے تجھے بھیجا تھا پس بیشک مجھے تمہارے ساتھ  
کلام کرنے سے صرف اسی بات نے روکا کہ میں نماز  
پڑھ رہا تھا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ  
میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جب

بَابُ مَا اسْتَدِلُّ بِهِ عَلَى  
جَوَازِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ  
فِي الصَّلَاةِ

551- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ أُرْسِلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ  
يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هَكَذَا  
وَأَوْ مَا زُهِيرُ بِيَدِهِ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي هَكَذَا  
فَأَوْ مَا زُهِيرُ أَيْضًا بِيَدِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ وَأَنَا أَسْمَعُهُ  
يَقْرَأُ يُؤَمِّنُ بِرَأْسِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ مَا فَعَلْتِ فِي  
الَّذِي أُرْسَلْتُكَ لَهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكَلِّمَكَ  
إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب المساجد، باب تحريم الكلام في

الصلوة... الخ، جلد 1 صفحہ 204)

552- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
قُلْتُ لِبَلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَزِدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ  
وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُبَسِّرُ بِتَيْبِهِ. رَوَاهُ  
الترمذی وأبو داود وإسناداً صحيحاً.

لوگ آپ کو نماز کی حالت میں سلام کرتے تو آپ  
لوگوں کے سلام کا جواب کس طرت دیتے تھے تو  
انہوں نے کہا کہ اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ فرماتے  
تھے۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی 'ابواب الصلاة' باب ما جاء في الإشارة في الصلاة' جلد 1 صفحہ 85) (ابوداؤد 'كتاب الصلاة' باب رد

السلام في الصلاة' جلد 1 صفحہ 133)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

شاید یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ نماز میں زبانی سلام و جواب ممنوع ہو چکا تھا اشارے جائز تھے، پھر یہ بھی ممنوع  
ہو گیا۔ چنانچہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے کہ اگر نمازی سر یا ہاتھ سے سلام کا جواب دے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ ظاہر یہ ہے کہ  
نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہوگی بہر حال اب اشارہ بھی منسوخ ہے اس حدیث سے ہی نسخ معلوم ہو رہا ہے کیونکہ حضرت ابن  
عمر نے حضور علیہ السلام کو اشارہ کرتے دیکھا نہیں بلکہ سنا تھا، تو حضرت بلال سے پوچھا اگر اشارہ اخیر تک جاری رہتا تو آپ  
دیکھ لیتے۔ خیال رہے کہ سلام کے اشارے مختلف ہیں کبھی انگلی اٹھا کر کبھی پیشانی پر لگا کر کبھی داہنا ہاتھ اٹھا کر کے یہاں  
تیسری صورت مراد ہے جیسا کہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی کی احادیث میں ہے۔ (اشعہ) (مرآة المناجیح ج 2 ص 216)

553- وَعَنْهُ عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ  
يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ إِشَارَةً وَقَالَ لَا  
أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِشَارَةً بِأَصْبَعِهِ. رَوَاهُ  
الثلاثة وحسنه الترمذی.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت صہیب رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا در انحالیکہ  
آپ نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ  
نے اشارہ سے میرے سلام کا جواب دیا، حضرت ابن عمر  
رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق آپ  
نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اس کو اصحاب  
مٹلاش نے روایت کیا اور ترمذی نے حسن قرار دیا۔

(ابوداؤد 'كتاب الصلاة' باب رد السلام في الصلاة' جلد 1 صفحہ 133) (ترمذی 'ابواب الصلاة' باب ما جاء في

الإشارة في الصلاة' جلد 1 صفحہ 85) (نسائی 'كتاب السهو' باب رد السلام بالإشارة في الصلاة' جلد 1 صفحہ 177)

554- وَعَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن لوف کی مسجد یعنی مسجد قباء میں داخل ہوئے تاکہ اس میں نماز پڑھیں تو آپ کے ساتھ انصار کے کچھ لوگ بھی داخل ہوئے جو آپ کو سلام کرتے اور ان کے ساتھ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے تو میں نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب آپ کو نماز کی حالت میں سلام کیا جاتا تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے تھے۔ اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں بیان کیا اور کہہ کر یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اشارہ فرماتے تھے۔ اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب الاشارة في الصلوة جلد 1 صفحہ 136)

ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کے منسوخ ہونے پر استدلال کیا گیا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں سلام کرتا تو آپ مجھے سلام کا جواب دیتے پس جب ہم (جشہ) سے لوٹے تو میں نے سلام کیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا کہ نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدًا بَيْنِي عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ مَسْجِدُ قُبَا لِيُصَلِّيَ فِيهِ فَدَخَلَ مَعَهُ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَدَخَلَ مَعَهُمْ صُهَيْبٌ فَسَأَلَتْهُ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ. أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ عَلَى شَرْطِهِمَا. (مستدرک حاکم کتاب الهجرة باب استقبال الانصار لرسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه... الخ جلد 3 صفحہ 124)

555- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَخْرَوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى نَسْخِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

556- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسَلِمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيُرَدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب التہجد والنوافل، باب لا یرد السلام فی الصلوٰۃ، جلد 1 صفحہ 162) (مسلم، کتاب المساجد، باب

تحريم الکلام فی الصلوٰۃ، جلد 1 صفحہ 204)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِيِ أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

یعنی ہجرت سے پہلے نماز میں کلام و سلام سب جائز تھا اس بنا پر حضور علیہ السلام بحالت نماز سلام کا جواب دیتے تھے ان حضرات کے حبشہ جانے کے بعد کلام منسوخ ہوا۔ خیال رہے کہ "وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَبْتَيْنِ" سورۃ بقرہ میں ہے سورۃ بقرہ مدنی ہے لہذا نسخ کلام بعد ہجرت ہوا۔

نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب تھا جیسے فرعون بادشاہ مصر کا، حضور علیہ السلام کے زمانہ کے نجاشی کا نام اصمہ تھا اس نے مظلوم صحابہ کو اپنے ملک میں امن دی اور انہی کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر غائبانہ ایمان لایا اور انہی کی معرفت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بہت سے تحفے بھیجے، حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو ایمان لا کر حبشہ ہجرت کر گئی تھیں، اصمہ ہی نے ان کا غائبانہ نکاح حضور علیہ السلام سے کیا، جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو حبشہ کے مہاجر صحابہ مدینہ منورہ میں آگئے، ان بزرگوں کو صاحب ہجرتین کہتے ہیں، انہی اصمہ اور ان کے ساتھواں کا ذکر قرآن کریم نے بہت شان سے کیا ہے۔ "وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ"۔ نجاشی کا انتقال ۹ھ فتح مکہ سے پہلے حبشہ میں ہوا، جبریل امین نے انکی لاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دی حضور علیہ السلام نے غائبانہ جنازہ پڑھا، بہت عرصہ تک ان کی قبر سے انوار نکلتے تھے جس سے رات میں سارا جنگل جگمگاتا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی اب نماز مناجات، عبودیت، اور استغراق سے گھیر دی گئی، اس میں نہ کلام ہے نہ سلام۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ نمازی اشارے سے بھی سلام کا جواب نہیں دے سکتا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۰۴)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی رُمیں ہیں۔ تم سکون سے نماز پڑھو اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

557- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الامر بالسكون فی الصلوٰۃ، جلد 1 صفحہ 181)

امام کو لقمہ دینے کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کوئی نماز پڑھی تو آپ سے اس

بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ

558- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً

میں سہو ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے تو انہوں نے عرض کیا: ہاں تو آپ نے فرمایا تمہیں بتانے سے کس چیز نے روکا۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور طبرانی نے روایت کیا اور ان الفاظ کا اضافہ کیا کہ یہ کہ تو ہمیں لقمہ دیتا (یعنی تجھے کس چیز نے اس بات سے روکا کہ تو ہمیں لقمہ دیتا)۔

فَقَرَأَ فِيهَا فَلَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَبِي أَصَلَيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَزَادَ أَنْ تَفْتَحَ عَلَيْكَ. وَاسْتِزَادَهُ حَسَنٌ. (ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب الفتح على الامام' جلد 1 صفحہ 131) (مجمع الزوائد' كتاب الصلوة' باب تلقين الامام نقلاً عن الطبراني في الكبير' جلد 2 صفحہ 70)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام جب ایسی غلطی کرے جو موجب فساد نماز ہو (وہ غلطی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہو) تو اس کا بتانا اور اصلاح کرنا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے ان میں سے جو بتادے گا سب پر سے فرض اتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جتنے جاننے والے تھے سب مرتکب حرام ہوں گے اور سب کی نماز باطل ہو جائے گی ذلك لان الغلط لها كان مفسدا كان السكوت عن اصلاحه ابطالا للصلوة وهو حرام بقوله تعالى ولا تبطلوا اعمالكم۔ ترجمہ: کیونکہ غلطی جب مفسد نماز ہو تو اس کی اصلاح کرنے کے بجائے خاموش رہنا نماز کو باطل کر دے گا اور نماز باطل کر دینا حرام ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ص 280 ج 2 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 7، 93، مراۃ المناجیح ج 2، بہار شریعت جلد 1 حصہ سوم، اور نماز میں لقمہ کے مسائل کا مطالعہ فرمائیں۔

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

حضرت علی بن طلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی نماز میں ہوا خارج ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز چھوڑ کر چلا جائے اور وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔ اس کو تین محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن قنطان نے اسے ضعیف قرار دیا۔

بَابُ فِي الْحَدِيثِ فِي الصَّلَاةِ

559. عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَأَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَحَسَنُهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ.

(ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب اذا حدث في صلوته' جلد 1 صفحہ 144) (ترمذی 'ابواب الرضاع' باب ما جاء في

كراهية اتيان النساء في اديارهن' جلد 1 صفحہ 220) (دارقطنی 'كتاب الصلوة' باب الوضوء من الخارج من البدن... الخ

(جلد 1 صفحہ 153)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرٍ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ السَّمَانِ فَرَمَاتے ہیں:  
اگر عمدًا ہوا نکالی ہے تو نماز لوٹانا واجب ہے اگر اتفاقاً نکل گئی تو بنا جائز (یعنی بقیہ ادا کرنا) اور لوٹانا مستحب، بعض نے فرمایا اگر بنا میں جماعت ملتی ہو اور لوٹانے میں نہ ملتی ہو تو بنا مستحب ہے۔ بنا کی مرفوع حدیثیں ابن ماجہ، دارقطنی میں مذکور ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق، علی مرتضیٰ، سلمان فارسی وغیرہم صحابہ سے ثابت ہے لہذا یہ حدیث بنا کی روایتوں کے خلاف نہیں۔ (مراۃ الناجح ج 2 ص 231)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو نماز میں تے یا نکسیر یا اٹی یونڈی آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز چھوڑ کر چلا جائے وضو کرے۔ پھر اپنی نماز پر بنا کرے اور وہ اس دوران کلام نہ کرے۔

560- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَهُ قَيْئٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلَى صَلَوَتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

(ابن ماجہ، ابواب اقامة الصلوة والسنة فيها، باب ما جاء في البناء على الصلوة، صفحہ 87) (نصب الراية

(جلد 1 صفحہ 38)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ کو نکسیر آتی تو نماز سے پلٹ جاتے وضو کرتے پھر لوٹ کر (اپنی نماز پر) بنا کرتے اور گفتگو نہ کرتے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

561- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَلَى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(موطا امام مالک، کتاب الطهارة، باب ما جاء في

(الرعاف والقي، صفحہ 27)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں جب نماز میں آدمی کو نکسیر پھوٹ پڑے یا اس کو تے آجائے یا وہ مذی پائے تو وہ پلٹ جائے وضو کرے پھر لوٹ کر باقی ماندہ نماز کو گزشتہ نماز پر بنا کرتے ہوئے پورا کرے جب تک کہ اس نے گفتگو نہ کی ہو۔ اس کو عبد الرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

562- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا رَعَفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْئُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَإِنَّهُ يَنْصَرِفُ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ يَرْجِعْ فَيَتِمُّ مَا بَقِيَ عَلَى مَا مَطَى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوة، باب الرجل

يحدث ثم يرجع قبل ان يتكلم، جلد 2 صفحہ 339)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دوران نماز اپنے پیٹ میں ہوا پائے یا تے یا تکسیر تو وہ پلٹ جائے وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کرے جب تک کہ اس نے کلام نہ کیا ہو۔ اس کو دار قطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

563- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فِي بَطْنِهِ ذُرًّا أَوْ قَبِيًّا أَوْ رُعَافًا فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَنْهِنِ عَلَى صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(دار قطنی 'کتاب الطہارۃ' باب الوضوء من الخارج من البدن... الخ جلد 1 صفحہ 158)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص تشہد کی مقدار بیٹھ جائے پھر اس کو حدث لاحق ہو تو تحقیق اس کی نماز پوری ہوگئی اس کو بیہقی نے سنن میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

564- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُدِ ثُمَّ أَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّ صَلَاتُهُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(السنن الکبزی للبیہقی 'کتاب الصلوٰۃ' باب تحلیل الصلاة بالتسلیم جلد 1 صفحہ 173)

### شرح: احکام فقہیہ

نماز میں جس کا وضو جا تا رہے اگرچہ قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے، تو وضو کر کے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے، اس کو بنا کہتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ سرے سے پڑھے اسے استیناف کہتے ہیں، اس حکم میں عورت مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الحدیث فی الصلاة، ج 1، ص ۶۳۲ - ۶۵۳) (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب السادس فی الحدیث فی الصلاة، ج 1، ص ۹۳)

مسئلہ ۱: جس رکن میں حدث واقع ہو، اُس کا اعادہ کرے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب السادس فی الحدیث فی الصلاة، ج 1، ص ۹۳)

مسئلہ ۲: بنا کے لیے تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں، اگر ان میں ایک شرط بھی معدوم ہو، بنا جائز نہیں۔

(۱) حدث بموجب وضو ہو۔

(۲) اُس کا وجود نادر نہ ہو۔

(۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی نہ وہ بندہ کے اختیار سے ہو نہ اس کا سبب۔

(۴) وہ حدث اس کے بدن سے ہو۔

(۵) اس حدث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کیا ہو۔

(۶) نہ بغیر عذر بقدر ادا کے رکن ٹھہرا ہو۔

(۷) نہ چلتے میں رکن ادا کیا ہو۔

(۸) کوئی فصل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی، نہ کیا ہو۔

(۹) کوئی ایسا فصل کیا ہو جس کی اجازت تھی، تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔

(۱۰) اس حدیث سماوی کے بعد کوئی حدیث سابق ظاہر نہ ہو۔

(۱۱) حدیث کے بعد صاحب ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔

(۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے، دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔

(۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو، جو لائق امامت نہیں۔

(المرجع السابق، وادرا الحقا، کتاب الصلاة، باب الاختلاف، ج ۲، ص ۲۲۲)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ

فرمائیں۔

دوران نماز پیشاب روکنے کا بیان

بَابُ فِي الْحَقْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہ تو کھانے کی موجودگی میں نماز ہوتی ہے نہ اس حالت میں کہ نمازی کو پیشاب پاخانہ دفع کرنے ہوں۔

565. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بِمَحْضَرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب المسجد، باب كراهة الصلوة بحضور الطعام... الخ، جلد 1 صفحہ 208)

شرح: منقتر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں کمال نماز کی نفی ہے، یعنی جب بھوک کی تیزی یا پیشاب پاخانہ کی حاجت کی وجہ سے نماز میں دل نہ لگے تو نماز کامل نہیں، تے، درد وغیرہ تمام عوارض کا یہی حکم ہے حتیٰ کہ اگر دوران نماز یہ عارضے پیش آجائیں تو نماز توڑ دے بعد فراغت دوبارہ پڑھے۔

آپ سلیمان ابن یسار ہیں، ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام، بڑے فقیہ، محدث، عابد، و تارک الدنیا تابعی ہیں، آپ کے بھائی عطا ابن یسار ہیں، ۷۳ عمر ہوئی، ۱۰۰ھ میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بلاط لغت میں وہ پتھر ہے جس کا مکانون میں فرش لگایا جاتا ہے یہاں وہ جگہ مراد ہے جو حضرت عمر نے مسجد نبوی شریف کے متصل چبوترے کی شکل میں بنائی تھی تاکہ اگر کسی کو کوئی دنیاوی بات کرنا ہو تو مسجد سے نکل کر وہاں جا کر کرے۔ یعنی مسجد نبوی میں جماعت اولیٰ ہو رہی ہے اور آپ یہاں بیٹھے ہیں کیا وجہ ہے۔ خیال رہے کہ آپ مسجد سے علیحدہ

بیٹھے تھے لہذا جائز تھا۔

حق یہ ہے کہ یہ نماز فجر یا عصر یا مغرب تھی جس کے بعد نفل درست نہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں یہ نماز پڑھ چکا ہوں اور اس کے بعد نفل جائز نہیں تو لامحالہ دوبارہ فرض ہی کی نیت سے پڑھوں اور ایک دن میں ایک فرض دوبارہ ہو نہیں سکتے اسکے اور مطلب بھی بیان کیے گئے مگر یہ بہتر ہے اس صورت میں یہ حدیث گزشتہ احادیث کے خلاف بھی نہیں اور اس پر کچھ شبہ بھی نہیں اگلی حدیث اس کی شرح ہے۔ اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ شہر میں بعد نماز جمعہ احتیاطی نفل کی نیت سے نفل کے طریقہ پر پڑھے کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور گاؤں میں جمعہ نہ پڑھے کہ وہاں جمعہ ہوتا نہیں اگر پڑھا تو نفل ہوگا اور نفل جماعت و خطبہ و اذان سے پڑھنا، پھر فرض ظہر اکیلے پڑھنا بہت برا ہے لیکن اگر کسی نے پڑھ لیا تو بہت بعد میں ظہر فرض کی نیت سے پڑھے، ان مسائل کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۸۱)

566- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ  
وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ. رَوَاهُ  
الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے اور نماز کھڑی ہو جائے تو اسے چاہئے کہ پہلے قضاء حاجت کرے۔ اس کو چار محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ترمذی 'ابواب الطہارۃ' باب ماجاء اذا اقيمت الصلوة ووجد احدكم الخلاء... الخ' جلد 1 صفحہ 36) (ابوداؤد 'کتاب الطہارۃ' باب ایصلی الرجل وهو حاقن' جلد 1 صفحہ 12) (نسائی 'کتاب الامامة والجماعة' باب العذر فی ترک الجماعة' جلد 1 صفحہ 137) (ابن ماجہ 'ابواب الطہارۃ' وسننہا' باب النهی للحاقن ان یصلی' صفحہ 48)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ مشہور صحابی ہیں، فتح مکہ کے سال ایمان لائے، کاتب وحی رہے، حضرت صدیق وقاروق کے کاتب، عثمان غنی کے بیت المال کے منتظم تھے مگر اجرت کبھی نہ لی۔

تاکہ نماز اطمینان سے ادا ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ عذر بھی ترک جماعت کو مباح کر دیتا ہے بلکہ اگر دوران نماز یہ حاجت پیش آجائے تو نماز توڑنا ضروری ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۹۳)

567- وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَجُلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ لَا يَوْمَ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَغْضُ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین کام وہ ہیں جو کسی کو کرنا جائز نہیں ایسا شخص قوم کی امامت

ہرگز نہ کرے کہ دعا میں اپنے آپ کو خاص کرے انہیں چھوڑ کر اگر ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور اجازت سے پہلے کسی گھر میں نہ جھانکے اگر ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور پیشاب پاخانے سے بھاری آدمی نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ ہلکا ہو جائے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

نَفْسُهُ بِالدُّعَاءِ دُونَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ  
وَلَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ  
فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقِيقٌ حَتَّى  
يَتَخَفَّفَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَقَالَ  
الترمذی حَديثٌ حَسَنٌ.

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب ایصلی الرجل وهو حاقن، جلد 1 صفحہ 12) (ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی

کراہیۃ ان یخص الامام نفسه... الخ، جلد 1 صفحہ 82)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی نماز کے بعد صرف اپنے لئے دعا کرے یا اس طرح کہ صاف کہے کہ خدا یا مجھ پر رحم کرنے کہ کسی اور پر یا اس طرح کہ ساری دعاؤں میں واحد متکلم کا صیغہ استعمال کرے کوئی صیغہ جمع کا نہ بولے، امام کے لیے یہ دونوں کام سخت منع ہیں ہاں اگر بعض دعائیں جمع کے صیغہ سے مانگے اور بعض واحد کے صیغہ سے تو مضائقہ نہیں (مرقاۃ) لہذا اگر ایک دعا بھی جمع کے صیغہ سے مانگی باقی واحد کے صیغوں سے تو حرج نہیں چنانچہ امام یہ دعا مانگ سکتا ہے "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ" یا یہ دعا "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ" الخ کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیں سکھائی ہیں اور منقول دعاؤں میں الفاظ کی پابندی ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ امام ساری قوم کی نمازوں اور دعاؤں کا امین ہے اسی لیے ایسے امام کو خاص نہ کہا گیا۔

گھر سے مراد عام گھر ہیں خواہ اس میں آدمی رہتے ہوں یا کسی کا سامان موجود ہو۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۳)

کھانے کی موجودگی میں نماز کا بیان

بَابُ فِي الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا کھانا سامنے رکھا جائے اور نماز کی تکبیر کہی جائے تو کھانے سے ابتداء کرو اور کھانے سے فارغ ہونے تک جلدی نہ کرے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

568- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدِءْ وَآ بِالْعَشَاءِ وَلَا يُعَجَّلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری، کتاب الاذان، باب اذا حضر الطعام واقامت الصلوٰۃ... الخ، جلد 1 صفحہ 92) (مسلم، کتاب المساجد، باب

کراہۃ الصلوٰۃ بحضرة الطعام... الخ، جلد 1 صفحہ 208)



شرح: مفسر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حکم اس صورت میں ہے جب بھوک تیز ہو اور نماز کے وقت میں گنجائش ہو۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میرا کھانا نماز بن جائے یہ اچھا مگر میری نماز کھانا بن جائے یہ برا لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں فرمایا گیا کہ کھانے کے لیے نماز مت چھوڑو۔

یعنی مسجد سے بہت قریب ہوتے حتیٰ کہ قرأت کی آواز کانوں میں پہنچتی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۰)

569- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعِشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَأْهُ وَابْعَثْهُ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔ اس کو شیخین نے نقل کیا ہے۔

(بخاری 'كتاب الاذان' باب اذا حضر الطعام واقامت الصلوة' جلد 1 صفحه 92) (مسلم 'كتاب المساجد' باب كراهة

الصلوة بحضرة الطعام... الخ' جلد 1 صفحه 208)

امام پر کیا لازم ہے

بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

570- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز میں تخفیف کرے پس بے شک ان میں کمزور بیمار اور بوڑھے لوگ ہوتے ہیں اور جب وہ اکیلے نماز پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری 'كتاب الاذان' باب تخفيف الامام في القيام... الخ' جلد 1 صفحه 97) (مسلم 'كتاب الصلوة' باب امر الائمة

بتخفيف الصلوة في تمام' جلد 1 صفحه 188)

شرح: مفسر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

لیکن اب عوام اماموں کا حال برعکس ہے کہ اکیلی نماز مختصر پڑھتے ہیں اور جماعت کی نماز طویل خدا ہدایت دے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۵)

571- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا تَأْخُرُ عَن صَلَاةِ

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی خدا کی قسم یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم میں فجر کی نماز سے فلاں شخص کی وجہ سے پیچھے رو جاتا ہوں کہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے (حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) کہ میں نے اس دن سے پہلے نصیحت کے وقت کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ غصے میں نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا بے شک تم میں سے بعض لوگوں کو متفر کر نیوالے ہیں تم میں سے جو لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسی چاہئے کہ وہ تخفیف کرے پس بے شک ان میں کمزور اور بوڑھے اور ضرور تمند ہوتے ہیں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مَعَا يُطِيلُ بِنَا قِمَارَ آيَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَيْكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَّةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری 'كتاب الاذان' باب تخفيف الامام في القيام... الخ' جلد 1 صفحہ 97) (مسلم 'كتاب الاذان' باب امر الائمة بتخفيف الصلوة في تمام' جلد 1 صفحہ 188)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ امام کے قصور کی بنا پر اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے تو گنہگار وہ نہیں ہے بلکہ امام، نیز حاکم یا بزرگ کے سامنے امام کی شکایت کر دینا جائز ہے، نہ یہ غیبت ہے اور نہ امام کی مرتابی، نیز حاکم مقتدیوں کے سامنے امام پر سختی بھی کر سکتا ہے اور ملامت بھی، اس میں اس کی اصلاح ہے نہ کہ ذلیل کرنا۔ درازی نماز اگرچہ عبادت ہے مگر جب کہ اس سے کوئی خرابی نہ پیدا ہو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۵۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مختصر اور پوری نماز نہیں پڑھی اور اگر آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خوف سے نماز میں تخفیف فرماتے کہ کہیں اس کی ماں آزمائش میں نہ پڑ جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

572- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَأَيْتُ إِمَامًا قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا آتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمَّهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'كتاب الاذان' باب من اخف الصلوة عند بكاء الصبي' جلد 1 صفحہ 98) (مسلم 'كتاب الصلوة' باب امر الائمة

بتخفيف الصلوة في تمام)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کی نماز دراز نہ ہوتی تھی اس کے باوجود کوئی مستحب تک نہیں چھوٹا تھا۔ خیال رہے کہ ہلکی نماز سے یہ مراد نہیں کہ سنتیں چھوڑ دیں یا اچھی طرح ادا نہ کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ نماز کے ارکان دراز نہ کرے

بقدر کفایت ادا کرے جیسے رکوع سجدے کی تسبیحیں تین بار کہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کتنی ہی لمبی قرأت کرتے مگر مقتدیوں کو ہلکی ہی معلوم ہوتی تھی لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عورتیں بھی نماز پڑھتی تھیں جو اپنے بچوں کو گھر سلا کر آتی تھیں، جب گھروں سے ان کے رونے کی آواز آتی تو سرکار ان کی ماؤں کے خیال سے نماز ہلکی کرتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۳)

573- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي  
لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ أُرِيدُ أَنْ أَطْوَلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ  
بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةً أَنْ أَشُقَّ  
عَلَى أُمِّهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری، کتاب الاذان،  
باب من اخف الصلوة عند بكاء الصبي، جلد 1 صفحہ 98)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں۔ اس میں لمبی قرأت کرنا چاہتا ہوں تو بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نمازی کا باہر کی آواز سن لینا اور اس کا لحاظ کرنا خشوع نماز کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز میں غیر معین مقتدی کی رعایت کرنا درست ہے جیسے بعض صورتوں میں مقتدیوں کی وجہ سے نماز ہلکی کی جاسکتی ہے، (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۳)

574- وَعَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ أَخِرُ مَا بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا آمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِيفَ بِهِمُ الصَّلَاةَ.  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب سے آخری نصیحت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائی وہ یہ تھی کہ جب تو لوگوں کو جماعت کرائے تو انہیں مختصر نماز پڑھا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم، کتاب الصلوة، باب امر الائمة بتخفيف الصلوة في تمام، جلد 1 صفحہ 188)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ ثقفی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور عہد صدیقی و فاروقی میں طائف کے عامل رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنی ثقیف نے مرتد ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایمان میں آخرتھے کفر میں آگے کیوں ہوئے جاتے ہو اور سب کو ارتداد سے روک لیا۔

غالب آپ کو طائف بھیجتے وقت آخری یہ وصیت فرمائی ہوگی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۵۸)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز میں) تخفیف کا حکم دیتے تھے اور ہمیں سورۃ والصفات کے ساتھ نماز پڑھاتے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

575- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالتَّخْفِيفِ وَيُؤْمِنَا بِالصَّافَاتِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(نسائی 'کتاب الامامة والجماعة' باب الرخصة للامام في التطويل 'جلد 1 صفحہ 132)

مقتدی پر امام کی کتنی اتباع لازم ہے

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

576- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

(بخاری 'کتاب الاذان' باب اثم من رفع رأسه قبل الامام 'جلد 1 صفحہ 96) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب تحريم سبق

الامام بركوع... الخ' جلد 1 صفحہ 181) (نسائی 'کتاب الامامة والجماعة' باب مبادرة الامام 'جلد 1 صفحہ 132) (ترمذی 'ابواب ما يتعلق بالصلوة' باب ما جاء في التشديد في الذي يرفع رأسه قبل الامام 'جلد 1 صفحہ 129) (ابوداؤد 'کتاب الصلوة' باب التشديد في من يرفع قبل الامام... الخ' جلد 1 صفحہ 91) (ابن ماجه 'ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها' باب النهي ان يسبق الامام بالركوع والسجود' صفحہ 69) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 469)

شرح: مُفَسِّرُ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْحَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمَّانِ فَرَمَاتے ہیں:

یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے کسی کی تاویل کی ضرورت نہیں یعنی امام سے آگے بڑھنا اتنا جرم ہے کہ اس پر صورت مسخ ہو سکتی ہے اگر کبھی نہ ہو تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ ہے۔ یہاں مرقاۃ نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ ایک محدث دمشق کے کسی مشہور شیخ کے پاس حدیث سیکھنے گئے وہ شیخ پردے میں رہ کر انہیں حدیث پڑھایا کرتے تھے ایک دن ان کے اصرار پر پردہ اٹھایا تو ان کی صورت گدھے کی سی تھی اور فرمایا کہ میں اس حدیث کو خلاف عقل سمجھ کر آزمائش کے لیے امام سے آگے بڑھا تھا تو اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۵۸)

577- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي  
الْبَرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ  
اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَخِنْ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَقَعَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعَ  
مُجْبُودًا بَعْدَهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹے نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سماع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پشت نہ جھکا تا حتیٰ کہ آپ سجدہ میں تشریف لے جاتے پھر ہم آپ کے بعد سجدے میں جاتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب متى يسجد من خلف الامام' جلد 1 صفحہ 96) (مسلم 'کتاب الصلوة' باب متابعة الامام

والعمل بعده' جلد 1 صفحہ 189)

578- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ  
فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ  
أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي  
بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا  
بِالْإِنصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَا حِي وَمَنْ خَلْفِي.  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم 'کتاب الصلوة' باب تحريم سبق  
الامام برکوع... الخ' جلد 1 صفحہ 180)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پس جب آپ نماز پڑھا چکے تو ہمارے طرف اپنے چہرہ انور سے متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو بے شک میں تمہارا امام ہوں پس تم مجھ سے رکوع سجدے قیام اور سلام میں آگے نہ بڑھو پس بے شک میں تمہیں اپنے آگے اور پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اس میں خطاب بنا قیامت سارے مسلمانوں سے ہے۔ معنی یہ ہیں کہ اے میری امت والو! نماز درست پڑھا کرو، تم کہیں ہو اور کبھی ہو میں تمہاری نمازیں دیکھتا ہوں، بعض روایات میں ہے کہ مجھ پر تمہارے رکوع اور سجدے، دل کے خشوع و خضوع پوشیدہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دلی رازوں سے بھی خبردار ہیں۔ انبیاء و اولیاء آنے والے واقعات کو مثل موجود دیکھ لیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں دوزخ و جنت میں عذاب و ثواب پانے والوں کو ان کے ٹھکانوں میں دیکھا حالانکہ یہ عذاب و ثواب بعد قیامت ہوں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس میں خطاب صحابہ سے ہو اور بعد بمعنی خلف ہو یعنی اے صحابہ! تم کسی صف میں اور کہیں ہوں مگر ہماری نگاہیں تمہاری نمازوں کو دیکھتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں اندھیرے اجالے میں کھلی چھپی چیزوں کو بے تکلف دیکھ لیتی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

تھا کہ جو کچھ تم گھروں میں کھا کر یا بچا کر آتے ہو میں تمہیں بتا سکتا ہوں، یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے اس میں کسی تاویل وغیرہ کی گنجائش نہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۹۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷ تا ۹، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد احصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## آبوابِ صَلَاةِ الْوَيْتْرِ

بَابُ مَا اسْتُدِلُّ بِهِ عَلَى

وُجُوبِ صَلَاةِ الْوَيْتْرِ

## وتر کی نماز کا بیان

ان روایات کا بیان جن سے وتر کے

وجوب پر استدلال کیا گیا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی رات کی نماز میں وتر کو آخر میں پڑھوں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

579- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَوَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری 'ابواب الوتر' باب لیجعل آخر صلواته وترًا جلد 1 صفحہ 136) (مسلم 'کتاب صلوة المسافرین' باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 1 صفحہ 257)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی شرح ابھی عرض کی جا چکی ہے کہ یہ حدیث تہجد والوں کے لیے تہجد کے اعتبار سے ہے اور تہجد نہ پڑھنے والوں کے لیے عشاء کے اعتبار سے یعنی تہجد والے وتر تہجد سے پہلے نہ پڑھیں اور دوسرے لوگ وتر عشاء سے پہلے نہ پڑھیں لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو نفل پڑھتے تھے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 296)

580- وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوَيْتْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم صبح سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا۔

(مسلم 'کتاب صلوة المسافرین' باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 1 صفحہ 257)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حکم وجوبی ہے کیونکہ وتر کا وقت عشاء کے بعد صبح تک ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کی بناء پر فرمایا کہ وتر کی قضا نہیں مگر صحیح یہ ہے کہ قضا ہے حتیٰ کہ اگر صاحب ترتیب کے وتر رہ گئے ہوں اور وہ عمدتاً وتر بغیر قضا کیے فجر پڑھے تو اس کی فجر نہ ہوگی یہی امام اعظم کا قول ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو وتر سے سو جائے وہ صبح کے بعد پڑھ لے اس لیے امام شافعی بھی قضا وتر کے قائل ہیں۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 296)

581- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صبح

تُصْبِحُوا. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبَخَارِي.

ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔ اس کو محمد شین بن یس  
جماعت نے روایت کیا۔ سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ کے۔

(مسلم، کتاب صلوة المسافرين، باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم) (ترمذی، ابواب الصلوة

الوتر، باب ماجاء فی مبادرۃ الصبح بالوتر، جلد 1 صفحہ 107) (نسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، باب الامر بالوتر

قبل الصبح، جلد 1 صفحہ 247) (ابن ماجہ، ابواب الوتر، باب من نام عن وتر او تصیبا صفحہ 84) (مسند احمد

جلد 3 صفحہ 13) (مستدرک حاکم، کتاب الوتر، جلد 1 صفحہ 301)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ  
خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نہ اٹھ سکے گا۔ وہ  
رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لے اور جس کو رات کے  
آخری پہراٹھنے کا شوق ہو وہ رات کے آخری حصے میں  
وتر پڑھے پس بے شک رات کے آخری حصے میں فرشتے  
حاضر ہوتے ہیں اور یہ شخص ہے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

582- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَنْ  
لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمَعُ  
أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ  
آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ. رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب صلوة المسافرين، باب صلوة  
اللیل و عدد... الخ، جلد 1 صفحہ 258)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمُحْتَمَانِ فَرَمَاتِي هِي:

یہ امر وجوبی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق اول شب میں وتر پڑھ لیتے تھے اور حضرت عمر فاروق آخر شب میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا کہ ابو بکر تم احتیاط پر عمل کرتے ہو اور اے عمر تم قوت و اجتہاد پر۔ خیال رہے کہ یہاں فرشتوں سے مراد رحمت  
کے فرشتے ہیں جو آخر شب میں اللہ کی رحمتیں لے کر اترتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ مشہود کے معنی ہیں عظمت و  
گواہی دی ہوئی۔ (مراة المناجیح ج ۲ ص ۳۹۸)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرماتے  
ہوئے سنا کہ وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ  
ہمیں سے نہیں وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ

583- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوُتْرُ  
حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ  
يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ



فَلَيْسَ مِتًّا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب فی من لم یوتر، جلد 1 صفحہ 201)

ہم میں سے نہیں وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی وتر فرض عملی اور واجب اعتقادی ہیں۔ (مرقاۃ) لہذا جو اس کے وجوب کا عناد انکار کرے وہ ہمارے طریقہ سے خارج یعنی گمراہ ہے اور جو اسے واجب جانتے ہوئے نہ پڑھے وہ جماعت صالحین سے خارج ہے اور سخت گنہگار ہے، یہ امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر واجب ہیں۔ خیال رہے کہ جو مجتہد تاویل سے اس کے وجوب کا انکار کرے ان کا یہ حکم نہیں جیسا کہ تمام فرائض عملی اور واجبات کا حال ہے۔ ہم امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو سخت منع کرتے ہیں، امام شافعی واجب فرماتے ہیں مگر کوئی کسی کو گمراہ نہیں کہہ سکتا۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱۳)

584- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوِثْرُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي مُسْنَدِ الشَّامِيِّينَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک زائد نماز (لازم) کی ہے اور وہ وتر ہیں۔ اس کو طبرانی نے مسند شامیین میں روایت کیا اور حافظ نے سند حسن کے ساتھ درایہ میں اس کو روایت کیا۔

(الدراية، کتاب الصلوة، باب صلوة الوتر نقلًا عن المسند الشاميين للطبراني، جلد 1 صفحہ 189)

585- وَعَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَالَ إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوِثْرُ فَصَلُّوهَا قَبْلَ بَيْنِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ قَالَ أَبُو تَمِيمٍ فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ فَسَارَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى أَبِي بَصْرَةَ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا قَالَ عَمْرُو وَقَالَ أَبُو بَصْرَةَ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

حضرت ابوتیمیم جیشانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا تو فرمایا بے شک ابوبصرہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زائد (لازم) کی ہے اور وہ وتر ہیں۔ پس تم اسے نماز عشاء سے فجر تک کے درمیان پڑھو۔ ابوتیمیم کہتے ہیں ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد میں ابوبصرہ کے پاس لے گئے تو ان سے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.  
 علیہ وسلم کو وہ فرماتے ہوئے سنا جو عمر و کہہ رہا ہے تو ابو بھرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاکم اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 8 صفحہ 7) (مسند رک حاکم 3 صفحہ 593) (مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی

الوتر نقلًا عن الطبرانی فی الكبير جلد 2 صفحہ 239)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
 ہمارے مذہب میں وتر واجب ہی ہیں اور اگر سنت بمعنی مقابل واجب کے نیت کی تو ہمارے امام کے نزدیک وتر ادا نہ ہوں گے۔

فی الدر المختار لا بد من التعین عند النية لفرض انه ظهر او عصر و واجب انه و تراوند  
 اہ مختصرا و فی رد المحتار ای لا یلزمه تعین الوجوب وان کان حنفیا ینبغی ان ینویہ لیطابق  
 اعتقاده الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(در مختار، باب شروط الصلوٰۃ، مطبع مہجائی دہلی بھارت 1/24) (رد المحتار، باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مآج ایم سعید کمپنی کراچی 1/319)

در مختار میں ہے نیت کے وقت اس بات کا تعین کہ یہ فرض ہے مثلاً یہ ظہر و عصر کی نماز ہے یا واجب مثلاً وتر یا نذر کی نماز ہے ضروری ہے اہ اختصاراً، اور رد المحتار میں ہے کہ تعین وجوب لازم نہیں، ہاں اگر وہ حنفی ہو تو مناسب یہی ہے کہ اس کی نیت کرے تاکہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق ہو جائے الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 320)

586- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَلَّمَ عَنْ وَتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ.  
 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی وتر نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب صبح کرے یا اسے یاد آئے تو وہ وتر نماز پڑھے اس کو دارقطنی نے روایت کیا اور دیگر محدثین نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دارقطنی کتاب الوتر باب من نام عن وتره او نسيه جلد 2 صفحہ 22)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی ان کی قضا واجب ہے، یہ امر وجوب کے لیے ہے یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر واجب ہیں۔

(مرآة المناجیح ج 2 ص 515)

## بَابُ الْوُتْرِ بِخَمْسِ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

587. عن سويد بن جبلة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قلت لابي عبد الله عليه السلام فصل في بيتي من صلوات النبي صلى الله عليه وسلم العشاء ثم جاء إلى منزله فصل أربع ركعات ثم نام ثم قام فبثت فبثت عن يساره فجعلني عن يمينه فصل خمس ركعات ثم صلى ركعتين ثم نام حتى سمعت غطيطة أو خطيطة ثم خرج إلى الصلوة. رواه البخاري. (بخاری، کتاب الاذان باب يقوم عن بين الامام... الخ، جلد 1 صفحہ 97)

وتر پانچ رکعت ہیں یا اس سے زیادہ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر رات گزاری تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر (گھر) تشریف لائے اور چار رکعتیں پڑھ کر سو گئے۔ پھر اٹھے تو میں آکر آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا پس آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعات پڑھیں پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

588. وَعَنْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسَ بَيْنَهُنَّ. رَوَاهُ أَبُو كَاوَدٍ فِي إِسْنَادِهِ لِابْنِ. (ابوداؤد، کتاب الصلوة باب في صلوة الليل، جلد 1 صفحہ 192)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ آپ نے آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ پھر پانچ رکعات وتر پڑھے اور ان کے درمیان نہ بیٹھے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

589. وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُؤْتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے اس میں سے پانچ رکعات وتر پڑھتے اور صرف آخر میں بیٹھتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم 'کتاب صلوة المسافرین' باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم 'جلد ۱ صفحہ 254)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب میں آٹھ رکعت تہجد اور پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے، اس طرح کہ ان پانچ رکعتوں میں درمیان میں سلام کے لیے نہ بیٹھتے بلکہ سلام آخر میں ایک بار پھیرتے تھے، یہاں بیٹھنے سے مراد سلام کے لیے بیٹھنا ہے نہ کہ التحیات کے لیے بیٹھنا کیونکہ ہر وقت نماز میں ہر دو رکعت پر بیٹھنا التحیات پڑھنا تمام آئمہ کے ہاں واجب ہے۔ خیال رہے کہ پانچ رکعت وتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا فعل شریف تھا جو بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ان ہی عائشہ صدیقہ کی روایات اسی باب میں تین رکعت وتر کی آ رہی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ہے جو اس عمل کا نسخ ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۳)

590- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ

أَنْبِئِي عَن وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنَّا نَعُدُّ لَهُ سِوَاكَ وَطَهْوَرَهُ

فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ

فَيَتَسَوَّكَ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا

يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذُكُرُ اللَّهَ وَيُحَمِّدُهُ

وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ

فِيصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذُكُرُ اللَّهَ وَيُحَمِّدُهُ

وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْبِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي

رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَتِلْكَ

إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بِنْتِي فَلَمَّا أَسَنَ نَبِيُّ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْ تَرَ

بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ

فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بِنْتِي وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا

وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنِ قِيَامِ اللَّيْلِ

حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا۔ اے ام المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وتر (نماز) کے بارے میں خبر دیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے تو رات کو اللہ تعالیٰ جب چاہتا آپ کو اٹھا دیتا، پس آپ مسواک کرتے وضو کرتے اور نو رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں نہ بیٹھتے سوائے آٹھویں رکعت کے پس وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعائیں پھر بغیر سلام پھیرے اٹھتے اور کھڑے ہو کر نو رکعت پڑھتے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعائیں پھر بلند آواز سے سلام پھیرتے اور ہمیں سناتے پھر سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تو اے میرے بیٹے یہ گیارہ رکعتیں ہیں۔ پس جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ کا مبارک بدن بھاری ہو گیا تو سات رکعات وتر

پڑھتے اور دو رکعتوں میں آپ ایسا ہی کرتے جیسا کہ پہلے کرتے تھے اے بیٹے یہ نور کعتیں ہیں اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کو پسند فرماتے تھے۔ جب کبھی آپ پر نیند کا غلبہ لوتا یا درد کی وجہ سے رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن کو بارہ رکعات ادا فرماتے تھے اور نہ میں نہیں جانتی کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو اور نہ کبھی آپ نے ساری رات صبح تک نماز پڑھی اور پورے ماہ کے روزے رکھے سوائے رمضان کے۔ اس کو امام مسلم، احمد، ابوداؤد اور نسائی (رحمۃ اللہ علیہم) نے روایت کیا۔

صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ. (مسلم، کتاب صلوة المسافرین، باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 1 صفحہ 256) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 54) (ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب فی صلوة اللیل، جلد 1 صفحہ 190) (نسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، باب کیف الوتر بسبع، جلد 1 صفحہ 250)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، تابعی ہیں، حضرت انس ابن مالک کے چچا زاد بھائی ہیں، غزوہ ہند میں شریک ہوئے اور مکران میں شہید ہوئے، خواجہ حسن بصری نے آپ سے روایات لیں۔ (اشعہ)

یعنی قرآن کریم پر عمل آپ کی جبلی عادات کریمہ تھیں، یہ خاموش قرآن ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولتا ہوا قرآن، آپ کا ہر عمل قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچپن شریف سے ہی قدرتی طور پر قرآن پر عامل تھے، قرآن ہماری ہدایت کے لیے آیا نہ کہ حضور کی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی لیے فرمایا گیا "هُدًى لِلنَّاسِ" اور فرمایا "هُدًى لِلْمُتَّقِينَ" قرآن لوگوں کا یا متقین کا ہادی ہے نہ کہ آپ کا، آپ تو اول ہی سے ہدایت یافتہ ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور وضو کا پانی آپ کے سرہانے اول رات ہی میں رکھ دیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں سرہانے رکھ کر سونا سنت ہے اور یہ خدمت بیوی کے ذمہ ہے۔

نہ سلام کے لیے نہ التحیات کے لیے بلکہ مسلسل آٹھ رکعتیں پڑھتے جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

یعنی آٹھویں رکعت پر بیٹھتے تو مگر التحیات وغیرہ پڑھنے کے لیے نہ کہ سلام پھیرنے کے لیے۔ خیال رہے کہ ام المؤمنین نے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تہجد بیان فرمائی نہ کہ صرف وتر اور یہ حدیث بالاتفاق منسوخ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا عمل تھا اب کسی کے نزدیک وتر تہجد سے ملا کر پڑھنا جائز نہیں اور کسی کے ہاں آٹھ رکعتیں مسلسل پڑھنا

درست نہیں اگر اٹھ لی امت ہاند سے تو وہ رکعت میں بیٹھنا اور اتھمات پڑھنا واجب ہے لہذا یہ حدیث عائشہ صدیقہ کی تین رکعت والی وتر کی حدیث کے خلاف نہیں کہ یہاں پہلے عمل کا ذکر ہے اور وہاں آخری کا۔

اس سے معلوم ہوا کہ وتر کے بعد دو عمل پڑھنا مستحب ہے کھڑے ہو کر پڑھنا ثواب کی زیادتی کا باعث ہے اور بیٹھ کر قریب زیادہ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل شریف ہے۔ وہ جو حدیث شریف میں آیا کہ سات میں وتر کو آخری نماز بناؤ وہاں تہجد سے مراد آخری تہجد پہلے پڑھو وتر بعد میں یہ دو عمل تہجد نہیں۔

اس طرح کہ چار رکعت تہجد اور تین رکعت وتر علیحدہ وتر یہ اور سلام سے جیسا کہ آگے نہیں کی روایت میں آ رہا ہے۔ اس جملہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا والا عمل بالکل منسوخ ہے۔

یعنی آخری شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تہجد وتر میں تو تبدیلی واقع ہوئی مگر وتر کے بعد نفلوں میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی اسی طرح بیٹھ کر پڑھتے رہے اولیٰ سے مراد پہلی حالت ہے۔

زوال سے پہلے پہلے یا اس لیے پڑھتے کہ آپ پر نماز تہجد فرض تھی اور فرض کی قضا ضروری ہے تب تو یہ قضا آپ کی خصوصیت ہے یہ اس لیے کہ جس کی تہجد رہ جائے اور وہ زوال سے پہلے بارہ رکعتیں پڑھ لے تو تہجد کا ثواب پائے گا۔

سبحان اللہ! یہ عائشہ صدیقہ کی انتہائی احتیاط ہے کہ اپنے علم کی نفی فرما رہی ہیں یعنی ممکن ہے کہ آپ نے سفر میں یا دوسری بیوی کے ہاں یہ عمل کیے ہوں مگر میرے علم میں یہ بات نہ آئی۔ عائشہ صدیقہ کی وہ روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے شعبان کے روزے رکھتے تھے اس حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ وہاں سارے ماہ سے اکثر مراد ہے یعنی قریباً سارا مہینہ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا قرآن پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ نزول قرآن کی تکمیل وفات شریف سے چند روز پہلے ہی ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل امت کی آسانی کے لئے نہ کیئے تاکہ ساری رات نماز اور سارے مہینوں کے روزے سنت نہ ہو جائیں، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خدشہ نہ تھا اس لیے بعض صحابہ نے کبھی تمام رات بھی نمازیں پڑھی ہیں اور ایک رکعت میں ختم قرآن بھی کیا ہے اور ہمیشہ صائم بھی رہے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۵)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبدالرحمن اعوج حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم تین رکعات وتر نہ پڑھو بلکہ پانچ یا سات رکعات وتر پڑھو اور اسے مغرب کی نماز کے مشابہتہ بناؤ۔ اس کو دارقطنی حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور حافظ نے کہا ہے اس کی سند

591- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ بِسَبْعٍ وَلَا تُشْتَبَهُ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالتَّحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ إِسْنَادُهُ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ

بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

(دارقطنی 'کتاب الوتر' باب تشبہوا الوتر بصلوة المغرب 'جلد 2 صفحہ 24) (مستدرک حاکم 'کتاب الوتر' باب الوتر 'جلد 1 صفحہ 304) (سنن الکبیری للبیہقی 'کتاب الصلوة' باب من اوتر بثلاث موصلات... الخ 'جلد 3 صفحہ 31) (الدرایة 'کتاب الصلوة' باب صلوة الوتر 'جلد 1 صفحہ 190)

حضرت عراق بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم تین رکعت وتر پڑھ کے مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ لیکن تم پانچ سات نو یا گیارہ رکعات یا اس سے زیادہ وتر پڑھو اس کو محمد بن نصر مروزی ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

592- وَعَنْ عِرَاقِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ تُشَبِّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلَكِنْ أُوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ أَوْ بِتِسْعٍ أَوْ بِأَحَدَى عَشْرَةَ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ رُوَيْحٍ وَابْنُ حَبَانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(قیام اللیل 'کتاب الوتر' باب الوتر بثلاث عن الصحابة والتابعين 'صفحہ 215) (صحیح ابن حبان 'کتاب الصلوة' جلد 5 صفحہ 68 رقم الحدیث: 2420) (مستدرک حاکم 'کتاب الوتر' باب الوتر حق 'صفحہ 204)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ وتر سات یا پانچ رکعتیں ہیں اور میں تین ناقص رکعتوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس کو محمد بن نصر اور طحاوی نے روایت کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

593- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ الْوِتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ وَلَا تُحِبُّ ثَلَاثًا بَرَاءً. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ رُوَيْحٍ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(قیام اللیل 'کتاب الوتر' باب الوتر بثلاث عن الصحابة 'صفحہ 215) (طحاوی 'کتاب الصلوة' باب الوتر 'جلد 1 صفحہ 199)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وتر سات یا پانچ رکعتیں ہیں اور بے شک میں ناپسند کرتی ہوں یہ کہ وتر تین ناقص رکعتیں ہوں۔ اس کو محمد بن نصر اور طحاوی نے بیان کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیوی

594- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ الْوِتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ وَإِنِّي لَا كَرَهُ أَنْ يَكُونَ ثَلَاثًا بَرَاءً. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ رُوَيْحٍ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النَّيْمَوِيُّ إِنَّ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَالْتَهَى فِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ مَحْمُولٌ عَلَى أَنْ يُصَلِّيَ وَثْرًا بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَلَمْ يَتَقَدَّمْهُ تَطَوُّعٌ إِلَّا مَا رَكَعَتَانِ وَإِمَّا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.

فرماتے ہیں: تین رکعت وتر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہیں ان احادیث میں نبی کو اس بات پر محمول کریں گے کہ وہ تین رکعت وتر اس طرح پڑھے کہ اس سے پہلے دو یا چار یا اس سے زیادہ رکعات نفل نہ پڑھے ہوں۔

(قیام اللیل، کتاب الوتر، باب الوتر بثلاث عن الصحابة، صفحہ 215) (طحاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب

الوتر، جلد 1 صفحہ 197)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وتر کے لغوی معنی ہیں طاق عدد و جمع یعنی شفع کا مقابل، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَالشَّفْعُ وَالْوَتْرُ"۔ شریعت میں وتر خاص نماز کا نام ہے جو عشاء کے بعد متصل یا تہجد کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ وتر میں علماء کے پانچ اختلاف ہیں: ایک یہ کہ وتر سنت ہیں یا واجب؟ ہمارے ہاں واجب ہیں۔ دوسرے یہ کہ وتر ایک رکعت ہے یا تین؟ ہمارے ہاں تین رکعت۔ تیسرے یہ کہ اگر تین رکعت ہے تو دو سلام سے یا ایک سلام سے؟ ہمارے ہاں ایک سلام سے ہے۔ چوتھے یہ کہ وتر میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھی جائے گی یا صرف رمضان کے آخری پندرہ دن میں؟ ہمارے ہاں ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ خیال رہے کہ اس باب میں وتر کبھی صرف اس ایک رکعت کو کہا جائے گا جو وتر کے آخر میں ہوتی ہے، کبھی پوری تین رکعتوں، کبھی پوری تہجد کو، جہاں ارشاد ہوگا کہ وتر سات یا نو یا گیارہ رکعتیں پڑھیں وہاں پوری تہجد مراد ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں وتر کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں مطالعہ فرماؤ۔ یہاں بھی احادیث کی شرح میں کچھ عرض کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ! (مراۃ المناجیح ج 2 ص 521)

### ایک رکعت وتر کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پس جب تم میں سے کسی کو صبح طلوع ہونے کا خوف ہو تو وہ ایک رکعت پڑھے وہ ایک رکعت اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے

### بَابُ الْوَتْرِ بِرَكَعَةٍ

595- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثَلِي مَثَلِي فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رَكَعَةً وَاحِدَةً تَوَتَّرَ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ



روایت کیا۔

(بخاری 'ابواب الوتر' باب ما جاء في الوتر' جلد 1 صفحہ 135) (مسلم 'كتاب صلوة المسافرين' باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم' جلد 1 صفحہ 257) (ترمذی 'ابواب الصلوة' باب ما جاء ان صلوة الليل مثنى مثنى' جلد 1 صفحہ 98) (ابوداؤد 'كتاب الصلوة' باب صلوة الليل مثنى مثنى' جلد 1 صفحہ 187) (نسائی 'كتاب قيام الليل... الخ' باب كيف صلوة الليل' جلد 1 صفحہ 246) (ابن ماجه 'ابواب اقامة الصلوة... الخ' باب ما جاء في صلوة الليل ركعتين... الخ' صفحہ 94) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 102)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجحآن فرماتے ہیں:

اس طرح کہ دو رکعت سے ایک رکعت ملا دی جس سے وہ نماز وتر بن گئی اور اگر یہ معنی ہیں کہ ایک رکعت وتر پڑھی تو یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو ان سے زیادہ فقیہ ہیں تین وتر پڑھتے تھے۔

یعنی تیسری رکعت میں انہیں پتہ لگا کہ ابھی رات زیادہ ہے تو اس ہی میں ایک رکعت اور ملا کر چار رکعت پڑھ لیں جو تہجد کے نفل ہو گئے یہ بھی حضرت ابن عمر کا اجتہاد ہے ورنہ وتر واجب ہیں انہیں شروع کر کے دیدہ و دانستہ نفل نہیں بنایا جاسکتا آپ نے یہ عمل کیا اس لیے تاکہ وتر آخری نماز رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل ہو جاوے۔

یہاں ایک شب میں دو وتر نہ ہوئے جو ممنوع ہے بلکہ پہلی بار کے وتر تو نفل بنا دیئے تھے اب یہ نماز وتر ہوئی اور اس کے معنی یہ ہی ہیں کہ آپ نے ایک رکعت دو سے ملا کر تین وتر پڑھے، ب استعانت کی ہے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 521)

596- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا أَضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْزِنُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے وقت گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک رکعت وتر پڑھتے پس جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آتا تو آپ دو مختصر رکعتیں پڑھتے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم 'كتاب صلوة المسافرين' باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم' جلد 1 صفحہ 253) (واخرجه البخاری في جلد 1 صفحہ 87' جلد 1 صفحہ 135' جلد 1 صفحہ 151' جلد 1 صفحہ 155' جلد 1 صفحہ 156' جلد 2 صفحہ 933' ولكن لم اجد فيه "يوتر منها بواحدة")

شرح: اس طرح کی آٹھ رکعت تہجد پڑھتے تھے تین رکعت وتر۔ خیال رہے کہ بغیر عشاء پڑھے تہجد نہیں ہو سکتی۔ اس آخری جملہ سے بہت لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے، بعض نے اس کے یہ معنی کئے دس رکعتیں تہجد پڑھی ہر دو رکعت پر

سلام اور ایک رکعت وتر پڑھی مگر اس بناء پر یہ روایت ان تمام روایات کے خلاف ہوگی جن میں تین رکعت وتر کی تصریح ہے یا جن میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی رکعت اول میں سورہ اعلیٰ پڑھی دوسری میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" تیسری میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"۔ بعض لوگوں نے یہ معنی کیئے کہ تہجد آٹھ رکعتیں پڑھیں اور وتر تین رکعتیں اگر اس طرح کہ وتر کی دو رکعت ایک سلام سے اور ایک رکعت ایک سلام سے مگر یہ معنی ان احادیث کے خلاف ہیں جن میں وارد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقص نماز ایک رکعت والی نماز سے منع فرمایا، ارشاد فرمایا کہ مغرب دن کے وتر ہیں اور وتر رات کے وتر، لہذا اس حدیث کے معنی وہی درست ہیں جو احناف نے کیئے وہ یہ کہ دو رکعت پر سلام تو تہجد میں پھیرا اور وتر اس طرح پڑھے کہ دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت اور ملالی جس سے یہ ساری نماز وتر یعنی طاق ہوگئی یعنی پڑ گئے کی ب تعدیہ کی نہیں بلکہ استعانت کی ہے اب یہ کسی حدیث سے متعارض نہیں۔

یعنی نماز تہجد کا ہر سجدہ یا وتر کا ہر سجدہ یا تہجد سے فارغ ہو کر شکر کا ایک سجدہ اتنا دراز ادا کرتے کہ تم میں سے کوئی آدمی اتنی دیر میں پچاس آیات تلاوت کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کے بعد اس کا شکر یہ ادا کرنا کہ رب نے اس نماز کی توفیق بخشی بہتر ہے۔

جب خوب روشنی ہو جاتی تو سنت فجر ادا فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فجر اجیالے میں پڑھنا سنت ہے اس طرح کہ سنتیں بھی بلکہ اذان فجر بھی اجیالے میں ہو ورنہ ام المؤمنین تَبَدُّلْنَ نہ فرماتیں۔

یعنی حضرت بلال جماعت کے وقت در دولت پر حاضر ہو کر عرض کرتے کہ کیا تکبیر کہوں آپ اجازت دیتے تب وہ صف میں پہنچ کر تکبیر شروع کرتے جب "حی علی الفلاح" پر پہنچتے تو آپ دروازہ شریف سے مسجد میں داخل ہوتے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ سنت فجر سے بعد داہنی کروٹ پر کچھ دیر لیٹ جانا سنت ہے بشرطیکہ نیند نہ آجائے ورنہ وضو جاتا رہے گا۔ دوسرے یہ کہ سلطان اسلام عالم دین کو اذان کے علاوہ بھی نماز کی اطلاع دینا جائز ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۴۱۴)

597- وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ تَرَ  
بِرَّ كَعَّةٍ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.  
حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ اس کو دارقطنی  
نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دارقطنی 'کتاب الوتر' باب ما یقرأ فی رکعات الوتر والقنوت' جلد 2 صفحہ 23)

شرح: مُفْتَرِ شَہِیرِ حَکِیمِ الْاِمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

اس کی شرح خود امام المؤمنین کی دوسری روایات میں گزر چکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے لہذا اس کے معنی بھی وہی ہیں کہ ایک رکعت سے گزشتہ شفیع کو وتر بناتے تھے تاکہ احادیث متعارض نہ ہوں۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۲۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر اور دو رکعتوں کے درمیان ایک سلام سے فصل کرتے تھے اور ہمیں سلام کی آواز سناتے تھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند قوی ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وتر واجب ہیں ہر مسلمان پر پس جو پانچ رکعات وتر پڑھنا چاہے وہ ایسا کرے اور جو تین رکعات وتر پڑھنا پسند کرے وہ ایسا کرے اور جو ایک رکعت وتر پڑھنا پسند کرے وہ اس طرح کرے۔ اس کو اصحاب اربعہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا سوائے ترمذی کے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة، باب کم الوتر، جلد 1 صفحہ 201) (نسائی، کتاب قیام اللیل... الخ، باب کیف الوتر بثلاث، جلد 1 صفحہ 249) (ابن ماجہ ابواب اقامة الصلاة، باب ما جاء فی الوتر بثلاث... الخ، صفحہ 85) (مستدرک حاکم، کتاب الوتر، باب الوتر حق، جلد 1 صفحہ 303)

شرح: مُفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں: یہ جملہ امام اعظم کی دلیل ہے کہ وتر واجب ہے جس کے چھوڑنے کا اختیار نہیں، اس کی تائید اور احادیث سے بھی ہوتی ہے جو آئندہ آرہی ہے۔

اس طرح کہ دو رکعت تہجد اور تین رکعت وتر۔

اس طرح کہ تہجد نہ پڑھے صرف وتر ہی تین رکعت پڑھے۔

یہ جملہ ہمارے مخالفین کے بھی خلاف ہے کیونکہ ایک رکعت وتر پڑھنے والے یہ نہیں کہتے کہ ایک پڑھے یا تین یا پانچ

598- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوَتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيمَةٍ وَيَسْمَعُهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ.

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 76)

599- وَعَنْ ابْنِ أَبِي الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتَرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتَرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتَرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَآخَرُونَ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَالصَّوَابُ وَقَفُّهُ.

وہ ایک ہی کو واجب کہتے ہیں اور حدیث سے اختیار ثابت ہو رہا ہے لہذا یہ جملہ تین والی احادیث کے مخالف ہے اور ناقابل عمل۔ خیال رہے کہ یہاں اس جملہ کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ ایک رکعت دو سے ملا کر وتر بناؤ کیونکہ یہ صورت تو پہلے بیان ہو چکی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۰۳)

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو رکعتوں اور وتر کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ کرتے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے۔

600- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَعْفِهِ وَوَتْرِهِ بِتَسْلِيمَةٍ وَأَخْبَرَ بَنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوتر جلد 1 صفحہ 192)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وتر کی ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے حتیٰ کہ اپنی کسی ضرورت کے متعلق حکم (دینا ہوتا) تو حکم دیتے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

601- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوَتْرِ حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری ابواب الوتر باب ما جاء في الوتر جلد 1 صفحہ 135)

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا اے غلام میری سواری پر کجا وہ باندھو پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت نماز وتر ادا کی۔ اس کو سعید بن منصور نے بیان کیا اور حافظ نے الفتح میں کہا یہ حدیث سند صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

602- وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى ابْنُ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ يَا غُلَامُ ارْحَلْ لَنَا ثُمَّ قَامَ وَأَوْتَرَبِ رَكْعَةٍ. رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(فتح الباری ابواب الوتر جلد 3 صفحہ 134، نقلًا عن سعید بن منصور) (طحاوی کتاب الصلوٰۃ

جلد 1 صفحہ 192 باب الوتر)

حضرت ابن ابوملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت پڑھی اور آپ کے پاس حضرت ابن

603- وَعَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْتَرْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام تھے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئے اور انہیں اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو ان کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ دَعَهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب الوتر باب ذکر معاوية جلد 1 صفحہ 531)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی امیر معاویہ اتنی بڑی غلطی کرتے ہیں کہ وتر تین رکعت کے بجائے ایک رکعت ہی پڑھتے ہیں پھر بھی آپ کو ان سے محبت ہے آپ انہیں سمجھاتے نہیں۔

یعنی ایک رکعت وتر پڑھنا ہے مگر امیر معاویہ عالم ہیں، فقیہ ہیں، مجتہد کو غلطی پر ثواب بھی ملتا ہے لہذا نہ میں انہیں سمجھا سکتا ہوں اور نہ تم ان پر اعتراض کرو۔

یعنی اگرچہ ان کا یہ عمل غلط ہے لیکن بزرگوں خصوصاً صحابہ کی غلطی پکڑنا اور ان پر زبان طعن دراز کرنا سخت غلطی ہے، یہ حدیث امام اعظم کی بہت قوی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تین رکعت وتر پر صحابہ کا اجماع ہو چکا تھا صرف امیر معاویہ کسی غلط فہمی سے یا بے خبری سے ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اسی لیے حضرت ابن عباس کے خادم کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے شکایت کی اور حیرت کی کہ آپ انہیں مسئلہ بتاتے کیوں نہیں۔ حضرت ابن عباس نے یہ نہ کہا کہ مسئلہ یا ان کا فعل صحیح ہے بلکہ صرف یہ فرمایا کہ وہ بوجہ صحابی اور مجتہد ہونے کے ملامت کے لائق نہیں اور نہ اس بنا پر ان سے قطع تعلق کرنا جائز۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱۳)

حضرت عبدالرحمن تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات قیام میں کوئی مجھ پر غالب نہ ہوگا میں اٹھ کر نماز پڑھنے لگا تو میں نے اپنے پیچھے کسی آدمی کو محسوس کیا دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے میں ان کے لئے ہٹا تو وہ آگے بڑھے اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے قرآن ختم کر دیا۔ پھر انہوں نے رکوع اور سجدہ کیا تو میں نے کہا شیخ کو وہم ہو گیا ہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ

604- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ قَالَ قُلْتُ لَا يَغْلِبُنِي اللَّيْلَةَ عَلَى الْمَقَامِ أَحَدٌ فَقُمْتُ أُصَلِّحُ فَوَجَدْتُ حَسَّ رَجُلٍ مِّنْ خَلْفِ ظَهْرِي فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَتَنَحَّيْتُ لَهُ فَتَقَدَّمَ فَاسْتَفْتَحَ الْقُرْآنَ حَتَّى خَتَمَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَقُلْتُ أَوْهَمَ الشَّيْخُ فَلَمَّا صَلَّى قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا صَلَّيْتُ رَكْعَةً وَاحِدَةً فَقَالَ أَجَلٌ هِيَ وَتُرِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

نے ایک رکعت پڑھی ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں یہ میرے وتر ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور دارقطنی نے اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوة باب الودج 1 ص 202 دارقطنی کتاب الودج باب ما یقرأ فی رکعات الودج۔ الخج 2 ص 34)

حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عشاء کی امامت کرائی جب فارغ ہوئے تو مسجد کے ایک کونے میں چلے گئے اور ایک رکعت پڑھی میں بھی ان کے پیچھے گیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے ابو اسحاق یہ رکعت کیا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ وتر ہیں میں یہ پڑھ کر سونا چاہتا ہوں، عمرو فرماتے ہیں میں نے اس کا ذکر حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا حالانکہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے کہ آپ عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت پڑھتے تھے اس پر کچھ اضافہ نہ فرماتے حتیٰ کہ رات کے درمیانی حصے میں (تہجد کیلئے) اٹھتے اس کو بیہقی نے المعروف کے اند بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں اس بارے میں اور بھی آثار موجود ہیں جن

605- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلْمَةَ قَالَ آمَنَّا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَحَّى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رَكْعَةً فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا هَذِهِ الرَّكْعَةُ فَقَالَ وَتُرُّ أَنَا عَلَيْهِ قَالَ عَمْرُو فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ كَانَ يُؤْتِرُ بِرَكْعَةٍ يَغْنِي سَعْدًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب الودج 1 ص 203)

606- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صَغِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ زَمَنَ الْفَتْحِ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ سَعْدٌ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النَّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ آثَارٌ أُخْرَى جَلَّهَا لَا تَخْلُو عَنْ مَقَالٍ وَالْأَمْرُ وَاسِعٌ لَكِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُصَلَّى تَطَوُّعًا ثُمَّ يُصَلِّيَ الْوُتْرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مَوْصُولَةً.

(معرفة السنن والآثار كتاب الصلوة ج 4 ص 58 رقم الحديث: 5458) (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء للصبیان بالبرکة ج 2 ص 940)

میں سے اکثر کلام سے خالی نہیں ہیں معاملہ میں وسعت ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نفل پڑھے جائیں پھر ایک سلام سے متصل تین رکعت وتر ادا کئے جائیں۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک رکعت وتر خواہ نفل باطل محض ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری فعل تین رکعت وتر ہے:

وَأَمَّا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَهُوَ الْآخِرُ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آپ کے آخری عمر کے اعمال پر عمل کیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی ہے۔

اتنا یاد رہے کہ یہاں ان مسائل میں مخالفت کرنے والے غیر مقلدین وہابیہ ہیں جن پر بوجہ کثیرہ ان کے ضالہ کے سبب کفر لازم، جس کی قدرے تفصیل ہمارے رسالہ اللوکبۃ الشھابیۃ میں ہے وہ کہ مسلمان ہی نہیں انھیں ایسے فروعی مسائل اسلامی میں نیا دخل دینے کا کیا حق، ان سے تو اصول پر گرفت کی جائے گی کہ مقتدی فاتحہ پڑھے نہ پڑھے آمین جہر سے کہے یا آہستہ، تراویح آٹھ رکعت ہوں یا بیس، وتر ایک ہو یا تین یہ تو سب اس پر موقوف ہیں کہ نماز بھی صحیح ہو جس کا اسلام صحیح نہیں اس کی نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے وہ ان مسائل میں اس طرف عمل کرے تو اس کی نماز باطل، اس طرف عمل کرے تو باطل، پھر لایعنی فضول زق زق سے کیا فائدہ! اور مسلمان کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ نہ ان سے ملنا جائز، نہ ان کی بات سنی جائز، نہ اس کے پاس بیٹھنا جائز۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَأَمَّا يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ. (القرآن ۶/۶۸)

اور جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَيُّكُمْ وَايَاهُمْ لَا يَضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتَنُونَكُمْ.

(صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۰/۱)

تم ان سے سخت بچو کہ نہ وہ تمہیں گمراہ کریں نہ ہی فتنہ میں ڈالیں۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۶، ص ۱۸۶)

تین رکعات وتر کا بیان

بَابُ الْوُثْرِ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی تو آپ نے فرمایا رمضان اور غیر رمضان میں آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نماز ادا

607- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى

نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار رکعت پڑھتے پس تو ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ پھر چار رکعات پڑھتے پس ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ پھر تین رکعتیں پڑھتے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سوئے پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے مسواک کی وضو کیا اور فرماتے تھے بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں آپ نے یہ آیات پڑھیں حتیٰ کہ سورت کو ختم کر دیا۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں ان میں قیام رکوع اور سجدہ طویل کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سو گئے حتیٰ کہ خزانے لینے لگے۔ پھر آپ نے اسی طرح تین مرتبہ چھ رکعتیں پڑھیں ہر مرتبہ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور یہ آیات پڑھتے۔ پھر تین وتر پڑھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

إِخْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانٍ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ

وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ ج 1 ص 154)

608- عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ) فَقَرَأَ هُوَ لَاءِ الْآيَاتِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِسِتِّ رَكْعَاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هُوَ لَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرِ بِثَلَاثٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.



شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

مرقاۃ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وضو تجدید کے لیے یعنی وضو پر وضو در نہ آپ کی نیند وضو نہیں توڑتی ہو سکتا ہے کہ آپ کا وضو یہاں دوسری وجہ سے ٹوٹا ہونہ کہ نیند سے اور مسواک سے مراد یا تو وضو کی مسواک ہے یا وضو سے پہلے کی یعنی جاگنے کی مسواک کیونکہ جاگنے پر مسواک کرنا بھی سنت ہے دوسرا احتمال قول ہے۔

پچھلی حدیث سے معلوم ہوا کہ ان آیات کی تلاوت وضو سے پہلے کی اس میں ہے کہ دوران وضو میں کی، ہو سکتا ہے کہ واقعات چند ہوں، وہاں اور واقعہ کا ذکر تھا، یہاں دوسرے واقعہ کا یا وہاں عطف رتبی تراخی کے لیے تھا نہ کہ زمانی تراخی کے لیے۔

صرف دو رکعتیں پڑھیں مگر دوسری نمازوں سے زیادہ دراز اور سو گئے۔

یعنی ایک شب میں تین بار بیدار ہوئے ہر بار میں دو رکعتیں تو نماز تہجد کل چھ رکعتیں ہوئیں۔ خیال رہے کہ کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی بار پوری تہجد پڑھی اور کبھی بار بار جاگ کر لہذا یہ حدیث پچھلی روایت کے خلاف نہیں۔

اس کی تحقیق پہلے ہو چکی کہ یہ بار بار وضو فرمانا استحباً تھا یا وجوہاً دوسری وجہ سے در نہ آپ کی نیند وضو نہیں توڑتی۔

اور وتروں کے لیے چوتھی بار نہ جاگے بلکہ تیسری بار میں ہی دو رکعتیں تہجد اور تین رکعت پڑھ لیے اسی لیے یہاں سونے اور جاگنے کا ذکر نہ فرمایا، یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں نہ کہ۔ ایک خیال رہے کہ یہاں بصلہ کی ہے اور اَوْ تَرِيْوَا حِدَّةً مِّنْ بَاسْتِعَانَتِ كِي تَهِيْ۔ یہاں یہ معنی ہیں کہ تین رکعت وتر پڑھیں وہاں یہ معنی تھا کہ ایک رکعت کے ذریعہ اپنی نماز کو وتر یعنی طاق بنایا۔ (مرآة الناجح ج ۲ ص ۳۲۱)

609- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا أَبَا دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے اس کو پانچ محدثین نے روایت کیا۔ سوائے ابوداؤد کے اور اس کی سند حسن ہے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب کیف الوتر بثلاث ج 1 ص 249 ترمذی أبواب الوتر باب ماجاء ما یقرأ فی الوتر ج 1

ص 106 ابن ماجہ أبواب اقامة الصلوة باب ماجاء فیما یقرأ فی الوتر ص 83 مسند احمد ج 1 ص 305)

610- وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں میں

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ  
اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے اس کو سوائے ترمذی  
کے اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ  
وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

(نسائی کتاب قیام اللیل باب کیف الوتر بثلاث ج 1 ص 248 ابو داؤد کتاب الصلوة باب ما یقرأ فی الوتر ج 1 ص 210)

ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فیما یقرأ فی الوتر ص 83 مسند احمد ج 5 ص 123)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں کی پہلی  
رکعت میں سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ اور دوسری  
رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ  
هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے اور صرف آخر میں سلام  
پھیرتے تھے اور سلام کے بعد تین مرتبہ فرماتے۔ سبحن  
الملك القدوس اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

611- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرأ في الوتر بسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ  
الْأَعْلَىٰ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا  
الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَلَا  
يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَيَقُولُ يَغْنَى بَعْدَ  
التَّسْلِيمِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا رَوَاهُ  
النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

(نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب القرائة فی الوتر ج 1 ص 251)

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے ساتھ وتر پڑھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
پہلی رکعت میں سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ اور دوسری  
رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت  
میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھی۔ پس جب (نماز  
سے) فارغ ہوئے تو تین مرتبہ فرمایا سبحان الملك  
القدوس اور تیسری مرتبہ اپنی آواز کو بلند کیا۔ اس حدیث  
کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام احمد اور عبد بن حمید  
اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

612- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِترَ فَقَرَأَ فِي  
الْأُولَىٰ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ  
يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ  
فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا  
يَمُدُّ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ  
وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

(نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب القرائة فی الوتر واللفظ له ج 1 ص 251 طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر واللفظ له ج 1 ص 251)

201 طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر واللفظ لہ ج 1 ص 201 مسند احمد ج 2 ص 408

حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں از حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ از حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے پھر اس کے بعد دو رکعتیں اس سے طویل پڑھتے۔ پھر تین رکعتیں اس طرح پڑھتے کہ ان کے درمیان فصل نہ کرتے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معتبر سند کے ساتھ بیان کیا۔

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنی رکعات وتر ادا فرماتے تھے تو آپ نے فرمایا چار اور تین چھ اور تین آٹھ اور تین اور دس اور تین آپ نے تیرہ رکعتوں سے زیادہ اور سات رکعتوں سے کم وتر نہیں پڑھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

813- وَعَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رُكْعَتَيِ الْوُتْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَخْرُوجُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (نسائی کتاب قیام اللیل باب کیف الوتر بثلاث ج 1 ص 248)

814- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنِ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهُمَا رُكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ يُعْتَدَرُ بِهِ. (مسند احمد ج 6 ص 155)

615- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِكُمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ قَالَتْ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ وَعَشْرَةَ وَثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُؤْتِرُ بِأَكْثَرٍ مِنْ ثَلَاثٍ عَشْرَةَ وَلَا أَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ وَالطَّحَاوِيَّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مسند احمد ج 6 ص 149 ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی الصلوة اللیل ج 1

ص 193 طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج 1 ص 196) روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

عجیب لطف ہے کہ آپ کو مرقاۃ نے تابعی لکھا اور اشعہ الممعات میں فرمایا کہ یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا نام ہے جو جلیل القدر صحابی ہیں یہ اپنی کنیت میں مشہور ہو گئے۔

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سات وتر اور دو نفل پڑھتے تھے۔ اس حدیث نے بتایا کہ وہاں بھی یہی مراد تھی کہ چار رکعت تہجد اور تین رکعت وتر۔ یعنی تہجد کم سے کم چار رکعت پڑھتے تھے اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت یہ آپ کے علم کے لحاظ سے ہے ورنہ دو رکعت بھی تہجد ثابت ہے اور بارہ رکعت بھی۔

عجیب لطف ہے کہ آپ کو مرقاۃ نے تابعی لکھا اور اشعہ الممعات میں فرمایا کہ یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا نام ہے جو جلیل القدر صحابی ہیں یہ اپنی کنیت میں مشہور ہو گئے۔

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سات وتر اور دو نفل پڑھتے تھے۔ اس حدیث نے بتایا کہ وہاں بھی یہی مراد تھی کہ چار رکعت تہجد اور تین رکعت وتر۔ یعنی تہجد کم سے کم چار رکعت پڑھتے تھے اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت یہ آپ کے علم کے لحاظ سے ہے ورنہ دو رکعت بھی تہجد ثابت ہے اور بارہ رکعت بھی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۰۲)

616- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّلَاثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبد العزیز بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کس چیز کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے۔ اس کو اصحاب اربعہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا سوائے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد ج 6 ص 227 ترمذی ابواب الصلوة الوتر باب ماجاء ما يقرأ في الوتر ج 1 ص 106 ابو داؤد کتاب

الصلوة باب ما يقرأ في الوتر ج 1 ص 201 ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فيما يقرأ في الوتر ص 82

شرح: مُفسر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الختان فرماتے ہیں:

یعنی تیسری رکعت میں یہ تینوں سورتیں پڑھتے تھے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث امام اعظم نے اپنی مسند میں یوں نقل کی ہے "عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَسْوَدِ بْنِ عَائِشَةَ صِدِّيقَةَ"۔ اس میں صرف قُلْ هُوَ اللَّهُ كَاذِبٌ اور حاکم نے بشرط مسلم، بخاری حضرت عائشہ سے یہ حدیث نقل کی جس کے آخر میں ہے کہ آپ تین رکعت کے بعد ہی سلام پھرتے تھے۔ نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت کی جس کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھرتے تھے۔ امام طحاوی نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر مغرب کے فرضوں کی طرح پڑھتے تھے اور امام حسن نے فرمایا کہ اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعت ہیں ایک سلام سے۔ غرضکہ یہ احادیث امام اعظم وغیرہم کے قوی دلائل ہیں کہ وتر تین رکعت ہیں اور ایک سلام سے۔ اس کی پوری تحقیق اسی مقام پر مرقاۃ میں دیکھو یا ہماری کتاب جاء الحق حصہ دوم میں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۰۷)

617- وَعَنْ عُمَرَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ  
بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ  
الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي  
الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ  
وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ  
وَالطَّحَاوِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے تھے۔ اس کو دارقطنی اور طحاوی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

(دارقطنی کتاب الوتر باب ما یقرأ فی رکعات الوتر ج 2 ص 35 طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج 1 ص 196)

618- وَعَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ دَفَنَّا أَبَا  
بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ إِنِّي لَمْ أُؤْتِرْ فَقَامَ وَصَغَفْنَا وَرَأَاهُ فَصَلَّى  
بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.  
أَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے پس آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنالی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو تین رکعتیں اس طرح پڑھائیں کہ صرف

(طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج 1 ص 202)

ان کے آخر میں سلام پھیرا اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وتر تین رکعتیں ہیں۔ دن کے وتروں یعنی نماز مغرب کی طرح اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز وتر تین رکعتیں پڑھائیں میں آپ کی دائیں جانب تھا اور آپ کی ام ولد (لونڈی) ہمارے پیچھے تھی۔ آپ نے صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا میرے خیال میں وہ مجھے نماز وتر سکھانا چاہتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو خالدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہمیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے سکھایا یا فرمایا انہوں نے ہمیں تعلیم دی کہ وتر نماز مغرب کی طرح ہیں سوائے اس کے کہ ہم (وتروں کی) تیسری رکعت میں (بھی) قرأت کریں گے تو یہ رات کے وتر ہیں (اور نماز مغرب) دن کے وتر ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہم نے لوگوں کو تین رکعات وتر پڑھتے دیکھا اور ہر ایک میں گنجائش ہے اور میں امید

619- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ الْوُتْرُ ثَلَاثَةٌ كَوُتْرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج 1 ص 202)

620- وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ صَلَّى بِي أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْوُتْرَ وَأَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمُّ وَلَدِهِ خَلْفَنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُعَلِّمَنِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج 1 ص 202)

621- وَعَنْ أَبِي خَالِدَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُونَا أَنَّ الْوُتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّلَاثَةِ فَهَذَا وَتْرُ اللَّيْلِ وَهَذَا وَتْرُ النَّهَارِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج 1 ص 202)

622- وَعَنِ الْقَاسِمِ وَرَأَيْنَا أَنَا سَأَلْنَا مَنْ ذَكَرْنَا يُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ كُلًّا لَوْ أَسِعَ أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت ابو زناد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابو بکر بن عبد الرحمن، خارجہ بن زید، عبید اللہ بن عبد اللہ، سلیمان بن یسار سے علم و فضل والی ایک جماعت کی موجودگی میں روایت کرتے ہیں کہ ابو الزناد فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ان میں اختلاف ہوتا تو ان میں سے اکثر اور افضل کا قول لیا جاتا تو اس طریقے کے مطابق جو کچھ میں نے ان سے سنا ہے۔ وہ یہی ہے کہ وتر تین رکعات ہیں۔ (نمازی) صرف ان کے آخر میں سلام پھیرے گا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں فقہاء کے قول کے مطابق وتر تین رکعتیں ہی برقرار رکھے کہ ان کے صرف آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

جس نے کہا: وتر تین رکعتیں ایک ہی تشهد سے پڑھی جائیں گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تین رکعت وتر ادا نہ کر پانچ یا سات رکعت وتر ادا کرو اور ان کو

(بخاری ابواب الوتر باب ماجاء فی الوتر ج 1 ص 135)

623- وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ السَّبْعَةِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَشِيخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلُ فِقْهِ وَصَلَاةٍ وَفَضْلٍ وَرُبَّمَا اِخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج 1 ص 204

624- وَعَنْهُ قَالَ أَثَبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْوُتْرَ بِالْمَدِينَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج 1 ص 203)

بَابُ مَنْ قَالَ أَنَّ الْوُتْرَ بِثَلَاثٍ  
إِمَّا يُصَلِّي بِتَشْهَدٍ وَاحِدٍ

625- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ أَوْ تِرْوَا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ وَلَا تُشْهِهُوا

نماز مغرب کے مشابہ نہ بناؤ۔ اس کو محمد بن نصر مروزی دار قطنی حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے علامہ نیوی فرماتے ہیں: اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہے۔

بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْزُوقِيُّ وَالذَّارُ قُطَيْبِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النَّيْمَوِيُّ الْإِسْتِدْلَالُ بِهَذَا الْخَبَرِ غَيْرُ صَحِيحٌ

(قیام اللیل کتاب الوتر بثلاث عن الصحابة۔ الخ ص 215 دار قطنی کتاب الوتر لا تشبہوا الوتر لا بصلوة المغرب ج 2

ص 24 مستدرک حاکم کتاب الوتر باب الوتر حق ج 1 ص 304 سنن الکبیری للبیہقی کتاب الصلوة باب من اوتر بثلاث موصلات۔ الخ ج 3 ص 31)

حضرت سعید بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے اور صرف ان کے آخر میں بیٹھتے تھے اور یہی وتر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تھے اور انہی سے اہل مدینہ نے لیا ہے۔ اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں وہ بہت ساری احادیث جن کو ہم گزشتہ سطور میں ذکر کر چکے ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وتروں میں دو تشہد ہیں۔

626- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِ هِنٍّ. وَهَذَا وَتَرُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. قَالَ النَّيْمَوِيُّ إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي أوردْنَاهَا قِيمًا مَضَى تَدُلُّ بِظَاهِرِهَا عَلَى تَشْهَدَى الْوَتْرِ.

(مستدرک حاکم کتاب الوتر باب الوتر حق ج 1 ص 304)

### وتروں میں قنوت کا بیان

### بَابُ الْقُنُوتِ فِي الْوَتْرِ

شرح: عربی میں قنوت کے معنی اطاعت، خاموشی، دعا، نماز کا قیام ہیں، یہاں اس سے خاص دعا مراد ہے۔ قنوتین دو ہیں: وتر کے قنوت جو ہمیشہ وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اور قنوت نازلہ جو کسی خاص مصیبت میں، وبائی امراض اور کفار سے جہاد کے موقع پر فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد آہستہ پڑھے جاتے ہیں، اس باب میں دونوں قنوتوں کا ذکر آئے گا۔ احناف کے ہاں وتر کی دعائے قنوت مقرر ہے "اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ" الخ جیسا کہ طبرانی وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولاً نماز میں قبیلہ مضر پر بددعا کرتے تھے تو جبریل امین نے عرض کیا کہ رب نے آپ کو دعا کرنے کے لیے پیدا کیا اور پھر یہ دعا سکھائی "اللَّهُمَّ إِنَّا



نَسْتَعِينُكَ" راجح۔ یہ روایت جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "عمل الیوم واللیلہ" میں بھی نقل کی ہے، نیز فتح القدر نے ابوداؤد سے بھی روایت کی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۲۴)

627- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سُنَّةٌ مَا ضِيئَةٌ أَخْرَجَهُ السِّيرَاجُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَ سَيَأْتِي رِوَايَاتُ أُخْرَى فِي الْبَابِ الْأُتَى إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

حضرت عبدالرحمن بن ابویلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم سے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ یہ ایک راجح سنت ہے۔ اس کو سراج نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے اور انشاء اللہ آنے والے باب میں دیگر روایات بھی آئیں گی۔

(بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الركوع وبعده ج 1 ص 136 مسلم کتاب صلوة المسافرين باب التحباب

القنوت فی جمیع الصلوة ج 1 ص 237)

### رکوع سے پہلے قنوت کا بیان

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا قنوت ثابت ہے میں نے کہا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد تو آپ نے کہا رکوع سے پہلے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فلان شخص نے مجھے آپ کے حوالہ سے بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ قنوت رکوع کے بعد ہے تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا ہے رکوع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھا۔ میرے خیال میں آپ نے ستر کے قریب اشخاص کو جنہیں قراء کہا جاتا تھا مشرکین کی طرف بھیجا یہ مشرکین ان کے علاوہ تھے (جن کے خلاف آپ نے بدعا کی تھی ان مشرکین اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

### بَابُ قُنُوتِ الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ

628- عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قَالَ فَإِنَّ فَلَانًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ كَذَبَ إِثْمًا قَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا أَرَأَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ زُهَاءَ سَبْعِينَ رَجُلًا إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ دُونَ أَوْلِيكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَقَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يُدْعَوُ عَلَيْهِمْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الركوع وبعده ج 1 ص 136 مسلم کتاب صلوة المسافرين باب التحباب القنوت فی جمیع الصلوة ج 1 ص 237)

علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا جس میں ان  
مشرکین کے خلاف بدعا فرستے تھے۔ اس حدیث کو  
شیخین نے روایت کیا۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی وتر کی دعا قنوت ہمیشہ رکوع سے پہلے رہی کبھی رکوع کے بعد نہ پڑھی گئی، رکوع کے بعد والی قنوت یعنی قنوت نازلہ  
جو فجر میں تھی وہ صرف ایک ماہ رہی پھر منسوخ ہو گئی، لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔

یعنی قنوت نازلہ کی وجہ ان ستر قاریوں کی شہادت تھی جو نہایت بیدردی سے قتل کیے گئے تھے، یہ حضرات فقراء صحابہ  
تھے جو دن کو لکڑیاں جمع کر کے فروخت کرتے اور اس سے اصحاب صفہ کے لیے کھانا تیار کرتے تھے، رات عبادت میں  
گزارتے۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد یوں کی تبلیغ کے لیے بھیجا جب یہ بئر معونہ پر پہنچے جو کہ مکہ معظمہ و عسفان  
کے درمیان ہے جہاں بنی ہزیل رہتے تھے تو عامر بن طفیل نے قبیلہ بنی سلیم، عصب، رعل، ذکوان، قعرہ کے ساتھ ان  
لوگوں کو گھیر لیا اور سب کو شہید کر دیا، صرف حضرت کعب ابن زید انصاری بچے جنہیں وہ مردہ سمجھ کر سخت زخمی حالت میں چھوڑ  
گئے، پھر یہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے، یہ واقعہ قتل ۳ھ میں ہوا، انہیں شہداء میں عامر ابن فہرہ بھی تھے جنہیں فرشتوں نے  
دفن کیا، کسی کو ان کی نعش نہ ملی، اس واقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا جس پر آپ نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ  
پڑھی۔ (مرقاۃ) اسی واقعہ پر ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ قبیلہ عضل اور قعرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر  
عرض کیا ہم مسلمان ہو چکے ہیں، ہماری تعلیم کے لیے کچھ علماء دیجئے تو آپ نے چھ صحابہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا جن کا امیر  
حضرت عاصم ابن ثابت کو بنایا، ان کفار نے مقام رجب میں پہنچ کر حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور حضرت ضیب وزید ابن سدانہ کو  
قید کر کے مکہ معظمہ فروخت کر دیا۔ پہلے واقعہ کا نام بئر معونہ ہے اور اس کا نام واقعہ رجب۔ یہ دونوں واقعات ایک ہی مہینہ  
میں ہوئے یعنی ماہ صفر ہجرت سے ۳۶ ماہ بعد، ان دونوں واقعات کی بنا پر قنوت نازلہ پڑھی گئی اسی وجہ سے بعض احادیث  
میں بئر معونہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور بعض میں رجب کا نگر ان دونوں میں تعارض نہیں۔ بعض شارحین کو دھوکا لگا اور  
احادیث میں تعارض مان بیٹھے۔ (مرقاۃ) (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۵)

629- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ اَنْسَا  
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ اَبَعَدَ الرُّكُوعِ اَوْ  
عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ  
مِنَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْمَغَازِي.  
حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
قنوت کے بارے میں پوچھا کہ وہ رکوع کے بعد ہے یا  
قرأت سے فارغ ہونے کے بعد تو آپ نے فرمایا بلکہ  
وہ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔ اس کو امام  
(بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجیع و ردع)

ونكوان وبلد معونه ج 2 ص 586)

بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب المغازی میں نقل فرمایا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وتر ادا فرماتے تو رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

630- وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجائ في القنوت قبل الركوع وبعده ص 84 نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب

كيف الوتر بثلاث ج 1 ص 248)

حضرت عبدالرحمن بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے وتروں کے کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اور (وتروں میں بھی) رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

631- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا الْوُتْرَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت في الفجر وغيره ج 1 ص 173 المعجم الكبير ج 9 ص 327)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ وتروں میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

632- وَعَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب في القنوت قبل الركوع او بعده ج 2 ص 302)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود وتروں میں پورا سال رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس حدیث کو محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید

633- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَقْنُتُ السَّنَةَ كُلَّهَا فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْأَثَارِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

(کتاب الآثار باب القنوت فی الصلوة ص 43)

ہے۔

حضرت حماد ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قنوت وتروں میں رمضان وغیر رمضان میں رکوع سے پہلے واجب ہے اور جب تو قنوت پڑھنے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہہ اور جب رکوع کا ارادہ کرے تو پھر بھی تکبیر کہہ۔ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحج والآثار میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

634. وَعَنْ حَمَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّ الْقُنُوتَ وَاجِبٌ فِي الْوُتْرِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ قَبْلَ الرَّكُوعِ وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَقْنُتَ فَكَبِّرْ وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَرْكَعَ فَكَبِّرْ أَيْضًا. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْحَجِّ وَالْآثَارِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(کتاب الحج باب عدد الوتر ج 1 ص 200 کتاب الآثار باب القنوت فی الصلوة ص 43)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقیر کے نزدیک اقرب و انسب مختار سید علامہ حموی ہے محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں فرمایا: لہاتر جح ذلك خرج ما بعد الركوع من كونه محلا للقنوت فلذا روى عن ابي حنيفة رحمه الله تعالى انه لو سهرى عن القنوت فتذكرة بعد الاعتدال لا يقنت۔

(فتح القدر باب صلوة الوتر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکر ۱/۳۷۴)

جب قبل از رکوع قنوت پڑھنا ترجیح پاچکا ہے تو اب رکوع کے بعد قنوت کا محل ختم ہو گیا اسی لئے امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص قبل از رکوع قنوت پڑھنے کو بھول جائے اور رکوع سے کھڑا ہو جائے تو اب یاد آنے پر قنوت نہ پڑھے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ بر تقدیر قنوت نوازل مقتدی قبلیت و بعدیت میں اتباع امام کرے گا اور اگر امام بعد رکوع پڑھے تو یہ بھی بعد ہی پڑھے گا فأنه اذا كان يتابعه في قنوت الوتر بعد الركوع مع نص المذهب انه قبل الركوع فهذا أولى۔ کیونکہ جب وتر کی قنوت میں مقتدی رکوع کے بعد پڑھنے میں امام کی پیروی کر سکتا ہے حالانکہ ہمارے مذہب میں قبل از رکوع قنوت پر تصریح موجود ہے تو اس قنوت نازلہ میں بطریق اولیٰ امام کی پیروی کر سکتا ہے۔

فتح القدر میں ہے: هذا يحق خروج القومة عن المحليّة بالكلية الا اذا اقتدى بمن يقنت في الوتر بعد الركوع فانه يتابعه اتفاقا والله تعالى اعلم۔

(فتح القدر باب الصلوة مطبوعہ نوریہ رضویہ سکر ۱/۳۷۴)

یہ بات ثابت کرتی ہے کہ قومہ قنوت کے محل سے خارج ہے مگر جب ایسے امام کی اقتداء کی ہو جو وتروں میں بعد از

رکوع قنوت پڑھنے کا قائل ہو تو پھر امام کی حروری کرے، ہا تفاق یہ حکم ہے اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۵۳۹)

وتر میں قنوت کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ وتروں کی آخری رکعت میں قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ پڑھتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جزء رفع الیدین میں نقل کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، سات جگہوں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے نماز کے شروع میں وتروں میں قنوت کی تکبیر کے لئے عیدین میں حجر اسود کو استلام کرتے وقت صفا اور مروہ پر مزدلفہ اور عرفات میں اور دونوں جہروں کو رومی کرنے کے بعد (دعا کے لئے)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ قُنُوتِ الْوِثْرِ  
635- عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي أَحْرِزِ رُكْعَةٍ مِنَ الْوِثْرِ قُلْ هُوَ اللهُ  
أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكْعَةِ.  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ. (جزء رفع يدين للبخاري مترجم ص 64)

636- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ تُرْفَعُ  
الْيَدَيْنِ فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ  
وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوِثْرِ وَفِي الْعِيدَيْنِ  
وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجْرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ  
وَبَجْنَعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ  
الْجَمْرَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب مناسک الحج باب رفع الیدین عند رؤیة البیت ج 1 ص 405)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
اور نماز وتر میں اگر شافعی امام کے پیچھے اقتداء باقی رہے (کہ وہ وتر کے دو ٹکڑے کرتے ہیں پہلے تشهد پر سلام پھیرا، اخیر رکعت اکیلی پڑھتے ہیں اگر امام نے ایسا کیا جب تو رکعت قنوت آنے سے پہلے ہی اس کی اقتداء قطع ہوگئی اب نہ وہ امام نہ یہ مقتدی، نہ اس کے وتر صحیح کہ اس کی وسط نماز میں عمد اسلام واقع ہوا۔

فی الدر المختار صحح الاقتداء فيه بشافعي لم يفصله بسلام لا ان فصله على الاصح اه  
ملخصاً۔ (در مختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۹۳)

در مختار میں ہے وتر میں حنفی کو اس شافعی کی اقتداء درست ہے جو وتر کو سلام کے ساتھ جدا نہ کرے (یعنی دو رکعت پر سلام نہ پھیرے) اگر امام نے وتر کو دو گانہ کے بعد سلام پھیر کر جدا کیا تو اصح قول کے مطابق اس کی اقتداء درست نہیں ہے (اھ ملخصاً) جب ایسا نہ ہو اور اقتداء قائم رہے

تو اگرچہ شافعیہ قنوت قوسہ میں پڑھتے ہیں اور ہمارے مذہب میں اس کا مکمل قبل رکوع، مگر ہمارے علماء نے تمام قنوتین و شروح و فتاویٰ میں مقتدی کو حکم دیا کہ یہاں قنوت میں متابعت کرے، اور اس کا منشاء وہی کہ اسے باطل نامشروع نہیں ٹھہراتے۔

والمسئلة منصوص عليها بدليلها في الهداية والكافي وسائر الشروح (اس مسئلہ سے متعلق عبارات بمع دلائل ہدایہ، کافی اور دیگر شروح میں موجود ہیں۔ ت)

رہا یہ کہ مقتدی اس حالت میں اتباع امام کرے یا اتباع مذہب امام یعنی ہاتھ باندھے یا چھوڑے یا دعا کی طرح اٹھائے، کیا کرنا چاہئے، اس کی تصریح نظر فقیر سے نہ گزری، نہ اپنے پاس کی کتب موجود میں اس سے تعرض پایا، ظاہر یہ ہے کہ مثل قیام ہاتھ باندھے گا کہ جب اسے قنوت پڑھنے کا حکم ہے تو یہ قیام ذی قرار و صاحب ذکر، مشروع ہو اور ہر ایسے قیام میں ہاتھ باندھنا نقل و شرعاً سنت اور عقلاً و عرفاً ادب حضرت اور ترک سنت میں امام کی پیروی نہیں،

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲، ص ۳۱۰-۳۱۱)

### صبح کی نماز میں قنوت کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے حتیٰ کہ دنیا سے جدا ہو گئے۔ اس کو عبد الرزاق احمد دارقطنی طحاوی اور بیہقی نے معرفت میں بیان کیا اور اس کی سند میں کلام۔

(مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب القنوت ج 3 ص 110، مسند احمد ص 162 ج 3، دارقطنی کتاب الوتر باب

صفة القنوت۔ الخ ج 2 ص 39، طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 168، معرفة السنن والآثار کتاب

الصلوٰۃ ج 3 ص 121، سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ ج 2 ص 201)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی پس جب آپ دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر قنوت پڑھی۔ پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

### بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

637- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ حَتَّىٰ فَارَقَ الدُّنْيَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَ أَحْمَدُ وَ الدَّارِقُطْنِيُّ وَ الطَّحَاوِيُّ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

638- وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ إِسْنَادُهُ صَوِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر

وغیرہ ج 1 ص 171)

839. وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَمْرٍو عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّه كَانَ يَقْسِمُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ الرُّكُوعِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

المصنوع من كتاب الصلاة باب القنوت في الفجر وغيره

ج ۱ ص ۱۷۲

حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

840. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْسِمَانِ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلاة باب

القنوت في الفجر وغيره ج 1 ص 172)

حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

841. وَعَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْفَجْرَ فَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلاة باب القنوت في الفجر وغيره

ج ۱ ص ۱۷۳)

حضرت ابو رجاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی تو انہوں نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قوم میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شافعیہ کے نزدیک نماز فجر کی رکعت اخیرہ میں ہمیشہ وتر کی تیسری میں صرف نصف اخیر صبر رمضان المبارک میں ہے کہ وہ ان میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ قنوت فجر تو ہمارے ائمہ کے نزدیک منسوخ یا بدعت، بہر حال یقیناً نامشروع ہے۔ لہذا اس میں پیروی ممنوع، اور جب اصل قنوت میں متابعت نہیں تو ہاتھ اٹھانے میں کہ اس کی فرع ہے اتباع کے کوئی معنی نہیں مگر اصل قومہ رکوع فی نفسہ مشروع ہے لہذا وہ جب تک نماز فجر میں قنوت پڑھے مقتدی ہاتھ چھوڑے چپکا کھڑا ہے۔ درمختار میں ہے:

يَأْتِي الْهَامُومَ بِقَنُوتِ الْوَتْرِ وَلَوْ بِشَافِعِي يَقْنَتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ لِأَنَّهُ مَجْتَهِدٌ فِيهِ لَا الْفَجْرَ لِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ بَلْ يَقْفُ سَأْكَتًا عَلَى الْإِظْهَرِ مَرْسَلًا يَدِيهِ. (درمختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مطبع مجتہدائی دہلی، ۱/۹۴)

مقتدی وتروں میں دعائے قنوت پڑھے اگرچہ اس نے ایسے شافعی المذہب امام کی اقتدا میں نماز شروع کی جو رکوع کے بعد قنوت پڑھنے والا ہو کیونکہ یہ معاملہ اجتہادی ہے البتہ فجر میں قنوت نہ پڑھے کیونکہ وہ منسوخ ہے، بلکہ وہ مقتدی مختار

قول کے مطابق ہاتھ چھوڑے خاموش کھڑا رہے۔

علامہ شرنبلالی نور الایضاح میں فرماتے ہیں:

اذا اقتدی بمن یقنت فی الفجر قام معه فی قنوتہ ساکتا علی الاظہر ویرسل یدیه فی

جنبیہ۔ (نور الایضاح باب الوتر، مطبوعہ مطبع علمی لاہور ص ۳۸)

اگر کسی نے ایسے امام کی اقتدا کی جو فجر میں قنوت پڑھتا ہے تو مختار قول کے مطابق اس کے ساتھ خاموش کھڑا رہے اور

اپنے ہاتھ پہلوؤں کی طرف چھوڑ دے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۶، ص ۴۰۹-۴۱۰)

فجر کی نماز میں قنوت کو چھوڑنے کا بیان

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا ہاں رکوع کے بعد تھوڑا عرصہ (پڑھتے رہے) اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الركوع وبعده ج 1 ص 136، مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی

جميع الصلوة۔ الخ واللفظ لہ ج 1 ص 237)

حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ قنوت پڑھی۔ آپ قبیلہ رعل اور ذکوان کے خلاف بددعا کرتے تھے اور فرماتے تھے (قبیلہ بنو) عصبیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجیع و رعل انکوان ج 2 ص 587، مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت

فی جميع الصلوة ج 1 ص 237)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمَّانِ فَرَمَاتے ہیں:

یعنی ساری نمازوں میں ترک کردی۔ شواہد کے ہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ فجر کے سوا باقی چار نمازوں میں چھوڑ



دی۔ بہر حال چار نمازوں میں قنوت نازلہ بالاتفاق منسوخ ہے اور فجر میں اختلاف ہے، ہمارے ہاں منسوخ ہے، شوافع کے ہاں نہیں اس لیے اگر کوئی ان چار نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھ لے تو بالاتفاق فاسد ہوگی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۲۷)

644- وَعَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ أَنَسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَنَسِ قَتَلُوا أَنَسًا مِنْ أَصْحَابِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَائِرُ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الركوع وبعده ج 1 ص 136 مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جميع الصلوة الخ واللفظ له ج 1 ص 237)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی وتر کی دعا قنوت ہمیشہ رکوع سے پہلے رہی کبھی رکوع کے بعد نہ پڑھی گئی، رکوع کے بعد والی قنوت یعنی قنوت نازلہ جو فجر میں تھی وہ صرف ایک ماہ رہی پھر منسوخ ہو گئی، لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔

یعنی قنوت نازلہ کی وجہ ان ستر قاریوں کی شہادت تھی جو نہایت بیدردی سے قتل کیے گئے تھے، یہ حضرات فقراء صحابہ تھے جو دن کو لکڑیاں جمع کر کے فروخت کرتے اور اس سے اصحاب صفہ کے لیے کھانا تیار کرتے تھے، رات عبادت میں گزارتے۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کی تبلیغ کے لیے بھیجا جب یہ بر معونہ پر پہنچے جو کہ مکہ معظمہ و عسفان کے درمیان ہے جہاں بنی ہزیرل رہتے تھے تو عامر بن طفیل نے قبیلہ بنی سلیم، عصب، رعل، ذکوان، قعرہ کے ساتھ ان لوگوں کو گھیر لیا اور سب کو شہید کر دیا، صرف حضرت کعب ابن زید انصاری بچے جنہیں وہ مردہ سمجھ کر سخت زخمی حالت میں چھوڑ گئے، پھر یہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے، یہ واقعہ ۳ھ میں ہوا، انہیں شہداء میں عامر ابن فہرہ بھی تھے جنہیں فرشتوں نے دفن کیا، کسی کو ان کی نعش نہ ملی، اس واقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا جس پر آپ نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ (مرقاۃ) اسی مواقعہ پر ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ قبیلہ عضل اور قعرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ہم مسلمان ہو چکے ہیں، ہماری تعلیم کے لیے کچھ علماء دیجئے تو آپ نے چھ صحابہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا جن کا امیر

حضرت عاصم ابن ثابت کو بنایا، ان کفار نے مقام رجب میں پہنچ کر حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور حضرت خبیب وزید ابن سداہ کو قید کر کے مکہ معظمہ فروخت کر دیا۔ پہلے واقعہ کا نام بیر معونہ ہے اور اس کا نام واقعہ رجب۔ یہ دونوں واقعات ایک ہی مہینہ میں ہوئے یعنی ماہ صفر ہجرت سے ۳۶ ماہ بعد، ان دونوں واقعات کی بنا پر قنوت نازلہ پڑھی گئی اسی وجہ سے بعض احادیث میں بیر معونہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور بعض میں رجب کا مگر ان دونوں میں تعارض نہیں۔ بعض شارحین کو دھوکا لگا اور احادیث میں تعارض مان بیٹھے۔ (مرقاۃ) (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۲۵)

حضرت انس بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت پڑھی آپ قبیلہ بنو عصبہ کے خلاف بددعا کرتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھی آپ عرب کے کچھ قبائل کے خلاف بددعا کرتے تھے پھر آپ نے اس کو ترک کر دیا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف اس وقت قنوت پڑھتے تھے جب کسی قوم کے حق میں دعا کرتے یا کسی قوم کے خلاف بددعا کرتے اس کو ابن خزیمہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

645- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَدْعُو عَلَى بَنِي عَصِيَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(بخاری ابواب الوتر باب القنوت في جميع الصلوة۔)

(النج 1 ص 237)

646- وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى (أَحْيَاءٍ مِّنْ) أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم كتاب المساجد باب

استحباب القنوت في جميع الصلوة۔ النج 1 ص 237)

647- وَعَنْهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ أَوْ دَعَا عَلَى قَوْمٍ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(وقال في تلخيص الجبير كتاب الصلوة باب صفة الصلوة وروى ابن خزيمة في صحيحه من طريق سعيد بن 245)

وفي صحيح ابن خزيمة جماع ابواب نكر الوتر عن أبي هريرة مثله ج 1 ص 152)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کے خلاف بددعا کا ارادہ کرتے یا کسی کے حق میں دعا کا ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے بعض اوقات آپ جب سمع اللہ من حمدہ ربنا ملک الحمد کہتے تو یہ کلمات کہتے اے اللہ ولید بن ولید سلمۃ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کو نجات دے اے اللہ مضر پر اپنی گرفت سخت فرما ان پر اسی طرح قحط سالی مسلط فرما جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑے آپ بلند آواز سے یہ دعا مانگتے اور فجر کی نماز میں بسا اوقات یوں فرماتے: اے اللہ! عرب کے قبائل میں سے فلاں قبیلہ پر لعنت فرما حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی لیس لک من الامر شیئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے حق میں دعا کرتے یا کسی قوم کی خلاف بددعا کرتے۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کہا اے میرے ابا جان آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں پڑھتے رہے کیا وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے تو میرے والد نے فرمایا اے

648- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أُنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِلْبِينَ كَسِينِي يُوسُفَ يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ اللَّهُمَّ الْعَنِ فُلَانًا وَفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ) الْآيَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب التفسیر باب قوله لیس لك من الامر شیئی ج 2 ص 655)

649- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلَّا أَنْ يَدْعُوَ لِقَوْمٍ أَوْ عَلَى قَوْمٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَانَ فِي صَحِيحِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (تلخیص الجبیر کتاب الصلوة باب صفة الصلوة نقلًا عن ابن حبان ج 1 ص 246)

650- وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي يَا أَبَتِ إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْكَوْفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ أَكَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْفَجْرِ قَالَ أَيْ بُنَى مُخَدَّثٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا أَبَا دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ

الترمذی وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِصِ إِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ.

بیٹے یہ بدعت ہے۔ اس کو اصحابِ خمسہ نے روایت کیا  
سوائے ابو داؤد کے اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور  
حافظ نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوة باب فی ترک القنوت ج 1 ص 91 نسائی کتاب الافتتاح باب ترک القنوت ج 1 ص 164 ابن

ماجة ابواب اقامة الصلوة۔ الخ باب ماجاء فی القنوت فی صلوة الفجر ص 89 مسند احمد ج 3 ص 472)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کا نام سعد ابن طارق ابن اشیم ہے، خود تابعی ہیں والد صحابی ہیں۔

یعنی چار سال کچھ مہینے آپ کی خلافت کے بقدر۔

یہ حدیث حنیفوں کی قوی دلیل ہے یعنی ہمیشہ قنوت نازلہ کسی نماز میں پڑھنا بدعت سیئہ ہے، نہ حضور انور صلی اللہ علیہ  
وسلم کا عمل نہ کسی صحابی کا۔ خیال رہے کہ یہاں ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھنا مراد ہے ورنہ علی مرتضیٰ نے جنگ صفین کے موقعہ  
پر قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 528)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں  
پڑھتے تھے۔ اس کو طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند  
صحیح ہے۔

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے  
شک میں سفر و حضر میں کئی سال حضرت عمر بن خطاب  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہا، میں نے ان کو فجر کی  
نماز میں قنوت پڑھتے ہوئے نہ دیکھا حتیٰ کہ وہ دنیا سے  
جدا ہو گئے۔ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الآثار  
میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ کرتے تو قنوت  
پڑھتے اور جب جنگ نہ کرتے تو قنوت نہ پڑھتے اس کو  
امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی

651- وَعَنْ الْأَسْوَدِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ  
لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت  
فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 172)

652- وَعَنْهُ أَنَّهُ صَحِبَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ سِنِينَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَلَمْ يَرَهُ  
فَانْتَبَا فِي الْفَجْرِ حَتَّى فَارَقَهُ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ  
الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْأَثَارِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(کتاب الآثار باب القنوت فی الصلوة وفی نسخة عندی

من کتاب الآثار سنتیں مکان سنین ص 44)

653- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا  
حَارَبَ قَنَّتْ وَإِذَا لَمْ يُحَارَبْ لَمْ يَقْنُتْ. رَوَاهُ  
الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (طحاوی کتاب الصلوة

باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 172)

سند حسن ہے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسود اور مسروق روایت کرتے ہیں۔ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (کبھی) قنوت نہیں پڑھا۔

(طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 172)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے وتروں کے کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ پس بے شک (وتروں میں بھی) آپ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173 المعجم الکبیر للطبرانی ج 9 ص 327 بتغییر یسیر)

مجمع الزوائد نقلًا عن الطبرانی فی الکبیر ج 2 ص 137)

حضرت ابو شعشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: نہ تو میں (ایسے موقع) پر حاضر ہوا اور نہ میں نے دیکھا اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو الشعشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قنوت

654- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ أَنَّهُمْ قَالُوا كُنَّا نَصَلِّيْ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْفَجْرَ فَلَمْ يَقْنُتْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

655- وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173)

656- وَعَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا الْوُتْرَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

657- وَعَنْ أَبِي الشَّعْشَاءِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ مَا شَهِدْتُ وَمَا رَأَيْتُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیرہ ص 169)

658- وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ مَا الْقُنُوتُ فَقَالَ

إِذَا فَرَغَ الْإِمَامُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ  
قَامَ يَدْعُو قَالُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَفْعَلُهُ وَإِنِّي  
لَأَظُنُّكُمْ مَعَاشِرَ أَهْلِ الْعِرَاقِ يَفْعَلُونَهُ. رَوَاهُ  
الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب  
الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیره ج 1 ص 169)

کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا قنوت کیا ہے تو  
میں نے کہا جب امام دوسری رکعت میں قرأت سے  
فارغ ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر دعا مانگتا ہے تو آپ نے  
فرمایا میں نے کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور بے  
شک میرے خیال میں اہل عراق کے گروہ یہ کام کرتے  
تھے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا  
اور اس کی سند صحیح ہے۔

659- وَعَنْ أَبِي مَجَلَزٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الصُّبْحَ فَلَمْ يَقْنُتْ  
فَقُلْتُ الْكِبَرُ يَمْنَعُكَ فَقَالَ مَا أَحْفَظُهُ عَنْ أَحَدٍ  
مِنْ أَصْحَابِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ  
وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت  
فی الفجر وغیره ج 1 ص 169 مجمع الزوائد نقلاً عن  
الطبرانی فی الکبری ج 1 ص 137)

حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے صبح کی نماز  
پڑھی تو آپ نے قنوت نہیں پڑھی تو میں نے کہا تکبر نے  
آپ کو قنوت پڑھنے سے روکا تو انہوں نے کہا میں نے  
اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے اسے یاد نہیں کیا (یعنی وہ  
قنوت پڑھتے تھے)۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس  
کی سند صحیح ہے۔

660- وَعَنْ تَائِفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا كَانَ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ  
مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (موطا امام مالک کتاب قصر  
الصلوة فی السفر باب القنوت فی الصبح ص 143)

حضرت تائف بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی نماز  
میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

661- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحَارِثِ السُّلَمِيِّ قَالَ  
صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
الصُّبْحَ فَلَمْ يَقْنُتْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر  
وغیره ج 1 ص 173)

حضرت عمران بن حارث سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے قنوت  
نہیں پڑھی۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

662- وَعَنْ غَالِبِ بْنِ فَرْقِدِ الطَّحَّانِ قَالَ

حضرت غالب بن فرقہ طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

کرتے ہیں، میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دو ماہ رہا تو آپ نے فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

كُنْتُ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَهْرَيْنِ فَلَمْ يَقْنُتْ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ الظُّبَيْرِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(السمع الكبير للطبرانی ج 1 ص 245)

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھاتے تو وہ قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سوائے ہنگامی حالات کے فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

663- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي بِنَا الصُّبْحِ بِمَكَّةَ فَلَا يَقْنُتُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ. قَالَ التِّيْمَوِيُّ تَدُلُّ الْأَخْبَارُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَمْ يَقْنُتُوا فِي الْفَجْرِ إِلَّا فِي النَّوَازِلِ. (طحاوی کتاب الصلوة القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگرچہ متون میں مطلق حکم ہے کہ لایقننت فی غیرہ غیر وتر میں قنوت نہ پڑھے،

(کنز الدقائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۱)

مگر محققین شراح نے باتباع امام طحاوی وقت نازلہ وحدث بلائے عام نماز فجر میں قنوت پڑھنے کی اجازت دی ہے لہذا یہ مسئلہ ایسا نہیں جس کی بنا پر اس عالم کے پیچھے نماز میں کچھ حرج ہو جبکہ وہ واقع میں سنی المذہب صحیح العقیدہ ہے، اور اگر غیر مقلد ہے تو آپ ہی گمراہ بددین ہے اور اس کے پیچھے نماز ناجائز محض کماحققناہ فی النہی الاکید عن الصلوة وراء عدی التقليد (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "النہی الاکید عن الصلوة وراء التقليد" میں تحقیق کی ہے۔ ت) درمختار میں ہے: لایقننت لغیرہ الا لנآزلہ۔ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی ۱/۹۴)

(صرف مصیبت میں قنوت نازلہ پڑھے۔)

غنیۃ میں ہے: ہو مذہبنا وعلیہ الجہور۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صلوة الوتر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۲۰)

(یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔)

ردالمحتار میں کلام امام طحاوی نقل کر کے فرمایا:

هو صريح في ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوة الفجر دون غيرها من الصلوة الجهرية

والسرية. (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعه مصطفی البابی مصر ۱/۳۹۶)

یہ اس بات کی صراحت ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز کے لئے مختص ہے دوسری جہری یا سری نمازوں میں ہیں۔ امام کو چاہئے کہ یہ قنوت بھی آہستہ پڑھے اور مقتدی بھی دعا ہی میں پڑھیں، ہاں اگر امام قنوت باواز پڑھے تو مقتدی آمین کہیں مگر باواز نہ کہیں بلکہ آہستہ کہ جہر بآمین نماز میں مکروہ ہے، پھر علماء کو اختلاف ہوا کہ یہ قنوت رکعت ثانیہ کے رکوع کے بعد ہو یا پہلے، اور تحقیق یہ ہے کہ رکوع سے پہلے ہونا چاہئے۔

ردالمحتار میں ہے: هل المقتدی مثله ام لا وهل القنوت قبل الركوع او بعده لم اره والذی یظهر لی ان المقتدی یتابع امامه الا اذا جهر فینؤمن وانه یقنت بعد الركوع ثم رأیت الشرنبلا لی فی مراقی الفلاح صرح بانه بعده واستظهر الحموی انه قبله والظاهر ما قلنا والله تعالی اعلم اقول بل الاحق بالقبول ما قال السيد الحموی لقول الفتح ولها ترجح ذلك خرج ما بعد الركوع من كونه محلا للقنوت اذ وقال ایضا وهذا تحقیق خروج القومة عن المحلیة بالکلیة الا اذا اقتدی بمن یقنت فی الوتر بعد الركوع فانه یتابعه اتفاقا والله تعالی اعلم۔

(ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعه مصطفی البابی مصر ۱/۳۹۶) (فتح القدير باب صلوة الوتر نوریہ رضویہ سکر ۱/۳۷۳)

کیا قنوت نازلہ پڑھنے میں مقتدی بھی امام کی طرح پڑھے یا نہیں، اور کیا قنوت رکوع سے قبل پڑھی جائے یا بعد میں، مجھے یہ تفصیل نظر نہیں آئی، مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام کی اتباع کرے لیکن جب امام قنوت پڑھنے میں جہر کرے تو مقتدی کو چاہئے کہ وہ آمین کہے، اور قنوت رکوع کے بعد پڑھے، اس کے بعد مجھے شرنبلا لی کا قول مراقی الفلاح میں ملا جس میں انہوں نے رکوع کے بعد کی تصریح کی ہے اور حموی نے رکوع سے قبل ظاہر قرار دیا لیکن زیادہ واضح یہی ہے جو میں نے کہا ہے واللہ تعالی اعلم۔ اقول بلکہ حموی کا قول زیادہ مقبول ہو کیونکہ فتح القدير کا قول یہ ہے کہ "جب رکوع سے قبل کو ترجیح ہے تو رکوع کے بعد قنوت کا محل نہ رہا" اھ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ قومہ کلیۃ قنوت کی محلیت سے باہر ہے تحقیق یہی ہے، ہاں اگر کوئی ایسے امام کی اقتداء میں ہے جو رکوع کے بعد وتر میں قنوت پڑھتا ہے تو نمازی کو چاہئے کہ وہ اس امام کی اتباع کرے اس میں اتفاق ہے اھ واللہ تعالی اعلم۔

آگے مزید لکھتے ہیں۔

حنفی مذہب میں وتر کے سوا اور نمازوں میں قنوت منع ہے متون کا مسئلہ ہے ولا یقنت فی غیرہ (غیر وتر میں قنوت نہ پڑھے۔) مگر جب معاذ اللہ کوئی بلائے عام نازل ہو جیسے طاعون دو پاء وغیرہ، تو امام اجل طحاوی و امام محقق علی الاطلاق



وغیرہ شرح نے نماز فجر میں دعائے تہنوت جائز رکھی ہے کہما فضلناہ فی فتاویٰنا۔

(جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تفصیل کر دی ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۵۲۳-۵۲۵)

### بَابُ لَا وَتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ

ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں

حضرت قیس بن طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے ابن ماجہ کے اور اس کی سند صحیح ہے۔

664- عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا وَتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ترمذی ابواب الصلوة الوتر باب ماجاء لا وتران فی لیلۃ ج 1 ص 107 ابوداؤد کتاب الصلوة باب فی نقص الوتر ج 1

ص 203 نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الوترین فی لیلۃ ج 1 ص 247 مسند احمد ج 4 ص 23)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے وتر کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہر حال میں تو نماز پڑھتا ہوں پھر وتر پڑھ کر سوجاتا ہوں پس جب بیدار ہوتا ہوں تو صبح تک دو رکعت پڑھتا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا لیکن میں تو دو رکعت پڑھ کر سوجاتا ہوں پھر سحری کے آخری وقت وتر پڑھتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس نے احتیاط سے کام لیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس نے مضبوط کام کیا۔ اس کو طحاوی اور خطابی نے روایت کیا اور بقی ابن مخلد نے اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

665- وَعَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَذَاكَرَا الْوِتْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا أَنَا فَأَصَلِّيْتُ ثُمَّ أَنَامَ عَلَيَّ وَتَرٍ فَإِذَا اسْتَيْقَظْتُ صَلَّيْتُ شَفَعًا حَتَّى الصَّبَاحِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْكِنِّي أَنَامَ عَلَيَّ شَفَعْتُ ثُمَّ أُوتِرُ مِنْ آخِرِ السَّحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ حَدِّثْ إِذَا وَقَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَوِي هَذَا. رَوَاهُ الطَّعَاوِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَبَقِيُّ بْنُ مَخْلَدٍ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب التطلوع بعد الوتر ج 1

ص 237 تلخیص الجبیر باب صلوة التطلوع نقلًا عن

بقی ابن مخلد ج 2 ص 17)

666- وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت ابو جمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الْوَيْتْرِ فَقَالَ إِذَا أُوْتِرْتَ  
أَوَّلَ اللَّيْلِ فَلَا تُؤْتِرَ أُخْرَاهُ وَإِذَا أُوْتِرْتَ أُخْرَاهُ  
فَلَا تُؤْتِرَ أَوَّلَهُ قَالَ وَسَأَلْتُ عَائِدَ بْنَ عَمْرٍو  
فَقَالَ مِثْلَهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب التطلوع بعد الوتر ج 1

ص 237)

میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وتر کے  
بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تو رات  
کے پہلے پہر میں وتر پڑھ لے تو اس کے آخری پہر  
میں وتر نہ پڑھ اور جب رات کے آخری پہر میں وتر  
پڑھنے ہوں تو پہلے پہر میں وتر نہ پڑھ۔ حضرت ابو جمرہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائذ  
بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس  
کی مثل کہا اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت خلاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا  
درانحالیکہ ایک شخص نے آپ سے وتر کے بارے  
میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تو وتر پڑھتا ہوں پھر  
سو جا تو ہوں۔ پس اگر میں (رات کو) بیدار ہو جاؤں تو  
دو دو رکعتیں پڑھ لیتا ہوں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے  
ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس وُتروں کو  
توڑنے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ رات میں دو وتر  
نہیں ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

667- وَعَنْ خَلَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْوَيْتْرِ فَقَالَ  
أَمَّا أَنَا فَأُوْتِرُ ثُمَّ أَنَامُ فَإِنْ قُمْتُ صَلَّيْتُ  
رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب التطلوع بعد الوتر  
ج 1 ص 237)

668- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَقْضُ الْوَيْتْرِ فَقَالَتْ  
لَا وَتَرَانِ فِي لَيْلَةٍ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
مُرْسَلٌ قَوِيٌّ. (طحاوی کتاب الصلوة باب التطلوع  
بعد الوتر ج 1 ص 237)

شرح: وتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے اگر کسی وجہ سے وتر کی نماز وقت کے اندر نہیں پڑھی تو وتر کی قضا پڑھنی واجب ہے۔

(الفتاویٰ الھدیۃ، کتاب الصلوة، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج 1 ص 110-111)

نماز وتر تین رکعتیں ایک سلام سے ہیں دو رکعت پر بیٹھے اور صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے

اور تیسری رکعت میں بھی الحمد اور سورہ پڑھے پھر دونوں ہاتھ کان کی لوتک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے جب دعائے قنوت پڑھ چکے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے اور باقی نماز پوری کرے۔

مسئلہ:- جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ پڑھے **اللَّهُمَّ رَبَّنَا اتِّعْنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ**

اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو تین مرتبہ **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي** پڑھ لے اس کی وتر ادا ہو جائے گی۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱)

مسئلہ:- دعائے قنوت وتر میں پڑھنا واجب ہے اگر بھول کر دعائے قنوت چھوڑ دے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے اور اگر قصداً چھوڑ دیا تو وتر کو دہرانا پڑے گا۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱)

مسئلہ:- دعائے قنوت ہر شخص چاہے امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہمیشہ پڑھے ادا ہو یا قضا رمضان ہو یا دوسرے دنوں میں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱)

مسئلہ:- وتر کے سوا کسی اور نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے ہاں البتہ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑا حادثہ واقع ہو تو فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۱)

### وتروں کے بعد دو رکعتیں پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جن میں بیٹھ کر قرأت کرتے پس جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے پھر رکوع کرتے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ بے خوابی یعنی رات کو جاگنا مشقت اور بوجھل کام ہے پس جب تم میں سے کوئی وتر پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے پس اگر وہ رات کو بیدار ہو تو (تہجد پڑھ

### بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُتْرِ

669- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَزْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَزْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ باب ماجائ فی الرکعتین بعد الوتر جالساً ص 85)

670- وَعَنْ ثُوبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ جَهْدٌ وَثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتِرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَزْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَإِلَّا كَانَتْ لَهُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالذَّارِقُطْنِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

لے) وگرنہ وہ دو نفل اس کے لئے تہجد ہو جائیں گے۔  
اس کو دارمی طحاوی اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی  
سند حسن ہے۔

(سنن دارمی کتاب الصلوة باب فی الرکعتین بعد الوتر ص 198 طحاوی کتاب الصلوة باب التطلوع بعد الوتر ج 1  
ص 236 دارقطنی کتاب الوتر باب فی الرکعتین بعد الوتر و فی الطحاوی والدارقطنی ان هذان هذا السفر ج 1 ص 39)  
شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی جسے تہجد میں جاگنے کی امید نہ ہو وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے، اگر تہجد کے لیے جاگ گیا تو تہجد بھی پڑھ لے  
ورنہ ان شاء اللہ ان دونوں کا ثواب تہجد کے برابر ہو جائے گا۔ یہ رب تعالیٰ کی اس امت مرحومہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے صدقہ کرم نوازی ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۲۲)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں کے بعد دو رکعت  
پڑھتے در انحالیکہ وہ ان میں بیٹھ کر اذا زلزلت اور  
قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھتے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ اور طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور  
اس کی سند حسن ہے۔

671- وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْوُتْرِ  
وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيهِمَا إِذَا زُلْزِلَتْ وَقُلْ يَا أَيُّهَا  
الْكَافِرُونَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ. (مسند احمد ج 5 ص 260 طحاوی کتاب الصلوة  
باب التطلوع بعد الوتر ج 1 ص 237)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ یہ نفل وتروں سے متصل ہوتے تھے صبح کی نماز سے پہلے جن کی پہلی رکعت میں "إِذَا زُلْزِلَتْ" اور  
دوسری میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" پڑھتے تھے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۲۳)  
مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ۹۳، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ چہارم، اور صحتی زیور  
کا مطالعہ فرمائیں۔

پانچ نمازوں کے وقت نفل پڑھنے کا بیان  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے  
ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دس  
رکعتیں یاد رکھیں، دو رکعتیں ظہر سے پہلے دو رکعتیں ظہر  
بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں

بَابُ التَّطَوُّعِ لِلصَّلَاةِ الْخَمْسِ  
672- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ  
رَكَعَاتٍ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا  
وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ

العشاء في بؤيته ورَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَوةِ الصُّبْحِ. عشاء کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری کتاب التہجد باب الركعتين قبل الظهر ج 1 ص 157، مسلم کتاب صلوة المسافرين فضل سنن الراقية۔ الخ ج 1

ص 252)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں ساتھ پڑھنے سے مراد جماعت سے پڑھنا نہیں کیونکہ سوائے تراویح باقی سنن کی جماعت مکروہ ہے بلکہ ہمراہی میں پڑھنا مراد ہے یعنی میں نے بھی پڑھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی جیسے رب بقیس کا قول یوں نقل فرماتا ہے: "أَسَلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ" اس حدیث کی بنا پر امام شافعی نے ظہر سے پہلے دو سنتیں مؤکدہ مانیں، ہمارے ہاں مؤکدہ چار ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث میں ہے یہاں تھیجۃ المسجد کے نفل مراد ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنت ظہر گھر میں ادا کر کے تشریف لاتے تھے۔ چنانچہ ازواج مطہرات کی روایت یوں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر سے چار سنتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

یعنی میں نے مغرب و عشاء کے بعد کی سنتیں حضور کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر میں پڑھیں اس گھر سے مراد حضرت حفصہ بنت عمر کا گھر ہے، چونکہ وہ آپ کی ہمشیرہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ پاک تھیں اس لیے آپ کو وہاں جانا درست تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

معلوم ہوا کہ سنت فجر جو گھر میں پڑھے اور ہلکی پڑھے۔ بعض صوفیاء اس کی رکعت اول میں الم نشرح اور دوسری میں الم ترکیف پڑھتے ہیں بعد میں ۷ بار استغفار پھر مسجد میں آکر باجماعت فرض، اس عمل سے بوا سیر سے امن رہتی ہے، گھر میں برکت و اتفاق، چونکہ حضرت ابن عمر اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نہ ہوتے تھے اس لیے حضرت حفصہ سے روایت کی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۸۳)

673- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكَعَتِي الْفَجْرِ. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ نوافل میں سے کسی چیز پر التزام نہیں کرتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب التہجد باب تعاهد ركعتي الفجر۔ الخ ج 1 ص 156، مسلم کتاب صلوة المسافرين باب استحباب

ركعتي سنة الفجر۔ الخ ج 1 ص 251)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمقابلہ دوسری سنتوں کے فجر کی سنتوں کی بہت پابندی کرتے تھے کہ سفر و حضر میں نہ چھوڑتے تھے اور اگر فجر قضا پڑھتے تو سنتوں کی بھی قضا کرتے۔ اسی لیے فقہا فرماتے ہیں کہ یہ سنتیں بلا عذر بیٹھ کر نہ پڑھے اسی لیے اگر جماعت فجر میں کوئی پہنچے اور سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اگر جماعت مل جانے کی امید ہو تو جماعت سے علیحدہ سنتیں پڑھے، پھر جماعت میں مل جائے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

674- وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الغَدَاةِ. رَوَاهُ البُخَارِيُّ (بخاری کتاب التہجد باب الرکعتین قبل الظہر ج 1 ص 157)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

675- وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب صلوة المسافرین باب استحباب رکعتی سنة الفجر۔ الخ ج 1 ص 251)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی سنت فجر مال و اولاد اور تمام دنیاوی سامان سے پیاری ہونا چاہیے اور دیگر سنتوں و مستحبات سے افضل ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ اپنی خالہ میمونہ بنت حارث کے گھر رات گزاری اور اس رات نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر تھے تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی، پھر اپنے گھر تشریف لائے تو رکعتیں ادا فرمائیں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

676- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْتٌ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. رَوَاهُ البُخَارِيُّ.

(بخاری کتاب العلم باب السمر بالعلم ج 1 ص 22)

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

677- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفل نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے پھر باہر تشریف لے جا کر لوگوں کو نماز پڑھاتے پھر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے تھے پھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو بندہ مسلم ہر دن فرض نماز کے علاوہ اللہ کی رضا کے لئے بارہ رکعات نفل پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔

(مسلم کتاب صلوة المسافرین باب فضل السنن الراقبة قبل الفرائض ج 1 ص 251)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

آپ کا نام رملہ بنت ابوسفیان ہے، کنیت ابو حبیبہ امیر معاویہ کی بہن ہیں، آپ کی والدہ صفیہ بنت عاص یعنی حضرت عثمان غنی کی پھوپھی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح نجاشی شاہ حبشہ نے کیا، ۳۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

یعنی جنت کا اعلیٰ درجے کا محل اس کے لئے نامزد کیا جائے گا کیونکہ وہاں مکانات تو پہلے ہی موجود ہیں یا ان سنن کی برکت سے اس کے لئے نیا خصوصی گھر استعمال ہوگا کیونکہ جنت کا بعض سفیدہ بھی ہے جہاں اعمال کے مطابق محل تعمیر ہوتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔

یعنی بارہ سنتیں مؤکدہ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے ظہر کا ذکر اس لئے پہلے کیا کہ حضرت جبریل

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب صلوة المسافرین باب جواز النافلة قائما)

وقاعدًا۔ الخ ج 1 ص 252)

678- وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثِينَ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَخْرَوْنَ.

نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہلی نماز یہ ہی پڑھائی اس لیے اسے صلوٰۃ اولیٰ کہتے ہیں ان میں سنت فجر بہت تاکید ہے  
 حتیٰ کہ بعض نے انہیں واجب کہا۔ سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ اگر میں سنت فجر چھوڑ دوں تو خطرہ ہے کہ رب مجھے نہ بخشے۔  
 یعنی یہ رکعتیں اگرچہ مؤکدہ ہیں مگر فرض یا واجب نہیں، لہذا اس سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو سنت فجر کو واجب کہتے  
 ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر دن  
 اور رات میں بارہ رکعات ادا کیں اس کے لئے جنت  
 میں گھر بنایا جائیگا۔ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور  
 دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو  
 رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے  
 اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے  
 روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

679- وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ  
 عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ  
 الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ  
 الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ  
 قَبْلَ الْفَجْرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
 وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی من صلی فی یوم وليلة ثنتی عشرة رکعة الخ ج 1 ص 94)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے  
 بارہ رکعات سنت پر مواظبت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے  
 جنت میں گھر بنائے گا، چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو  
 رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو  
 رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے اس کو  
 اصحاب اربعہ نے بیان کیا۔ سوائے ابوداؤد کے اور اس  
 کی سند حسن ہے۔

680- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ثَابَرَ عَلَى  
 ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي  
 الْجَنَّةِ أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ  
 بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ  
 الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ  
 إِلَّا أَبَا دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی من صلی فی یوم وليلة ثنتی عشرة رکعة الخ ج 1 ص 94 نسائی کتاب قیام اللیل)

الخ باب ثواب من صلی فی الیوم وليلة ثنتی عشرة رکعة۔ الخ ج 1 ص 256 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ باب ماجاء فی ثنتی  
 عشرہ رکعة۔ الخ ص 81)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے

681- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ



ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعات پڑھیں اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے بیان فرمایا۔ ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ أَمْرًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَخْرُؤَنَ وَحَسَنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ.

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب الصلوة قبل العصر ج 1 ص 180 ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی الاربع قبل العصر

ج 1 ص 98 صحیح ابن خزیمہ کتاب الصلوة ج 2 ص 207 صحیح ابن حبان کتاب الصلوة ج 5 ص 77)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

دوسلاموں سے یا ایک سلام سے یہ سنتیں غیر مؤکدہ ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا لینے کا ذریعہ کیونکہ بفضلہ

تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 393)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لائے تو آپ نے چار یا چھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

682- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيْكَ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتَّةَ رَكَعَاتٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد ابوداؤد کتاب الصلوة باب الصلوة بعد العشاء ج 1 ص 185)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر کی نماز کے اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

683- وَعَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ رَكَعَتَيْنِ إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوِيَةَ فِي مُسْنَدِهِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(نصب الرأية كتاب الصلوة فصل في الاوقات المكروهة نقلًا عن اسحق بن راهويه في مسنده ج 1 ص 250)

صحیح ابن خزیمہ کتاب الصلوة ج 2 ص 207)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار

684- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ

صَلَاةً بَعْدَهَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ

(ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی الرکعتین بعد الظهر باب آخر ج 1 ص 97)

685- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَخْرَوْهُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتے تو ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور ان کے پیروکار مسلمانوں اور مومنوں پر سلام کے ساتھ فصل کرتے تھے۔ اس کو ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی الاربع قبل العصر ج 1 ص 98 صحیح ابن خزيمة کتاب الصلوة تعلیقات تحت

باب ج 2 ص 218)

شرح: مُقَرَّبٌ شَمِيرٌ حَكِيمٌ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اتان فرماتے ہیں:

ظاہر ہے کہ درمیان کے سلام سے نماز کا سلام ہی مراد ہے جس پر نماز ہوتی ہے یا ان میں دو رکعتیں تھیہ الوضو کی تھیں اور دو عصر کی یا چاروں عصر کی، بیان جواز کے لیے ان کے درمیان سلام پھیرا گیا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں سلام سے مراد التحیات ہے کیونکہ اس میں سلام ہوتا ہے اس صورت میں یہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے ہوں گی مگر پہلے معنی

زیادہ ظاہر ہیں۔ (مراۃ الناجح ج ۲ ص ۳۹۵)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں میں سوائے کے تشهد سلام کے ساتھ فصل نہیں کرتے تھے اور نہ ہی جمعہ سے پہلے اور نہ ہی جمعہ کے بعد (چار رکعتوں کے درمیان سلام سے فصل فرماتے)۔

(کتاب الحجۃ باب صلوة النافلة ج 1 ص 276)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں میں (دو رکعتوں پر) سلام نہیں پھیرتے تھے۔

686- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ كَانُوا لَا يَفْصِلُونَ بَيْنَ أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ بِالتَّسْلِيمِ إِلَّا بِالتَّشَهُدِ وَالْأَرْبَعِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَلَا أَرْبَعٍ بَعْدَهَا. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحَجَجِ وَاسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

687- وَعَنْهُ قَالَ مَا كَانُوا يُسَلِّمُونَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب التلوع باللیل والنهار)

اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند جید ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ چہارم، اور جنتی زہور کا مطالعہ فرمائیں۔

ان روایات کا بیان جن سے دے کی چار رکعات سنت کے درمیان سلام کے ساتھ فصل پر استدلال کیا گیا ہے

بَابُ مَا اسْتُدِلُّ بِهِ عَلَى  
الْفَصْلِ بِتَسْلِيْمَةٍ بَيْنَ  
الرَّابِعِ مِنْ سُنَنِ النَّهَارِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دن اور رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا۔ علامہ نیوی فرماتے ہیں اس حدیث میں نماز کا ذکر غیر محفوظ ہے اور اس کے معارض بعض گذشتہ احادیث ہیں جن کا ذکر ہم نے گزشتہ باب میں کر دیا۔

688- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِثْلِي مِثْلِي. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ. قَالَ النَّبِيُّ ذِكْرُ النَّهَارِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ وَيُعَارِضُهُ بَعْضُ الْأَخْبَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ هُنَا ذَكَرْنَا فِي الْبَابِ السَّابِقِ.

(ابو داؤد کتاب الصلوة باب صلوة النهار ج 1 ص 183، نسائی کتاب قیام اللیل - الخ باب کیف صلوة النهار ج 1 ص 246، ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة - الخ باب ماجای فی صلوة اللیل و النهار مثنی مثنی ص 94، ترمذی ابواب الصلوة باب ماجای فی الاربع قبل العصر ج 1 ص 98، مسند احمد ج 2 ص 26)

مغرب سے پہلے نفل کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان کہتا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ ستونوں کی طرف جلدی کرتے تھے حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف تو وہ اسی حال میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کلمات کا اضافہ کیا ہے

بَابُ النَّافِلَةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

689- عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا أَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِئُونَ السَّوَارِي حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذَلِكَ يُصَلُّونَ الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ حَتَّى ان الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لِمَدْخَلِ الْمَسْجِدِ فَيَحْسِبُ ان

حتی کہ اگر کوئی اجنبی شخص آجاتا تو وہ گمان کرتا کہ نماز ہو چکی ان لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جو یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

الصلوة قد صليت من كثرة من يُصليها۔

(بخاری کتاب الاذان باب کم بین الاذان والاقامة ج 1 ص 87 مسلم کتاب فضائل القرآن باب استحباب رکعتین قبل

صلوة المغرب ج 1 ص 278)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی شرح و تحقیق پہلے ہو چکی کہ صحابہ کا یہ عمل شروع اسلام میں تھا پھر جب مغرب میں جلدی کا حکم دیا گیا تو یہ نفل چھوٹ گئے مگر بعض کو ان کے نسخ کی خبر نہ ہوئی اور اس زمانہ میں بھی یہ عمل دائمی نہ تھا بلکہ شاذ و نادر۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ سارے خلفائے راشدین اس کے نسخ پر متفق ہیں۔ خیال رہے کہ امام مالک وغیرہم فقہاء کے نزدیک وقت مغرب بقدر ادائے نماز ہے، ان کے ہاں تو یہ نفل مطلقاً ناجائز ہوں گے کہ ان سے وقت مغرب نکل جائے گا۔ (مرآۃ المناجیح ج 2 ص 203)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تو (سامع نے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں دیکھتے تھے پس آپ نے نہ تو ہمیں (اسکا) حکم دیا اور نہ ہی ہمیں (اس سے) منع فرمایا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

690- وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا۔  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب فضائل القرآن باب

استحباب رکعتین قبل صلوة المغرب ج 1 ص 278)

حضرت مرشد بن عبد اللہ یزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کیا آپ کو ابو تمیم پر تعجب نہیں ہوتا جو مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتا ہے تو حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

691- وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ إِلَّا أُعْجِبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ يَزُكُّ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا بے شک ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کرتے تھے۔ راوی فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا اب تمہیں اس سے کیا چیز منع کرتی ہے تو انہوں نے فرمایا مصروفیت۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْآنَ قَالَ الشُّغْلُ. رَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب التہجد باب الصلوة قبل  
المغرب ج 1 ص 158)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ فَرَمَاتے ہیں:

آپ تابعی ہیں، مصر کے مفتی ہیں اور عبدالعزیز ابن مروان یعنی عبدالملک ابن مروان کا بھائی آپ کے فتویٰ پر بہت اعتماد کرتا تھا۔

اس تعجب سے معلوم ہو رہا ہے کہ سارے صحابہ نے یہ نفل چھوڑ دیئے تھے کوئی نہ پڑھتا تھا جو کوئی پڑھتا تھا تو اس پر چہ میگوئیاں ہوتی تھیں۔ جیسے وتر کی ایک رکعت جب امیر معاویہ نے پڑھی تو بعض نے حضرت ابن عباس سے بطور تعجب یہ کہا۔ زنیوی کا روبرو میں صراحتہ معلوم ہوا کہ کوئی صحابی انہیں سنت نہ سمجھتا تھا مباح یا حد درجہ مستحب جانتے تھے وہ بھی بے خبری سے، ورنہ صحابہ دنیاوی مشغولیت کی وجہ سے سنت نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 505)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے۔ ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے پھر تیسری بار فرمایا جس کا دل چاہے (یعنی یہ سنت موکدہ نہیں ہے) اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

692- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ  
أَذَانٍ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانٍ صَلَاةٌ ثُمَّ قَالَ  
فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

(بخاری کتاب الاذان باب بین کل اذانین صلوة لمن شاء ج 1 ص 87 مسلم کتاب فضائل کتاب القرآن باب استحباب رکعتین قبل صلوة المغرب ج 1 ص 278 ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی الصلوة قبل المغرب ج 1 ص 45 لبوداؤد کتاب الصلوة باب الصلوة قبل المغرب ج 1 ص 182 نسائی کتاب الاذان باب الصلوة بین الاذان والاقامة ج 1 ص 111 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی الرکعتین قبل المغرب ج 1 ص 82 مسند احمد ج 4 ص 86)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ فَرَمَاتے ہیں:

آپ صحابی ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، مدینہ منورہ میں قیام رہنا پھر عہد فاروقی میں لوگوں کو فقہ سکھانے بھرہ بھیجے گئے، وہاں ہی رہے، ۶۰ھ میں وفات پائی۔

یعنی "لَمَنْ شَاءَ" اس لیے فرمایا کہ لوگ ان رکعتوں کو سنت مؤکدہ یا واجب نہ جان لیں یہ سمجھ کر "صَلُّوا" امر ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے۔ خیال رہے کہ بعض امام اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ نماز مغرب سے پہلے دو نفل مستحب ہے لیکن امام اعظم، امام مالک اور اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ نفل مکروہ ہیں۔ اس حدیث کو منسوخ مانتے ہیں کہ شروع اسلام میں یہ حکم تھا پھر نہ رہا چند وجہوں سے: ایک یہ کہ تیسری فصل میں بحوالہ مسلم آ رہا ہے کہ عمر فاروق اس نفل پڑھنے والوں کو مزاد دیتے تھے۔ دوسرے یہ کہ بروایت بخاری اسی دوسری فصل میں آ رہا ہے صحابہ نے ابو تمیم کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو تعجباً ایک دوسرے سے شکایت کی۔ تیسرے یہ کہ تمام صحابہ نے یہ نفل بعد میں چھوڑ دیئے۔ چوتھے یہ کہ ان نفلوں سے مغرب میں تاخیر ہوگی حالانکہ اسے جلدی پڑھنے کا حکم ہے۔ پانچویں یہ کہ ہم باب فضل اذان میں ایک حدیث نقل کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانوں یعنی اذان و تکبیر کے درمیان نماز ہے سوا مغرب کے۔ بہر حال جمہور علماء کے نزدیک یہ حدیث قابل عمل نہیں۔ اس کی کچھ بحث باب فضل اذان میں گزر چکی اور اس کی پوری تحقیق فتح القدیر شرح ہدایہ میں دیکھو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۸۹)

693- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ. (بخاری کتاب التہجد باب الصلوة قبل المغرب ج 1 ص 158 ابو داؤد کتاب الصلوة باب الصلوة قبل المغرب ج 1 ص 182)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب سے پہلے نماز پڑھو مغرب سے پہلے نماز پڑھو پھر تیسری بار فرمایا جس کا جی چاہے اس بات کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کہیں لوگ اس کو سنت نہ بتالیں۔ اس کو بخاری نے روایت اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا اور محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں اور ان الفاظ کا اضافہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو۔ پھر تیسری مرتبہ فرمایا جس کا جی چاہے اس خوف سے کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ سمجھ لیں اور اس کی سند صحیح ہے۔

694- وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَانَ فِي صَحِيحِهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِيُّ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ وَرَادَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ خَافَ أَنْ يُحْسِبَهَا النَّاسُ سُنَّةً وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مختصر قیام اللیل باب الرکعتین قبل المغرب ذکر من لم یرکعهما ص 50 تلخیص الجبیر نقلاً عن ابن حبان فی

صمبت ج 1 ص 13)

## بَابُ مَنْ أَنْكَرَ التَّنْفُلَ

### قَبْلَ الْمَغْرِبِ

695- عَنْ طَاءٍ وَبِسٍ قَالَ سَأَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا يُصَلِّيهِمَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْكَشِيشِيُّ فِي مَسْنَدِهِ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

جنہوں نے مغرب سے پہلے

نفل پڑھنے کا انکار کیا

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی ایک کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کو عبد بن حمید کشتی نے اپنی مسند میں روایت کیا اور ابو داؤد نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة قبل المغرب ج 1 ص 182 سنن الکبیری کتاب الصلوة باب من جعل قبل صلوة المغرب رکعتین

ج 2 ص 476)

حضرت حماد بن ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے مغرب کی نماز سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نماز کو نہیں پڑھتے تھے۔ اس کو محمد بن حسن نے الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند منقطع ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

696- وَعَنْ حَمَادِ بْنِ أَبِي سُليْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ عَنِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فَتَهَاةٌ عَنْهَا وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَكُونُوا يُصَلُّونَهَا. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْأَثَارِ وَإِسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. (كتاب الآثار باب ما يعاد من الصلوة وما يكره

منها ص 29)

عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی ترک نہیں فرمائیں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

## بَابُ التَّنْفُلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ

697- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب مواقیب الصلوة باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت ج 1 ص 83 مسلم کتاب فضائل القرآن باب

الاقوات التي نهى عن الصلوة فیها ج 1 ص 277)

شرح: مُفسر شہرہ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں:

اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظہر کی دو سنتیں ایک بار روتی تھیں جو آپ کے بعد صحابہ کبار  
کیں پھر ہمیشہ ہی پڑھتے رہے لہذا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہیں، ان کے واسطے ہی ہے کہ حضور  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ رکعتیں ہمیشہ گھر ہی میں پڑھیں مسجد میں کبھی نہ پڑھیں تاکہ لوگ پڑھنے سے متاثر نہ ہوں۔  
حضرت ام سلمہ سے ان رکعتوں کی مخصوص وجہ بھی بیان فرمادی۔ (مراۃ المناجیح ج 1 ص 200)

698- وَعَنْهَا قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْبُعُهُمَا سِرًّا وَلَا  
عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ  
بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

آپ ہی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو رکعتیں  
کبھی نہیں چھوڑیں نہ پوشیدہ طور پر اور نہ ظاہر کی طرح۔  
نماز فجر سے پہلے کی دو رکعت اور نماز عصر کے بعد کی دو  
رکعت۔ اسے شیخین نے روایت کیا۔

699- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ  
فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ إِنَّهُ  
شُغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ  
ثُمَّ اثْبَتَهُمَا وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً اثْبَتَهَا. رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ.

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان دو  
رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نماز عصر کے بعد پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو عصر  
سے پہلے پڑھتے تھے پھر ایک مرتبہ آپ ان سے مشغول  
ہو گئے یا آپ بھول گئے تو آپ نے عصر کے بعد وہ نماز  
پڑھی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو پڑھتے رہے  
اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو پھر  
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو ثابت رکھتے تھے۔ اس  
کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب مواقیب الصلوة باب ما یصلی بعد  
العصر من الفوائت ج 1 ص 83 مسلم کتاب فضائل القرآن باب  
الاقوات التي نهى عن الصلوة فیها ج 1 ص 277)

بَابُ كَرَاهَةِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ صَلَاةِ

الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ

700- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ

عصر اور صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کے

مکروہ ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت



سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا جن میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اور وہ ان سب سے زیادہ مجھ کو محبوب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج 1 ص 275 بخاری کتاب مواقیت الصلوة باب

الصلوة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس ج 1 ص 82)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

701- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج 1 ص 275 بخاری کتاب مواقیت الصلوة باب لا

تتحدى الصلوة قبل غروب الشمس ج 1 ص 82)

شرح: مُفَسِّرُ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی نماز فجر اور نماز عصر پڑھ لینے کے بعد نوافل ممنوع ہیں اور سورج چمکنے اور پیلا پڑنے کے بعد ہر نماز ممنوع جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا یہ حدیث ہر جگہ کے لیے ہے لہذا احناف کی دلیل ہے کہ ان کے ہاں ان وقتوں میں مکہ مکرمہ میں بھی نوافل مکروہ ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کی نماز کی بعد حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اس کو

702- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

شعین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج 1 ص 275 بخاری کتاب مواقيت الصلوة باب لا

تتحرى الصلوة قبل غروب الشمس ج 1 ص 83)

703- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُ قَالَ يَا نَبِيَّ اللهُ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللهُ  
وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلَّى صَلَاةَ  
الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ  
الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ  
بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ  
ثُمَّ صَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى  
يَسْتَقِيلَ الظِّلُّ بِالرُّمُحِ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ  
فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسَجَّرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْعُ  
فَصَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى  
تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ  
الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ  
وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ  
أَحْمَدُ. (مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى

عن الصلوة فيها ج 1 ص 276 مسند احمد ج 4 ص 111)

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے ان چیزوں کے بارے میں خبر دیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا اور میں ان کو نہیں جانتا آپ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کفار سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک فرشتے اس نماز کی گواہی دیں گے حتیٰ کہ سایہ نیزہ کے برابر ہو جائے پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے پھر جب سورج ڈھل جائے تو نماز پڑھو پس بے شک اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ تو عصر کی نماز پڑھے۔ پھر تو نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے پس بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کفار سجدہ کرتے ہیں۔ اسے مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ قدیم الاسلام صحابی ہیں، حتیٰ کہ بعض نے کہا آپ چوتھے مسلمان ہیں ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ابھی گھر چلے جاؤ جب ہمارا غلبہ ہو تو آجانا۔ چنانچہ بعد ہجرت یہ بھی حضور علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

کہ کون سی نماز کس وقت پڑھی جائے جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔

لہذا تمہارا اس وقت نماز پڑھنا کفار کی عبادت کے مشابہ ہوگا۔ خیال رہے کہ اگرچہ کفار اور وقت بھی عبادت کرتے ہیں مگر اس وقت کی عبادت ان کی مذہبی علامت ہے۔ علامت کفر سے بچنا ضروری ہے، تشبیہ اور ہے اور اشتراک کچھ اور۔  
یعنی نماز اشراق و چاشت پڑھو اس نماز میں تمہارے ساتھ تمہارے ساتھی فرشتے موجود ہوں گے اور تمہارے گواہ، یہ حکم استجابی ہے کیونکہ نماز اشراق و چاشت واجب نہیں ۱۲

یعنی نیزے کا سایہ اس سے کم ہو جائے جسے سایہ اصلی کہتے ہیں جو نصف النہار کے وقت ہوتا ہے، اس کی درازی موسم کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے، شاید جس وقت سرکار نے یہ فرمایا اس وقت سایہ اصلی چیز سے کم ہوتا ہے۔

یعنی دوپہر کے وقت دوزخ میں ایندھن ڈالا جاتا ہے جس سے وہ بھڑک جاتا ہے۔ اس کی تحقیق باب الاوقات میں کی جا چکی وہاں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہر وقت کہیں نہ کہیں دوپہر رہتی ہے پھر اس وقت دوزخ جھونکنے کے کیا معنی۔

یہ امر اباحت کے لیے ہے یعنی سورج ڈھل جانے پر نماز پڑھ سکتے ہو، یہ مطلب نہیں کہ سورج ڈھلتے ہی ظہر پڑھ لو۔ اس کی تحقیق بھی باب الاوقات میں کی جا چکی گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے ۱۲

یعنی نماز عصر پڑھنے کے بعد ہر نماز سے بازر ہو جیسا کہ باب الاوقات میں ذکر ہوا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۶)

704- وَعَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْبِسْوَرَ بْنَ مَعْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أُرْسِلُوا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلِّمْ عَلَيْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا إِنَّا أَخْبَرْنَا عَنْكَ أَنَّكَ تُصَلِّيْنَهُمَا وَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُ فَقَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أُرْسِلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَخَرَجْتُ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِمِثْلِ مَا أُرْسِلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسور بن معرّمہ اور عبدالرحمن بن ازہر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہم سب کی طرف سے سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں پوچھنا اور ان سے کہنا کہ ہمیں خبر دی گئی ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتی ہیں اور ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر لوگوں کو اس سے روکتا تھا۔ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور ان تک وہ پیغام جو انہوں نے مجھے دے کر بھیجا تھا تو حضرت عائشہ رضی

فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قَوْمِي بِحَنْبِهِ فَقَوْلِي لَهُ تَقُولُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرْنِي عَنْهُ فَفَعَلْتَ الْجَارِيَةَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرْتُ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهُ آتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهَبَا هَاتَانِ - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ -

(بخاری کتاب التہجد باب اذا کلم وهو یصلی فاشار

بیدہ۔ الخ ج 1 ص 164، مسلم کتاب فضائل القرآن باب

الاقوات التي نهى عن الصلوة فيها ج 1 ص 286)

اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھو پس میں ان حضرات کے پاس آیا اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جواب بتایا تو انہوں نے مجھے وہی پیغام دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بھیجا جو پیغام دے کر مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بھیجا تھا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان رکعتوں سے منع فرماتے ہوئے سنا پھر میں نے عصر کی نماز کے بعد آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پھر آپ میرے پاس تشریف لائے تو انصار کے قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں میرے پاس موجود تھیں تو میں نے ایک لونڈی کو آپ کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجا کہ تو ان کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور آپ سے کہنا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی خدمت میں عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ میں نے آپ کو ان رکعتوں سے منع فرماتے ہوئے سنا اور میں آپ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ پس اگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشارہ فرمائیں تو پیچھے ہٹ جانا تو اس لونڈی نے ایسا ہی کیا تو آپ نے اسے اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو وہ پیچھے ہٹ گئیں پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے بنت ابوامیہ تو نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا ہے تو میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ آئے (جو مجھ سے اسلام کے متعلق سوال کر رہے تھے جس کی وجہ سے) انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے

مشغول کر دیا تو یہ وہ دو رکعتیں ہیں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ بے شک تم ایک ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا پس ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور آپ نے اس نماز یعنی عصر کے بعد کی دو رکعتوں سے منع فرمایا ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

706- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَهَبْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاكَ يُصَلِّيْهَا وَلَقَدْ نَهَى عَنْهَا يَعْنِي الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب مواقیب الصلوة قبل غروب الشمس ج 1 ص 83)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علماء فرماتے ہیں اس مضمون کی حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ہیں ذکرہ المناوی فی التیسیر فی شرح الجامع الصغیر (اسے امام مناوی نے التیسیر فی شرح الجامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔

در مختار میں ہے: کرہ نفل قصدا ولو تحیة مسجد وکل ماکان واجب لغیرہ کمندور و رکعتی طواف والذی شرع فیہ ثم افسده ولو سنة فجر بعد صلوة فجر وعصر. ملخصاً

(در مختار کتاب الصلوة مطبع مجتہبائی دہلی ۶۱/۱)

نماز فجر اور عصر کے بعد وہ تمام نوافل ادا کرنے مکروہ ہیں جو قصداً ہوں اگرچہ تحیة المسجد ہوں، اور ہر وہ نماز جو غیر کی وجہ سے لازم ہو مثلاً نذر اور طواف کے نوافل اور ہر نفل نماز جس میں شروع ہوا پھر اسے توڑ ڈالا اگرچہ وہ فجر اور عصر کی سنتیں ہی کیوں ہوں اہ ملخصاً

ردالمحتار میں ہے: الکراهة هنا تحريمية ايضاً كما صرح به في الحلية ولذا عبر في الخانية و الخلاصة بعدم الجواز والمراد عدم الحل. (در المختار کتاب الصلوة مطبوعه مطبعه البانی مصر ۲۷۶/۱)

یہ کراہت تحریمیہ ہے جیسا کہ اس کی تصریح حلیہ میں ہے، اسی لئے خانہ اور خلاصہ میں عدم جواز سے تعبیر کیا گیا اور اس سے مراد یہ ہے کہ حلال نہیں۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۸، ص ۱۳۹-۱۵۰)

طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ

بَابُ كَرَاهَةِ التَّنْفُلِ بَعْدَ طُلُوعِ

نفل پڑھنے کے مکروہ ہونے کا بیان

الْفَجْرِ سَوِي رَكَعَتِي الْفَجْرِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

706- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

عَنِ تَشْوِيٍّ صَلَّى لِنَا عَسِيْرًا وَسَلَّمَ قَاتِلًا لَا يَمْتَنِعُونَ  
 كَحَدِّكُمْ أَوْ أَحَدًا مِمَّنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ  
 مَكْحُوْرَةٍ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُتَادِقُ بِسَلِيْلِ لِيَرْجِعَ  
 قَدَمَكُمْ وَيَسْتَبِيْهَ نَزَمَكُمْ. رَوَاهُ السُّنَّةُ الْإِسْلَامِيَّةُ

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 تم میں سے کسی کو ہرگز بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ  
 روکے۔ جس بے شک وہ تو اذان صرف اس لئے دیتے  
 ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والا (گھر) لوٹ جائے اور سونے  
 والا بیدار ہو جائے۔ اس حدیث کو سوائے امام ترمذی  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھ محدثین نے روایت کیا۔

از بخاری کتاب الاذان باب الاذان قبل الفجر ج 1 ص 87 مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل  
 بطور الفجر۔ الحج 1 ص 350 ابو داؤد کتاب الصیام باب وقت السجود ج 1 ص 320 نسائی کتاب الصیام باب کیف الفجر  
 ج 1 ص 305 ابن ماجہ فی الصیام باب ملجائی فی تلخیر السجود ص 123

شرح: مؤرخ شمس الدین احمد یار خان علیہ رحمۃ ارحمان فرماتے ہیں:

غالباً ہمیشہ سب دن دو اذانیں ہوا کرتی تھیں ایک تہجد اور سحری کے لئے، دوسری نماز فجر کے لئے، پہلی اذان سیدنا بلال  
 دیتے تھے اور دوسری اذان سیدنا ابن ام مکتوم۔ اب بھی مدینہ منورہ میں تہجد کی اذان ہوتی ہے چونکہ ان دونوں اذانوں کی  
 آوازوں اور طریقہ ادا میں فرق ہوتا تھا اس لیے لوگوں کو اشتباہ نہ ہوتا تھا۔

اس سے چند سئے مضموم ہوئے: ایک یہ کہ اذان صرف نماز کے لئے خاص نہیں اور مقاصد کے لئے بھی ہو سکتی  
 ہے۔ دیکھو سیدنا بلال کی یہ اذان سحری کو جگانے کے لئے ہوتی تھی۔ دوسرے یہ کہ فجر یا دیگر اذانیں اگر وقت سے پہلے  
 ہو جائیں تو وقت میں کہنی پڑیں گی۔ دیکھو سیدنا بلال کی اذان پر اکتفا نہ کی گئی، امام اعظم کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی کے  
 پاس اذان فجر وقت سے پہلے بھی جائز ہے، اسی حدیث کی بناء پر مگر یہ دلیل کمزور ہے ورنہ دوبارہ اذان کی کیا ضرورت  
 تھی۔ تیسرے یہ کہ پڑھنا کو اذان کے لیے مقرر کر سکتے ہیں جب کہ اسے وقت بتانے والا کوئی ہو۔ چوتھے یہ کہ ایک مسجد میں  
 دو یا زیادہ مؤذن ہو سکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ سحری کو جگانے کے لیے اذان دینا جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے مگر یہ جب ہوگا  
 جب لوگ اس اذان سے شبہ میں نہ پڑ جائیں ورنہ ہرگز نہ دی جائے۔ ہمارے ملک میں اذان صبح صادق کی علامت ہے  
 مگر یہاں سحری کی اذان دی گئی تو کوئی فجر کے شبہ میں سحری نہ کھا سکے گا یا کوئی دوسری اذان کو پہلی سمجھ کر دن میں کھا کر روزہ  
 راب کر لے گا اس لیے اب ہرگز اس پر عمل نہ کیا جائے۔ بہت سی چیزیں عہد صحابہ میں درست تھیں، اب ممنوع ہیں۔ دیکھو  
 اس زمانہ میں جو تاجکین کرمچہ میں آنا اور مع جوتے نماز پڑھنا مروج تھا اب ممنوع ہے۔ پختہ مکان بنانے منع تھے، اب  
 کرے۔ کھتی باڑی سے لوگوں کو روکا گیا تھا اب ضروری ہے۔ زکوٰۃ کے مصرف آٹھ تھے اب سات ہیں۔ حالات بدل  
 نے سے ہنگامی احکام بدل جاتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج 1 ص 131)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

707- وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنة الفجر۔ الخ ج 1 ص 250)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو اگرچہ کہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس باب کی حدیثیں باب الصلوٰۃ لصلوات الخمس میں گزر چکی ہیں۔

708- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيثُ الْبَابِ فِي بَابِ التَّطَوُّعِ لِلصَّلَاةِ الْخَمْسِ.

(مسند احمد ج 2 ص 405 ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی تخفيفہما ورکعتی الفجر ج 1 ص 179)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷ ص ۸۳، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ چہارم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

### فجر کی دو رکعتوں میں تخفیف کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں میں اس قدر تخفیف فرماتے تھے کہ میں دل میں سوچتی کہ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی بھی ہے یا نہیں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

بَابُ فِي تَخْفِيفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ  
709- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّىٰ إِنِّي لَأَقُولُ هَلْ قَرَأَ بِأَمْرِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب التہجد باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر ج 1 ص 156 مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب رکعتی

سنة الفجر ج 1 ص 250)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک ہفتہ تک غور سے دیکھتا رہا۔ آپ فجر سے پہلے کی دو

710- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا

الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا  
النسائی وحسنہ الترمذی۔  
رکعتوں میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ  
أَحَدٌ پڑھتے تھے۔ اس کو سوائے نسائی کے پانچ محدثین  
نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔

(ترمذی ابواب الصلوة ماجاء فی تخفیف رکعتی الفجر۔ الخ ج 1 ص 95 ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی تخفیفہما عن  
ابن ہریرہ ج 1 ص 178 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی الرکعتین قبل الفجر ج 1 ص 81 مسند احمد ج 2 ص 94)

### بَابُ كَرَاهَةِ سُنَّةِ الْفَجْرِ إِذَا شَرَعَ فِي الْإِقَامَةِ

جب (مؤذن) اقامت کہنا شروع کر دے  
تو فجر کی سنتوں کے مکروہ ہونے کا بیان

711- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ  
الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ  
إِلَّا الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز  
کے لئے اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی  
نماز نہ پڑھی جائے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب صلوة المسافرین باب کراهة الشروع فی تأملہ بعد شروع المؤذن۔ الخ ج 1 ص 247 ترمذی ابواب  
الصلوة باب ماجاء اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ج 1 ص 96 ابو داؤد کتاب الصلوة باب اذا ادرك الامام ولم يصل  
رکعتی الفجر ج 1 ص 180 نسائی کتاب الاما والجماعة باب ما يكره من الصلوة عند الاقامة ج 1 ص 139 ابن ماجہ ابواب  
اقامة الصلوة والسنة فيها باب ماجاء فی اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ص 81 مسند احمد ج 2 ص 455)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی تکبیر نماز کے بعد جماعت سے متصل دوسری نماز پڑھنا حرام ہے، لہذا فجر کی سنتیں اس حالت میں جماعت سے  
دور ہٹ کر پڑھ سکتا ہے جب کہ جماعت مل جانے کے امید ہو کیونکہ یہ سنتیں بہت اہم ہیں حتیٰ کہ علماء نے فرمایا کہ بڑا مفتی  
جسے فتوؤں کا کام بہت رہتا ہو وہ تمام سنتیں چھوڑ سکتا ہے سوائے سنت فجر۔ (مرقاۃ) نیز صاحب ترتیب پہلے قضاء نماز پڑھے  
پھر جماعت سے ملے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 282)

حضرت عبد اللہ بن مالک بن نمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ایک شخص کے پاس سے گزرے۔ درانحالیکہ وہ نماز  
پڑھ رہا تھا اور نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ پس جب

712- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ مُحَيِّنَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِرَجُلٍ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ  
فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ کو گھیر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

لَا يَكُ بِهِنَّ النَّاسُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحُ أَرْبَعًا الصُّبْحُ أَرْبَعًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب الاذان باب اذا قیمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ج 1 ص 91 مسلم کتاب صلوة المسافرین باب

کراهة الشروع فی ناملة بعد الخ ج 1 ص 347)

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعت سنت پڑھیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا اے فلاں تم نے کون سی نماز کو فرض شمار کیا جو پہلے دو رکعتیں پڑھی تھیں وہ یا جو دو رکعت ہمارے ساتھ پڑھی ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور چار محدثین نے روایت کیا سوائے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے۔

713- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا فُلَانُ يَا أَيُّ الصَّلَاتَيْنِ اعْتَدَدْتَ بِصَلَوَتِكَ وَحَدِّكَ أَمْ بِصَلَوَتِكَ مَعَنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ.

(مسلم کتاب الصلوة المسافرین باب کراهة الشروع فی ناملة بعد الخ ج 1 ص 247 ابو داؤد کتاب الصلوة باب اذا درک

الامام ولم یصل رکعتی الفجر ج 1 ص 180 نسائی کتاب الاماۃ والجماعة فیمن یصلی رکعتی الفجر والامام فی الصلوة ج 1 ص 139 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة والسنة فیہا باب ماجاء فی اذا قیمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ص 82)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی تو ایک شخص کھڑے ہو کر دو رکعت سنت پڑھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کھڑے سے کھینچا اور فرمایا کیا

714- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ فَجَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِهِ وَقَالَ أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

تو صبح کی نماز چار رکعت پڑھنا چاہتے ہو اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند جید ہے۔

(مسند احمد ج 1 ص 238)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو مؤذن نے اقامت شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کھینچا اور فرمایا کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھنا چاہتے ہو۔ اس کو ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں نقل کیا اور ابن خزیمہ ابن حبان اور دیگر محدثین نے اور امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرط کے مطابق لیکن انہوں نے اس حدیث کو ذکر نہیں کیا۔

715- وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَصَلُّ وَأَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْأَقَامَةِ فَجَدَّيْنِي النَّبِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَتَصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حَبَانَ وَآخَرُونَ وَقَالَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

(مسند ابی داؤد طیالسی ابن ابی ملیکہ عن ابن عباس ص 358 صحیح ابن خزیمہ جامع ابواب الرکعتین قبل الفجر

باب النهی عن ان یصلی رکعتی الفجر۔ الخ ج 2 ص 169 صحیح ابن حبان کتاب الصلوٰۃ باب النوازل ج 5 ص 82 المستدرک کتاب الصلوٰۃ التطوع باب فضیلة رکعتی سنة الفجر ج 1 ص 307)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فجر کی دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب مؤذن نے اقامت شروع کر دی تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے کندھے دبائے اور فرمایا کیا یہ نماز اس (فرض) نماز سے پہلے نہیں ہے اس کو طبرانی نے صغیر اور کبیر میں بیان کیا اور اس کی سند جید ہے۔

716- وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا صَلَّى رَكْعَتِي الْغَدَاةِ حِينَ أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ فَغَمَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ وَقَالَ إِلَّا كَانَ هَذَا قَبْلَ ذَا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

(المعجم الصغير للطبرانی قال حدثنا احمد بن حمدان۔ الخ ج 1 ص 55 مجمع الزوائد كتاب الصلوٰۃ باب اذا اقيمت

الصلوٰۃ هل یصلی غیرہا نقلًا عن الطبرانی فی الكبير والوسط ج 2 ص 75)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

717- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو سوائے فرض کے کوئی نماز نہ پڑھی جائے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ ہی فجر کی دو رکعتیں۔ تو آپ نے فرمایا نہ ہی فجر کی دو رکعتیں۔ اس کو ابن عدی اور بیہقی نے روایت کیا اور حافظ نے الفتح میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے اور حافظ نے جو کہا ہے اس پر اعتراض ہے اور اس کی زیادتی کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(کامل ابن عدی ترجمہ یحییٰ بن نصر بن حاجب ج 7 ص 2702 سنن الکبزی للبیہقی کتاب الصلوة باب

کرامیة الاشتعال بہما۔ الخ ج 2 ص 483 فتح الباری کتاب الاذان باب اذا اقيمت الصلوة۔ الخ ج 2 ص 288)

جس نے کہا کہ امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرض نماز میں مشغول ہونے کے وقت (نمازی) صبح کی سنتیں مسجد کے باہر یا مسجد کے کونے میں یا ستون کے پیچھے پڑھے گا اگر اس کو فرض کی ایک رکعت ملنے کی امید ہو حضرت مالک بن مغول رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت نافع کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فجر کی نماز کے لئے اس حال میں اٹھایا کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو انہوں نے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر سے نکلے تو فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو انہوں نے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا رَكْعَتِي الْفَجْرِ قَالَ وَلَا رَكْعَتِي الْفَجْرِ. رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ بَيْهَقٍ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَقِيمًا قَالَهُ نَظَرُ وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ لَا أَصْلَ لَهَا.

بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّي سُنَّةَ الْفَجْرِ عِنْدَ اِسْتِغَاةِ الْإِمَامِ بِالْفَرِيضَةِ خَارِجَ الْمَسْجِدِ أَوْ فِي نَاحِيَةٍ أَوْ خَلْفَ أَسْطَوَانَةٍ إِنْ رَجَا أَنْ يُدْرِكَ رَكْعَةً مِنَ الْفَرِيضِ

718- عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ أَيْقَظْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِالصَّلَاةِ الْفَجْرِ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج 1

ص 258)

719- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ بَيْتِهِ فَأَقِيمَتِ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں در  
انحالیکہ وہ راستے میں تھے۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے تو  
لوگوں کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے درانحالیکہ کہ امام  
صبح کی نماز پڑھا رہا تھا اور انہوں نے صبح سے پہلے دو  
رکعت سنتیں نہیں پڑھی تھیں تو انہوں نے حضرت حفصہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حجرے میں دو رکعت سنت  
پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کو امام طحاوی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ  
ہیں سوائے یحییٰ بن ابی کثیر کے کہ وہ مدلس ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اس حال میں کہ لوگ فجر کی  
نماز میں صفیں باندھے کھڑے تھے تو انہوں نے مسجد  
کے کونے میں دو رکعتیں پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ نماز  
میں شریک ہو گئے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت حارثہ مضرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری حضرت سعید  
بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے نکلے تو  
جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ نماز  
میں شریک ہو گئے اور ابو موسیٰ (فجر کی دو سنتیں پڑھے  
بغیر) صف میں داخل ہو گئے۔ اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ

الْمَسْجِدَ وَهُوَ فِي الطَّرِيقِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ  
فَصَلَّى الصُّبْحَ مَعَ النَّاسِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج 1

ص 258)

720- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ جَاءَ وَالْإِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَلَمْ  
يَكُنْ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَصَلَّاهُمَا  
فِي حُجْرَةٍ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى مَعَ  
الْإِمَامِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ إِلَّا  
يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ يُدَلِّسُ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ  
باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 258)

721- وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ  
يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ فِي صَلَاةِ  
الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ  
يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ  
وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء  
سنة الفجر ج 1 ص 258)

722- وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبَا مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَا  
مِنْ عِنْدِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
فَأَقْبَمَتِ الصَّلَاةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَكْعَتَيْنِ  
ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلَاةِ وَأَمَّا أَبُو مُوسَى  
فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي  
مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ صَوِّحٌ.

نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر ج 2 ص 251)

حضرت عبداللہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بلایا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی صبح کی نماز سے پہلے بلایا پھر وہ ان کے پاس سے نکلے اس حال میں کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے ستون کی اوٹ میں بیٹھ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر نماز میں شریک ہوئے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے درانحالیکہ امام نماز پڑھا رہا تھا تو انہوں نے فجر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 257 مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب اذا قیمت الصلوة هل یصلی

غیرہا نقلاً عن الطبرانی فی الکبیر ج 2 ص 75)

حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ امام نماز پڑھا رہا تھا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ

723- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ جَدِّهِ دَعَاهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ دَعَا أَبَا مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَحَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ الْغَدَاةَ ثُمَّ خَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ أُقِيِمَتِ الصَّلَاةُ فَجَلَسَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَى اسْطِوَانَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 257)

724- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتِي الْفَجْرِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

725- وَعَنْ أَبِي مَجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْإِمَامُ يُصَلِّي فَآمَّا ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِي

الصَّفِّ وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَمَّا  
سَلَّمَ الْإِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
مَكَانَهُ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ  
رَكَعَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج 1

ص 257)

726- وَعَنْ أَبِي عُمَانَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ مَا جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بِنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا وَالْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَلَمْ يَكُنْ  
صَلَّى الرَّكَعَتَيْنِ فَصَلَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الرَّكَعَتَيْنِ خَلْفَ الْإِمَامِ ثُمَّ  
دَخَلَ مَعَهُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج 1

ص 258)

727- وَعَنْ أَبِي عُمَانَ التَّهْدِيّ قَالَ كُنَّا نَأْتِي عُمَرَ  
بِنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ نُصَلِّيَ  
الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَتُصَلِّيَ  
فِي آخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي  
صَلَاةِهِمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج 1

ص 258)

728- وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ مَسْرُوقٌ يَجِيئُ إِلَى  
الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ رَكَعَ رَكَعَتِي

عنہما تو صف میں داخل ہو گئے بہر حال ابن عباس رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ نماز  
میں شریک ہوئے پس جب امام نے سلام پھیرا تو ابن  
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے حتیٰ کہ سورج  
طلوع ہو گیا تو انہوں نے کھڑے ہو کر دو  
رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو عثمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بھی  
تشریف لاتے در انحالیکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا ہوتا  
اور انہوں نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوتیں تو عبد اللہ  
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام سے پیچھے دو  
رکعتیں پڑھتے۔ پھر لوگوں کے ساتھ جماعت  
میں شریک ہو جاتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ نے روایت کیا اور اس سند کی صحیح ہے۔

حضرت ابو عثمان نھدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے پاس آتے نماز فجر سے قبل دو رکعتیں پڑھنے  
سے پہلے در انحالیکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز  
پڑھا رہے ہوتے تو ہم مسجد کے آخر میں نماز پڑھتے پھر  
لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے۔ اس کو امام  
طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند  
صحیح ہے۔

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے پاس آتے

در اشمالیکہ وہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے اور انہوں نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوتیں تو مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا مسجد کے کونے میں دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت یزید بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب تو مسجد میں داخل ہو اور تو نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو تو انہیں ادا کر اگرچہ امام نماز پڑھا رہا ہو پھر تو امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جا۔ اس کو طحاوی نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ نماز فجر کی دو سنتوں کو مسجد کے کونے میں پڑھے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلَاتِهِمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 258)

729- وَعَنْهُ عَنِ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي تَأْخِيَةِ الْمَسْجِدِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 258)

730- وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ تُصَلِّ رَكَعَتِي الْفَجْرِ فَصَلِّيهَا وَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ يُصَلِّي ثُمَّ ادْخُلْ مَعَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 258)

731- وَعَنْ يُونُسَ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ يُصَلِّيهِمَا فِي تَأْخِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلَاتِهِمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 258)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربہ اعترفت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جماعت بر تقدیر سنیت بھی تمام سنن حتیٰ کہ سنت فجر سے بھی اہم و اکبر و اعظم ہے ولہذا اگر امام کو نماز فجر میں پائے اور

سمجھے کہ سنتیں پڑھے گا تو تشہد بھی نہ ملے گا تو بالا جماع سنتیں ترک کر کے جماعت میں مل جائے  
والمسئلة منصوص عليها في كتب المذهب كافة (اس مسئلہ پر تمام کتب مذہب میں نص موجود  
ہے۔ ت)

طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الايضاح میں زیر قول مصنف الجماعة سنة في  
الاصح (اصح قول کے مطابق جماعت سنت ہے۔ ت)  
وفي البدائع عامة المشائخ على الوجوب وبه جزم في التحفة وغيرها وفي جامع الفقه اعدل  
الاقوال واقواها الوجوب (الی ان قال) وعلى القول بانها سنة هي اكد من سنة الفجر۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الامامة مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۵۶)

بدائع میں ہے کہ عامہ مشائخ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ اسی پر تحفہ وغیرہا میں جزم ہے اور جامع الفتحہ میں ہے  
سب سے معتدل اور مضبوط قول وجوب کا ہے (آگے چل کر کہا) جن کے قول پر جماعت سنت ہے ان کے نزدیک یہ سنت  
فجر سے زیادہ مؤکد ہے۔

رد المحتار باب النوافل میں ہے: ليس له ترك صلاة الجماعة لانها من الشعائر فهي اكد من سنة  
الفجر ولذا يتركها لو خاف فوت الجماعة. (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ معظنی البابي مصر ۱/۳۹۹)  
عالم دین کے لئے باجماعت نماز کا ترک جائز نہیں کیونکہ یہ شعائر اسلام میں سے ہے اور اس میں فجر کی سنتوں سے  
زیادہ تاکید ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت کے نہ ملنے کا خوف ہو تو سنن فجر کو ترک کیا جاسکتا ہے۔  
اور سنت فجر بالاتفاق بقیہ تمام سنن سے افضل، ولہذا بصورت فوت مع الفريضة بعد وقت قبل زوال ان کی قضا کا حکم ہے  
بخلاف سائر سنن کہ وقت کے بعد کسی کی قضا نہیں، ولہذا بلا عذر مع سنت فجر کو بیٹھ کر پڑھنا ناجائز بخلاف دیگر سنن کہ بے عذر  
بھی روا اگرچہ ثواب آدھا، ولہذا صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کہ قائل سنیت وتر ہوئے سنت فجر کو اس سے آکد ماننے کی طرف  
گئے، درمختار میں ہے:

السنن اكدھا سنة الفجر اتفقا وقيل بوجوبها فلا تجوز صلاتها قاعدا بلا عند على الاصح  
ولا يجوز تركها لعالم صار مرجعا في الفتاوى بخلاف باقي السنن وتقضى اذا فاتت معه بخلاف  
الباقي الا ملخصاً. (درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ بیجہائی دہلی ۱/۹۵)

وہ سنن جن پر سب سے زیادہ تاکید ہے وہ بالاتفاق فجر کی سنتیں ہیں، بعض نے انہیں واجب قرار دیا ہے لہذا اصح قول  
کے مطابق بغیر عذر کے ان کو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہ ہوگا اور اس عالم کے لئے بھی ان کا ترک جائز نہیں جو فتویٰ جات کے لئے  
مرجع بن چکا ہو، یعنی فتویٰ نویسی سے فراغت نہ ملتی ہو بخلاف باقی سنن کے، یعنی باقی سنن کو لوگوں کی حاجت فتویٰ کے پیش



نظر چھوڑ سکتا ہے اور یہ سنن فرائض کے ساتھ اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا ہے جبکہ باقی سنن کی قضا نہیں اہم تلخیصاً۔  
آگے مزید فرماتے ہیں:

اگر جانتا ہے سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو سکے گا اور صف سے دور سنتیں پڑھنے کو جگہ ہے تو پڑھ کر ملے ورنہ بے پڑھے، پھر بعد بلندی آفتاب پڑھے، اس سے پہلے پڑھنا گناہ ہے، کان میں آواز آنے کا اعتبار نہیں، امام اندر پڑھ رہا ہو باہر پڑھے، باہر پڑھتا ہو اندر پڑھے، حد مسجد کے باہر پاک جگہ پڑھنے کو ہو تو سب سے بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۹۲)

طلوع شمس سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو  
قضا کرنے کا بیان

بَابُ قِضَاءِ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ  
قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو جماعت کھڑی ہو گئی تھی پس میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا تو فرمایا اے قیس ٹھہر جاؤ کیا دو نمازیں اکٹھی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک میں نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں تو فرمایا تب تم (انہیں نہ) پڑھو اس کو سوائے نسائی کے چار محدثین نے روایت کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو بکر بن شیبہ دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے اور علامہ نیموی نے فرمایا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

732- عَنْ قَيْسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي فَقَالَ مَهَلًا يَا قَيْسُ أَصَلُّوتَانِ مَعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكْعَتُ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ قَالَ فَلَا إِذَنْ. رَوَاهُ الْأَزْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَأَحْمَدُ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْدَّارِقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ. قَالَ النَّيْمَوِيُّ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی اعادتها بعد طلوع الشمس ج 1 ص 96 ابو داؤد کتاب الصلوة باب من فاتتہ متی یقضیہا ج 1 ص 180 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة و السنة فیہا باب ماجاء فیمن ماتت الرکعتان قبل صلوة الفجر۔ الخ ص 82 مسند احمد ج 5 ص 447 مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب فی رکعتی الفجر اذا ماتت ج 2 ص 254 مستدرک حاکم کتاب الصلوة باب قضا سنة الفجر بعد الفرض ج 1 ص 275 سنن الکبیری للبیہقی کتاب الصلوة باب من اجاز قضایہما بعد الفراغ من الفریضة ج 2 ص 483)

حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک انصاری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں تو میں نے اب وہ دو رکعتیں پڑھیں ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ اس کو ابن حزم نے المعلیٰ میں ذکر کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیوی فرماتے ہیں عراقی کے قول میں نظر ہے۔

سورج کے طلوع ہونے سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها ج 1 ص 275 بخاری کتاب مواقيت الصلاة باب

الصلاة بعد الفجر ترتفع الشمس ج 1 ص 82)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنا جن میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں جو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کے بعد طلوع شمس تک نماز پڑھنے سے

733- وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ الْغَدَاةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ أَكُنْ صَلَّيْتُ رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَصَلَّيْتُهَا الْآنَ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ شَيْئًا. أَخْرَجَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمَعْلَى وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(معلى لابن حزم كتاب الصلاة باب من سمع

اقامة صلاة الصبح فلا يشتغل لغيرها ج 2 ص 82)

### بَابُ كَرَاهَةِ قَضَاءِ رَكْعَتِي الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

734- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

735- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ

منع فرمایا اور عصر کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج 1 ص 275 بخاری کتاب مواقیت الصلوة باب

الصلوة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس ج 1 ص 82)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اور فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

736- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج 1 ص 275 بخاری کتاب مواقیت الصلوة باب لا

تتحرى الصلوة قبل غروب الشمس ج 1 ص 82)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی نماز فجر اور نماز عصر پڑھ لینے کے بعد نوافل ممنوع ہیں اور سورج چمکنے اور پیلا پڑنے کے بعد ہر نماز ممنوع جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا یہ حدیث ہر جگہ کے لیے ہے لہذا احناف کی دلیل ہے کہ ان کے ہاں ان وقتوں میں مکہ مکرمہ میں بھی نوافل مکروہ ہیں۔ (مراۃ البنای ج 2 ص 265)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے نماز کے بارے خبر دیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس بے شک وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ سایہ ایک نیزہ سے کم ہو جائے پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے پس جب

737- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ السُّلَيْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يُسْجَدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ فَحُضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِيلَ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسَجَّرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ فَحُضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اقْصِرْ

عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ  
بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يُسْجَدُ لَهَا  
الْكُفَّارُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالْآخَرُونَ.

سایہ ڈھل جائے تو تو نماز پڑھ پس بے شک نماز  
میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں حتیٰ کہ تو عصر کی نماز پڑھے  
پھر تو غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے رک جائے پس  
بے شک وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب  
ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں۔ اس کو  
امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
اور دیگر محدثین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن

الصلوة فيها ج 1 ص 276، مسند احمد ج 4 ص 111)

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْإِمْتَانِ فَرَمَاتِي هِيَ:

آپ قدیم الاسلام صحابی ہیں، حتیٰ کہ بعض نے کہا آپ چوتھے مسلمان ہیں ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا تھا کہ ابھی گھر چلے جاؤ جب ہمارا غلبہ ہو تو آ جانا۔ چنانچہ بعد ہجرت یہ بھی حضور علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے  
حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

کہ کون سی نماز کس وقت پڑھی جائے جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔

لہذا تمہارا اس وقت نماز پڑھنا کفار کی عبادت کے مشابہ ہوگا۔ خیال رہے کہ اگرچہ کفار اور وقت بھی عبادت کرتے  
ہیں مگر اس وقت کی عبادت ان کی مذہبی علامت ہے۔ علامت کفر سے بچنا ضروری ہے، تشبیہ اور ہے اور اشتراک کچھ اور۔  
یعنی نماز اشراق و چاشت پڑھو اس نماز میں تمہارے ساتھ تمہارے ساتھی فرشتے موجود ہوں گے اور تمہارے گواہ، یہ  
حکم استجابی ہے کیونکہ نماز اشراق و چاشت واجب نہیں۔

یعنی نیزے کا سایہ اس سے کم ہو جائے جسے سایہ اصلی کہتے ہیں جو نصف النہار کے وقت ہوتا ہے، اس کی درازی موسم  
کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے، شاید جس وقت سرکار نے یہ فرمایا اس وقت سایہ اصلی چیز سے کم ہوتا ہے۔

یعنی دوپہر کے وقت دوزخ میں ایندھن ڈالا جاتا ہے جس سے وہ بھڑک جاتا ہے۔ اس کی تحقیق باب الاوقات میں کی  
جا چکی وہاں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہر وقت کہیں نہ کہیں دوپہر رہتی ہے پھر اس وقت دوزخ جھونکنے کے کیا معنی۔

یہ امر اباحت کے لیے ہے یعنی سورج ڈھل جانے پر نماز پڑھ سکتے ہو، یہ مطلب نہیں کہ سورج ڈھلتے ہی ظہر پڑھ  
لو۔ اس کی تحقیق بھی باب الاوقات میں کی جا چکی گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے

یعنی نماز عصر پڑھنے کے بعد ہر نماز سے بازر ہو جیسا کہ باب الاوقات میں ذکر ہوا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۶۶)

738- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو فجر کی دو

رکعت سنت نہ پڑھ سکے پس اسے چاہئے کہ وہ ان دو (سنتوں) طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔ اس کو ترمذی نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس ج 1 ص 96)

حضرت نافع بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فجر کی دو رکعتیں چاشت کی نماز کے بعد پڑھیں۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب فی رکعتی الفجر اذا فاتتہ ج 2 ص 254)

حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو صف میں داخل ہو گئے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ (جماعت میں) شریک ہو گئے پس جب امام نے سلام پھیر دیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پس وہ اٹھے اور دو رکعتیں ادا کیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 257)

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے قاسم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکوں۔ یہاں تک کہ میں فجر کی نماز (یعنی فرض) پڑھ لوں تو ان دو رکعتوں کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت

رُكْعَتِي الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

739- وَعَنْ ثَابِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلَّى رُكْعَتِي الْفَجْرِ بَعْدَ مَا أَضْحَى. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

740- وَعَنْ أَبِي مَجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْإِمَامُ يُصَلِّي فَأَمَّا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَكَانَهُ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ رُكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

741- وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ إِذَا لَمْ أَصَلِّهَا حَتَّى أَصَلِّي الْفَجَرَ صَلَّيْتُهَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مصنف ابن ابی

شیبہ کتاب الصلوة فی رکعتی الفجر اذا فاتتہ ج 2 ص 255)

کیا اور اسکی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
اگر صبح کی نماز اور سنتیں بسبب خوف جماعت خواہ کسی اور وجہ سے رہ گئیں تو ان کی قضا اگر کرے تو بعد بلند آفتاب پڑھے  
قبل طلوع نہ صرف خلاف اولیٰ بلکہ ناجائز و گناہ و ممنوع ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیر ہما صحاح و سنن و مسانید میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: نہیں  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس وبعد العصر  
حتى تغرب۔ (صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلوٰۃ، باب لا تحتر الصلوٰۃ الخ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلوع سحر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز سے منع  
کیا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیر ہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نہی عن الصلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس وعن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تطلع  
الشمس۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بعد الفجر باب الصلوٰۃ بعد الفجر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۲ و ۸۳)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور صبح کے بعد طلوع آفتاب تک نماز سے منع فرمایا ہے۔  
علماء فرماتے ہیں اس مضمون کی حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ہیں ذکرہ السنن فی التیسیر فی شرح الجامع  
الصغیر (اسے امام مناوی نے التیسیر فی شرح الجامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔) (الفتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص ۱۳۸)

فرض کے ساتھ فجر کی دو رکعتیں

قضاء کرنے کا بیان

بَابُ قَضَاءِ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ

مَعَ الْفَرِيضَةِ

742 - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
عَرَسْنَا مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ  
نَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَأْخُذَ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ  
رَأْسِهِ فَإِنَّ هَذَا مَنْزِلٌ حَضَرْنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ  
قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأْنَا ثُمَّ سَجَدْنَا  
سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ يَعْقُوبُ ثُمَّ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رات  
کے آخری حصے میں آرام کے لئے اترے پس ہم بیدار  
نہیں ہوئے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص اپنی سواری کی لگام  
پکڑ لے (اور کوچ کرے) پس بے شک اس جگہ  
میں شیطان کا اثر ہے راوی کہتے ہیں ہم نے ایسا ہی کیا

أَقِيَمَتِ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب المساجد قضاء الصلوة الفائتہ۔ الخ ج 1)

ص 238)

پھر آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھیں۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفْتَرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس رات کا نام "لیلۃ تعریس" ہے اور اس واقعہ کا نام "واقعة تعریس" ہے۔ تعریس کے معنی ہیں آخر رات میں آرام کے لیے اترنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کو اپنے خدام سے خدمت لینا جائز ہے، نیز بندوں سے اپنی حفاظت کرنا توکل کے خلاف نہیں۔

یعنی جتنے نوافل آج رات ان کے مقدر میں لکھے تھے اور جن پر وہ قادر تھے پڑھے۔

یعنی انکی نیت سونے کی نہ تھی بلکہ بیٹھ کر طلوع فجر دیکھنے کا ارادہ تھا اسی لیے آپ لیٹے نہیں بلکہ بیٹھے رہے اور منہ بھی مشرق کی طرف رکھا مگر ہونے والی بات کہ بے اختیار سو گئے، لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ نے سرکاری فرمان کی مخالفت کی۔

یعنی دھوپ کی گرمی سے بیدار ہوئے۔ خیال رہے کہ حضور کی آنکھ سوتی تھی دل بیدار رہتا تھا مگر سویرا، اندھیرا، اجیالا دیکھنا آنکھ کا کام ہے نہ دل کا، لہذا یہ واقعہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند غفلت پیدا نہیں کرتی اسی لیے نیند سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ آج نماز کی قضا غفلت سے نہ ہوئی بلکہ رب نے اپنے پیارے کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور ادھر سے توجہ ہٹالی تاکہ امت کو قضاء پڑھنے کے احکام معلوم ہو جائیں، لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

تم نے یہ کیا کیا ہمیں نماز کے وقت جگایا کیوں نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز قضا ہونے پر گھبرا جانا بھی سنت و عبادت ہے جس پر بڑا ثواب ملتا ہے۔

یعنی اس جنگل سے چلو نماز آگے پڑھیں گے کیونکہ ابھی سورج طلوع ہو رہا تھا نماز جائز نہ تھی کچھ دور جانے میں قدرے سفر بھی طے ہو جائے گا اور وقت کراہت بھی نکل جائے گا، عرب میں ٹھنڈے وقت سفر کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ آفتاب چمکنے کے بیس منٹ بعد نماز جائز ہوتی ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ سورج نکلنے وقت نہ فرض نماز جائز نہ نفل۔ امام شافعی کے ہاں اس وقت فجر کی قضاء جائز ہے۔

یعنی بے اختیاری حالت میں نماز قضا ہو جانے پر گناہ نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں نماز کی اذان بھی کہی گئی اور تکبیر بھی سنتیں بھی پڑھی گئیں اور جماعت سے نماز بھی، لہذا اس حدیث سے بہت سے فقہی مسائل حل ہوئے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۶۳۵)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راستے سے ایک طرف ہٹ گئے اور اپنا سر انور رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا تم لوگ ہماری نماز (فجر) کی حفاظت کرنا پس سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے درانحالیکہ کہ سورج آپ کی پیٹھ مبارک پر آچکا تھا۔ راوی کہتے ہیں ہم بھی گھبرا کر اٹھے پھر آپ نے فرمایا سوار ہو جاؤ پھر ہم سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو گیا تو آپ اترے تو میرے پاس جو وضو کا پانی تھا منگوا یا اور عام روٹین کی نسبت کم پانی سے وضو کیا۔ راوی کہتے ہیں اس میں کچھ پانی بچ گیا۔ پھر آپ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس برتن کی حفاظت کرنا عنقریب اس سے ایک خبر کا ظہور ہوگا پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لئے اذان کہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (فجر کی دو رکعتیں) ادا فرمائیں پھر صبح کی نماز اسی طرح پڑھائی جس طرح پہلے پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج تک کون ہماری حفاظت کریگا کہ وہ صبح کی نماز سے نہ سوئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں (آپ کی حفاظت کروں گا) تو انہوں نے سورج کے مطلع کی طرف منہ کر لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ

743- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ قَالِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الطَّرِيقِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَوَتَنَا فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ قَالَ فَكُنَّا فَرَعَيْنِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فسيرْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيضَاةٍ كَانَتْ مَعِي فِيهَا شَيْءٌ مَرَّ مَاءً قَالَ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وَوَضَّوْا كُنُونَ وَوَضَّوْا قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ لِأَبِي قَتَادَةَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَاتِكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلوة الفائتہ۔)

(الخج 1 ص 238)

744- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي سَفَرٍ لَهُ مِنْ يَكْلُوتَا اللَّيْلَةَ لَا يَرُقْدُ عَنِ الصَّلَاةِ عَنْ صَوْتِ الصُّبْحِ قَالَ بِلَالُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَكَا فَاسْتَقْبَلَ مَطْلَعَ الشَّمْسِ وَضُرِبَ عَلَى أذَانِهِمْ حَتَّى أَيْقَظَهُمْ حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوا فَقَالَ تَوَضَّؤُوا



ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ  
وَصَلَّوْا رَكْعَتِي الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَاةَ الْفَجْرِ. رَوَاهُ  
النَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي  
الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(نسائی کتاب المواقیت باب کیف یقضی الفائت من  
الصلوة ج 1 ص 102، مسند احمد ج 4 ص 81، المعجم  
الكبير للطبرانی ج 2 ص 134، معرفة السنن والآثار کتاب  
الصلوة ج 3 ص 420، مسلم کتاب المساجد باب قضاء  
الصلوة الفائتہ۔ الخ ج 1 ص 238)

### بَابُ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ

745- عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ  
مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ  
وَصَلَّى آيَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ. رَوَاهُ  
الْحُمْسِيُّ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ  
وَعَيَّرَهُمَا وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

(ترمذی ابواب الحج باب ماجئ فی الصلوة بعد العصر وبعد الصبح۔ الخ ج 1 ص 175، ابو داؤد کتاب المناسک باب  
الطواف بعد العصر ج 1 ص 260، نسائی کتاب المواقیت باب اباحة الصلوة فی الساعات كلها بمكة ج 1 ص 98، ابن  
ماجة اقامة الصلوة باب ماجئ فی الرخصة فی الصلوة بمكة فی كل وقت ص 90، مسند احمد ج 4 ص 80، مستدرک حاکم  
کتاب المناسک باب لا یمنع احد عن الطواف بالبيت۔ الخ ج 1 ص 448)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَشْتَقِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْخِتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

چونکہ مکہ معظمہ کی سرداری کعبہ کی کلید برداری چاہہ زمزم کا انتظام اور حرم شریف کی خدمت اولاد عبدمناف ہی میں تھی اس

لیے انہیں خطاب فرما کر یہ فرمایا۔

عنہم پر نیند طاری کر دی گئی حتیٰ کہ ان کو سورج کی گرمی  
نے اٹھایا پس وہ اٹھے تو انہوں نے وضو کیا پھر حضرت  
بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی تو آپ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے فجر کی دو  
رکعتیں پڑھیں، پھر فجر کی نماز پڑھی۔ اس کو امام نسائی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام احمد طبرانی رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام احمد طبرانی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے اور بیہقی نے کتاب المعرفہ میں اس کو  
روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

مکہ المکرمہ میں تمام اوقات میں

نماز کے جائز ہونے کا بیان

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو  
عبدمناف تم تم کسی کو اس گھر (یعنی بیت اللہ) کے طواف  
سے نہ روکو اور وہ دن یا رات کی جس گھڑی میں چاہے نماز  
پڑھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین نے  
روایت کیا، ترمذی اور حاکم وغیرہ نے اس کو صحیح قرار  
دیا اور اس کی سند میں کلام ہے۔

اس وقت بعض اوقات حرم شریف بند کر دیا جاتا تھا جیسے مسجد نبوی شریف بعد نماز عشاء بند کر دی جاتی ہے کہ طواف کعبہ تو ہر وقت جائز ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ چنانچہ اس حدیث کی بنا پر حرم شریف کسی وقت بند نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ طواف کعبہ تو ہر وقت جائز ہے لیکن نوافل مکروہ وقتوں میں وہاں بھی منع ہیں کہ کعبہ ممانعت کی حدیثیں مطلق تھیں جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج ڈوبتے اور بیچ دوپہری میں نماز نہ پڑھو یا فرمایا کہ صبح اور عصر کے بعد نماز نہیں، وہاں مکہ شریف کو مستثنیٰ نہیں کیا امام شافعی وغیرہم اس حدیث کی بنا پر مکہ معظمہ میں ہر وقت نوافل جائز کہتے ہیں مگر یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ حرم شریف بند نہ کرو، لوگوں کو ہر وقت طواف (نماز پڑھنے دو) ہاں جن وقتوں میں شریعت نے منع کر دیا ہے اس وقت لوگ خود نوافل نہ پڑھیں، شریعت کا منع کرنا کچھ اور ہے لوگوں کا بیت اللہ کو بند کر دینا کچھ اور، دیکھو حرم شریف میں نماز پنجگانہ کی جماعت اور نماز جمعہ و عیدین کی جماعت کے وقت لوگوں کو طواف سے بھی روکا جاتا ہے اور نفلوں سے بھی مگر یہ روکنا شریعت کی طرف سے ہے جیسے ہم کسی سبیل والے سے کہیں کہ تم لوگوں کو ہر وقت پانی پینے دو، اس کا مطلب یہ نہیں کہ رمضان میں بے روزوں کو بھی تلافیہ دن کے وقت پانی پینے دو۔ غرضکہ ممانعت کی حدیث صریح ہے اور اجازت کی غیر صریح، نیز جب ممانعت اور جواز میں تعارض ہو تو ممانعت کو ترجیح ہوتی ہے۔ طحاوی شریف میں ہے کہ ایک بار حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز فجر کے بعد طواف وداع کیا اور نفل طواف نہ پڑھے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے، جب دن چڑھ گیا تو وہ نفل جنگل میں پڑھے، یہ حدیث امام صاحب کے مذہب کی بہت تائید کرتی ہے، اگر اس وقت نفل جائز ہوتے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بغیر طواف کے نفل پڑھے وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۹)

746- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوْ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيُصَلِّي فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ إِلَّا بِمَكَّةَ عِنْدَ هَذَا الْبَيْتِ يَطُوفُونَ وَيُصَلُّونَ. رَوَاهُ الدَّارِقُطَنِيُّ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ. (دارقطنی کتاب الصلوة باب جواز النافلة عند البيت في جميع الايمان ج 1 ص 426)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب یا فرمایا اے بنو عبدمناف تم کسی کو بیت اللہ کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو پس بے شک صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور نہ ہی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک سوائے مکہ میں اس گھر کے پاس لوگ طواف بھی کریں اور نماز بھی پڑھیں۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

747- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَقَدْ

در اٹھالیکہ وہ کعبہ کی سیڑھی پر چڑھے تھے کہ جو مجھے پہنچاتا ہے پس تحقیق وہ تو مجھے پہنچاتا ہے اور جو مجھے نہیں پہنچاتا نہیں تو (وہ سن لے) میں جناب ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے سوائے مکہ کے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

مکہ میں تمام مکروہ اوقات میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان

حضرت معاذ بن عفرأ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عصر کے بعد یا صبح (کی نماز) کے بعد طواف کیا اور نفل نہ پڑھے تو اس کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور عصر (کی نماز) کے بعد سے غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ علامہ نیوی فرماتے ہیں پانچ اوقات میں نماز مکروہ ہونے کے بارے میں احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

ضَعِدَ عَلَى دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ مِنْ عَرَفَيْهِ فَقَدْ عَرَفَيْهِ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفَيْهِ فَأَنَا جُنْدُبٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ إِلَّا بِمَكَّةَ إِلَّا بِمَكَّةَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْذَّارِقُطْنِيُّ وَاسْنَادُهُ ضَعِيفٌ جِدًّا. (مسند احمد ج 5 ص 165 دار قطنی کتاب الصلوة باب جواز صلوة النافلة عند البيت في جميع الاوقات ص 424)

بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ بِمَكَّةَ

748- عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ أَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَمْ يُصَلِّ فُسِئِلَ ذَلِكَ فَقَالَ تَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوِيَةَ فِي مُسْنَدِهِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ النَّيْمِيُّ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيثُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْخَمْسَةِ.

(نصب الراية كتاب الصلوة فصل في الاوقات المكروهة نقلًا عن مسند اسحق بن راہویہ ج 1 ص 253 مسند ابی داؤد

طیبلسی ص 170 مسند احمد ج 4 ص 219 سنن الکبیری للبیہقی کتاب الصلوة باب ذکر البیان ان هذا النهی مخصوص ج 2

## شرح: اوقات مکروہہ:

طلوع وغروب و نصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یوہیں سجدہ تلاوت و سجدہ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگر چہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک غروب ہے، یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے، نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی یعنی آفتاب ڈھلکنے تک ہے جس کو ضحوة کبریٰ کہتے ہیں یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے، اس کے برابر برابر دو حصے کریں، پہلے حصہ کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک وقت استوا و ممانعت ہر نماز ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، الفصل الثالث، والدراختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۳۷)

## جماعت کی وجہ سے فرض نماز کا

## اعادہ کرنے کا بیان

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم پر ایسے حکمران مسلط کر دیئے جائیں گے جو نماز کو اس کے (مستحب) وقت سے مؤخر کریں گے یا فرمایا نماز کے (مستحب) وقت کو ختم کر کے پڑھیں گے تو حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا پس اگر تو ان کے ساتھ نماز کو پالے تو (ان کے ساتھ بھی) نماز پڑھ لینا پس بے شک وہ نماز تیرے لیے نفل ہو جائیگی۔

## بَابُ إِعَادَةِ الْفَرِيضَةِ

## لِأَجْلِ الْجَمَاعَةِ

749. عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أَمْرًا يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ يُمَيِّتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ صَلَّى الصَّلَاةَ لِيَوْقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم كتاب المساجد باب كراهة تأخير الصلاة

عن وقتها۔ الخ ج 1 ص 230)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے حضور کو علوم غیبیہ بخشے۔ دیکھو حضور نے اس جگہ ابوذر غفاری کی درازی عمر کی بھی خبر دی اور آئندہ لا پرواہ حکام کے تسلط کی بھی، یعنی اے ابوذر! خلفائے راشدین کے بعد تم زندہ رہو گے اور ایسے بے پرواہ اور ظالم حکام کا زمانہ پاؤ گے کہ تم انہیں نماز بھی صحیح وقت پر نہ پڑھو سکو گے۔

اس جملے سے بہت سے فقہی مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت کے لالچ میں نماز وقت مستحب سے نہ ہٹائی جائے بلکہ اکیلے پڑھ لی جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر حاکم صحیح وقت جماعت نہ ہونے دے تو مسجد میں یا گھر میں اپنی نماز علیحدہ پڑھ لے جیسا کہ آج حاجیوں کو مسجدی حکام کی وجہ سے پیش آتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ظالم حاکم کے سامنے مجبوراً کلمہ حق نہ کہہ سکے تو گنہگار نہیں۔ چوتھے یہ کہ نماز پڑھ چکنے کے بعد اگر جماعت ملے تو بہ نیت نفل اس میں شریک ہو جائے مگر یہ حکم صرف ظہر و عشاء میں ہے کیونکہ فجر و عصر کے بعد نفل مکروہ ہیں اور مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔ پانچویں یہ کہ اگر ظالم حاکم کے ساتھ نماز نہ پڑھنے میں ایذا اور تکلیف پہنچ جانے کا اندیشہ ہو تو مجبوراً ان کے پیچھے نماز پڑھ لے مگر نماز لوٹالے جیسا کہ آجکل اہل سنت کو حرمین شریفین میں پیش آتا ہے۔ چھٹے یہ کہ نفل والے کی نماز فرض والے کے پیچھے جائز ہے۔ ساتویں یہ کہ اگر بادشاہ کا مقرر کردہ امام بد مذہب ہو اور کوئی سچا مسلمان ان کی جماعت کے وقت وہاں پھنس جائے تو معذوری کی حالت میں یہی کرے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۵۶۳)

حضرت مجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو نماز کے لئے اذان کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور نماز پڑھانے کے لئے چلے گئے پھر آپ واپس تشریف لائے تو حضرت مجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اسی جگہ بیٹھے تھے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا کیا تو مسلمان نہیں ہے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں نہیں لیکن میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو آئے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ اگرچہ تو نماز پڑھ چکا ہو۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت

750- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُذِنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ رَجَعَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَقَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَكِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَخْرَوْنَ اسناده صحيح. (مؤطا امام مالک کتاب الصلوة

الجماعة باب إعادة مع الامام ص 115)

کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفْتَرِ شَمِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

ظاہر یہ ہے کہ آپ داخل مسجد میں حضور کے ساتھ تھے، اذان ہوتے حضور نے وہیں نماز پڑھی یہ وہیں بیٹھے رہے اسی بنا پر حضور کا ان پر وہ عتاب ہوا جو آگے آرہا ہے جیسا کہ عرض کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت اولیٰ کے وقت مسجد میں بیٹھا رہنا سخت گناہ بلکہ کفار کی علامت ہے یا تو بہ نیت نفل جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ تکبیر سے پہلے ہی وہاں سے چلا جائے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کیا تم مسلمان نہیں اپنی بے علمی کی وجہ سے نہیں بلکہ یہی بتانے کے لیے ہے کہ یہ علامت کفار کی ہے۔

یہ سمجھ کر کہ مسجد میں نماز ہو چکی ہوگی۔ ممکن ہے کہ یہ کسی دور کے محلہ کے باشندے ہوں اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھ کر آئے ہوں۔ بہر حال ان صحابی پر یہ اعتراض نہیں کہ انہوں نے بغیر جماعت گھر میں نماز کیوں پڑھی۔

یہ حکم استحبابی ہے اور یہ نماز نفل ہوگی لہذا انہیں اوقات میں ہو سکے گی جن میں بعد فرض نفل جائز ہیں یعنی ظہر و عشاء۔ خیال رہے کہ یہ جماعت اولیٰ کے آداب ہیں دوسری جماعتیں ہوتی رہیں تم وہاں بیٹھے رہو کیونکہ ابھی حدیث میں گزر چکا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو حکم دیا کہ فلاں کے ساتھ نماز پڑھ لو وہ جماعت ہوتی رہی اور سر کا مع صحابہ مسجد میں تشریف فرما رہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۷۷)

751- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ  
الْعَامِرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي  
مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَالَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْحَرَفَ  
إِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ  
فَقَالَ عَلَىٰ بَيْتَا فَبَيَّ بَيْتَا تَرَعَدُ فَرَأَيْتُمَا  
فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا قَالَ  
فَلَا تَفْعَلَا إِذَا صَلَّيْنَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا  
مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَإِنَّهَا لَكُمْ نَافِلَةٌ.  
رَوَاهُ الْحَيْسَةُ الْإِبْنِ مَاجَةَ وَصَفْحَةُ الْبَزْمِذِيُّ  
وَابْنُ السَّكَنِ وَابْنُ جِبَانَ.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یزید بن اسود اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں حاضر تھا۔ پس میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز مسجد خیف میں پڑھی تو جب آپ نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو اچانک دو شخص قوم کے آخر میں ہیں انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو میرے پاس لاؤ پس ان دونوں کو اس حال میں لایا گیا کہ ان کی پسلیوں کا گوشت کانپ رہا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا۔ دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم اپنے گھروں

میں نماز پڑھ چکے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو جب تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہو پھر تم جماعت والی مسجد میں آؤ تو ان کے ساتھ نماز پڑھو پس بے شک وہ نماز تمہارے لئے نفل ہو جائیگی۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا۔ سوائے ابن ماجہ کے اور ترمذی ابن سکین اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الرجل یصلی وحدہ ثم یدرک الجماعة ج 1 ص 52 ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی من صلی فی منزله ثم ادرک الجماعة ج 1 ص 85 نسائی کتاب الامامة والجماعة باب اعادة الفجر مع الجماعة لمن صلی وحدہ ج 1 ص 137 وحده معنہ احد ج 4 ص 160 صحیح ابن حبان کتاب الصلوٰۃ باب اعادة الصلوٰۃ ج 5 ص 57)

شرح: مُفْتَرِ شَمِیْرِ حَکِیْمِ الْاِمَامِ حَضْرَتِ مَفْتٰی اَحْمَدِ یَارْخَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَمْدِ اَنْ فَرَمَاتے ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت خداداد کی وجہ سے جیسا کہ احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیعت بھی دی گئی اور محبوبیت بھی جو پہلی بار حاضر ہونا مرعوب ہو جاتا جو حاضر رہتا وہ آپ کا عاشق جانناز بن جاتا۔ یہ حکم استحبابی ہے نہ کہ وجوبی اور اس میں وہ نمازیں مراد ہیں جن کے بعد نفل جائز ہے ہر نماز مراد نہیں اگر ہر نماز مراد ہو تو یہ حدیث منسوخ ہے ان احادیث سے جن میں فرمایا گیا کہ فجر و عصر کے بعد نوافل نہ پڑھو، نیز اسی باب کے آخر میں آرہا ہے کہ جو فجر یا مغرب پڑھ چکا ہو پھر جماعت پالے تو اس کے ساتھ نہ پڑھے۔ بہر حال یہ حدیث مطلقاً قابل عمل نہیں۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۷۶)

حضرت تافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا میں گھر میں نماز پڑھتا ہوں پھر میں امام کے ساتھ نماز کو پالیتا ہوں تو کیا میں امام کے ساتھ نماز پڑھوں تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے فرمایا: ہاں تو اس شخص نے کہا میں ان دونوں میں سے کوئی نماز کو (فرض) نماز قرار دوں تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے کہا کیا یہ تیرے ذمے ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے وہ جس کو چاہے (بطور فرض) قبول فرمائے۔

752- وَعَنْ تَافِعِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ إِنِّي أَصَلْتُ فِي بَيْتِي ثُمَّ أَدْرِكُ الصَّلَاةَ مَعَ الْإِمَامِ أَفَأَصِلُ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ أَيَّتُهُمَا أَجْعَلُ صَلَاتِي فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَوْ ذَلِكَ إِلَيْكَ إِنَّمَا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ يَجْعَلُ أَيَّتُهُمَا شَاءَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَخْرُؤْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.



(موطا امام مالک کتاب صلوٰۃ الجماعة باب اعادة الصلوٰۃ مع الامام ص 116)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی اس صورت میں میری فرض نماز کون سی ہوئی؟ پہلی جو ایسے پڑھی یا دوسری جو جماعت سے پڑھی۔ غلام یہ کہہ اس صورت میں ہے کہ نمازی نے دوسری نماز میں نفل کی نیت نہ کی بلکہ مطلقاً نماز لی یا نفل سے اسے بھی فرض ہی سمجھا پڑھا۔ خیال رہے کہ بلا سبب فرض دوبارہ پڑھنا ممنوع ہے اسے اس ممانعت کی خبر نہ تھی اس لیے یہ سوال آیا۔

بعض امام فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں نمازوں میں سے ایک فرض ہے ایک نفل۔ یہ نفل کہا جاتا ہے کہ کون سی فرض ہے کون سی نفل ان کا ماخذ یہ حدیث ہے، باقی آئمہ کے ہاں پہلی نماز فرض ہے اور دوسری نفل۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ کیا خبر کون سی نماز قبول ہوئی ہو یا ممکن ہے کہ پہلی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو چکی ہو تھوڑے خبر نہ ہوئی ہو اللہ تعالیٰ ان نفل کو اس فرض کے قائم مقام کر دے یا رب قادر ہے کہ فرض کو نفل اور نفل کو فرض بنا دے بہر حال دوسری نماز ہی شرعاً نفل ہے جیسا کہ ابھی احادیث میں گزر چکا، نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کام دیر سے نماز پڑھنے آئیں تو تم ایسے نماز پڑھ لیا کرنا پھر ان کے ساتھ بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لیا کرنا یہ دوسری نفل ہو جائے گی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ غنقریب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے اور وقت کو بہت تک کر دیں گے پس جب تم انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھو تو تم اپنے وقت پر نماز پڑھو اور ان کے ساتھ اپنی نماز کو نفل بنا لو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

753- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّهُ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مِيقَاتِهَا وَيَخْتَفِقُونَهَا إِلَى شَرْقِ الْبُؤْتَى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ قَدْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب المساجد باب النذب الی وضع الایدی علی الرکب۔ الخ ج 1 ص 202)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہا کرتے تھے جو مغرب یا صبح کی نماز پڑھ لے پھر ان دونوں نمازوں کو امام کے ساتھ پائے تو ان کا اعادہ نہ کرے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

754- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوْ الصُّبْحَ ثُمَّ أَذْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يَعُدُّ لَهُمَا. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (موطا امام مالک کتاب صلوٰۃ الجماعة باب اعادة الصلوٰۃ مع الامام ص 116)

### چاشت کی نماز کا بیان

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت

### بَابُ صَلَاةِ الصُّبْحِ

755- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا



کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کسی نے نہیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوئے تو آٹھ رکعات پڑھیں، میں نے کبھی بھی آپ کو اس نماز سے مختصر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آپ رکوع اور سجدہ پورا فرماتے تھے۔

أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى إِلَّا أُمَّ هَانِئٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ وان اقلها رکعتان۔ الخ ج 1 ص 249 بخاری کتاب

التہجد باب صلوٰۃ الضحیٰ فی السفر ج 1 ص 157)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث نماز چاشت کی بڑی قوی دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ خیال رہے کہ ام ہانی کا نام فاختہ یا عاتکہ بنت ابی طالب ہے، علی مرتضیٰ کی حقیقی بہن ہیں، آپ مجبوراً مکہ معظمہ سے ہجرت نہ کر سکی تھیں۔ یعنی یہ نماز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوسری نمازوں سے ہلکی، رکوع سجدے تو ویسے ہی دراز تھے مگر قیام اور قعدہ ہلکا تھا لہذا اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نے قیام و قعدہ پورا نہ کیا۔

یعنی یہ نماز شکرانہ وغیرہ کی نہ تھی بلکہ چاشت کی تھی۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ میں انہیں مرتے دم تک نہ چھوڑوں، ہر ماہ تین روزے رکھنے کی اور چاشت کی نماز پڑھنے کی اور وتر پڑھ کے سونے کی۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

756- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ لَّا أَدْعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ صَوْمٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلَاةِ الضُّحَى وَتَوَمُّدٍ عَلَى وَتْرِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب التہجد باب صلوٰۃ الضحیٰ فی الحضر ج 1 ص 157 مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب

صلوٰۃ الضحیٰ وان اقلها رکعتان۔ الخ ج 1 ص 250)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

صَحْبٌ: صَحْوٌ سے بنا، بمعنی دن کی بلندی یا آفتاب کی شعاع، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَالشَّمْسُ وَظُلُفَهَا"۔

عرف میں نماز اشراق اور نماز چاشت دونوں کو نماز اشراق کہا جاتا ہے۔ نماز اشراق کا وقت سورج کے چمکنے کے بیس ۲۰ منٹ بعد سے سورج کے چہارم کے چہارم آسمان پر پہنچنے تک اور نماز چاشت کا وقت چہارم دن سے دوپہر یعنی نصف النہار تک ہے، کبھی نماز اشراق کو بھی نماز چاشت کہہ دیا جاتا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں سنت مستحبہ ہیں، نماز اشراق مسجد میں ادا کرنا بہتر ہے اور چاشت گھر میں، اشراق کی دو رکعتیں ہیں اور چاشت کی چار۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۲۳)

757- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يُجِئَ مِنْ مَغِيبِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کیا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لائیں۔

(مسلم کتاب صلوة المسافرین باب استحباب صلوة الضحیٰ وان اقلها رکعتان۔ الخ ج 1 ص 248)

758- وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى فَقَالَ أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمِضُ الْفِصَالُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ لوگ یقیناً جانتے ہیں کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا توبہ کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی جب اونٹ کے بچوں کے گھر دھوپ میں گرم ریت پر چلنے کی وجہ سے گرم ہو جائیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب صلوة المسافرین باب صلوة اللیل و عدد

رکعات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج 1 ص 257)

759- وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ قُبَاءَ وَهُمْ يُصَلُّونَ الضُّحَى فَقَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ إِذَا رَمَضَتِ الْفِصَالُ مِنَ الضُّحَى. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل قبا کے پاس تشریف لائے درانحالیکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا توبہ کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرم ہو جائیں اس کو

(مسند احمد ج 4 ص 386)

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند

صحیح ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑے پر صدقہ ہے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے اور ہر تہلیل (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) صدقہ ہے اور ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں جنہیں آدمی چاشت کے وقت پڑھتا ہے۔ اسکو امام مسلم اور امام احمد اور امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

760- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُصْبِحُ الرَّجُلُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِي مِنْ كُلِّ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَزِيدُ كُفَاهُمَا مِنَ الضُّحَى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ.

(مسلم کتاب صلوة المسافرین باب استحباب صلوة الضحی۔ الخ ج 1 ص 250 ابو داؤد کتاب الصلوة باب صلوة

الضحی ج 1 ص 182، مسند احمد ج 5 ص 167)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی ان سب میں صدقہ نفل کا ثواب ہے اور یہ بدن کے جوڑوں کی سلامتی کا شکر یہ بھی ہے لہذا اگر کوئی انسان روزانہ تین سو ساٹھ نفل نیکیاں کرے تو محض جوڑوں کا شکر یہ ادا کرے گا باقی نعمتیں بہت دور ہیں۔

یہاں چاشت سے مراد اشراق ہی ہے، اس نماز کے بڑے فضائل ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر پڑھ کر مصلے پر ہی بیٹھا رہے، تلاوت یا ذکر خیر ہی کرتا رہے، یہ رکعتیں پڑھ کر مسجد سے نکلے ان شاء اللہ عمرہ کا ثواب پائے گا۔

(مرآة المناجیح ج 2 ص 525)

حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا چار رکعات اور جس قدر زیادہ پڑھنا چاہتے پڑھ لیتے تھے۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

761- وَعَنْ مُعَاذَةَ أَيْمَنَ سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب صلوة المسافرین باب استحباب صلوة

الضحی ج 1 ص 249)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

یعنی آپ نے نماز چار رکعت سے کبھی کم نہ پڑھی، ہاں کبھی زیادہ کر دیتے۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ ان رکعتوں میں واقتس، واللیل، والضحی، الم نشرح پڑھے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۲۲)

حضرت عاصم بن ضمرہ سلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دن کے نفلوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو ہم نے کہا آپ ہمیں اس کے بارے میں خبر دیں ہم اس میں سے اپنی طاقت کے مطابق لے لیں گے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھتے تو ٹھہر جاتے حتیٰ کہ جب سورج مشرق کی جانب (زمین) سے اتنا (بلند) ہو جاتا جتنا عصر کی نماز کے وقت مغرب کی جانب (زمین) سے بلند ہوتا تو آپ اٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے پھر ٹھہر جاتے حتیٰ کہ جب سورج مشرق کی جانب (زمین) سے اتنا بلند ہو جاتا کہ جتنا مغرب کی جانب ظہر کے وقت (زمین سے) بلند ہوتا ہے تو اٹھ کر چار رکعات پڑھتے اور جب سورج ڈھل جاتا تو چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد ادا فرماتے اور چار رکعتیں عصر سے پہلے اور ہر دو رکعتوں کے درمیان تشہد کے ساتھ فصل کرتے۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

### صلوة التسبیح کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

762- وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلَوِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ تَطَوُّعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَهُ فَقُلْنَا أَخْبِرْنَا بِهِ تَأْخُذُ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا يَغِيثُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمَقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هَاهُنَا يَغِيثُ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا يَغِيثُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمَقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هَاهُنَا قَامَ فَصَلَّى أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَخْرُوجُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجائ فی فیما

يستحب من التطوع بالنهار من 82)

### بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

763- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا

أَعْطَيْكَ إِلَّا أَمْنُحُكَ إِلَّا أَحْبُوكَ إِلَّا أَفْعَلُ بِكَ  
عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ عَفَا اللَّهُ لَكَ  
ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَاةَ  
وَعَمْدَهُ صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً سِرًّا وَعَلَانِيَةً عَشْرَ  
خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ  
رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةَ فَإِذَا فَرَعْتَ مِنَ  
الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ  
اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ  
عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرَكَّ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ  
عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا  
عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ  
سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ  
فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ  
تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسَ  
وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ  
رَكَعَاتٍ إِنْ أَسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ  
مَرَّةً فَا فَعَلْ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً  
فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ  
فَفِي عُمْرِكَ مَرَّةً. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ  
وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابوداؤد كتاب الصلاة باب

صلوة التسبیح ج 1 ص 183)

شرح: مُفَسِّرُ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْخَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ چند الفاظ جو قریباً ہم معنی ہیں انہیں شوق دلانے کے لیے ارشاد فرمائے تاکہ غور سے

نہیں اور اس پر عمل کریں۔

ظاہر یہ ہے کہ اس سے گناہ صغیرہ مراد ہیں کیونکہ گناہ کبیرہ اور حقوق العباد بغیر توبہ اور حق ادا کیے معاف نہیں ہوتے اور

فرمایا اے عباس اے چچا کیا میں تم کو عطا نہ کرو کیا میں تم  
کو نہ دوں کیا تمہیں دس ایسے کام نہ بتاؤں کہ جب تم  
انہیں کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے پرانے اور نئے  
جو بھول کر کیے اور جو قصد اکیے چھوٹے اور بڑے پوشیدہ  
اور ظاہر سب (گناہ) معاف فرمادے وہ (کام) یہ ہے  
کہ آپ چار رکعات اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت  
میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں پس جب پہلی  
رکعت میں قرأت سے فارغ ہوں تو حالت قیام  
میں پندرہ مرتبہ سبحان اللہ و النحمد للہ و لا الہ الا اللہ  
واللہ اکبر پڑھیں پھر رکوع کریں تو حالت رکوع میں  
دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس  
مرتبہ یہ کلمات پڑھیں پھر سجدہ میں جائیں تو حالت سجدہ  
میں دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو  
یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں اور پھر سجدہ کریں تو یہ کلمات  
دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو یہ کلمات دس  
مرتبہ کہیں تو یہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوا۔ اسی طرح تم  
چار رکعتوں میں کرو اگر ہو سکے تو اس نماز کو ہر دن  
میں ایک مرتبہ پڑھو۔ پس اگر نہ کر سکو تو ہر جمعہ میں ایک  
مرتبہ پس اگر نہ کر سکو تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اگر نہ کر سکو تو  
اپنی ساری عمر میں ایک مرتبہ اس کو ابو داؤد اور دیگر  
محدثین نے روایت کیا ہے۔

کبیرہ سے مراد اضافی کبیرہ ہیں کیونکہ صغیرہ میں بھی بعض گناہ بعض سے بڑے ہوتے ہیں اور ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ نماز تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے گناہ کبیرہ سے توبہ کی توفیق عطا فرمادے گا جس سے وہ بھی معاف ہو جائیں گے۔

حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا افضل ہیں؟ تو فرمایا تَكَاثُرُ عَصْرِ، قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (رد المحتار)

ترمذی شریف میں بروایت عبداللہ ابن مبارک یوں ہے کہ سبحان اللہ پڑھ کر پندرہ بار یہ تسبیح کہے اور قرأت سے فارغ ہو کر دس بار یعنی قیام میں پچیس بار کہے پندرہ بار قرأت سے پہلے اور دس بار اس کے بعد ہر رکعت میں یوں ہی کرے۔ احناف کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت دس بار نہ کہے تاکہ رکن میں تاخیر نہ ہو۔ یعنی دوسرے سجدے کے بعد قیام سے پہلے، مگر احناف کے ہاں اس موقع پر نہ پڑھے۔ یہ دس بار قیام میں ادا ہو چکے۔ اس طریقہ کی حدیث ترمذی شریف میں موجود ہے۔

تاکہ کل تین سو بار ہو جائیں۔ اگر کسی رکن میں تسبیح پڑھنا بھول گیا یا کم پڑھیں تو اس سے متصل دوسرے رکن میں تعداد پوری کر دے اور اگر اس نماز میں سجدہ سہو کرنا پڑ گیا تو اس سجدے میں تسبیح نہ پڑھے۔ (رد المحتار)

جس وقت چاہو غیر مکروہ وقت میں ادا کرو۔ بہتر ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھو۔ جس دن چاہو، مگر بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے دن بعد زوال نماز سے پہلے پڑھے کیونکہ اس دن کی ایک نیکی ستر گناہ ہوتی ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس کا یہی قول ہے اور آپ کا اس پر عمل بھی تھا۔

جب چاہو لیکن اگر ماہ رمضان میں خصوصاً جمعہ کے دن یا ستائیسویں رمضان پڑھے تو بہتر ہے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کو موضوع بتایا مگر یہ غلط ہے اسے ابن خزیمہ اور حاکم نے صحیح کہا، امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، دارقطنی نے فرمایا کہ سورتوں کے فضائل میں یہ حدیث صحیح ترین ہے، عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ نماز تسبیح رغبت کی بہترین نماز ہے اس پر عمل چاہیے، شیخ فرماتے ہیں کہ ابن جوزی اس حدیث کو ضعیف یا موضوع کہتے ہیں، جلد باز ہیں انہوں نے اسے ضعیف کہا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۶۰)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۸ تا ۸، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## أَبْوَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

### تراویح کا بیان

### بَابُ فَضْلِ قِيَامِ رَمَضَانَ

### تراویح کی فضیلت کا بیان

764- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دئے جائیں گے۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الایمان باب تطوع قیام رمضان من الایمان ج 1 ص 10، مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین باب التوخر بب فی قیام رمضان وهو التراویح ج 1 ص 259، ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی فضل شهر رمضان ج 1 ص 147، ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی قیام شهر رمضان ج 1 ص 194، نسائی کتاب قیام اللیل و تطوع النہار باب ثواب من قام رمضان ایماناً الخ ج 1 ص 238، ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ باب ماجاء فی قیام شهر رمضان ص 95، مسند احمد ج 2 ص 281)

### شرح: تراویح سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی بھی ہیں اور اس کا حکم بھی دیا ہے مگر تعداد اور رکعات کے متعلق کوئی یقینی روایت نہ مل سکی، اس لیے کہا جائے گا کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور بیس رکعت پڑھنا، ہمیشہ پڑھنا، باجماعت پڑھنا سنت صحابہ ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ اور اس باب میں بھی کچھ عرض کیا جائے گا۔ ہم نے بیس تراویح پر ایک مستقل رسالہ "لغات المصاحیح" بھی لکھا ہے۔

(مرآة المناجیح ج 2 ص 530)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں قیام کی ترغیب دیتے تھے لیکن اس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکیداً حکم نہ دیتے پس آپ فرماتے جس نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ دیئے جائیں گے رسول

765- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور معاملہ اسی طرح رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں معاملہ اسی طرح رہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی معاملہ اسی طرح رہا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ وَصَدِّقٍ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى ذَلِكَ. (المسلم كتاب)

(مسلم کتاب، المسافرین باب الترغیب فی قیام

رمضان۔ الخ ج 1 ص 21)

شہر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یو اوتح کو فرض یا واجب نہ قرار دیا لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ سنت مؤکدہ بھی نہ ہوں۔

ساتراوتح کی پابندی کی برکت سے سارے صغیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ گناہ کبیرہ توبہ سے اور حقوق العباد

حلے کے معاف کرنے سے معاف ہوتے ہیں، اس کا ذکر بار بار گزر چکا۔

کہ لوگ باقاعدہ پابندی سے تراوتح کی جماعت نہ کرتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عذر تو معلوم ہو چکا۔ صدیق

اکبر نے مختصر سے زمانہ خلافت میں جہادوں سے فراغت نہ پائی، عہد فاروقی میں اس کا باقاعدہ انتظام ہو گیا جیسا کہ آئندہ

آ رہا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۱)

### باجماعت تراوتح کا بیان

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدھی رات کی وقت گھر سے

نکلے تو مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کی اقتداء میں کچھ

لوگوں نے نماز پڑھی پس صبح لوگوں نے آپس میں اس

بارے میں باتیں کیں تو لوگ اس سے زیادہ جمع ہو گئے

پس آپ نے نماز پڑھی تو آپ کی اقتداء میں لوگوں نے

اس بارے میں باہم گفتگو کی تو تیسری رات مسجد

میں بہت زیادہ لوگ ہو گئے آپ تشریف لائے اور

آپ نے نماز پڑھی تو لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز

پڑھی پس جب چوتھی رات آئی تو مسجد لوگوں کے سامنے

سے تنگ آ گئی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی

### بَابُ فِي جَمَاعَةِ التَّرَاوِيحِ

766- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ

وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَوَتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ

فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّى فَصَلُّوا

مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ

الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّلَاثَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَصَلُّوا بِصَلَوَتِهِ

فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةَ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ

أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى

الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَا

بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَى مَكَانِكُمْ وَلَكِنِّي



نماز کے لئے تشریف لائے پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ کہا پڑھا پھر فرمایا اما بعد۔ پس بے شک مجھ پر تمہارا یہاں ہونا مخفی نہ تھا لیکن مجھے ڈرتھا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض کر دی جائے تو تم اس سے عاجز آ جاؤ گے پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور معاملہ ایسا ہی رہا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

خَشِيْتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا فَتُوْفِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

(بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان ج 1 ص 269 مسلم کتاب الصلوة المسافرين باب الترغيب في قيام رمضان الخ ج 1 ص 259)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کئی راتیں اس میں نماز پڑھی حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے پھر ایک رات آپ کی آواز نہ آئی اور انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے ہیں تو ان میں سے بعض کھانا شروع ہو گئے تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا یہ معاملہ جو میں نے دیکھا اسی طرح رہا حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی جاتی تو تم اس کو قائم نہ رکھ سکتے تو اے لوگو تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو پس بے شک آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جس کو وہ گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے اس کو شیخین روایت کیا۔

767- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِقْدَمَ حَجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا لَيْلًا حَتَّى اجْتَبَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ تَمَّ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحَّضُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمْ الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنْ صَنِيعِكُمْ حَتَّى خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

(بخاری کتاب الاذان باب صلوة اللیل ج 1 ص 101 مسلم کتاب صلوة المسافرين باب استحباب صلوة النافلة فی بیتہ ج 1 ص 266)

شرح: مُقَسِّرُ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

ماہ رمضان میں بحالت اعتکاف اس طرح کہ اپنے ارد گرد مسجد کے ایک گوشہ میں چٹائی کھڑی کر لی تاکہ خلوت میں خاص عبادتیں کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ معتکف مسجد میں چادر ٹاٹ وغیرہ کا عارضی حجرہ اپنے لیے بنا سکتا ہے مگر اتنا وسیع نہ بنائے کہ نمازیوں پر جگہ تنگ ہو جائے۔ (مرقاۃ وغیرہ)

حق یہ ہے کہ یہ نماز تراویح تھی اور اس طرح ادا ہوتی تھی کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حجرے کے اندر سے، امامت فرماتے اور صحابہ اس حجرے کے باہر آپ کی امداد کرتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ نماز تہجد ہی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی تراویح پڑھی ہی نہیں، تراویح سنت صحابہ ہے مگر پہلی بات زیادہ قوی ہے۔

روش کلام سے معلوم ہو رہا ہے کہ گزشتہ راتوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرأت اور تکبیریں با آواز بلند ادا کیں جس پر صحابہ نے اقتدا کی آج چونکہ آواز نہ تھی لہذا اقتداء نہ کر سکتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز کے لیے جگاتے نہ تھے، بے ادبی سمجھتے تھے اور اکیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر پڑھتے بھی نہ تھے کہ اسے محرومی جانتے تھے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۳۰)

768- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ نَقَلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ قَالَ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامَ لَيْلَةٍ قَالَ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسُ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ قَالَ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ روزے رکھے تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا پھر جب پانچویں رات آئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ رات کا آدھا حصہ گزر گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آپ ہمیں اس رات اور بھی نفل پڑھاتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے حتیٰ کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوتا تو اس کے لئے رات کے قیام کا ثواب شمار کرو یا جاتا ہے پس جب چوتھی رات آئی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات اور لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے قوت ہو جانے کا خوف ہوا راوی کہتے ہیں میں نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا فلاح کیا ہے تو انہوں نے فرمایا سحری پھر باقی مہینہ آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔ اس کو اصحاب خمس نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شهر رمضان ج 1 ص 168 ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی قیام شهر رمضان واللفظ له ج 1 ص 195 نسائی کتاب قیام اللیل و تطوع النهار باب قیام شهر رمضان ج 1 ص 238 ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی قیام شهر رمضان ص 95 مسند احمد ج 5 ص 158)

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رمضان المبارک میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ کیا کر رہے ہیں تو ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو قرآن یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پڑھتے ہیں تو یہ لوگ ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے اچھا کیا انہوں نے درست کیا اور آپ نے ان کے لئے اس کو ناپسند نہیں فرمایا۔ اس کو بیہقی نے المعرفہ میں بیان کیا اور اس کی سند جید ہے اور ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے اس کا شاہد ہے جو کہ حسن سے کم درجہ کی حدیث ہے۔

769- وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرظِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَرَأَى نَاسًا فِي تَاجِيَةِ الْمَسْجِدِ يُصَلُّونَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمُ الْقُرْآنُ وَأَبِي بَنٍ كَعْبٌ يَقْرَأُ وَهُمْ مَعَهُ يُصَلُّونَ بِصَلَوَتِهِ قَالَ قَدْ أَحْسَنُوا وَقَدْ أَصَابُوا وَلَمْ يَكْرَهُ ذَلِكَ لَهُمْ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاسْتِزَادَهُ جَيْدٌ وَ لَهُ شَاهِدٌ حَسَنٌ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

(معرفۃ السنن والآثار کتاب الصلوة ج 4 ص 39 سنن الکبزی للبیہقی کتاب الصلوة بلب من زعم أنها بالجماعة)

افضل۔ الخ ص 495 ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی قیام شهر رمضان ج 1 ص 195

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں رمضان کی ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ متفرق الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا ہے کچھ لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

770- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِحِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَوَتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي أَرَى لَوْ بَجَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى

قَارِيٌّ وَوَاحِدٌ لَكَانَ أَمْثَلٌ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَتْ مَعَهُ لَيْلَةَ أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلْوَةِ قَارِيهِمْ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نِعَمَ الْبِدْعَةِ هَذِهِ وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ أَخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوْلَاهُ.

رواه البخاري (بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان ج 1 ص 269)

عنه نے فرمایا میرے خیال میں اگر میں ان کو ایک ہی قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو بہت بہتر ہوگا۔ پھر آپ نے پختہ ارادہ کر لیا اور لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جمع کر دیا، پھر دوسری رات میں آپ کے ساتھ نکلا تو لوگ اپنے قاری کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے وہ نماز یعنی تہجد جسے چھوڑ کر تم سو جاتے ہو اس سے افضل ہے جسے تم ادا کرتے ہو اس سے آپ کی مرادرات کے آخری حصہ کی نماز تھی اور لوگ رات کے پہلے حصے میں نماز تراویح پڑھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

قاری عبدالرحمن کی صفت ہے نہ کہ عبد کا مضاف الیہ اور یہ قبیلہ قارہ کی طرف منسوب ہے، آپ تابعی ہیں، حضرت عمر فاروق کی طرف سے بیت المال پر عامل تھے۔

یعنی رمضان کی راتوں میں سے ایک رات میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو لوگوں کو اس طرح متفرق طور پر تراویح پڑھتے دیکھا کہ کوئی جماعت سے پڑھ رہا ہے کوئی اکیلے۔ خیال رہے کہ فرائض کی جماعت اولیٰ کے وقت مسجد میں علیحدہ نماز پڑھنا منع ہے۔ تراویح کا یہ حکم نہیں اب بھی پیچھے آنے والے تراویح کی جماعت کے وقت فرائض اور بقیہ تراویح پڑھتے رہتے ہیں۔

اس طرح کہ حضرت ابی بن کعب کو حکم دیا کہ صحابہ کو تراویح پڑھایا کریں اور صحابہ کو حکم دیا کہ ان کے پیچھے جمع ہو کر تراویح پڑھا کریں۔ خیال رہے کہ فرائض کے امام خود عمر فاروق تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرائض اور امام پڑھائے اور تراویح دوسرا تو جائز ہے، ہاں جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں وہ تراویح نہیں پڑھا سکتا بلکہ جماعت سے پڑھ بھی نہیں سکتا۔

یعنی تراویح کی بیس رکعت اور باجماعت ہمیشہ اہتمام سے قائم کرنا میری ایجاد ہے اور بدعت حسنہ ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نفس تراویح سنت رسول اللہ ہے مگر اس پر ہمیشگی، باجماعت اور اہتمام سے ادا کرنا سنت فاروقی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے۔ دوسرے یہ کہ ایجادات صحابہ شرعاً بدعت ہیں اگرچہ انہیں لغتاً سنت کہا جاتا ہے، اسی لحاظ سے حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ" لہذا یہ دونوں حدیثیں متعارض نہیں۔ تیسرے یہ کہ ہر بدعت بری نہیں، بعض اچھی بھی ہوتی ہیں، مگر فرضی قرآن کریم کے اعراب اور سچا پارسے حدیثوں کو کتابی شکل میں جمع کرنا بدعت ہے مگر فرض۔ چوتھے یہ کہ قیامت تک تراویح کی دھوم دھام نہ مرفاروق کی یادگار ہے۔

یعنی تم لوگ تراویح تو پڑھ لیتے ہو مگر تہجد چھوڑ دیتے ہو حالانکہ وہ بہت افضل ہے وہ جی پڑھا کرو یا یہ مطلب ہے کہ میں کسی عذر کی وجہ سے تمہارے ساتھ تراویح میں شریک نہیں ہوتا مگر تہجد پڑھتا ہوں جو اس جماعت سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کا عمل تراویح اول رات میں پڑھنے کا تھا۔ خیال رہے کہ تراویح سو گراٹھ کرنے پڑھے بلکہ سونے سے پہلے پڑھے خواہ آخری رات تک پڑھتا رہے جیسا کہ شبینہ میں ہوتا ہے اور صحابہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عمل کیا یا پڑھ کر سوائے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۳۶)

حضرت نوفل بن ایاس ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مسجد میں قیام کرتے تھے تو لوگ مترفق ہو کر کھڑے ہوتے اور وہ لوگوں میں سے اچھی آواز والے کی طرف مائل ہوتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے خیال میں یہ لوگ قرآن کو راگ بنانا چاہتے ہیں خدا کی قسم اگر مجھ سے ہونے کا تو میں ضرور اسے بدل دوں گا۔ پھر آپ صرف تین رات ہی ٹھہرے تھے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلق افعال العباد میں روایت کیا اور ابن سعد اور جعفر فریابی نے اور اس کی سند حسن ہے۔

771- وَعَنْ تَوْفَلِ بْنِ إِيَّاسِ الْهَدَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَقُومُ فِي عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ فَيَتَفَرَّقُ هُنَا فِرْقَةٌ وَكَانَ النَّاسُ يَمِيلُونَ إِلَى أَحْسَنِهِمْ صَوْتًا فَقَالَ عُمَرُ أَرَأَيْكُمْ قَدْ اتَّخَذُوا الْقُرْآنَ أَغَانِيَ أَمَا وَاللَّهِ لَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأُغَيِّرَنَّ فَلَمْ يَمُكِّثْ إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتَّى أَمَرَ أَبِيًّا فَصَلَّى بِهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَابْنُ سَعْدٍ وَجَعْفَرُ الْفَرِّيَابِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

آٹھ رکعت تراویح کا بیان

بَابُ التَّرَاوِيحِ بِثَمَانِ رَكَعَاتٍ

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

772- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ

کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے چار رکعت نماز پڑھتے پس تو اس نماز کے طول اور حسن کے بارے میں نہ پوچھ پھر چار رکعات پڑھتے پس تو ان کے حسن اور طول کے بارے میں مت پوچھ پھر تین رکعت پڑھتے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ پس جب دوسری رات آئی تو ہم مسجد میں جمع ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ آپ تشریف لائیں گے پس آپ تشریف نہ لائے تو ہم صبح تک مسجد میں ہی رہے پھر ہم نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم گزشتہ رات مسجد میں جمع ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ خوف ہوا کہ تم پر فرض کر دی جائیگی۔ اس کو طبرانی نے صغیر میں ذکر کیا اور محمد بن نصر نے قیام اللیل میں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور اس کی

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلُّ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلُّ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان ج 1 ص 269، مسلم کتاب الصلوة المسافرین باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج 1 ص 254)

773- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكْعَاتٍ وَأَوْتِرَ فَلَمَّا كَانَتِ الْقَابِلَةُ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمْ نَزَلْ فِيهِ حَتَّى أَصْبَحْنَا ثُمَّ دَخَلْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَةَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ تُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمِرْوَزِيُّ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحَيْهِمَا وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ.

سند میں کمزوری ہے۔

(المعجم الصغير للطبرانی من اسمه عثمان ص 190 'قيام الليل كتاب قيام رمضان باب صلوة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم جماعة ليلاً۔ الخ ص 155 'صحيح ابن خزيمة جماع ابواب ذكر الوتر باب ذكر دليل بان الوتر يس بفرض ج 2 ص 138 'صحيح ابن حبان كتاب الصلوة باب الوتر ج 5 ص 62)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ گزشتہ رات میرے ساتھ ایک معاملہ پیش آیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابی وہ کیا ہے تو حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر کی کچھ عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں پس ہم تیری اقتدا میں نماز پڑھیں گی تو میں نے ان کو آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے تو یہ سنت رضا ہوگئی کہ آپ نے ان کو کچھ نہیں فرمایا۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور پیٹھی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

774- وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ يَعْجِبُنِي فِي رَمَضَانَ قَالَ وَمَا ذَلِكَ يَا أَبُي قَالَ نِسْوَةٌ فِي دَارِي قُلْنَا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَتُصَلِّي بِصَلَوَاتِكَ قَالَ فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرْتُ فَكَانَتْ سُنَّةَ الرِّضَا وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مسند ابی یعلی ج 3 ص 336 مجمع الزوائد کتاب باب فی الرجل یؤمر النساء ج 2 ص 74)

775- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِأَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِيُّ يَقْرَأُ بِالْبَيْتِ حَتَّى كُنَّا نَعْتَبِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نُنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت محمد بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور تميم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور قاری مبین سورتیں پڑھتا حتیٰ کہ ہم طویل قیام کی وجہ سے لاشمی پر سہارا لیتے اور ہم صبح سے تھوڑی ہی دیر پہلے نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ اسے مالک اور سعید بن منصور اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔



(مؤطا امام مالک کتاب الصلوة فی رمضان ماجاء فی قیام رمضان ص 98 مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب فی

صلوة رمضان ج 2 ص 391)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آٹھ رکعتیں تراویح اور تین وتر کبھی ابی ابن کعب نے پڑھائیں اور کبھی تمیم داری یا تراویح ابی ابن کعب نے پڑھائیں اور وتر تمیم داری نے۔ اس حدیث سے غیر مقلد آٹھ تراویح پر دلیل پکڑتے ہیں مگر یہ ان کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں اور اس میں تین کا ثبوت ہے۔ اس حدیث میں چند طرح گفتگو ہے: ایک یہ کہ حدیث صحیح نہیں بلکہ مضطرب ہے، اس کے راوی محمد بن یوسف ہیں انہوں نے یہاں گیارہ کی روایت کی اور محمد بن نصر سے تیرہ کی، عبدالرزاق نے انہیں سے اکیس رکعتیں نقل کیں۔ (فتح الباری) ابن عبدالبر نے فرمایا کہ یہ روایت وہم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیس رکعت کا حکم دیا۔ (مرقاۃ) دوسرے یہ کہ ہو سکتا ہے کہ اولاً آٹھ تراویح پڑھی گئی ہوں، پھر بارہ، پھر بیس یہ دونوں منسوخ ہوں، لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ اس کی پوری بحث ہمازی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

میں: وہ سورتیں کہلاتی ہیں جن کی آیات سو سے زیادہ ہوں جیسے سورۃ بقرہ، آل عمران یعنی آٹھ رکعتوں میں بس سورتیں پڑھی جاتی تھی تو ہم تھک کر اپنی بغل میں لائھی دبا کر ٹیک لگا لیتے تھے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس سے معلوم ہوگا کہ لائھی پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے اور شبینہ سنت ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج 2 ص 53)

آٹھ رکعات سے زیادہ

تراویح کا بیان

بَابُ فِي التَّارَويحِ بِأَكْثَرِ

مِنْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ

حضرت داؤد بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کرتے تھے اور قاری آٹھ رکعتوں میں سورۃ بقرہ پڑھتا تھا پس جب وہ بارہ رکعات میں اسے پڑھتا تو لوگ یہ سمجھتے کہ (آج) اس نے ہلکی نماز پڑھائی ہے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

776- عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُونَ الْكُفْرَةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فَإِذَا قَامَ بِهَا فِي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكَعَةً رَأَى النَّاسَ أَنَّهُ قَدْ خَفَّفَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوة فی رمضان باب ما

جاء فی قیام رمضان ص 98)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث غریبہ اس حدیث کی شرح ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ صحابہ آخرین در رمضان میں وتر میں قنوت پڑھتے



تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ قنوت قنوت نازلہ تھی جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ وتر کی قنوت تو ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ اعراب کا نام عبدالرحمان ہے جو مشہور ثقہ تابعی ہیں اور لوگوں سے مراد صحابہ ہیں۔

خیال رہے کہ صحابہ کرام نے اولاً آٹھ تراویح پڑھی پھر بارہ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا، پھر بیس تراویح پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا جیسا کہ مرقاۃ، لمعات وغیرہ میں ہے، نیز طبرانی، ہتھی، ابن شیبہ، امام بغوی، مالک، ابن یثیع وغیرہ میں حضرت ابن عباس، سائب، ابن یزید، یزید ابن رومان، ابی ابن کعب، ابو عبدالرحمان، سلمیٰ وغیرہم سے روایتیں آئیں۔ بلکہ طبرانی، بقیوغ، عبدالبن حمید، ابن ابی شیبہ وغیرہم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوائے وتر کے بیس رکعت پڑھتے تھے، اگرچہ ان کی اسنادوں میں عثمان ابن ابراہیم راوی غیر ثقہ ہے مگر چونکہ عثمان امام اعظم سے بہت عرصہ بعد پیدا ہوا لہذا یہ حدیث امام اعظم کو صحیح ہو کر ملی، بعد کا ضعف پہلے والوں کو مضر نہیں۔ طبرانی، ابن حبان میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں آٹھ رکعت پڑھتے تھے۔ اس میں اولاً تو عیسیٰ ابن جاریہ راوی سخت ضعیف ہے لہذا حدیث ناقابل عمل اور اگر صحیح بھی ہو تو وہاں نماز تہجد مراد ہے نہ کہ تراویح۔ اسی لئے طبرانی نے یہ حدیث باب قیام اللیل یعنی تہجد کے باب میں نقل کی۔ غرض کہ بیس والی روایتوں میں تراویح ہی مراد ہے اور آٹھ والی میں تہجد کا احتمال، اسی لئے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اہل مکہ بیس تراویح پڑھتے تھے اور اہل مدینہ چالیس، آٹھ تراویح پر کبھی کسی کا عمل نہیں ہوا اب تو سارے عرب و عجم میں بیس تراویح پڑھی جاتی ہیں بلکہ بیس تراویح کے حساب سے قرآن کریم کے رکوع پانچ سو ستاون (۵۵۷) صحیح ہوتے ہیں۔ کہ رکوع اس کو کہتے ہیں جسے پڑھ کر صحابہ تراویح میں رکوع کرتے تھے اگر تراویح آٹھ ہوتیں تو قرآن کے رکوع ۲۱۶ ہوتے ہیں۔ اس کی پوری تحقیق ”جاء الحق“ حصہ دوم میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۸)

### بیس رکعات تراویح کا بیان

حضرت زید بن خصیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے اور مکین سورتوں کی قرأت فرماتے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں طویل قیام کی وجہ سے لوگ اپنی لائھیوں پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

### بَابُ فِي التَّارَويحِ بِعِشْرِينَ رَكَعَاتٍ

777. عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوا يَقْرَأُونَ بِالْبَيْتَيْنِ وَكَانُوا يَتَوَكَّمُونَ عَلَى عَصِيْبِهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(سنن الکبزی للبیہقی کتاب الصلوة باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان ج 2 ص 496)

حضرت یزید بن رمضان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں رمضان المبارک میں ۲۳ رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

778- وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُقِيمُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رُكْعَةً. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

(موطا امام مالک کتاب الصلوة فی رمضان باب ماجاء فی قیام رمضان ص 98)

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ۲۳ رکعتیں پڑھائے اس کو ابو بکر بن شیبہ نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

779- وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِينَ رُكْعَةً. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب کم یصلی فی رمضان من رکعة ج 2 ص 393)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابی بن کعب مدینہ طیبہ میں رمضان المبارک کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن شیبہ نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

780- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّيُ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رُكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ أَخْرَجَهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب کم یصلی فی رمضان من رکعة ج 2 ص 393)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ ورتوں سمیت ۲۳ رکعات پڑھتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

781- وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَكْرَهْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّونَ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ رُكْعَةً بِالْوُتْرِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب کم یصلی فی رمضان من رکعة ج 2 ص 393)

حضرت ابو الخصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

782- وَعَنْ أَبِي الْخَصِيبِ قَالَ كَانَ يَوْمَنَا

کہ ہمیں سوید بن غفلہ نے رمضان المبارک میں اقامت کرائی تو آپ پانچ ترویحات یعنی بیس رکعتیں پڑھاتے۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(سنن الکبزی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان ج 2 ص 496)

حضرت نافع بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

783- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعة ج 2 ص 393)

حضرت سعید بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو رمضان میں پانچ ترویحات میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے نقل کیا اپنے مصنف میں اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں اس بارے میں دیگر روایات بھی ہیں جن میں سے اکثر ضعف سے خالی نہیں ہیں لیکن ان میں سے بعض بعض کو تقویت دیتی ہیں۔

784- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبِيدٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ أَخْرَجَهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النَّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ رَوَايَاتٌ أُخْرَى أَكْثَرُهَا لَا تَخْلُو عَنْ وَهْنٍ وَلَكِنْ بَعْضُهَا يُقْوَى بَعْضًا.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی

فی رمضان من رکعة ج 2 ص 393)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تراویح سنت مؤکدہ ہے محققین کے نزدیک سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہے خصوصاً جب ترک کی عادت بنالے، تراویح کی تعداد جمہور امت کے ہاں بیس ہی ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک کے ہاں ان کی تعداد چھتیس ہے۔ درمختار میں ہے تراویح سنت مؤکدہ ہیں کیونکہ خلفاء راشدین نے اس پر دوام فرمایا اور وہ بیس رکعات ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی سنت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتدا کا حکم دیا ہے اور خلفاء راشدین کی اتباع سنت میں تاکید کامل فرمائی ہے۔ امام احمد، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر میری اور خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے اسے دانتوں سے اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔ ترمذی (در مختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتہدائی دہلی بھارت ۱/۹۸) (سنن ابوداؤد، آخر باب فی لزوم النیة، مطبوعہ آفتاب عالم پریس ۱۱ ہور ۲/۲۷۹) (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۳۵۷)

### فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

### بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز (پڑھنا) بھول جائے تو جب اسے یاد آئے تو اسے چاہئے نماز پڑھے پس اس کا یہی کفارہ ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اور نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

785- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي) رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

(بخاری کتاب مواقیت الصلوة باب من نسی صلوة فی فلیصل اذا ذکرها۔ الخ ج 1 ص 84 مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلوة الفائتہ۔ الخ ج 1 ص 238 ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی النوم عن الصلوة ج 1 ص 43 ابوداؤد کتاب الصلوة باب فی من نام عن صلوة او نسیها ج 1 ص 63 نسائی کتاب المواقیت باب فیمن نام عن صلوة ج 1 ص 100 ابن ماجہ ابواب مواقیت الصلوة باب من نام عن الصلوة او نسیها ص 50 مسند احمد ج 3 ص 282)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خندق کے موقع پر غروب آفتاب کے بعد حاضر ہوئے تو کفار قریش کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی تھی کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو ہم اٹھ کر وادی بطنان کی طرف گئے پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی نماز کے لئے وضو کیا تو آپ نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھائی پھر ہمیں کی بعد مغرب کی نماز پڑھائی اس کو

786- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلَى بَطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری کتاب مواقیت الصلوة باب من صلی بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت ج 1 ص 83 مسلم کتاب المساجد باب الدلیل من قال الصلوة

الوسطی میں صلوٰۃ العصر ج 1 ص 227)

شیخین نے روایت کیا۔

شرح: آپ نے وادی بطنان میں سورج غروب ہو جانے کے بعد نماز عصر قضا پڑھی پھر اس کے بعد نماز مغرب ادا فرمائی۔ اور کفار کے حق میں یہ دعا مانگی کہ

مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ. (صحیح البخاری، کتاب الغازی، باب غزوة الخندق، الحدیث: ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ج ۳، ص ۵۴)

اللہ ان مشرکوں کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے ان لوگوں نے ہم کو نماز وسطیٰ سے روک دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

جنگ خندق کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی فرمائی کہ:

اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعِ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْ لَهُمُ.

(صحیح البخاری، کتاب الغازی، باب غزوة الخندق، الحدیث: ۴۱۱۵، ج ۳، ص ۵۵)

اے اللہ! عزوجل اے کتاب نازل فرمانے والے! جلد حساب لینے والے! تو ان کفار کے لشکروں کو شکست دے دے، اے اللہ! عزوجل ان کو شکست دے اور انہیں جھنجھوڑ دے۔

787- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلَمْ يَدْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الْآخَرَى. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جو نماز پڑھنا بھول جائے پھر اس کو نماز اس حال میں یاد آئے کہ وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے چاہئے کہ وہ بھولی ہوئی نماز پڑھے پھر اس کے بعد دوسری نماز پڑھے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(موطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر العمل

فی جامع الصلوٰۃ ص 155)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ۹۳، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضانِ تراویح، جاء الحق اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## أَبْوَابُ سُجُودِ الشَّهْرِ

## بَابُ سُجُودِ الشَّهْرِ قَبْلَ السَّلَامِ

788- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بَحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَلِيفِ  
بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ  
وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا آتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ  
فَكَبَّرَ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ  
وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ  
الْجُلُوسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

## سجدة سہو کا بیان

سلام سے پہلے سجدہ سہو کا بیان

حضرت عبداللہ بن نحسینہ اسدی بنو عبدالمطلب کے  
حلیف روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم ظہر کی نماز میں (قعدہ کئے بغیر) کھڑے ہو گئے  
حالانکہ آپ پر بیٹھنا تھا پس جب آپ نے اپنی نماز مکمل  
فرمائی تو سلام سے پہلے بیٹھ کر دو سجدے کئے ہر سجدے  
کے لئے تکبیر کہتے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ  
کیا یہ اس قعدہ کی جگہ تھے جو کہ آپ بھول گئے۔ اس کو  
شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب التہجد باب کبیر فی سجدتی السہوج 1 ص 164، مسلم کتاب المساجد باب اذا نسی الجلوس فی

الركعتين۔ الخ ج 1 ص 211)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

مشہور یہ ہے کہ نحسینہ آپ کی والدہ کا نام ہے اور آپ کے والد کا نام مالک ہے، آپ والدہ کی طرف سے  
عبدالمطلب میں حضور علیہ السلام سے مل جاتے ہیں کیونکہ نحسینہ بنت حارث ابن عبدالمطلب ابن عبدالمناف ہیں، آپ  
بڑے متقی، صائم الدھر صحابی ہیں، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اگر امام پہلی التحیات بھول کر تیسری رکعت میں پورا کھڑا ہو جائے تو مقتدی لقمہ دے کر اسے واپس نہ

کریں بلکہ خود بھی کھڑے ہو جائیں کیونکہ وہ بیٹھنا واجب ہے اور یہ قیام فرض، واجب کے لیے فرض نہیں چھوڑا جا سکتا۔

اس حدیث کی بنا پر امام شافعی فرماتے ہیں سجدہ سہو کے لیے سلام نہ پھیرے مگر دوسری قوی روایات میں آتا ہے کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے سلام پھیرا ہے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد عمر فاروق اعظم ہمیشہ سجدہ

سہو کے لیے سلام پھیرا کرتے تھے، فاروق اعظم کا یہ عمل اس حدیث کو تقویت دیتا ہے لہذا حق یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے

اس کی نسخ مسلم، بخاری کی وہ روایت ہے جو فصل اول میں گزر گئی اور ہو سکتا ہے کہ یہاں سلام سے مراد نماز کے وہ دو سلام

ہوں جن سے نماز ختم کی جاتی ہے اور مطلب یہ ہو کہ لوگوں نے سلام نماز کا انتظار کیا حضور علیہ السلام نے وہ سلام نہ پھیرا بلکہ

سہو کا ایک سلام پھیر کر تکبیر کہہ دی تب اسے منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۸)

789- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشُّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتْ تَرْجِيًا لِلشَّيْطَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب المساجد باب اذا نسي الجلوس في الركعتين۔ الخ ج 1 ص 211)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے کتنی رکعات پڑھیں ہیں تین یا چار تو اسے چاہئے کہ وہ شک کو دور کر دے اور ان رکعات پر بنا کرے جن کا اسے یقین ہے پھر وہ سلام سے پہلے دو سجدے کر لے پس اگر (واقع) میں اس نے پانچ رکعتیں پڑھیں ہیں تو وہ دو سجدے اس کی نماز کو جفت بنا دیں گے اور اگر اس نے چار رکعات کو پورا کرنے کے لئے دو سجدے کئے تو وہ شیطان کو ذلیل کر نیوالے ہوں گے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: یعنی کم مانے کہ وہ یقینی ہے زیادہ کونہ لے کہ وہ مشکوک ہے۔

بخاری کی روایت میں سلام سے پہلے کا لفظ نہیں یہاں سلام سے مراد نماز کا سلام ہے جس سے نماز سے نکلتے ہیں نہ کہ سجدہ سہو کا سلام لہذا یہ حدیث نہ تو حنفیوں کے خلاف ہے اور نہ ان احادیث سے متعارض جن میں سلام کا ذکر ہے کہ وہاں سلام سے مراد سجدہ سہو کا سلام ہے۔ اس حدیث کی بناء پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ سجدہ سہو میں سلام نہیں مگر قول امام ابو حنیفہ بہت قوی ہے۔ یعنی اگر نمازی نے تین رکعتیں مان کر ایک رکعت اور پڑھ لی اور واقع میں چار ہو چکی تھیں اور اس رکعت کے پڑھنے سے پانچ ہو گئیں تو وہ دو سجدے ایک رکعت کی طرح ہو کر چھ رکعتیں ہو جائیں گی اور اسے چار فرض اور دو نفل کا ثواب مل جائے گا۔ شَفَعْنَ کا فاعل وہ پانچ رکعتیں ہیں۔

یعنی اگر واقع میں رکعت تین ہی ہوئی تھیں اور اب چار پوری ہوئیں تو اس سے نمازی کا نقصان کوئی نہیں، شیطان ذلیل ہو جائے گا کہ اس نے نماز خراب کرنی چاہی مگر کامیاب نہ ہو سکا بلکہ دو سجدوں کا ثواب اور مل گیا۔

یعنی اگر نمازی پانچ رکعتیں پڑھ گیا ہے تو ان دو سجدوں کی برکت سے اپنی نمازی کو چھ رکعتیں بنالے گا اور چار فرضوں کے ساتھ دونوں کا ثواب بھی پائے گا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۸)

790- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے پس وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو اسے چاہئے کہ وہ اسے ایک رکعات قرار دے اور جب اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین تو وہ ان کو دو رکعات قرار دے اور جب اس کو تین اور چار کے درمیان شک ہو تو وہ انہیں تین رکعات قرار دے پھر جب وہ نماز سے فارغ ہو تو بیٹھ کر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور یہ حدیث معلول ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَمْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً وَإِذَا لَمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَمْ ثَلَاثًا فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ وَإِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يَسْجُدُ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَبْعَدَتَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَهُوَ مَعْلُولٌ.

(مسند احمد ج 1 ص 190 ابن ماجہ ابواب

اقامة الصلوة باب ماجائ فيمن قام من اثنتين ساھيا ص 86

ترمذی ابواب الصلوة باب فيمن يشك في الزيادة والنقصان

ج 1 ص 90)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اگر نمازی کو تردد ہے کہ میں نے تین پڑھیں یا چار تو تین مان کر ایک رکعت اور مان لے تا کہ اب یہ تردد ہو جائے کہ چار پڑھیں یا پانچ اور سجدہ سہو کر لے کہ اگر پانچ رکعتیں ہو گئیں ہوں تو تاخیر سلام کی وجہ سے جو نقصان پیدا ہوا اس کا بدلہ اس سے ہو جائے گا۔ خیال رہے کہ اس سارے باب میں حضور علیہ السلام کے سہوؤں کا ذکر ہوا پہلی التحیات میں نہ بیٹھنا دو رکعت پر سلام پھیر دینا، تین رکعت پر سلام پھیرنا، بجائے چار کے پانچ رکعتیں پڑھنا اور ان سب میں سجدہ سہو کا ذکر آیا۔ اس بناء پر فقہاء فرماتے ہیں کہ نماز کا واجب چھوٹ جانے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے نہ کہ سنتیں اور فرض چھوٹنے سے ہمارا مذہب میں فتویٰ اس پر ہے کہ ہر سجدہ سہو کے لیے پہلے التحیات پڑھے اور ایک سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر التحیات دونوں درود دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۳۶)

سلام کے بعد سجدہ سہو کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا نماز کم

بَابُ سُجُودِ الشَّهْرِ بَعْدَ السَّلَامِ

791- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



کردی گئی یا آپ بھول گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کیا ذوالیہدین نے سچ کہا تو لوگوں نے عرض کیا ہاں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے اور مزید دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہہ کر اپنے سجدے کی مثل یا اس طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر مبارک سجدے سے اٹھایا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری کتاب التہجد باب من لم يشهد في سجدة السهو۔ الخ ج 1 ص 164 مسلم کتاب المساجد باب من ترك الركعتين۔۔۔ الخ ج 1 ص 213)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ان کا نام عمیر ابن عمرو کنیت ابو محمد، لقب خرباق اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا کردہ خطاب ذوالیہدین تھا۔ حجازی سلمی تھے ان کے متعلق اور بہت سی روایتیں ہیں آپ کو بارگاہ رسالت میں بہت باریابی تھی جو بات بڑے صحابہ عرض نہ کر سکتے تھے آپ بے تکلف عرض کر دیتے تھے۔

اس گفتگو سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بھولی ہوئی چیز کا انکار کر دینا چھوٹ نہیں بلکہ اس پر قسم کھالینا گناہ نہیں، اس ہی کو قسم لغو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا يَأْخُذُكُمْ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ" دیکھو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھول ہوئی مگر فرمایا کہ میں بھولا نہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنے بھولنے کا خیال نہیں یہ بالکل صحیح ہے شان نبوت کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ ایسے موقعہ پر اکثر مقتدیوں کی بات مانی جائے گی نہ کہ ایک کی، اگر ایک کہے کہ دو رکعتیں پڑھیں باقی کہیں چار تو چار ہی مانی جائیں گی، دیکھو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذوالیہدین کی خبر کی تصدیق فرما کر اس پر عمل کیا۔

پہلی تکبیر سجدے میں جانے کے لیے تھی، دوسری سجدے سے اٹھنے کے لیے، تیسری پھر سجدے میں جانے کے لیے۔ ظاہر یہ ہے کہ سجدہ سہو کے لیے ایک ہی سلام پھیرا جو لوگ جاچکے تھے انہیں واپس بلایا گیا اور سب کے ساتھ یہ دو رکعتیں ادا کی گئیں۔

یعنی لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے سجدہ سہو کے بعد نماز کا سلام پھیرا یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ نے مجھ سے سلام کا ذکر نہیں کیا، ہاں میں نے سنا یہ ہے کہ عمران ابن حصین بھی یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ ابن سیرین اور حضرت ابو ہریرہ نے درمیان عمران ابن حصین ہیں جن کا ذکر نہ کیا گیا تا کہ یہ حدیث منقطع ہو جائے کیونکہ ابن سیرین کی عمران ابن حصین سے ملاقات نہیں ہوئی۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۲، ص ۲۲۱)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ سلام کے بعد دو سجدے کرے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند لا باس بہ ہے۔

(مسند احمد ج 1 ص 205 ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من قال بعد التسليم ج 1 ص 148 نسائی کتاب السہو باب

التحرى ج 1 ص 185 سنن الكبرى للبيهقي كتاب الصلوٰۃ باب من قال يسجد هما بعد التسليم۔ الخ ج 2 ص 336)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سہو کی وجہ سے دو سجدے سلام کے بعد کرتے تھے اور انہوں نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو نماز میں وہم ہو جاتا ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے زیادہ نماز پڑھ لی ہے یا کم تو آپ نے فرمایا وہ سلام کے بعد دو سجدے کرے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اسکی سند صحیح ہے۔

حضرت ضمیرہ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو ان کو نماز میں وہم ہو گیا۔ پس انہوں نے سلام کے بعد دو سجدے کئے۔ اس کو امام

792- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَكَ فِي صَلَوَتِهِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔  
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ إِسْنَادُهُ لَا بَأْسَ بِهِ۔

793- وَعَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذَلِكَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَخْرَوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

(ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فیمن

سجد هما بعد السلام ص 86)

794- وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَهُمُّ فِي صَلَوَتِهِ لَا يَدْرِي أَرَادَ أَمْ نَقَصَ قَالَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ۔  
رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود السہو ج 1 ص 299)

795- وَعَنْ زُمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ صَلَّى وَرَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَوْهَمَهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

(طحاوی، کتاب الصلوٰۃ باب سجود السہو ج 1 ص 299) طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ایک سلام کے بعد چاہئے، دوسرا سلام پھیرنا منع ہے، یہاں تک کہ اگر دونوں قصداً پھیر دے گا سجدہ سہو نہ ہو سکے گا اور نماز پھیرنا واجب رہے گا۔

در مختار میں ہے: یجب بعد سلام واحد عن یمینہ فقط وهو الاصح بحر وعلیہ لو اتی بتسلیمتین سقط عنہ السجود الخ (در مختار باب سجود السہو مطبوعہ مطبع مجتہدائی دہلی بھارت ۱۰۱/۱) فقط دائیں جانب سلام کے بعد واجب ہے اور یہی اصح ہے بحر۔ اور اگر سجدہ سہو لازم تھا اور اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا تو سجود ساقط ہو جائیگا الخ۔ رد المحتار میں ہے:

وعلیہ فیجب ترک التسلیمة الثانية الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ وجل مجدہ اتم واحکم (رد المحتار باب سجود السہو حج ایم سعید کہنی کراچی ۷۸/۲) اگر سجدہ سہو لازم ہو تو دوسرے سلام کا ترک ضروری ہوتا ہے الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۹۲)

796- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَتَا الشَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (طحاوی، کتاب الصلوٰۃ باب سجود السہو ج 1 ص 299) حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بھول کے دو سجدے سلام کے بعد ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

### شرح: سجدہ سہو کا بیان

جو نماز میں چیزیں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی واجب بھول سے چھوٹ جائے تو اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سجدہ سہو واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں التحیات پڑھنے کے بعد وہی طرف سلام پھیرنے کے بعد دوسرے سجدہ کرے اور پھر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۲۵۱-۲۵۲)

مسئلہ:- اگر قصد کسی واجب کو چھوڑ دیا تو سجدہ سہو کافی نہیں بلکہ نماز کو دہرا نا واجب ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۲۵۵)

مسئلہ:- جو باتیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور سجدہ سہو سے بھی یہ کسی پوری نہیں ہو سکتی بلکہ پھر سے اس نماز کو پڑھنا ضروری ہے۔

مسئلہ:- ایک نماز میں اگر بھول سے کئی واجب چھوٹ گئے تو ایک مرتبہ وہی دو سجدے سہو کے سب کے لئے کافی ہیں چند بار سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۵)

مسئلہ:- پہلے قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے میں اتنی دیر لگا دی کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ سکے تو سجدہ سہو واجب ہے چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اس لئے دھیان رکھو کہ پہلے قعدہ میں التحیات ختم ہوتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۷)

سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے

کرے پھر سلام پھیرے

بَابُ مَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ

سَجْدَتِي السُّهُوِّ ثُمَّ يُسَلِّمُ

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ ابراہیم (راوی) کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ نے اضافہ کیا یا کمی کی تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے تو آپ نے فرمایا وہ کیا؟ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے اتنی نماز پڑھی ہے تو آپ نے اپنے پاؤں مبارک کو دوہرا فرما کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو سجدے کئے پھر آپ نے سلام پھیرا پس جب آپ اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: اگر نماز کے متعلق کوئی نیا حکم نازل ہوتا میں ضرور تمہیں بتا دیتا، میں بھی بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں، پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے

797- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْئٌ قَالَ وَمَا ذَلِكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنِي رِجْلِيهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ إِنَّهُ لَوْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْئٌ لَنَبَأْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنَسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّرَ الصَّوَابَ فَلْيَتَمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَآخَرُونَ.

(بخاری کتاب الصلاة باب التوجه نحو القبلة ج 1 ص 58)

یا دولا دیا کرو اور جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو اسے چاہئے کہ وہ درست کے لئے غور کرے اور اس کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نماز کلام کرنے سے فاسد نہ ہوتی تھی، چونکہ اس سوال و جواب کے باوجود نماز باقی تھی لہذا سجدہ سہو کر لیا اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ سَلَّمَ سے مراد وہی نماز کا سلام ہے جو نماز تمام کرنے کی نیت سے کیا گیا تھا۔ خیال رہے کہ اگر کسی نمازی کو سلام کے بعد اپنی بھول یاد آئے تو فوراً سجدہ سہو میں گر جائے اور پھر التحیات پڑھ کر سلام پھیرے پہلا سلام سہو کا ہو جائے گا دوسرا نماز کا۔

یہ لفظ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ سے جتا ہے ہم بشر کہہ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں پکار سکتے رب فرماتا ہے: "لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ" الخ۔ یہاں صرف بھولنے میں تشبیہ ہے نہ کہ بھولنے کی نوعیت میں اپنی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھول کا فرق ہم ابھی عرض کر چکے ہیں۔

یہ تلاش کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ کسی جانب گمان غالب ہو اور اگر کوئی گمان غالب نہ ہو تو کم کو لے، لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۴۰)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی تو تین رکعتوں پر سلام پھیر دیا پھر اپنے گھر تشریف لے گئے تو آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس کو خرباق کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھوں میں کچھ طوالت تھی تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر آپ کی خدمت میں آپ کا فعل ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غصے کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا اس نے سچ کہا ہے تو لوگوں نے کہا ہاں تو آپ نے

798- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخُرْبَاقُ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فذَكَرَ لَهُ صَنِيعَهُ وَخَرَجَ غَضَبَانِ يَجُرُّ رِدَائَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ هَذَا قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رُكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ وَالتِّرْمِذِيَّ.

ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا پر دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ اس حدیث کو بخاری و ترمذی کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب المساجد باب من ترک الرکعتین او نحوهما۔ الخ ج 1 ص 214 ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی سجدتی السهو۔ ج 1 ص 146 نسائی کتاب السهو باب ما یفعل من سلم من اثنتین۔ الخ ج 1 ص 183 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب فیمن سلم من ثنتین او ثلث ساہیا ص 86 مسند احمد ج 4 ص 427)

حضرت زیادہ بن علاقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھائی پس جب دو رکعتیں پڑھا چکے تو تشہد کے لئے بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے تو آپ کے مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا تو انہوں نے ان کو کھڑا ہونے کا اشارہ کیا پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے اور سلام پھیر دیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عمران بن حصین نے سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ سلام پھیرے پھر سجدے کرے پھر سلام پھیرے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

### بیمار کی نماز کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر ایک کپڑے میں نماز پڑھی جس کو آپ نے بغلوں کے نیچے

799- وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمَّا صَلَّى رَكَعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَسَبَّحَ مَنْ خَلْفَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قُومُوا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَوَتِهِ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُرْهَانِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(مسند احمد ج 4 ص 247 ترمذی ابواب الصلوة باب

ما جاء في الامام ينهض في الرکعتين ج 1 ص 83)

800- وَعَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي سَجْدَتِي الشَّهْرِ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب سجود السهو ج 1 ص 299)

### بَابُ صَلَاةِ الْمَرِيضِ

801- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا فِي ثَوْبٍ مَتَوَيْتًا فِيهِ. رَوَاهُ الْبُرْهَانِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

سے نکال کر کندھوں پر ڈال رکھا تھا۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض وصال میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔

صحيح. (ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء اذا صلى الامام قاعدا فقلوا قعوداً باب منه ج 1 ص 83)

802- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَفَ أَبِي بَكْرٍ فِي مَرَضِهِ الْيَوْمِ مَاتَ فِيهِ قَاعِدًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

(ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء اذا صلى الامام قاعدا فقلوا قعوداً باب منه ج 1 ص 83)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلِيهِ رَحْمَةُ الْعَمَلَانِ فَرَمَاتِي هِي:

آپ نے نمازیں پڑھائیں ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بعد انبیاء افضل المخلوق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ امام افضل نبی کو بنایا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلافت کے آپ ہی مستحق ہیں کیونکہ، یہ امامت اصغرئی امامت کبریٰ کی دلیل ہے گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عملی طور پر آپ کو اپنا خلیفہ بنا دیا خلافت صرف قول سے ہی نہیں ہوا کرتی اسی لیے تمام صحابہ خصوصاً حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ صدیق کو رسول اللہ نے ہمارے دین کا امام بنا دیا تو ہم نے انہیں اسی دنیا کا امام بنا لیا۔ تیسرے یہ کہ امامت کا مستحق پہلے عالم ہے پھر قاری۔ چوتھے یہ کہ ابو بکر صدیق تمام صحابہ میں بڑے عالم ہیں۔ (ازمرقاة ومدارج النبوة) (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۶۳)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں مجھے بوا سیر تھی تو میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (نماز کے متعلق) سوال کیا تو آپ نے فرمایا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی پڑھ سکو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو۔ اس کو سوائے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا اور نسائی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اگر تو استطاعت نہ رکھے تو چپ لیٹ کر نماز پڑھ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کی طاقت کے مطابق ہی مکلف بناتا ہے۔

803- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ بِي بَوَائِسِيْرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلَّى قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا مُسْلِمًا وَزَادَ النَّسَائِيُّ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَمُسْتَلْقِيَا لَا يَكْفِي اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسَعَهَا.

(بخاری ابواب تقصیر الصلوة باب ما ذالم یطلق قاعداً۔ الخ ج 1 ص 150 ترمذی ابواب صلوة باب ما جاء ان الصلوة القاعد علی النصف۔ الخ ج 1 ص 85 ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی الصلوة القاعد ج 1 ص 137 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی صلوة المريض ص 87 مسند احمد ج 4 ص 426)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت عمران ابن حصین کو سخت بوا سیر کا مرض تھا جس سے وہ بعض اوقات نہ تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے تھے نہ بیٹھ کر انہوں نے اپنے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے یہ جواب فرمایا جیسا کہ مسلم کے سوا تمام صحاح میں ہے۔ خیال رہے کہ یہاں نماز سے فرض واجب وغیرہ تمام نمازیں مراد ہیں مجبور کے یہ ہی احکام ہیں۔ یہ بھی خیال رہے لیٹ کر نماز پڑھنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے، رو بقبلہ ہو، اس طرح کہ پاؤں بھی قبلہ کی طرف ہوں تاکہ اس کا رکوع و سجدہ بھی قبلہ رخ ہو حضرت عمران ابن حصین کو بوا سیر تھی جس سے وہ چت بھی نہیں لیٹ سکتے تھے اس لیے انہیں داہنی کروٹ پر لیٹنے کا حکم دیا گیا۔ (فتح القدیر) لہذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں دارقطنی کی حدیث میں ہے "فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ صَلَّى مُسْتَلْقِيًّا رَجُلًا مَّيْلًا إِلَى الْقِبْلَةِ" یعنی اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے تو چت لیٹ کر پڑھے قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 282)

804- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ أَوْ مَا بِرَأْسِهِ إِيمَاءً وَلَمْ يَرْفَعْ إِلَى جَبْهَتِهِ شَيْئًا رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ بیمار اگر سجدہ نہ کر سکے تو اپنے سر سے اشارہ کرے اور اپنی پیشانی کی طرف کوئی چیز نہ اٹھائے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوة فی السفر باب العمل فی جامع الصلوة ص 154)

### سجدہ تلاوت کا بیان

### بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ المکرمہ میں سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی تو اس میں سجدہ (تلاوت) کیا اور آپ کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب نے سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے شخص کے اس نے کنکریا مٹی کی مٹھی لی اور اسے پیشانی کی طرف اٹھا کر کہنے لگا

805- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصَى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هَذَا فَرَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ (بخاری ابواب ما جاء فی سجود



القرآن - النج 1 ص 146 'مسلم کتاب المساجد باب سجود التلاوة ج 1 ص 215)

مجھے یہی کافی ہے تو میں نے اسے اس کے بعد دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

یعنی مؤمنین، مشرکین، انسان، جن جو بھی وہاں حاضر تھے سب سجدے میں گر گئے۔ اس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی کہ چونکہ سورہ وانجم میں یہاں لات وعزى کا بھی ذکر ہے۔ اس لیے مشرکین نے ان کی تعظیم کرتے ہوئے سجدہ کیا یا اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاوت میں ایسی ہیبت تھی کہ مشرکین بھی بے اختیار سجدے میں گر گئے۔ یا اس وقت شیطان نے بتوں کی تعریف کی، مسلمان تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر سجدے میں گرے اور کفار شیطان کی آواز پر۔ یہ محض باطل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر بے اختیار اس وقت بتوں کی آواز آگئی، نعوذ باللہ، امام عسقلانی نے شرح بخاری میں شیطان والے قصہ کو ثابت کیا ہے، رب تعالیٰ نے فرمایا: "الْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ"۔

اس کی یہ حرکت غرور و تکبر کے لیے تھی کہ سب کے ساتھ میرا سجدہ کرنا میری شان کے خلاف ہے

یعنی جن مشرکین نے آج سجدہ کیا تھا وہ سب بعد میں اسلام لے آئے جس نے سجدہ نہ کیا وہ کافر ہی مارا گیا

جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں بری طرح مارا گیا جیسے یہ حضرت بلال کو برچھیوں اور نیزوں سے چھیدا کرتا تھا اسی

طرح بدر میں صورت یہ بنی کہ اسے چھید چھید کر ہی مارنا پڑا کیونکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایفائے عہد کرتے ہوئے اسے

بچانے کے لیے خود کو اس کے اوپر ڈال دیا تھا اور اس کا بھائی ابی بن خلف جنگ احد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ہاتھوں مارا گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے صرف اسی کو قتل فرمایا ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۴۶۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت

کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورہ انجم کا

سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں مشرکوں جنوں اور

انسانوں نے سجدہ کیا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ

806- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ

وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ

وَالْإِنْسُ-

علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب ماجا، فی سجود القرآن - الخ باب سجود المسلمین مع المشرکین ج 1 ص 146)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

حضور علیہ السلام نے سجدے کی آیت پڑھ کر اور صحابہ نے سن کر سجدہ کیا، مشرکین نے اس موقع پر یا اپنے بتوں لات

وعزى کا ذکر سن کر سجدہ کیا یا حضور علیہ السلام سے ذکر الہی سن کر مرعوب ہوئے اور سجدہ میں گر گئے۔ بعض روایات میں آیا

ہے کہ اس موقع پر شیطان نے حضور علیہ السلام کی سی آواز بنا کر بتوں کی تعریف کی یا بغیر قصد حضور علیہ السلام کی زبان پر وہ الفاظ جاری ہوئے، مشرکین سمجھے کہ حضور علیہ السلام ہمارے دین کی طرف لوٹ آئے تو شکرانہ کے طور پر وہ سجدے میں گر گئے یعنی مسلمانوں نے سجدہ تلاوت کیا اور مشرکوں نے اپنی غلط فہمی پر سجدہ شکر مگر آپ کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری ہونے کی روایت باطل محض ہے اور شیطان کا اپنی آواز کو حضور علیہ السلام کی آواز کی مثل بنا کر یہ کہہ دینا اسے بھی حضرت شیخ نے لمعات میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ میں باطل قرار دیا اور اس قصہ کو موضوع قرار دیا اور فرمایا کہ یہ مؤرخین کی ایجاد ہے، محدثین نے اسے نہیں لیا لیکن بعض علماء نے "الْقَلْبُ الشَّيْطَانِي فِي أُمْنِيَّتِهِ" کی تفسیر میں یہ پہلا واقعہ بیان کیا یعنی شیطان کا یہ کہہ دینا معلوم ہوتا ہے، صحابہ نے اس موقع پر جنابت کو بھی سجدہ کرتے دیکھا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۴۴)

807 - وَعَنْهُ قَالَ صَ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ  
السُّجُودِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ سورہ ص کا سجدہ فرضی سجدوں میں نہیں  
میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے  
دیکھا ہے اس کو ایام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا۔

(بخاری ابواب ما جاء في سجود القرآن - الخ باب  
سجدة ص ج 1 ص 146)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اس کی فرضیت نماز اور زکوٰۃ کی سی نہیں جس کا منکر کافر ہو بلکہ واجب ہے جس کا انکار کفر نہیں۔ یہی حنفی کہتے ہیں کہ قرآن کے سارے سجدے واجب ہیں اور اگر یہ مطلب ہو کہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے تو یہ سیدنا ابن عباس کا اپنا اجتہاد ہے کوئی حدیث مرفوعہ پیش نہیں فرمائی۔

یعنی میں بھی کرتا ہوں اور تم بھی کرو کیونکہ حضور علیہ السلام کا عمل ہے اور قرآنی حکم، آیت ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۵۱)

808 - وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَجَدَ فِي صَ وَقَالَ سَجَدَهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
تَوْبَةً وَنَسَجَدَهَا شُكْرًا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (نسائي كتاب الافتتاح باب سجود  
القرآن السجود في ص ج 1 ص 182)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت  
کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ  
ص میں سجدہ کیا اور فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام نے  
اس سورت کا سجدہ بطور توبہ کیا تھا اور ہم اس کو سجدہ بطور  
شکر کرتے ہیں اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس کا شکر یہ کہ رب تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی جیسے عید الفطری کی نماز حضرت ابراہیم کی قربانی قبول ہونے کے شکر میں پڑھی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہم واقعات کی یادگاریں منانا اور ان پر عبادتیں کرنا سنت سے ثابت ہے۔ لہذا میلاد شریف گیارہویں شریف، عرس بزرگان دین منانا اور ان موقعوں پر نوافل، صدقات وغیرہ عبادتیں ناجائز نہیں ہو سکتیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ ص کی تلاوت فرمائی در انحالیکہ کہ آپ ممبر پر تھے پس جب آپ آیۃ سجدہ پر پہنچے تو (ممبر سے) نیچے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا پس جب دوسرا دن تھا تو آپ سورہ ص کی تلاوت کی پس جب آیۃ سجدہ پر پہنچے تو لوگ سجدہ کے لئے تیار ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف ایک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توبہ تھی لیکن میں نے تم کو دیکھا کہ تم سجدہ کے لئے تیار ہو گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ممبر سے) اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورہ ص کے سجدہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سورہ ص کا سجدہ کرو پھر آپ نے سورہ انعام کی یہ آیات تلاوت کیں۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ اِلٰى قَوْلِهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ فِىْهُدٰىهُمْ اِقْتَدِبْهُ۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

809- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْيَنْبَرِ ص فَلَمَّا بَلَغَ السُّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ آخِرِ قَرَأَهَا فَلَمَّا بَلَغَ السُّجْدَةَ تَشَرَّنَ النَّاسُ لِلِسُجُودٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هِيَ تَوْبَةٌ نَبِيٍّ وَلِكَيْنِي رَأَيْتُكُمْ تَشَرُّنْتُمْ لِلِسُجُودٍ فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدُوا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابو داؤد كتاب الصلوة باب السجود في ص ج 1 ص 200)

810- وَعَنِ الْعَوَامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السُّجُودِ فِي ص فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ اسْتُجِدُّ فِي ص فَتَلَا عَلَى هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ مِنَ الْأَنْعَامِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ اِلٰى قَوْلِهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ فِىْهُدٰىهُمْ اِقْتَدِبْهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب سجود التلاوة ج 1 ص 248)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ تابعین میں سے ہیں، مکہ معظمہ کے مشہور عالم فقیہ اور قاری ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس سے تیس بار قرآن کریم معہ تفسیر پڑھا، ۱۰۲ھ میں وصال ہوا۔

اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کی اولاد میں بہت پیغمبر ہوئے جن میں حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام بھی ہیں۔ آپ ان تمام حضرات کے کمالات، اخلاق اختیار فرمائیں کیونکہ یہ رب تعالیٰ کے دیئے ہوئے کمالات تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے سارے اعمال بھی کریں کیونکہ اسلام ان دینوں کا ناسخ ہے، نیز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے تابع نہیں آپ تو ان کے پیشوا اور مقتدا ہیں ہاں ان کے کمالات کے جامع ہیں جیسے رب نے فرمایا: "قُلْ بَلْ مِلَّةَٰ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا" فرماؤ ہم ملت ابراہیمی کی پیروی کرتے ہیں، یہاں پیروی سے مراد موافقت ہے نہ کہ اطاعت و فرماں برداری۔

یعنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ انبیاء کرام کے کمالات کے جامع ہیں اور داؤد علیہ السلام نے قبول توبہ پر سجدہ شکر کیا تھا یہ سجدہ ان کا کمال تھا، سورہ ص میں یہ قصہ مذکور ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں سجدہ کیا ہم کو بھی سجدہ کرنا چاہیے۔ امام احمد نے ابو بکر ابن عبداللہ مزنی سے روایت کی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سورہ ص لکھ رہا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دو ات و قلم وغیرہ سجدہ میں گر گئے میں نے یہ قصہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا، میں نے اس کے بعد دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی یہاں ہمیشہ سجدہ کرتے تھے۔ ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ ص کا سجدہ دوسرے سجدوں کی طرح واجب ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۵۲)

811- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَمْ أَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ لَمْ أَسْجُدْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا انہوں نے سورہ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ پڑھنے کے بعد سجدہ کیا تو میں نے کہا اے ابو ہریرہ کیا میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں سجدہ نہ کرتا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری ابواب ما جاء في سجود القرآن - الخ باب سجدة اذا السماء انشقت ج 1 ص 146 مسلم كتاب المساجد

باب سجود التلاوة ج 1 ص 215)

812- وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس سجدہ کے بارے میں پوچھا جو سورۃ حم میں ہے تو آپ نے فرمایا (آیت سجدہ کی) دو آیتوں میں سے آخری آیت میں سجدہ کرو اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّجْدَةِ الَّتِي فِي لُحْمٍ قَالَ  
أَسْجُدُ بِأَخِيرِ الْآيَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوة ج 1  
ص 247)

### شرح: سجدہ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ جن کے پڑھنے یا سننے سے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج 2، ص 693، 695)

مسئلہ:- سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہو سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے پھر اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتا ہو کھڑا ہو جائے بس، نہ اس میں اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج 2، ص 699، 700)

مسئلہ:- اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کر لینا واجب نہیں ہے ہاں بہتر یہی ہے کہ فوراً ہی کر لے اور وضو ہو تو دیر کرنی مکروہ تنزیہی ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج 2، ص 703)

مسئلہ:- اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کرنا واجب ہے اگر تین آیت پڑھنے کی مقدار میں دیر لگادی تو گنہگار ہوگا اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھتے ہی فوراً رکوع میں چلا گیا اور رکوع کے بعد نماز کے دونوں سجدوں کو کر لیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ کی ہو مگر سجدہ تلاوت بھی ادا ہو گیا۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج 2، ص 705)

مسئلہ:- نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے نماز کے باہر یہ سجدہ ادا نہیں ہو سکتا۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج 2، ص 705 / الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث فی سجود التلاوة، ج 1، ص 133)

اردو زبان میں اگر آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھ دیا تب بھی پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو گیا۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج 1، ص 133)

مسئلہ:- ایک مجلس میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں دوبارہ اسی آیت کی ہم نیت کی تو دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مجلس میں اگر بار بار آیت سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر مجلس بدل کر وہی آیت سجدہ پڑھی تو جتنی مجلسوں میں اس آیت کو پڑھے گا اتنے ہی سجدے اس پر واجب ہو جائیں گے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج 2، ص 712)

مسئلہ:- مجلس بدلنے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً کبھی تو جگہ بدلنے سے مجلس بدل جاتی ہے جیسے مدرسہ ایک مجلس ہے

اور مسجد ایک مجلس ہے اور کبھی ایک ہی جگہ میں کام بدل جانے سے مجلس بدل جاتی ہے جیسے ایک ہی جگہ بیٹھ کر سبق پڑھایا تو یہ مجلس درس ہوئی پھر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے لوگوں نے کھانا شروع کر دیا تو یہ مجلس بدل گئی کہ پہلے مجلس درس تھی اب مجلس طعام ہو گئی کسی گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں چلے جانے، کمرے سے صحن میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے کسی بڑے ہال میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے وغیرہ وغیرہ مجلس کے بدل جانے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب سجود الاعتداء، ج ۲، ص ۱۲، ۱۶) (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الثالث

عشر فی سجود الاعتداء، ج ۱، ص ۱۳۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، اور جنتی زیور

کا مطالعہ فرمائیں۔



## أَبْوَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ

### بَابُ الْقَصْرِ فِي السَّفَرِ

813- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ فَرَضَتِ الصَّلَاةَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأَقْرَبَتْ صَلَاةَ السَّفَرِ وَزِيدَتِي صَلَاةَ الْحَضَرِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

## مسافر کی نماز کا بیان

### سفر میں قصر نماز کا بیان

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نماز سفر اور حضر میں دو دور کعتیں فرض کی گئی کی گئی پس سفر کی نماز کو برقرار رکھا گیا اور حضر (اقامت) کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب تقصیر الصلوة باب يقصر اذا خرج من موضعه ج 1 ص 148، مسلم كتاب صلوة المسافرین وقصرها

ج 1 ص 241)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اب یعنی ہجرت سے پہلے ہر نماز دو، دو رکعت تھی، بعد ہجرت فجر تو دو رکعت رکھی گئی، مغرب تین، باقی نمازیں سفر میں وہی دو رکعتیں رہیں اور حضر میں چار رکعتیں کر دی گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب سفر میں قصر کرنا اسی طرح فرض ہے جیسے اقامت میں پوری پڑھنا یہ حدیث وجوب قصر کی نہایت قوی دلیل ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور مسلم، بخاری کی ہے اسے ضعیف نہیں کہا جاسکتا۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 548)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے حضرت میں چار رکعت سفر میں دو اور حالت خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

814- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم كتاب صلوة المسافرین وقصرها ج 1 ص 241)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس طرح کہ غازی مسافر سخت خوف کی حالت میں امام کے پیچھے صرف ایک رکعت پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلے جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر کرنا ایسے ہی فرض ہے جیسے حضر میں پوری پڑھنا، قصر و اتمام کا اختیار نہیں۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 549)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے (یہ بات ثابت ہے) سفر کی نماز دو رکعتیں جمعہ کی نماز دو رکعتیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو دو رکعتیں پوری ہیں ان میں قصر نہیں ہے اس کو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور ابن حبان نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

815- وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرِ وَالْأَضْحَى رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حَبَانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب تقصير الصلوة في السفر ص 76 نسائی کتاب تقصير الصلوة في السفر ج 1

ص 211 صحیح ابن حبان کتاب الصلوة فصل في الصلوة السفر ج 1 ص 179)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں مجھے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل رہا پس آپ نے (سفر میں) تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے (سفر میں) تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختصراً روایت کیا۔

816- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللهُ وَقَدْ قَالَ اللهُ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ). رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ بَخَارٍ مُخْتَصَرًا.

(مسلم کتاب صلوة المسافرین وقصرها ج 1 ص 242)

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں منیٰ میں چار رکعات پڑھائیں جب یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہی گئی تو انہوں نے اِنَّ اللّٰهَ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ پڑھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ

817- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ يَقُولُ صَلَّى بِنَا عُمَرَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمَنَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَقِيلَ ذَلِكَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنَى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ



منی میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعات پڑھیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ کاش کہ میرا حصہ چار رکعات میں سے دو مقبول رکعتیں ہوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

حضرت ابو لیلیٰ کنذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک غزوہ کے لئے نکلے اور آپ ان میں سے عمر رسیدہ تھے۔ نماز کا وقت آیا تو نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اے ابو عبد اللہ آگے بڑھیں تو آپ نے فرمایا میں آگے بڑھنے والا نہیں ہوں تم اہل عرب ہو اور تم میں ہی اللہ کے نبی تشریف لائے۔ تم میں سے کوئی آگے بڑھے پس ایک صحابی آگے بڑھے تو انہوں نے چار رکعات نماز پڑھائی۔ جب وہ نماز پڑھا چکے تو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمیں چار رکعات کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے لئے تو چار کا آدھا یعنی دو رکعتیں ہی کافی ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبد الرحمن بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے منیٰ میں پوری نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگوں سنت تو رسول اللہ اور آپ کے صاحبین (ابو بکر و عمر

بمئى رَكَعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِئى رَكَعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكَعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری ابواب تقصير الصلوة باب ما جاء في التقصير - الخ ج 1 ص 247 مسلم كتاب صلوة المسافرین وقصرها ج 1 ص 243)

818. وَعَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ قَالَ خَرَجَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ثَلَاثَةِ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ وَكَانَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَسْنُهُمْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقَالُوا تَقَدَّمْ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ مَا أَنَا بِالَّذِي اتَّقَدَّمُ أَنْتُمْ الْعَرَبُ وَمِنْكُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْتَقَدَّمُ بَعْضُكُمْ فَتَقَدَّمُ بَعْضُ الْقَوْمِ فَصَلَّى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا لَنَا وَلِلْمُرَبَّعَةِ إِنَّمَا يَكْفِينَا نِصْفُ الْمُرَبَّعَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب صلوة المسافر ج 1 ص 286)

819. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِمِئى ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ السُّنَّةَ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّةُ صَاحِبَيْهِ وَلَكِنَّهُ حَدَّثَ

الْعَامِرِ مِنَ النَّاسِ فَخَفْتُ أَنْ يُسْتَتُوا. رَوَاهُ  
الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ تَعْلِيْقًا وَحَسَنَ إِسْنَادَهُ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سنت ہے لیکن اس سال نئے لوگ  
زیادہ ہیں پس مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ لوگ اسی کو سنت نہ  
بنالیں۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المعرقہ  
میں تعلیقاً روایت کیا اور اس کی سند کو حسن قرار دیا۔

(معرفة السنن والآثار و ایضاً الکبزی للبیہقی کتاب الصلوة باب من ترک القصر فی السفر غیر رغبة عن السنة ج 3

ص 144)

820- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ إِثْمَانُ صَلَّى عُمَانُ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُ بِمَعْنَى أَرْبَعًا لِأَنَّ الْأَعْرَابَ كَانُوا أَكْثَرَ  
فِي ذَلِكَ الْعَامِ فَأَحَبُّ أَنْ يُخْبِرَهُمْ أَنَّ الصَّلَاةَ  
أَرْبَعٌ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ  
مُرْسَلٌ قَوِيٌّ. (طحاوی کتاب الصلوة باب صلوة  
المسافر ج 1 ص 289 ابو داؤد کتاب المناسک باب  
الصلوة بمنى ج 1 ص 270)

حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات  
صرف ص لئے پڑھائی تھیں کہ اس سال اعراب بہت  
زیادہ تھے تو انہوں نے چاہا کہ انہیں بتادیں کہ نماز چار  
رکعات ہے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو  
داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند  
مرسل قوی ہے۔

### شرح: سفر کی نماز

سفر کے لغوی معنی ہیں کھلنا، ظاہر ہونا اسی لیے اجیالے کو اسفار کہتے ہیں اور کتابوں کے ڈھیر کو اسفار۔ اس کا مقلوب  
فتر ہے، اس کے معنی بھی یہی ہیں، اس سے تفسیر بنا، چونکہ سفر میں دوسرے مقامات کے حالات معلوم ہوتے ہیں اس لیے  
اسے سفر کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں راستہ طے کرنے کی مخصوص صورت کا نام سفر ہے۔ خیال رہے کہ سفر کے متعلق  
آئمہ دین میں چند اختلاف ہیں: ایک یہ کہ سفر کا فاصلہ کیا ہے؟ ہمارے امام صاحب کے ہاں تین دن کی راہ یعنی ستاون  
میل۔ دوسرے یہ کہ قصر واجب ہے یا جائز؟ ہمارے ہاں واجب ہے۔ تیسرے یہ کہ اقامت کی کم مدت کیا ہے جس سے  
مسافر مقیم بن جائے؟ ہمارے یہاں تین دن۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۶۳)

جس نے مسافت سفر

چار منزل مقرر کی

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور

بَابُ مَنْ قَدَّمَ مَسَافَةً

الْقَصْرِ بِأَرْبَعَةِ بُرُودٍ

821- عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُمَا وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما چار برویا اس سے زیادہ کی مسافت میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اور روزہ افطار کرتے تھے۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا سند صحیح کے ساتھ۔

يُصَلِّيَانِ رَكَعَتَيْنِ وَيُفْطِرَانِ فِي أَرْبَعَةِ بُرُودٍ  
فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ  
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. (سنن الكبیری للبیہقی کتاب الصلوة  
باب السفر الذی تقصر فی مثلہ الصلوة ج 3 ص 137)

### شرح: مسافر کی نماز کا بیان

جو شخص تقریباً ۹۲ کلومیٹر کی دوری کا سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا۔ تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہو گیا کہ قصر کرے یعنی ظہر، عصر اور عشاء چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھے۔ کیونکہ اس کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۴۲۲، ۴۲۶) مسئلہ:- اگر مسافر نے قصداً چار رکعت پڑھی اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گیا اور آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں مگر گنہگار ہوا اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو فرض ادا نہ ہوا۔ (الدر المختار، کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۴۳۳-۴۳۴) مسئلہ:- مسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے قصر کرتا رہے گا۔

مسئلہ:- مسافر اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو چار رکعت پوری پڑھے قصر نہ کرے۔

(الدر المختار، کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۴۳۶)

مسئلہ:- مقیم اگر مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام مسافر ہونے کی وجہ سے دو ہی رکعت پر سلام پھیر دے گا اب مقیم مقتدیوں کو چاہے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں رکعتوں میں قرأت نہ کریں بلکہ سورہ فاتحہ پڑھنے کی مقدار تک چپ چاپ کھڑے رہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۴۳۵) مسئلہ:- فجر و مغرب اور وتر میں قصر نہیں۔

مسئلہ:- سنتوں میں قصر نہیں ہے اگر موقع ہو تو پوری پڑھیں ورنہ معاف ہیں۔

(رد المحتار و در المختار، کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۴۳۷)

مسئلہ:- مسافر اپنی بستی سے باہر نکلتے ہی قصر شروع کر دے گا اور جب تک اپنی بستی میں داخل نہ ہو جائے یا کسی بستی میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے برابر قصر ہی کرتا رہے گا۔

(الدر المختار، کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۴۲۶-۴۲۸)

822. وَعَنْهُ عَنِ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

أَنَّهُ سُئِلَ أَتُقَصَّرُ الصَّلَاةُ إِلَى عَرَفَةَ قَالَ لَا  
وَلَكِنْ إِلَى عَسْفَانَ وَإِلَى جَدَّةَ وَإِلَى الطَّائِفِ  
أَخْرَجَهُ الشَّافِعِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجْرٍ فِي  
التَّلْخِصِ. إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا گیا کہ کیا عرفہ  
تک کی مسافت میں نماز قصر کی جائیگی؟ تو آپ نے فرمایا  
کہ نہیں لیکن عسفان جدہ اور طائف تک کے سفر میں نماز  
قضا کی جائیگی۔ اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
نقل کیا اور حافظ ابن حجر نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند  
صحیح ہے۔

(مسند امام شافعی کتاب الصلوة باب الثامن عشر فی صلوة المسافرین ج 1 ص 185 تلخیص الجبیر کتاب الصلوة

المسافرین ج 2 ص 46)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

۱۔ یعنی اس سے کم مسافت میں قصر نہ کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ سفر کے لیے سفر کی حد مقرر ہے فقط گھر سے نکل جانے  
پر سفر نہیں ہو جاتا جیسا بعض عقلمندوں نے سمجھا۔ خیال رہے کہ عسفان مکہ معظمہ سے مدینہ کی راہ پر دو منزل ہے اور جدہ بڑا شہر  
ہے مکہ معظمہ سے تقریباً ۶۵ میل ہے، یہ فقط تشبیہ ہے تعیین نہیں۔

۲۔ ایک برید چار کوس کا ہے لہذا چار برید سولہ کوس ہوئے اور عرب کا ایک کوس تین میل عربی ہے، لہذا سولہ  
کوس ۴۸ میل عربی ہوئے، ایک میل چھ ہزار گز کا ایک گز چوبیس انگل کا۔ (لمعات) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ  
ہے کہ انگریزی میل سے یہ مسافت ۵۷ میل بنتی ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۸۱)

حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد  
سے روایت کرتے ہیں وہ سوار ہو کر ریم تک گئے تو  
انہوں نے اپنے اس سفر میں نماز قصر پڑھی۔ اس کو امام  
مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند  
صحیح ہے۔

823- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ  
رَكِبَ إِلَى رِيمٍ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهِ ذَلِكَ.  
رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوة فی السفر باب

ما يجب فيه قصر الصلوة ص 130)

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سوار ہو کر ذات  
العصب تک گئے تو انہوں نے اپنے اس سفر میں نماز قصر  
کی۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا  
اور اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں ابن عمر

824- وَعَنْهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النَّصَبِ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ  
فِي مَسِيرِهِ ذَلِكَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ. قَالَ النِّيمِيُّ وَقَدُورِيُّ عَنْ ابْنِ عَمْرِو  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خِلَافَ ذَلِكَ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

(موطا امام مالک کتاب قصر الصلوة فی السفر باب ما یجب فیہ قصر الصلوة ص 130)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب کم مسافت جس میں نماز قصر فرماتے تھے وہ آپ کی وہ زمین تھی جو خیبر میں ہے۔ اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیوی فرماتے ہیں مدینہ اور خیبر کے درمیان آٹھ برو کا فاصلہ ہے۔

وہ روایات جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ قصر کی مسافت تین دن ہے

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موزوں پر مسح کے متعلق پوچھنے کے لئے تو آپ نے فرمایا علی بن ابوطالب کے پاس جاؤ پس بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مدت مسح بیان فرمائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

۱۔ آپ تابعی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہو چکے تھے، آپ کے والد ہانی صحابی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابو شریح رکھی، حضرت علی مرتضیٰ کے مخصوص ساتھیوں میں سے ہیں۔

۲۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ کا سوال مدت مسح کے متعلق تھا نہ کہ طریقہ مسح یا دلائل مسح کے متعلق، جیسا کہ جواب سے ظاہر

825- عَنْ تَافِعِ أَنَّ بِنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ أَذَى مَا يَقْصُرُ فِيهِ مَالٌ لَهُ بِخَيْبَرَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النَّيْمِيُّ بَدَنَ الْمَدِينَةِ وَخَيْبَرَ ثَمَانِيَةَ بُرْدٍ.

(مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوة باب فی کم یقصر)

(الصلوة ج 2 ص 526)

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ مَسَافَةَ الْقَصْرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ

826- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِي قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ يَا بِنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَلُهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الطهارة باب التوقيت فی المسح علی

الخفين ج 1 ص 135)

۳۔ یعنی مسافر بحالت سفر ایک بار موزے پہن کر مسلسل تین دن و رات مسح کر سکتا ہے۔ اور مقیم ایک دن و رات۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک احکام ہیں کہ علی مرتضیٰ نے اس مدت کی تعیین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی۔ دوسرے یہ کہ مدتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو اول سے آخر تک ایک حال پر رہیں، یعنی مثلاً پہننے وقت بھی مقیم ہوں اور آخر تک مقیم رہیں۔ اگر پہننے وقت تو مقیم تھا مگر مدت ختم ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو اب مسافر کی مدت پوری کرے گا۔ یوں ہی مسافر اگر مقیم ہو جائے تو مقیم کی مدت پوری کرے۔ تیسرے یہ کہ مسح کی مدت حدیث کے وقت سے شروع ہوگی کہ نہ پہننے کے وقت سے، نہ مسح کے وقت سے۔ چوتھے یہ کہ شرعاً مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ کا سفر کرے اس سے کم سفر سے مسافر نہ ہوگا۔ ورنہ ایک دن مسافت کا مسافر اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتا، حالانکہ حدیث ہر مسافر کو عام ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۲۸۵)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کی مدت مقرر فرمائی۔ اس کو ابن جارود اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

827- وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ جَارُودٍ وَأَخْرَجُونِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(منتقى ابن الجارود باب المسح على الخفين ص 39)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

۱۔ آپ کا نام شریف نفع ہے، ثقفی ہیں، مشہور صحابی ہیں، غزوہ طائف میں ایمان لائے، آخر عمر شریف میں بصرہ میں قیام رہا، ۴۹ھ میں وہیں وفات پائی۔

۲۔ اس کی پوری شرح اور اس سے مسائل کا استنباط پہلے گزر چکا۔ عام علماء کا یہی قول ہے کہ مسافر تین دن سے زیادہ اور مقیم ایک دن سے زیادہ مسح نہیں کر سکتے۔ ہاں حنفیوں کے نزدیک یہ مدت حدیث کی وقت سے شروع ہوگی۔

۳۔ منتقی ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب ہے۔ (مرقاۃ) شیخ فرماتے ہیں کہ یہ خطابی کی تصنیف ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۲۸۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ربیعہ والبی روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ کتنی مسافت تک نماز قصر کی جائیگی تو انہوں

828- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنْ كُنَّا نَقْضُ الصَّلَاةَ فَقَالَ الْغَرْبُ الشَّوْبَدَاءُ قَالَ

نے فرمایا کیا تم (مقام) سویداء پہچانتے ہو تو میں نے کہا نہیں لیکن میں نے اس کے بارے میں سنا ہے تو آپ نے فرمایا وہ مسلسل تین راتوں کی مسافت ہے۔ پس جب ہم اتنی مسافت تک سفر کریں تو نماز قصر کرتے ہیں۔ اس کو محمد بن حسن نے الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

قُلْتُ لَا وَلَكِنِّي قَدْ سَمِعْتُ بِهَا قَالَ هِيَ ثَلَاثُ لَيَالٍ قَوَاصِدَ فَإِذَا خَرَجْنَا إِلَيْهَا قَصَرْنَا الصَّلَاةَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْأَثَارِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(کتاب الآثار باب الصلوة فی المسافر من ص 39)

حضرت ابراہیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلہ جعفی کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو تین دن کی مسافت سفر کرے تو نماز قصر کر اس کو محمد بن حسن نے انج میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

829- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ الْجُعْفِيَّ يَقُولُ إِذَا سَافَرْتَ ثَلَاثًا فَاقْصُرْ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحَجَجِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(کتاب الحج باب صلوة المسافر والموافق ابراہیم بن عبدالاعلیٰ و ابراہیم بن عبداللہ مو حطاج 1 ص 168)

جب گھروں سے جدا ہو جائے تو  
نماز قصر کرے

بَابُ الْقَصْرِ إِذَا  
فَارَقَ الْبُيُوتَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سفر کیا یہ سب کے سب مدینہ سے نکلنے کے وقت سے لے کر مدینہ واپس لوٹنے تک دوران سفر اور مکہ میں اقامت کی حالت میں دو رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ اس کو ابو یعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ ابو یعلیٰ کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

830- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُلُّهُمْ صَلَّى مِنْ حَيْثُ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهَا رَكَعَتَيْنِ فِي الْمَسِيرِ وَالْقِيَامِ بِمَكَّةَ. رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُ أَبِي يَعْلَى رِجَالٌ صَحِيحٌ.

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی ج 10 ص 258 مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب صلوة السفر نلاً من ابی یعلیٰ والطبرانی

فی الارسطح 2 ص 158)

شرح ائمتہ شہرہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد باقر خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں!

۱۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات شیخین نے منیٰ میں تشریف لا کر ہمیشہ نماز قصر ہی پڑھی کبھی پوری نہ پڑھی اور حضرت عثمان نے شروع خلافت میں ہمیشہ قصر ہی پڑھی کبھی پوری نہ پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو قصر و اتمام کا اختیار نہیں بلکہ اس پر قصر پڑھنا ہی فرض ہے ورنہ وہ حضرات کبھی اتمام بھی کیا کرتے۔

۲۔ یعنی آخر خلافت میں حضرت عثمان صرف منیٰ میں ہمیشہ چار پڑھنے لگے منیٰ کے علاوہ اور سفر میں کبھی اتمام نہ کیا اور منیٰ میں آ کر کبھی قصر نہ کیا اگر آپ مسافر کو اختیار مانتے تو اس زمانہ میں کبھی قصر کرتے کبھی اتمام۔ خیال رہے کہ آپ کے منیٰ میں اتمام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عہد عثمانی کے نو مسلموں نے آپ کو منیٰ میں قصر کرتے دیکھا تو سمجھے کہ اسلام میں نماز کی دو ہی رکعتیں ہیں اسی وہم کو دور کرنے کے لیے آپ نے مکہ معظمہ میں اپنا ایک گھر بنایا وہاں اپنی ایک بیوی کو مقیم کر کے رکھا اب اگر ایک دن کے لیے بھی آپ مکہ معظمہ آتے تو نماز پوری کرتے تھے۔ (مسند امام احمد، عبدالرزاق، دارقطنی، مرقاۃ، فتح القدیر وغیرہ) اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں ملاحظہ کرو۔

۳۔ یعنی حضرت ابن عمر مکہ معظمہ میں جب عثمان غنی یا کسی اور مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو پوری پڑھتے اکیلے پڑھتے تو قصر کرتے۔ حکم بھی یہی ہے کہ مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز پوری پڑھے۔ ۱۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات شیخین نے منیٰ میں تشریف لا کر ہمیشہ نماز قصر ہی پڑھی کبھی پوری نہ پڑھی اور حضرت عثمان نے شروع خلافت میں ہمیشہ قصر ہی پڑھی کبھی پوری نہ پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو قصر و اتمام کا اختیار نہیں بلکہ اس پر قصر پڑھنا ہی فرض ہے ورنہ وہ حضرات کبھی اتمام بھی کیا کرتے۔

۲۔ یعنی آخر خلافت میں حضرت عثمان صرف منیٰ میں ہمیشہ چار پڑھنے لگے منیٰ کے علاوہ اور سفر میں کبھی اتمام نہ کیا اور منیٰ میں آ کر کبھی قصر نہ کیا اگر آپ مسافر کو اختیار مانتے تو اس زمانہ میں کبھی قصر کرتے کبھی اتمام۔ خیال رہے کہ آپ کے منیٰ میں اتمام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عہد عثمانی کے نو مسلموں نے آپ کو منیٰ میں قصر کرتے دیکھا تو سمجھے کہ اسلام میں نماز کی دو ہی رکعتیں ہیں اسی وہم کو دور کرنے کے لیے آپ نے مکہ معظمہ میں اپنا ایک گھر بنایا وہاں اپنی ایک بیوی کو مقیم کر کے رکھا اب اگر ایک دن کے لیے بھی آپ مکہ معظمہ آتے تو نماز پوری کرتے تھے۔ (مسند امام احمد، عبدالرزاق، دارقطنی، مرقاۃ، فتح القدیر وغیرہ) اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں ملاحظہ کرو۔

۳۔ یعنی حضرت ابن عمر مکہ معظمہ میں جب عثمان غنی یا کسی اور مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو پوری پڑھتے اکیلے پڑھتے تو قصر کرتے۔ حکم بھی یہی ہے کہ مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز پوری پڑھے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۷۷)

حضرت ابو حرب بن اسود دہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ سے نکلے تو ظہر کی نماز چار رکعات ادا کیں پھر فرمایا اگر ہم

831- وَعَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّبَلِيِّ أَنَّ  
عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ فَصَلَّى  
الظُّهْرَ أَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّا لَوْ جَاوَزْنَا هَذَا الْخُصَّ



اس مہونہ پڑی کو مہور کر جاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

لَصَلَّيْنَا رَكَعَتَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَرَوَاهُ ثِقَاتٌ. (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة بن باب كان يقصر الصلوة ج 2 ص 448)

832- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ شَعْبِ الْمَدِينَةِ وَيَقْصُرُ إِذَا رَجَعَ حَتَّى يَدْخُلَهَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْتِزَادَهُ لَا تَأْسُ بِهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ جب مدینہ طیبہ کی گھاٹیوں سے نکلتے تو نماز قصر پڑھتے اور جب لوٹ کر آتے تو مدینہ طیبہ داخل ہونے تک نماز قصر ادا فرماتے۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق صلوة المسافر باب المسافر متى يقصر اذا خرج مسافرا ج 2 ص 530)

وہ شخص نماز قصر پڑھے گا جس نے اقامت کی نیت کی اگرچہ اس کو ٹھہرنا طویل ہو اور وہ لشکر بھی نماز قصر پڑھے گا جو دارالحرب میں داخل ہوا اگرچہ انہوں نے اقامت کی نیت کی ہو

بَابُ يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يَنْوِ الْإِقَامَةَ  
وَإِنْ طَالَ مَكُّهُ وَالْعَسْكَرُ  
الَّذِي دَخَلَ أَرْضَ الْحَرْبِ  
وَإِنْ نَوَى الْإِقَامَةَ

833- عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يَقْصُرُ فَتَخَنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصْرًا وَإِنْ رَدْنَا أَثْمِنًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری ابواب تقصير الصلوة باب ما جاء في

التقصير وكم يقيم حتى يقصر ج 1 ص 147)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب انیس دن تک مقیم ہوتے تو آپ نماز قصر ادا فرماتے تھے۔ پس جب ہم (بھی) انیس دن کے لئے سفر کرتے تو نماز قصر ادا کرتے اور اگر زیادہ ٹھہرتے تو نماز پوری پڑھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

اب یہ سفر مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف فتح مکہ کے لیے تھا۔ (احمد اللغات) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس زمانہ میں پندرہ دن کی نیت سے مقیم نہ ہوئے تھے یہی ارادہ رہا کہ آج جائیں کل جائیں اور اتفاقاً انیس روز گزر گئے اس لیے قصر ہی کرتے رہے۔ چنانچہ عبدالرزاق نے اپنی سند میں، امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابن عمر سے روایت کی

کہ ہم ایک دفعہ آذربائیجان میں برف میں گھر گئے تو چھ ماہ وہاں ٹھہرے مگر قصر ہی پڑھتے رہے، نیز حضرت انس عبدالمک  
ابن مروان کے ساتھ شام میں ایک جگہ دو مہینہ تک ٹھہرے قصر ہی پڑھتے رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر مسافر بلا ارادہ کسی جگہ  
مہینوں ٹھہر جائے تو قصر ہی پڑھے گا۔

۲۔ یہ حضرت ابن عباس کا اجتہاد ہے جو انہوں نے فتح مکہ کے واقعہ سے کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ بعد میں اس پر عمل  
چھوڑ دیا کیونکہ طحاوی میں انہی سے روایت آتی ہے کہ اگر تم سفر میں پندرہ دن قیام کی نیت کرو تو نماز پوری کرو ورنہ قصر۔ ابن  
حجر شافعی فرماتے ہیں یہ انیس دن کا قول صرف ابن عباس کا ہے اس میں کوئی فقیہ ان کے ساتھ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کا یہ واقعہ غزوہ طائف یا غزوہ حنین میں تھا اور ظاہر ہے کہ غازی ہر وقت فتح کا منتظر رہتا ہے کہ کب فتح ہو اور کب  
لوٹوں، لہذا اس واقعہ سے استدلال قوی نہیں۔ (مرقاۃ) (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۶۷)

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے روایت کرتے ہیں فتح والے سال رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم مکہ المکرمہ میں پندرہ دن مقیم رہے تو نماز  
قصر ادا فرماتے رہے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور  
اس کی سند صحیح ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متى يتم المسافر ج 1 ص 173)

حضرت عبدالرحمن بن مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کی بستیوں میں سے کسی بستی  
میں مقیم تھے تو آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے تو ہم چار  
رکعات پڑھتے تھے تو ہم نے آپ سے اس کے بارے  
میں پوچھا تو آپ فرماتے ہم زیادہ جانتے ہیں۔ اس کو  
امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی  
سند صحیح ہے۔

ابوجرہ نصر بن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا بے  
شک ہم خراسان میں طویل قیام کرتے ہیں تو آپ کیا

834- وَعَنْ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ  
عَشْرَةَ يَوْمًا يَقْضِي الصَّلَاةَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ.

835- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْإِسْوَرِ قَالَ كُنَّا  
مَعَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَرْيَةٍ  
مِنْ قُرَى الشَّامِ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَنُصَلِّي  
نَحْنُ أَرْبَعًا فَتَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ سَعْدُ نَحْنُ  
أَعْلَمُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب صلوة المسافر ج 1 ص 286)

836- وَعَنْ أَبِي جَمْرَةَ نَصْرِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ  
لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّا نَطِيلُ الْقِيَامَ  
بِخُرَّاسَانَ فَكَيْفَ تَرَى قَالَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ

اَقْتَتَ عَطْرَ سِنْدِينَ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ  
وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ.  
فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو دو رکعت پڑھا اگرچہ تو  
دس سال مقیم رہے اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا  
اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب فی المسافر یطلیل المقام فی المصدج 2 ص 453)

837. وَعَنْ تَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ ارْجَحُّ عَلَيْنَا الثَّلَجُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبَائِيَجَانَ  
سِنَّةَ أَشْهُرٍ فِي غَزَاةٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا فَكُنَّا نَصَلِّي رَكَعَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي  
الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ.  
حضرت تافع بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے  
ہیں آذر بایجان میں ایک غزوہ کے دوران چھ ماہ تک ہم  
پر برفباری ہوتی رہی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
فرماتے ہیں کہ ہم نماز دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کو امام  
بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المعرفہ میں بیان کیا اور اس  
کی سند صحیح ہے۔

(معرفة السنن والآثار کتاب الصلوٰۃ ج 4 ص 274 سنن الکبزی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب من قال یقصر ایذاً) (—)

ملم یجمع مکناج 3 ص 152)

838. وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ كُنَّا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِبَعْضِ بِلَادِ فَارِسَ  
سِنَّتَيْنِ فَكَانَ لَا يُجْمَعُ وَلَا يُزِيدُ عَلَي رَكَعَتَيْنِ.  
رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ.  
حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم دو سال  
تک فارس کے کسی شہر میں حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے تو آپ نہ تو جمعہ پڑھاتے  
تھے اور نہ دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھاتے تھے اس کو  
عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق صلوٰۃ المسافر باب الرجل یخرج فی وقت الصلوٰۃ ج 2 ص 536)

839. وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامُوا  
بِرَأْمَهُمْ مِزْتِسَعَةَ أَشْهُرٍ يُقْصِرُونَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ  
الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم  
راہر مذ میں نو ماہ مقیم رہے تو نماز قصر ادا فرماتے تھے۔  
اس کو بیہقی نے روایت کیا اس کو سند حسن ہے۔

(سنن الکبزی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب من قال یقصر ابداً ما لم یجمع مکناج 3 ص 152)

شرح: مسائل فقہیہ

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج 8، ص ۲۲۳)

مسئلہ: دن سے مراد سال کا سب میں چھوٹا دن اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کہ کھانے پینے، نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا تو ضرور ہی ہے، بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادتاً جتنا آرام لینا چاہے اس قدر اس درمیان میں ٹھہرنا بھی جائے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہونہ سست، خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لیے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہوانہ بالکل رُک کی ہونہ تیز۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۸) (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۳)

مسئلہ: سال کا چھوٹا دن اس جگہ کا معتبر ہے جہاں دن رات معتدل ہوں یعنی چھوٹے دن کے اکثر حصہ میں منزل طے کر سکتے ہوں لہذا جن شہروں میں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے جیسے بلغار کہ وہاں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے، لہذا وہاں کے دن کا اعتبار نہیں۔ (رد المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۵)

مسئلہ: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے یہ جائے گا اس کا اعتبار ہے، نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے سے گیا تو ہے، اگرچہ اس راستے کے اختیار کرنے میں اس کی کوئی غرض صحیح نہ ہو۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۸) (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶)

مسئلہ: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں، ایک دریا کا دوسرا خشکی کا ان میں ایک دو دن کا ہے دوسرا تین دن کا، تین دن والے سے جائے تو مسافر ہے ورنہ نہیں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۸)

مسئلہ: تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹) (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶)

مسئلہ: تین دن کی راہ کو کسی ولی نے اپنی کرامت سے بہت تھوڑے زمانہ میں طے کیا تو ظاہر یہی ہے کہ مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں مگر امام ابن ہمام نے اس کا مسافر ہونا مستبعد فرمایا۔

(رد المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶)

مسئلہ: محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲)

مسئلہ: فنائے شہر سے جو گاؤں متصل ہے شہر والے کے لیے اس گاؤں سے باہر ہو جانا ضروری نہیں۔ یوں شہر کے متصل باغ ہوں اگر چہ ان کے نگہبان اور کام کرنے والے ان میں رہتے ہوں ان باغوں سے نکل جانا ضروری نہیں۔

(رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲)

مسئلہ: فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، کوڑا پھینکنے کی جگہ اگر یہ شہر سے متصل ہو تو اس سے باہر ہو جانا ضروری ہے۔ اور اگر شہر و فناء کے درمیان فاصلہ ہو تو نہیں۔

(رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲)

مسئلہ: آبادی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے اگر چہ اس کی محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔ (غنیۃ المستملی، فصل فی صلاة المسافر، ص ۵۳۶)

مسئلہ: کوئی محلہ پہلے شہر سے ملا ہوا تھا مگر اب جدا ہو گیا تو اس سے باہر ہونا بھی ضروری ہے اور جو محلہ ویران ہو گیا خواہ شہر سے پہلے متصل تھا یا اب بھی متصل ہے اس سے باہر ہونا شرط نہیں۔

(الرجع السابق، ورد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۳)

ان لوگوں کا رد جنہوں نے کہا کہ مسافر چار دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس لوٹنے تک دو دور کعتیں پڑھتے رہے تو میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں کتنے دن مقیم رہے تو آپ نے فرمایا دس دن اس کو شیخین نے روایت کیا۔

جس نے کہا کہ مسافر پندرہ دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب پندرہ دن

بَابُ الرَّدِّ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ الْمَسَافِرَ  
يَصِيرُ مُقِيمًا بِدِينَةِ إِقَامَةِ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ  
840- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ  
حَتَّى رَجَعَ قُلْتُ كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا.  
رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری ابواب تقصير الصلوة باب  
ما جاء في التقصير وكم يقيم الخ ج 1 ص 147 مسلم كتاب  
صلوة المسافرين ج 1 ص 243)

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ الْمَسَافِرَ يَصِيرُ مُقِيمًا  
بِدِينَةِ إِقَامَةِ خَمْسَةِ عَشَرَ يَوْمًا  
841- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا كَانَ إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةِ عَشَرَ

يَوْمًا أَتَمَّ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة

باب من قال اذا جمع على اقامة خمس عشرة اتم ج 2 ص 455)

842- وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ  
إِذَا أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِمَكَّةَ خَمْسَةَ عَشَرَ سَرَجَ  
ظَهْرَهُ وَصَلَّى أَرْبَعًا. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي  
كِتَابِ الْحَجِّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(کتاب الحجۃ باب صلوة المسافر ج 1 ص 170)

843- وَعَنْهُ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّئْتَ نَفْسَكَ  
عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاتِمَّ الصَّلَاةَ وَإِنْ  
كُنْتَ لَا تَدْرِي فَأَقْصِرْ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ  
فِي الْأَثَارِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (کتاب الآثار ص 38)

844- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ إِذَا  
قَدِمْتَ بَلَدًا فَأَقَمْتَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاتِمَّ  
الصَّلَاةَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحَجِّ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(کتاب الحجۃ باب صلوة المسافر ج 1 ص 171)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب وہاں (کہیں) سے بقصد وطن چلے اور وہاں کی آبادی سے باہر نکل آئے اس وقت سے جب تک اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو قصر کرے گا جب اپنے وطن کی آبادی میں آگیا قصر جاتا رہا، جب تک یہاں رہے گا اگرچہ ایک ہی ساعت، قصر نہ کر سکے گا کہ وطن میں کچھ پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ضرور نہیں، پھر جب وطن سے اُس شہر کے قصد پر چلا اور وطن کی آبادی سے باہر نکل گیا اس وقت سے قصر واجب ہو گیا راستے بھر تو قصر کرے گا ہی اور اگر اُس شہر میں پہنچ کر اس بار پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ نہیں بلکہ پندرہ دن سے کم میں واپس آنے یا وہاں سے اور کہیں جانے کا قصہ ہے تو وہاں

اقامت کا پختہ ارادہ فرمائیے تو پوری نماز پڑھتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مکہ میں پندرہ دن اقامت کا ارادہ فرماتے تو گھوڑے سے زین اتار دیتے اور نماز (پوری) چار رکعات پڑھتے۔ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحج میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب تو مسافر ہو پھت کسی جگہ کو پندرہ دن اقامت کے لئے اختیار کرے تو تو نماز پوری پڑھ اور اگر تو نہ جانتا ہو (کہ کب کوچ کرنا ہے) تو قصر نماز پڑھ۔ اس کو محمد بن حسن الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تو کسی شہر آئے اور وہاں پندرہ دن اقامت کرے تو نماز پوری پڑھ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحج میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

جب تک ٹھہرے گا اس قیام میں بھی قصر ہی کرے گا اور اگر وہاں اقامت کا ارادہ ہے تو صرف راستہ بھر قصر کرے جب اس شہر کی آبادی میں داخل ہوگا قصر جاتا رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۸، ص ۲۵۸)

### بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ بِالْمُقِيمِ

مسافر مقیم کو نماز پڑھانے

حضرت موسیٰ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مکہ میں تھے تو میں نے کہا بے شک ہم جب آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو چار رکعات پڑھتے ہیں اور جب اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں تو دو رکعت پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ ابو القاسم کی سنت ہے۔

845- عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِمَكَّةَ فَقُلْتُ إِذَا كُنَّا مَعَكُمْ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا وَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى رِحَالِنَا صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مسند احمد ج 1 ص 216)

### بَابُ صَلَاةِ الْمُقِيمِ بِالْمُسَافِرِ

مقیم مسافر کو نماز پڑھانے

حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ المکرمہ آتے تو ان کو دو رکعت نماز پڑھاتے پھر فرماتے اے اہل مکہ تم اپنی نماز مکمل کرو بے شک ہم مسافر لوگ ہیں۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی صحیح ہے۔

846- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ مَكَّةَ اتَّمُوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفَرٌ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (موطا امام مالک کتاب قصر الصلوة فی السفر باب صلوة المسافر اذا كان اماماً)

847- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَعُودُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَأَتَمَمْنَا. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت صفوان بن عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عبد اللہ صفوان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا تو ہم نے اٹھ کر نماز مکمل کی۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(موطا امام مالک کتاب قصر الصلوة فی السفر باب صلوة المسافر اذا كان اماماً۔ الخ ج 1 ص 132)

شرح: مسئلہ: محل اقامت یعنی شہر یا گاؤں میں جو شخص چار رکعت والی نماز پڑھائے اور دو پر سلام پھیر دے، تو

ضرور ہے کہ مقتدی کو اس کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ مقتدی خود مقیم ہو یا مسافر، اگر امام نے نہ نماز سے پہلے اپنا مسافر ہونا بتایا نہ بعد کو اور چلا گیا نہ اس کا حال اور طرح معلوم ہو تو مقتدی اپنی پھر پڑھیں، ہاں اگر جگہ میں یا منزل پر دو پڑھ کر چلا گیا تو ان کی نماز ہو جائے گی، یہی سمجھا جائے گا کہ مسافر تھا۔ (المحررات، کتاب الصلاة، باب المسافر، ج ۲، ص ۲۳۸)

میدان عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرنے کا بیان

بَابُ جَمْعِ التَّقْدِيمِ بَيْنَ  
الْعَصْرَيْنِ بِعَرَفَةَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ پھر مؤذن نے اذان کہی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر (مؤذن نے) اقامت کہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

848- عن جابر بن عبد الله رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى العَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا (مسلم كتاب الحج باب حجة صلى الله تعالى عليه وسلم ج 1 ص 397)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑھانے کے بعد صبح سویرے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منیٰ سے روانہ ہو گئے حتیٰ کہ آپ عرفات میں تشریف لائے تو (مقام) نمرہ میں اترے اور عرفہ میں آئیوالے امام کی یہی منزل ہے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کے قریب آپ جلدی روانہ ہو گئے تو ظہر اور عصر کو جمع فرمایا پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا پھر چلے تو میدان عرفات میں وقوف فرمایا۔ اس کو امام احمد ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

849- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ غَدَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَى حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِ عَرَفَةَ حَتَّى آتَى عَرَفَةَ فَذَلَّ بِنَمْرَةَ وَهِيَ مَنْزِلُ الْإِمَامِ الَّذِي يَنْزِلُ بِهِ بِعَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ رَاحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهْجِرًا فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ رَاحَ فَوَقَفَ عَلَى الْمَوْقِفِ مِنْ عَرَفَةَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد ج 1 ص 129 ابو داؤد كتاب المناسك باب الخروج الى عرفة ج 1 ص 265)

شرح: مُسْتَفْرِ شَيْخِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:



یہ جمع صلوٰتین ہے، عرفات میں ظہر و عصر ایک اذان اور دو کبیروں سے ظہر کے وقت میں ادا کی جاتی ہے، ظہر کی سنتیں و نفل چھوڑ دی جاتی ہیں تاکہ عرفات پہاڑ پر جلد پہنچیں اور دعاؤں کے لیے کافی وقت ملے۔

لطیفہ معمرہ: سوال: وہ کون سی جگہ ہے جہاں نفل کی وجہ سے فرض چھوڑ دیا جاتا ہے؟

جواب: وہ عرفات ہے جہاں نفل یعنی دعاؤں کی وجہ سے عصر کا وقت جو فرض ہے چھوڑ دیا جاتا ہے، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں یہ جمع صلوٰتین حج کی وجہ سے ہے، امام شافعی کے ہاں سفر کی وجہ سے مذہب حنفی قوی ہے کیونکہ خود مکہ والے جو مسافر نہیں ہوتے وہ بھی یہاں جمع صلوٰتین کرتے ہیں اب امام مکہ معظمہ میں رہتا ہے مگر جمع کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۳ ص ۱۷۰)

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ حج کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ جب سورج ڈھل جائے تو امام خطبہ کے لئے جائے اور لوگوں کو خطبہ دے کر جب اپنے خطبہ سے فارغ ہو تو ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر کے ادا کرے۔ اس کو ابن منذر نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

850- وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الْحَجِّ أَنَّ الْإِمَامَ يَرُوحُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَخْطُبُ فَيَخْطُبُ النَّاسَ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهِ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا. رَوَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

### بَابُ جَمْعِ التَّأخِيرِ بَيْنَ

### الْعِشَاءَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

851- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلَّى بَعْدَهَا رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعِشَائِهِ فَتَعَشَى ثُمَّ أَمَرَ أَرَى فَأَذَّنَ وَأَقَامَ قَالَ عَمْرٌو لَا أَعْلَمُ الشُّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رُكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

### مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو

### عشاء کے وقت میں اکٹھا پڑھنا

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج ادا فرمایا تو ہم عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب مزدلفہ آئے تو آپ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان اور اقامت کہی پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے رات کا کھانا منگوا کر تناول فرمایا پھر میرے خیال میں آپ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان اور

لَا يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةُ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ هُمَا صَلَاتَانِ مُخَوَّلَانِ عَنْ وَقْتَيْهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمَزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِينَ يَنْزِعُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. قَالَ النَّيْسَابِيُّ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ وَالْمَزْدَلِفَةَ لِلنَّسِكِ لِلسَّفَرِ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ.

(بخاری کتاب المناسک باب من اذن و اقام لكل

واحدة منهما ج 1 ص 227)

اقامت کہی، عمرو کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق تک زہیر کی طرف سے ہے، پھر آپ نے عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھائیں پس جب فجر طلوع ہوگئی تو آپ نے فرمایا ہے اس دن اس جگہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نماز کے علاوہ کوئی نماز ادا نہیں فرماتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر کر پڑھی جائیں گی، مغرب کی نماز لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد اور فجر کی نماز فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی جائے گی، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔ علامہ نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میدان عرفان اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا حج کی وجہ سے ہے نہ کہ سفر کی وجہ سے بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے۔

### شرح: رات بھر مزدلفہ میں

حاجی کو چائے سورج غروب ہو جانے کے بعد میدان عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہو جائیں اور پورے راستہ میں لبیک اور ذکر و دعا اور تکبیر کثرت سے بلند آواز سے پڑھتے چلیں مزدلفہ پہنچ کر مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھیں پھر مغرب کے بعد فوراً ہی عشاء پڑھیں۔

### سفر میں جمع تقدیم کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو ظہر اور عصر کو اکٹھا ادا فرماتے پھر کوچ کرتے۔ اس کو جعفر لریانی بیہقی اور اسماعیل نے روایت کیا اور ابو نعیم

### بَابُ جَمْعِ التَّقْدِيمِ فِي السَّفَرِ

852- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَزَالَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ ارْتَحَلَ. رَوَاهُ جَعْفَرُ الْقُرْتَابِيُّ وَالْمُهَلَّبِيُّ

وَالرَّاسْمَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْمٍ فِي مُسْتَدْرَجِهِ عَلَى نَسْرِهِ وَهُوَ حَدِيثٌ غَيْرٌ مَحْفُوظٌ۔

نے مسلم پر اپنی تخریج میں اور یہ غیر محفوظ حدیث ہے۔

(سنن الکبیری البیہقی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج 3 ص 162 تلخیص الخبیر کتاب الصلوة المسافرین باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج 2 ص 49 وفتح الباری نقلاً عن الاسنعلی جعفر الفریابی وابی نعیم ج 2 ص 237)

حضرت ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں از ابوظیفیل از معاذ بن جبل کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے جب آپ کے کوچ فرمانے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے آپ کوچ فرماتے تو ظہر کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ آپ عصر کی نماز کے لئے اترتے اور مغرب کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے تھے کہ اگر آپ کے کوچ کرنے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر غروب آفتاب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ عشاء کی نماز کے لئے اترتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت فرمایا اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

853- وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا رَأَى غَيْبَ الشَّمْسِ قَبْلَ أَنْ يَزُولَ بَجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِنْ يَزُولُ قَبْلَ أَنْ تَرِيغَ الشَّمْسُ آخِرَ الظُّهْرِ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ إِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَزُولَ بَجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَإِنْ يَزُولُ قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ آخِرَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ. (ابوداؤد کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج 1 ص 171)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

۱۔ اس طرح کہ عصر کے وقت میں پڑھ لیتے، اس کا نام جمع تقدیم ہے یعنی نماز اپنے وقت سے پہلے ادا کر لینا۔

۲۔ اور ظہر عصر کے وقت پڑھتے اس کا نام جمع تاخیر ہے یعنی نماز کا وقت کے بعد پڑھنا۔

۳۔ یہاں جمع حقیقی ہی مراد ہے جمع صوری کا اس میں احتمال نہیں۔ یہ حدیث امام شافعی کی انتہائی دلیل ہے کہ سفر میں

جمع تقدیم بھی جائز ہے اور جمع تاخیر بھی۔ اس کے متعلق چند طرح گفتگو ہے: اولاً یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابوداؤد نے

فرمایا کہ جمع تقدیم کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (میرک از مرآۃ) دوسرے یہ کہ مسلم، بخاری میں حضرت ابن مسعود

کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی غیر وقت میں نماز پڑھتے نہ دیکھا حالانکہ آپ غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ کے ساتھ باجماعت نمازیں اس موقع پر ادا کرتے رہے، چونکہ حضرت ابن مسعود معاذ ابن جبل سے زیادہ فقیہ بھی ہیں اور زیادہ حافظ بھی اس لیے ان کی حدیث کو زیادہ ترجیح ہوگی۔ تیسرے یہ کہ یہ حدیث آیت قرآنی جو ہم پیش کر چکے اور ان متواتر احادیث کے خلاف ہے جن میں نماز کے اوقات کا ذکر ہے لہذا یہ حدیث ہرگز قابل عمل نہیں۔ خیال رہے کہ عرفہ اور مزدلفہ میں نمازیں اپنے وقت سے نہ ہٹیں بلکہ وقت اپنی حدود سے ہٹ گئے اس طرح کہ عرفہ میں وقت عصر ظہر میں آ گیا نہ کہ نماز عصر وقت ظہر میں اور مزدلفہ میں وقت مغرب عشاء میں پہنچ گیا نہ کہ مغرب وقت عشاء میں حتیٰ کہ اگر کوئی حاجی اس دن مغرب عشاء کے وقت سے پہلے پڑھ لے تو ہوگی ہی نہیں، نیز وہ احادیث متواتر المعنی ہیں۔ یہ فرق خیال میں رہے بہت باریک ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۷۳)

854- وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ  
عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا  
ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ  
يُجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا وَإِذَا  
ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ كَجَلَّ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ  
وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا  
ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى  
يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ  
كَجَلَّ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ  
الترمذی وأبو داود وهو حديث ضعيف جدا.

حضرت یزید بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں از ابو طفیل از معاذ بن جبل کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے جب آپ سورج ڈھل جانے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ جمع کرتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب سورج ڈھل جانے کے بعد کوچ فرماتے تو عصر کو ظہر کی طرف جلدی کرتے اور ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے پھر روانہ ہوتے اور جب غروب آفتاب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ ادا فرماتے اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے تو مغرب کو عشاء کی نماز تک مؤخر کرتے اور عشاء کی نماز مغرب کے ساتھ ادا فرماتے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایات کیا اور یہ بہت زیادہ ضعیف حدیث ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج 1 ص 172 ترمذی ابواب صلوة المسافر باب ماجاء فی الجمع بین

الصلوتین ج 1 ص 124)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ دوران سفر اگر پڑاؤ کی جگہ میں ہی سورج

855- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي السَّفَرِ إِذَا

زَانَعَتِ الشَّمْسُ فِي مَنَزِلِهِ بِجَمْعِ بَيْنِ الظُّهْرِ  
وَالْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ فَإِذَا لَمْ تَزُغْ لَهُ فِي  
مَنَزِلِهِ سَارَ حَتَّى إِذَا حَانَتِ الْعَصْرُ نَزَلَ فَجَمَعَ  
بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِذَا حَانَتْ لَهُ الْمَغْرِبُ فِي  
مَنَزِلِهِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَإِذَا لَمْ تَحْنُ فِي  
مَنَزِلِهِ رَكِبَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الْعِشَاءُ نَزَلَ فَجَمَعَ  
بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَخْرَجُونِ وَإِسْنَادُهُ  
ضَعِيفٌ. (مسند احمد ج 1 ص 367)

ڈھل جاتا ہے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار  
ہونے سے پہلے ظہر اور عصر کو جمع فرماتے اور جب پڑاؤ  
کی جگہ میں سورج نہ ڈھلتا تو روانہ ہو جاتے حتیٰ کہ جب  
عصر کی نماز کا وقت قریب ہوتا تو اتر کر ظہر اور عصر کو اکٹھا  
ادا فرماتے اور جب پڑاؤ کی جگہ میں ہی مغرب کا وقت  
قریب ہوتا تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب  
پڑاؤ کی جگہ میں مغرب کا وقت قریب نہ ہوتا تو سوار  
ہو جاتے یہاں تک کہ جب عشاء کا وقت ہو جاتا تو اتر کر  
مغرب و عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ م نے  
روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اے یعنی سفر کرنے کی حالت میں ظہر اور عصر اسی طرح مغرب اور عشاء یوں جمع فرماتے کہ ظہر آخری وقت میں پڑھتے  
اور عصر اول وقت، یوں ہی مغرب آخری وقت ادا کرتے اور عشاء اول وقت یعنی ہر نماز اپنے وقت میں ادا ہوتی صورتاً جمع  
ہوتیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عصر ظہر کے وقت میں پڑھ لیتے اور عشاء مغرب کے وقت میں یعنی جمع حقیقی مراد  
نہیں، ورنہ یہ حدیث قرآن شریف کے بھی خلاف ہوگی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
كِتَابًا مَّقُوتًا" یعنی نماز مسلمانوں پر اپنے اپنے اوقات میں فرض ہے اور دیگر احادیث کے بھی مخالف۔ چنانچہ طبرانی نے  
حضرت ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں مغرب اور عشاء اس طرح جمع فرماتے کہ مغرب اس  
کے آخر وقت میں پڑھتے اور عشاء اول وقت میں اور بخاری نے حضرت سالم سے ایک طویل حدیث نقل کی جس میں یہ ہے  
کہ حضرت ابن عمر کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب پڑھتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشاء پڑھتے، نسائی نے حضرت نافع سے  
طویل حدیث نقل کی کہ حضرت ابن عمر مغرب کی نماز کے لیے جب اترے جب کہ شفق قریب غروب تھی، مغرب پڑھی تو  
شفق غائب ہوگئی، شفق غائب ہوتے ہی عشاء پڑھ لی۔ وہ حدیثیں اس حدیث کی شرح ہیں اور احناف کے بالکل خلاف  
نہیں بلکہ حق میں ہیں۔ اس کی پوری تحقیق "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۶۹)

بَابُ مَا يَدُلُّ عَلَى تَرْكِ جَمْعِ التَّقْدِيمِ

ان روایات کا بیان جو دو نمازوں کو پہلے وقت

## بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ فِي السَّفَرِ

856- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ آخِرَ الظُّهْرِ إِلَى وَقْتِ العَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

میں جمع کرنے کے ترک پر دلالت کرتی ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سفر پر روانہ ہو جاتے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

(بخاری ابواب تقصیر الصلوة باب يؤخر الظهر الى العصر اذا ارتحل - الخ ج 1 ص 150 مسلم کتاب المسافرين باب

جواز الجمع بين الصلوتين في السفر ج 1 ص 245)

857- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ کو سفر پر جلدی جانا تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ مغرب اور عشاء کی نماز کو اکٹھا دافر مانتے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

(بخاری ابواب تقصیر الصلوة باب هل يؤذن او يقيم اذا جمع بين المغرب والعشاء ج 1 ص 149 مسلم کتاب المسافرين

باب جواز الجمع بين الصلوتين في السفر ج 1 ص 245)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس کتاب جلی الصواب علی الخطاب رفیع النصاب میں کلام کلام امام ہمام محرر المذہب سیدنا محمد بن الحسن تلمیذ سید الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ اور تالیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں:

قال ابوحنيفة رضى الله تعالى عنه: الجمع بين الصلاتين في السفر في الظهر والعصر والمغرب والعشاء سواء يؤخر الظهر الى آخر وقتها ثم ي صلى ويعجل العصر في اول وقتها في صلى في اول وقتها، وكذلك المغرب والعشاء يؤخر المغرب الى آخر وقتها في صلى قبل ان يغيب الشفق وذلك آخر وقتها، وي صلى العشاء في اول وقتها حين يغيب الشفق، فهذا الجمع بينهما ۲۔

امام فقیہ محدث عیسیٰ بن ابان تلمیذ امام محمد ہے امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا، خواہ ظہر اور عصر ہوں یا مغرب اور عشاء ہوں، یکساں ہے۔ یعنی ظہر کو آخر وقت مؤخر کر کے پڑھے اور عصر میں تعجیل کر کے اس کو اول وقت میں پڑھے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء میں مغرب کو اتنا مؤخر کرے کہ اس کے آخری وقت میں، یعنی شفق غائب

ہونے سے تھوڑا پہلے پڑھے اور عشاء میں جلدی کر کے اس کو اول میں پڑھ لے، یعنی شفق غائب ہونے کے ساتھ ہی، یہ طریقہ ہے ان کو جمع کرنے کا۔ (ت) (۳) کتاب الحج باب جمع الصلاة في السفر مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۱۷۴)

اسی میں ہے: قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ: من اراد ان یجمع بین الصلاتین بمطر او سفر او غیرہ، فلیؤخر الاولى منها حتی تكون فی آخر وقتها، ویعجل الثانية حتی یصلیها فی اول وقتها فیجمع بینہما، فتكون کل واحدة منہما فی وقتها الخ۔

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بارش، سفر یا کسی اور وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ پہلی کو آخر وقت تک مؤخر کر دے اور دوسری میں جلدی کر کے اول وقت میں ادا کرے، اس طرح دونوں کو جمع کر لے، تاہم ہوگی ہر نماز اپنے وقت میں الخ۔ (۱) کتاب الحج باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱۰/ ۱۵۹)

اس کلام برکت نظام امام کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم سے ظاہر ہوا کہ جواز جمع صوری صرف مرض و سفر پر متصور نہیں بضرورت شدت بارش بھی اجازت ہے مثلاً ظہر کے وقت میں برستا ہو تو انتظار کر کے آخر وقت حاضر مسجد ہوں جماعت ظہر ادا کریں اور وقت عصر پر یقین ہوتے ہی جماعت عصر کر لیں کہ شاید شدت مطر بڑھ جائے اور حضور مسجد سے مانع آئے، مطر شدید میں تنہا گھر پڑھ لینے کی بھی اجازت ہے تو اس صورت میں تو دونوں نمازوں کے لئے جماعت و مسجد کی محافظت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۵، ص ۱۶۲)

دوران سفر و نمازوں کو دوسری

نماز کے وقت میں اکٹھا پڑھنا

بَابُ جَمْعِ التَّأَخِيرِ بَيْنَ

الصَّلَاةَيْنِ فِي السَّفَرِ

858- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ آخِرَ الظُّهْرِ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَإِذَا زَاغَتِ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ آخِرَ الظُّهْرِ حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلَ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر پر تشریف لے جاتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب (سفر سے پہلے) سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے پھر سوار ہو جاتے یعنی سفر پر روانہ ہو جاتے تھے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کو مؤخر فرماتے حتیٰ کہ عصر کا پہلا وقت داخل ہو جاتا تو پھر ان

(بخاری ابواب تقصیر الصلوة باب اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس ج 1 ص 150 مسلم کتاب المسافرین باب



دونوں کو جمع فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر پر جلدی جانا ہوتا تو ظہر کو عصر کے پہلے وقت تک مؤخر کرتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور مغرب کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ شفق کے غروب ہوتے وقت مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت ہے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو شفق کے غائب ہونے کے بعد مغرب و عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

اور آپ ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو رات کے چوتھائی حصے تک مؤخر کر کے اکٹھا ادا فرماتے اس کو دارقطنی نے روایت کیا۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حدیث مرفوع میں ان الفاظ کی زیادتی ایک وہم ہے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور اس میں اضطراب ہے اور اس زیادتی کے بغیر یہ حدیث محفوظ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں ہی تھے کہ سورج

جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج 1 ص 245)

859- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجَلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب المسافرین باب

جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج 1 ص 245)

860- وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بَعْدَ أَنْ تَغِيبَ الشَّفَقُ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب المسافرین باب جواز الجمع بین

الصلوٰتین فی السفر ج 1 ص 245)

861- وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِلَى رُبْعِ اللَّيْلِ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ. قَالَ النَّيْمِيُّ هَذِهِ الزِّيَادَةُ فِي الْمَرْفُوعِ إِنَّمَا هُوَ وَهْمٌ وَالصَّوَابُ وَقْفُهَا وَفِيهَا اضْطِرَابٌ وَالْمَحْفُوظُ بِدُونِهَا.

(دارقطنی کتاب الصلوٰة باب الجمع بین الصلوٰتین فی

السفر ج 1 ص 392)

862- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ



لَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسِرْفٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّنَسَائِيُّ  
وَفِيهِ أَبُو الزُّبَيْرِ السَّيِّئُ وَهُوَ مُدَلِّسٌ.

غروب ہو گیا تو آپ نے ان دونوں نمازوں کو مقام  
سرف میں اکٹھا ادا فرمایا۔ اس کو ابو داؤد اور نسائی نے  
روایت کیا اور اس حدیث کی (سند میں) ایک راوی  
ابو الزبیر ہیں جو کہ مدلس ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج 1 ص 171، نسائی کتاب المواقیب باب الوقت الذی یجمع فیہ

المسافرین المغرب والعشاء ج 1 ص 99)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
(دو نمازوں کو اس طرح جمع کرنا) ناجائز ہے، قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ كِتَابًا  
مَوْقُوتًا۔ (بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا) کہ نہ وقت سے پہلے صحیح نہ وقت کھو کر پڑھنا روا بلکہ فرض  
ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو (القرآن ۱۰۳/۴)

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظة  
ان تؤخر صلاة حتی یدخل وقت صلاة اخرى ۲۔ سونے میں کچھ تقصیر نہیں تقصیر تو جاگنے میں ہے کہ تو ایک نماز کو  
اتنا مؤخر کرے کہ دوسرے نماز کا وقت آجائے۔ (۲۔ مسند احمد بن حنبل مسند ابن ابی قتادة مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۰۵/۵)

یہ حدیث خود حالت سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی رواہ مسلم واحمد و ابو داؤد و الطحاوی  
و ابن حبان عن ابی قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عبید اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سفر و حضر میں حاضر بارگاہ رسالت پناہ  
ہمراکب نبوت مآب رہا کرتے صاف مزخ انکار فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی دو نمازیں جمع  
فرماتے نہ دیکھا مگر مزدلفہ عرفات میں جہاں کی جمع ہنگام حج حجاب کے لئے سب کے نزدیک متفق علیہ ہے نویں تاریخ  
عرفات میں ظہر و عصر پھر نویں شب مزدلفہ میں مغرب و عشاء پڑھتے ہیں صحیح بخاری صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی  
و شرح معانی الآثار امام طحاوی میں اس جناب سے ہے:

قال ما رأيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صلى صلاة لغير ميقاتها الا صلاتين جمع  
بين المغرب والعشاء وصلى الفجر قبل ميقاتها۔

وفي لفظ للنسائي كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ي صلى الصلاة لوقتها الا بجمع  
و عرفات ۲۔ (۱۔ صحیح مسلم باب استحباب زیادة التغلیس لصلوة الصبح مطبوعہ اصح المطابع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۱۷) (۲۔ سنن  
النسائی الجمع بین الظہر والعصر بعرفة، مطبوعہ، سلفیہ لاہور، ۳۹/۲)

سیدنا امام محمد مؤطا شریف میں بسند صحیح امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: انه كتب فی الافاق

ينهاهم ان يجمعوا بين الصلاتين ويخبرهم ان الجمع بين الصلاتين في وقت واحد كبيره من الكبائر ۳

(یعنی اس جناب خلافت مآب ناطق بالحق وال صواب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان تحریر فرمایا ہے کہ کوئی شخص دو نمازیں جمع نہ کرے اور ان میں ارشاد فرمایا کہ ایک وقت میں دو نمازیں ملانا کبیرہ گناہوں سے ایک گناہ کبیرہ ہے) (۳ مؤطا امام محمد، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والمطر مطبوعہ آفتاب عالم پریس مجتہائی لاہور ص ۱۳۲)

مخالفین کے پاس جمع حقیقی پر قرآن وحدیث سے اصلاً کوئی دلیل نہیں جو کچھ پیش کرتے ہیں یا تو جمع صوری صریح ہے یعنی ظہر یا مغرب کو اس کے ایسے آخر وقت میں پڑھنا کہ فارغ ہوتے ہی فوراً یا ایک وقفہ قلیل کے بعد عصر یا عشا کا وقت آجائے پھر وقت ہوتے ہی معاً عصر یا عشا کا پڑھ لینا کہ حقیقت میں تو ہر نماز اپنے وقت پر ہوئی مگر دیکھنے میں مل گئیں ایسی جمع مرئیش ومسافر کے لئے ہم بھی جائز مانتے ہیں اور حدیثوں سے یہی ثابت ہے یا محض مجمل ہے جس میں جمع حقیقی کی اصلاً بونہیں یا صاف محتمل کہ احادیث جمع صوری سے بہت اچھے طور پر متفق ہو سکتی ہے غرض کوئی حدیث صحیح وصریح مفسران کے ہاتھ میں اصلاً نہیں بعونہ تعالیٰ اس کا نہایت شافی ودافی بیان فقیر نے رسالہ حاجز البحرین الواتی عن جمع الصلاتین ۱۳۱۳ھ میں لکھا کہ اس سوال کے آنے پر تحریر کیا جسے تحقیق حق منظور ہو اس کی طرف رجوع کرے وباللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۵، ص ۲۲۲-۲۲۳)

بَابُ مَا يَدُلُّ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاةَيْنِ فِي السَّفَرِ كَانَ جَمْعًا صَوْرِيًّا

863- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَاةَ لِيَوْقِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (نسائی کتاب مناسک الحج باب الجمع بین الظهر والعصر بعرفة ج 2 ص 44)

ان روایات کا بیان جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سفر میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا یہ جمع صوری تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ اور عرفات کے علاوہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا فرماتے تھے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

864- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُقَدِّمُ العَصْرَ وَيُؤَخِّرُ المَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ العِشَاءَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ وَالحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوران سفر ظہر کو مؤخر فرماتے اور عصر کو مقدم فرماتے تھے اور اسی طرح مغرب کو مؤخر فرماتے اور عشاء کو مقدم فرماتے تھے اس کو طحاوی احمد اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلواتین ج 1 ص 113، مسند احمد ج 6 ص 135)

حضرت کثیر بن قاروند رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے سالم بن عبد اللہ سے دوران سفر ان کے والد کی نماز کے بارے میں پوچھا اور ہم نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ دوران سفر نمازوں کو جمع فرماتے تھے تو آپ نے فرمایا حضرت صفیہ بنت ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے نکاح میں تھیں تو انہوں نے آپ کی طرف خط لکھا درانحالیکہ آپ کھیتی باڑی میں مشغول تھے کہ بے شک میرا دنیا کے دنوں میں سے آخری دن ہے اور آخرت کے دنوں میں سے پہلا دن ہے تو آپ سوار ہو کر تیزی سے ان کی طرف چلے حتیٰ کہ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو مؤذن نے آپ کو کہا: اے ابو عبد الرحمن نماز تو آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ جب ظہر اور عصر کا درمیانی وقت آیا تو سواری سے اتر کر مؤذن سے کہا نماز تو آپ نے فرمایا ایسا ہی کرنا جیسے تو نے ظہر اور عصر کی نماز کے وقت کیا تھا پھر آپ چلے حتیٰ کہ جب ستارے خوب ظاہر ہو گئے تو اتر کر مؤذن سے کہا کہ اقامت کہو پس جب میں سلام پھیروں پھر تو (عشاء کی نماز کے لئے) اقامت کہنا پھر آپ نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے فوت ہونے کا تمہیں خوف ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس طرح نماز پڑھ لے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن واقد

865- وَعَنْ كَثِيرِ بْنِ قَارَوْنَدٍ قَالَ سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلَاةِ أَبِيهِ فِي السَّفَرِ وَسَأَلْنَا هَلْ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْئٍ مِّنْ صَلَوَاتِهِ فِي سَفَرِهِ فذَكَرَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عَبِيدٍ كَانَتْ تَحْتَهُ فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ فِي زِرَاعَةٍ لَهُ لِي فِي إِخْرَ يَوْمٍ مِّنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا وَ أَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْآخِرَةِ فَرَكِبَ فَاسْرَعَ السَّيْرَ إِلَيْهَا حَتَّى إِذَا حَانَ صَلَاةُ الظُّهْرِ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَلَمْ يَلْتَفِتْ حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ أَيْمٌ فَإِذَا سَلَّمْتُ فَلَقِمَ فَصَلَّى ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةُ فَقَالَ كِفْعَلِكَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا اشْتَكَبَتِ النُّجُومُ نَزَلَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُؤَذِّنِ أَيْمٌ فَإِذَا سَلَّمْتُ فَلَقِمَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمْ الْأَمْرُ الَّذِي يَخَافُ فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هَذِهِ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(نسائی کتاب المواقیت باب الوقت الذی یجمع فیہ

المسافر بین الظہر والعصر ج 1 ص 98)

866- وَعَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ أَنَّ مُؤَذِّنَ

ابن عمر رضي الله عنهما قال الصلوة قال  
 سر سر حتى إذا كان قبل غيوب الشفق نزل  
 فصل المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق  
 فصل العشاء ثم قال إن رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم كان إذا عجل به أمر صنع مثل  
 الذي صنعت فسار في ذلك اليوم والليل  
 مسيرة ثلاث. رواه أبو داود والدارقطني  
 وإسناده صحيح. (أبو داود كتاب الصلوة باب لاجع  
 بين الصلوتين ج 1 ص 171 دارقطني كتاب الصلوة باب  
 الجمع بين الصلوتين في السفر ج 1 ص 393)

867. وَعَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ  
 خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي  
 سَفَرٍ يُرِيدُ أَرْضَ بَلَاءِ فَاتَاهُ ابْنُ فَقَالَ إِنَّ صَفِيَّةَ  
 بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ لَمَّا بِهَا فَأَنْظُرُ أَنْ تُدْرِكَهَا فَخَرَجَ  
 مُسْرِعًا وَمَعَهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُسَافِرُهُ  
 وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ وَكَانَ  
 عَهْدِي بِهِ وَهُوَ يُحَافِظُ عَلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَبْطَأَ  
 قُلْتُ الصَّلَاةَ يَزْحَمُكَ اللَّهُ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَمَطَى  
 حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى  
 الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ الْعِشَاءَ وَقَدْ تَوَارَى الشَّفَقُ  
 فَصَلَّى بِنَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ  
 السَّيْرُ صَنَعَ هَكَذَا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ  
 وَالطَّحَاوِيُّ وَالِدَارِقُطِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما کے مؤذن نے کہا نماز تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 نے کہا چلو چلو حتیٰ کہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے  
 اترے تو مغرب کی نماز پڑھی پھر شفق کے غائب ہونے  
 تک انتظار کرتے رہے پھر عشاء کی نماز پڑھی پھر فرمایا  
 جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی معاملہ  
 میں جلدی ہوتی تو اس طرح ہی فرماتے جس طرح  
 میں نے کیا ہے تو اس سفر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 نے تین دنوں کی مسافت ایک دن اور رات میں طے  
 کی۔ اس کو ابو داؤد اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی  
 سند صحیح ہے۔

حضرت ابن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے  
 حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں  
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک  
 سفر میں تھا آپ اپنی زمین جانے کا ارادہ رکھتے تھے تو  
 ان کے پاس ایک آنیوالا آیا اور کہا کہ حضرت صفیہ بنت  
 ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہیں۔ آپ دیکھیں اگر ان  
 کو (حالت حیات میں) پاسکیں پس آپ تیزی سے  
 نکلے اور آپ کے ساتھ ایک قریشی شخص تھا جو آپ کے  
 ساتھ سفر کر رہا تھا سورج غائب ہو گیا لیکن آپ نے نماز  
 نہیں پڑھی اور میرے خیال میں آپ نماز کی پابندی  
 فرماتے تھے پس جب انہوں نے تاخیر کی تو میں نے کہا  
 اللہ آپ پر رحم کرے نماز (وقت ہو گیا ہے) پس آپ  
 میری طرف متوجہ ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ شفق کے  
 آخری وقت میں آپ نے اتر کر مغرب کی نماز پڑھی پھر

عشاء کی اقامت کی گئی جب کہ شفق غائب ہو چکا تھا تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو اسی طرح کرتے تھے اس کو نسائی ابوداؤد طحاوی اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہم اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سورج غروب ہو جانے کے بعد سفر پر چلتے تو جب تاریکی چھا جاتی تو اتر کر مغرب کی نماز پڑھتے پھر رات کا کھانا منگوا کر تناول فرماتے پھر کوچ کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب متى يتم المسافر ج 1 ص 174)

حضرت ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں اور سعد بن مالک حج کے لئے چلے اور ہم حج کی وجہ سے جلدی جا رہے تھے تو ہم ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے تھے ایک کو مقدم کرتے اور دوسری کو مؤخر کرتے اور مغرب و عشاء کو بھی اسی طرح اکٹھا پڑھتے تھے۔ ایک کو مقدم کرتے اور دوسری کو مؤخر کرتے اور مغرب و عشاء کو بھی اسی طرح اکٹھا پڑھتے تھے۔ ایک کو مقدم کرتے اور دوسری کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی کتاب المواقیب باب الوقت الذي يجمع فيه

المسافر بين المغرب والعشاء ج 1 ص 99 ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجمع بين الصلوتين ج 1 ص 171 دارقطنی کتاب الصلوة باب الجمع بين الصلوتين في السفر ج 1 ص 393 طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بين الصلوتين ج 1 ص 112)

868- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتَّى كَادَ أَنْ تَظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُوا بِعِشَاءٍ فَيَتَعَشَى ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَزْتَجِلُّ وَيَقُولُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

869- وَعَنْ أَبِي عُمَانَ قَالَ وَفَدْتُ أَنَا وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَنَحْنُ نُبَادِرُ لِلْحَجِّ فَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ نُقَدِّمُ مِنْ هَذِهِ وَنُؤَخِّرُ مِنْ هَذِهِ وَنَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ نُقَدِّمُ مِنْ هَذِهِ وَنُؤَخِّرُ مِنْ هَذِهِ حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بين الصلوتين ج 1 ص 114)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے ارشادات سے نماز فرض کا ایک خاص وقت جداگانہ مقرر فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے نماز کی صحت نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت، ظہرین عرفہ وعشائین مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کا قصد ایک وقت میں جمع کرنا سفر اضرأہرگز کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن عظیم و احادیث صحاح سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ممانعت پر شاہد عدل ہیں۔ یہی مذہب ہے حضرت ناطق بالحق والصواب موافق الرائے بالوحی والکتاب امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم و حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص احد العشرة المبشرۃ و حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود من اجل فقہاء الصحابة البررة و حضرت سیدنا وا بن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق و حضرت سیدتنا ام المؤمنین صدیقہ بنت الصديق اعظم صحابہ کرام و خلیفہ راشد امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز و امام سالم بن عبداللہ بن عمر و امام علقمہ بن قیس و امام اسود بن یزید نخعی و امام حسن بصری و امام ابن سیرین و امام ابراہیم نخعی و امام مکحول شامی و امام جابر بن زید و امام عمرو بن دینار و امام حماد بن ابی سلیمان و امام اجل ابو حنیفہ اجلہ ائمہ تابعین و امام سفین ثوری و امام لیث بن سعد و امام قاضی الشرق والغرب ابو یوسف و امام ابو عبداللہ محمد الشیبانی و امام زفر بن الہذیل و امام حسن بن زیاد و امام دارالہجرۃ عالم المدینۃ مالک بن انس فی روایۃ ابن قاسم اکابر تبع تابعین و امام عبدالرحمن بن قاسم عتقی تلمیذ امام مالک و امام عیسیٰ بن ابان و امام ابو جعفر احمد بن سلامہ مصری وغیرہم ائمہ دین کا، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تحقیق مقام یہ ہے کہ جمع بین الصلاتین یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنا دو قسم ہے: جمع فعلی جسے جمع صوری بھی کہتے ہیں کہ واقع میں ہر نماز اپنے وقت میں واقع مگر ادا میں مل جائیں جیسے ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اس کے ختم پر وقت عصر آ گیا اب فوراً عصر اول وقت پڑھ لی، ہوئیں تو دونوں اپنے اپنے وقت اور فعلاً و صوراً مل گئیں۔ اسی طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے پر آئی اس وقت پڑھی ادھر فارغ ہوئے کہ شفق ڈوب گئی عشاء کا وقت ہو گیا وہ پڑھ لی، ایسا ملانا بعد مرض و ضرورت سفر بلاشبہ جائز ہے۔ ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس کی رخصت دیتے ہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

للمسافر والمريض تأخير المغرب للجمع بينها وبين العشاء فعلاً، كما في الحلية وغيرها.  
ای ان تصلي في آخر وقتها والعشاء في اول وقتها۔

(۱۔ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ لمصطفیٰ البابي مصر ۱/۲۷۱)

مسافر اور مریض مغرب میں تاخیر کر سکتے ہیں تاکہ اس کو اور عشاء کو فعلاً اکٹھا کر لیں، جیسا کہ حلیہ وغیرہ میں ہے، یعنی مغرب آخری وقت میں پڑھی جائے اور عشاء اول وقت میں۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۷، ص ۱۶۰-۱۶۱)

حالت اقامت میں دو نمازوں کو

بَابُ الْجَمْعِ

## فِي الْحَضَرِ

## جمع کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف اور بارش ظہر اور عصر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھا پڑھا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا۔ اس کتاب کے مرتب علامہ نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں علماء نے کئی تاویلیں کی ہیں سب کی سب کمزور ہیں۔ سوائے اس کے کہ اس نماز کو جمع صوری پر محمول کیا جائے۔

## حالات اقامت میں دو نمازوں کو

## جمع کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے دو نمازوں کے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نماز اور اس دن فجر کی نماز آپ نے اس کے وقت (مقتاد) سے پہلے پڑھی اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الحج باب زیادة التغلیس بصلوة الصبح ج 1 ص 417 بخاری کتاب المناسک باب متى یصلی الفجر

بجمع ج 1 ص 228)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

اسی حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفر میں جمع بین الصلوتین نہ کیا یعنی چند نمازیں بیک وقت نہ پڑھیں، وہاں جمع صوری تھا کہ ظہر آخر وقت میں پڑھی اور عصر اول وقت میں، رہا غزوہ خندق

870. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ  
يَجْمَعُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ  
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ فِي  
غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَخْرَجُوا  
قَالَ التِّيمَوِيُّ وَلِلْعُلَمَاءِ تَأْوِيلَاتٌ فِي هَذَا  
الْحَدِيثِ كُلُّهَا سَخِيفَةٌ إِلَّا الْحَمَلُ عَلَى الْجَمْعِ  
الصَّوْرِي. (مسلم کتاب المسافرین باب جواز الجمع  
بین الصلوتین فی السفر ج 1 ص 246)

## بَابُ النَّهْيِ عَنِ

## الْجَمْعِ فِي الْحَضَرِ

871. عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى  
صَلَاةً إِلَّا لِيَيْقَاتِيهَا إِلَّا صَلَوَتَيْنِ صَلَاةُ  
الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يَجْمَعُ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ  
قَبْلَ مَيْقَاتِيهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.



میں چند نمازیں یکدم پڑھنا وہ جمع نہ تھا بلکہ قضاء پڑھی گئی تھیں، جمع اور ہے قضاء کچھ اور۔

۲۔ یعنی مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو حقیقتاً جمع فرمایا کہ مغرب عشاء کے وقت میں پڑھی اور دوسری عرفات میں کہ وہاں عصر ظہر کے وقت میں پڑھی، چونکہ وہ جمع صلواتین دن میں اور سب کے سامنے ہوا تھا اسی لیے اس کا علیحدہ نام نہ لیا اور مزدلفہ میں نمازوں کا اجتماع رات میں تھا جس میں سارے حجاج جمع نہ تھے اس لیے صرف اس کا ذکر صراحۃً علیحدہ بھی کر دیا۔  
حدیث واضح ہے دو نمازوں سے مراد عرفہ و مزدلفہ کی نمازیں ہیں۔

۳۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فجر خوب اجیالا میں پڑھتے تھے مگر آج مزدلفہ میں پو پھٹنے کے بعد اندھیرے میں پڑھی، یہ حدیث امام اعظم قدس سرہ کی قوی دلیل ہے کہ ہمیشہ فجر اجیالا میں پڑھی جائے، صرف مزدلفہ میں اندھیرے منہ پڑھے کیونکہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی نماز فجر پو پھوٹے ہی پڑھتے ہوتے تو آج وقت معاد سے پڑھنے کے کیا معنی، کیا وقت سے پہلے پڑھ لی ہرگز نہیں لہذا قول احناف قوی ہے، یہاں تمام آئمہ کے ہاں وقت سے مراد وقت معاد ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۳ ص ۲۲۲)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نیند کی حالت میں کوئی کوتاہی نہیں، کوتاہی تو صرف اس شخص پر ہے جو دوسری نماز کا وقت داخل ہونے تک نماز نہ پڑھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا۔

872- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَّا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِذَا تَفَرَّطَ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْآخِرَى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ.

(مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلوة الفالته۔ الخ ج 1 ص 237 طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین)

(ج 1 ص 114)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد اللہ بن مویب روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں کوتاہی کیا ہے تو آپ نے فرمایا یہ کہ تو نماز کو مؤخر کرے حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

873- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ سَأَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا التَّفْرِيطُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَنْ تُؤَخَّرَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الْآخِرَى. رَوَاهُ الطَّعَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج 1)

(ص 114)

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس رضی اللہ

874- وَعَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ



عَنْهَا قَالَ لَا يَفُوتُ صَلَاةً حَتَّى يَجْمَعَ وَقْتُ  
الْأُخْرَى. رَوَاهُ الطَّلَعَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج 1

ص 114)

تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں نماز فوت نہیں ہوتے  
حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ اس کو امام  
طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی اور اس کی سند  
صحیح ہے۔

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۹۳، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، جنتی  
زیور اور جام الحق کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جمعه سے متعلق ابواب

أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ

جمعه کے دن کی فضیلت کا بیان

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس کو مسلمان بندہ اس حال میں پالے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو تو جو بھی اللہ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرمائے گا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کے کم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔

875- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب الجمعة باب الساعة التي في يوم

الجمعة ج 1 ص 128، مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 281)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرٍ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَمَّانِ فَرَمَاتے ہیں:

یعنی وہ ساعت قبولیت دعا کی ہے، رات میں روزانہ وہ ساعت آتی ہے مگر دنوں میں صرف جمعہ کے دن۔ یقیناً نہیں معلوم کہ وہ ساعت کب ہے۔ غالب یہ ہے کہ دو خطبوں کے درمیان یا مغرب سے کچھ پہلے۔ یعنی اس ساعت میں مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ کافر کی۔ نمازی متقی کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ فساق و فجار کی جو جمعہ تک نہ پڑھیں صرف دعاؤں پر ہی زور دیں۔ یُصَلِّيُ میں اسی جانب اشارہ ہے ورنہ نماز کی حالت میں دعا کیسے مانگی جائے گی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۸۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اسی دن میں آپ کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن آپ جنت سے خارج کئے گئے اور قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

876- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ الْمُسْلِمُ.

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 282)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْخِتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

یعنی پہلے بھی بڑے بڑے واقعات اس دن میں ہی ہوئے اور آئندہ نہایت اہم اور سنگین واقعہ وقوع قیامت کا اسی دن ہوگا اس لیے یہ دن بڑی عظمت والا ہے۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام کا جنت میں جانا بھی اللہ کی رحمت تھی اور وہاں سے تشریف لانا بھی کیونکہ وہاں سیکھنے گئے تھے، یہاں سکھانے اور خلافت کرنے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس دن میں دینی اہم واقعات ہو چکے ہوں وہ دن تا قیامت افضل ہو جاتا ہے اور اس دن میں خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا بہتر ہوتا ہے، دیکھو ماہ رمضان و شب قدر اس لیے افضل ہیں کہ ان میں قرآن شریف نازل ہوا۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ شب ولادت، شب معراج وغیرہ سب افضل راتیں ہیں۔ ان میں عبادت کرنا، خوشیاں منانا بہتر ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۸۶)

حضرت ابولبابہ بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں سے زیادہ عظمت والا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ عظمت والا ہے اور اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔ اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا اور اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وفات دی اور اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ اس میں جو کچھ بھی مانگے اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی ایسا مقرب فرشتہ نہیں اور نہ ہی آسمان اور نہ ہی زمین اور نہ ہی ہوائیں اور نہ ہی پہاڑ اور نہ ہی سمندر مگر وہ اس دن سے ڈرتے ہیں۔ اس کو امام احمد اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

877- وَعَنْ أَبِي لُبَابَةَ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْأَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَىٰ وَفِيهِ خَمْسٌ خِلَالِ خَلْقِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَهْبَطَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيهِ تَوَفَّى اللَّهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيهِ تَقْوَمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلِكٍ مُّقْرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَّاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُنَّ يَشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

شرح: مفسر شیخ حکیم الامت حضرت ملحق احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کا نام رفاہ ہے، انصاری ہیں، ادوی ہیں، بیعت المعقبہ میں حاضر ہوئے، بدر میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں رہے، غیبت میں آپ کا حصر رکھا گیا، خلافت مرتضوی میں وفات پائی۔ (امثال)

چنانچہ اگر جمعہ کو ہو تو اس کا ثواب ستر جنوں کا ہے اور حج اکبر کہلاتا ہے اور اگر شب قدر جمعہ کی شب میں ہو تو بہت برتر ہے۔ خیال رہے کہ یہاں کلی فضیلت کا ذکر ہے، جزئی فضیلت عیدین کو اس پر حاصل ہے۔ خیال رہے کہ یہاں دنوں کا مقابلہ ہے ورنہ شب قدر تمام دن راتوں سے بہت بہتر ہے یعنی دن جمعہ سب دنوں سے افضل ہے، لہذا یہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں۔

حرام یا تو حلال کا مقابل ہے یعنی اس ساعت میں ناجائز دعائیں قبول نہیں ہوتیں یا بمعنی ممنوع اور ناممکن ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ" یعنی ناممکن دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ ناممکن دعا مانگنا بھی جائز نہیں جیسے کوئی کہے خدا یا تو مجھے نبی یا فرشتہ بنا دے۔ (مرقاۃ) بہتر ہے کہ اس ساعت میں جامع دعائے جیسے "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔

اس کے فوائد پہلے بیان کیئے جا چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ غافل انسان حیوانات، جمادات سے بھی بدتر ہے کہ وہ جمعہ جیسا برکت والا دن غفلت میں گزارتا ہے۔ مقرب فرشتوں کو اس دن خوف طبعی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں پانچ کا ذکر حصر کے لیے نہیں۔ جمعہ کے فضائل بے شمار ہیں جن میں سے بہت کچھ ہم نے اپنی تفسیر میں بیان کیئے۔ اس جگہ مرقاۃ نے بھی بہت کچھ بیان کیا۔ (مرقاۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۹۳)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس کو مسلمان بندہ اس حال میں پالے کہ وہ اس میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس گھڑی میں جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرماتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ ایک گھڑی کا بھی

878- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ نَا لَتَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يَوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا قَضَىٰ لَهُ حَاجَتَهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَأَشَارَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ فَقُلْتُ صَدَقْتَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ قُلْتُ أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ هِيَ آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةً صَلَاةٍ قَالَ بَلَىٰ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلَّى لَمْ يَجْلَسْ لَا

بعض حصہ ہے تو میں نے کہا آپ نے سچ فرمایا وہ گھڑی ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تو نماز کا وقت نہیں ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں بے شک بندہ مومن جب نماز پڑھتا پھر وہ نماز کے انتظار میں بیٹھتا تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے بندہ مسلم اس حال میں پائے کہ اللہ عزوجل سے اس میں بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ بھلائی عطا فرماتا ہے اور وہ گھڑی عصر کے بعد ہے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن بارہ ساعتیں ہیں (ان میں سے ایک گھڑی ایسی ہے) جس میں بندہ مسلمان اس حال میں پایا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے تم عصر کے بعد آخری گھڑی میں اسے تلاش کرو۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر دن پیش کئے گئے تو مجھ پر ان دنوں میں جمعہ کا دن

يُحِبُّهُ إِلَّا الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابن ماجہ ابواب إقامة الصلوة باب ماجہ فی الساعة التي تدرج فی الجمعة ص 81)

879- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أُعْطِيَ إِثَابَهُ وَهِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد ج 2 ص 272)

880- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِثْنَا عَشْرَةَ سَاعَةً لَا يُوجَدُ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَتَاهُ إِثَابُهُ فَالْتِمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابو داؤد کتاب الصلوة باب الاجابة اية ساعة في يوم الجمعة ج 1 ص 150)

881- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْإِكْيَامُ فَعَرِضَ عَلَيَّ فِيهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِذَا

بھی پیش کیا گیا۔ پس اچانک وہ روشن شیشے کی طرح ہے اور اس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ ہے تو میں نے کہا کہ یہ نقطہ کیسا ہے تو کہا گیا یہ وہ خاص گھڑی ہے (جس میں دعا قبول ہے) اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ جمعہ کے دن مسلمانوں میں سے کسی مسلمان کو بغیر بخشے نہیں چھوڑتا (یعنی تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمادیتا ہے) اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور اس گھڑی کا ذکر کیا جو جمعہ کے دن میں ہے۔ پھر وہ جدا ہو گئے اور انہوں نے اس بارے میں اختلاف نہ کیا کہ وہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہے۔ اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(فتح الباری کتاب الجمعة باب الساعة في يوم الجمعة نقلًا عن سعيد بن منصور ج 3 ص 72)

### شرح: جمعہ کے دن ایک ساعت

اس ساعت کی تعیین میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ طلوع فجر سے طلوع شمس تک کا وقت ہے۔ ان کی دلیل میرے علم میں نہیں اور بعض کی رائے یہ ہے کہ اس ساعت سے مراد امام کے خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھنے سے نماز جمعہ پڑھ لینے تک کا وقت ہے۔ ان کی دلیل مسلم شریف کی حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس ساعت سے مراد امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ کی انتہا تک کا وقت ہے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔ ان کی دلیل ابن ماجہ میں حضرت سیدنا عبد اللہ

هِيَ كَبْرَةٌ اِثْنًا بَيْضَاءُ فَاِذَا رَفِي وَسَطِهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءٌ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ قِيلَ السَّاعَةُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(المعجم الاوسط ج 8 ص 151 'مجمع الزوائد كتاب

الصلوة باب في الجمعة في السفر ج 2 ص 164)

882. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِتَارِكٍ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (المعجم الاوسط ج 5 ص 412 'مجمع الزوائد

كتاب الصلاة باب في الجمعة في السفر ج 2 ص 164)

883. وَعَنْ سَلْمَةَ بِنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ نَأْسًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعُوا فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَتَفَرَّقُوا وَلَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّهَا آخِرُ سَاعَةٍ مِّنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی صحیح حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہم قرآن مجید میں جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت کا تذکرہ پاتے ہیں جس میں کوئی مومن بندہ اس گھڑی میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ عزوجل سے کسی شے کا سوال کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ شے ضرور عطا فرمائے گا۔ تو سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "یا ساعت کا کچھ حصہ (یعنی تمہاری مراد ساعت کا کچھ حصہ تو نہیں؟)" تو میں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا، یہی میری مراد ہے۔ پھر میں نے عرض کیا، یہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا، "دن کی آخری ساعت۔" میں نے عرض کیا، یہ نماز کا وقت تو نہیں ہے؟ فرمایا، "کیوں نہیں بندہ جب ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔"

اور ان کی دوسری دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، جمعہ کے دن میں بارہ گھنٹے ہیں ان میں جو بندہ اللہ عزوجل سے کچھ مانگے تو اللہ عزوجل اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا، لہذا! جمعہ کے دن عصر کے بعد آخری گھڑی میں اسے تلاش کرو۔ واللہ اعلم بالصواب

(بخاری شریف، کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، رقم ۹۳۵، ج ۱، ص ۳۲۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ص ۸۳، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

جس شخص پر جمعہ واجب ہے اس پر جمعہ کو ترک کرنے کی وجہ سے سختی کا بیان

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِهَا  
لِمَنْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں کہ بے شک میں نے ارادہ کیا کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ المبارک سے پیچھے رہتے ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

884- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أَحْرَقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب المساجد باب بیان فضل صلوة الجماعة و

بیان التشدید فی التخلّف عنہا الخ ص 232)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ فرض ہے۔ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو بلا عذر جمعہ نہیں پڑھتے جیسے اس زمانہ کے منافقین اور

آج کل کے بہت سے غافل مسلمان۔ اس حدیث کی شرح جماعت کے بیان میں گزر چکی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۰۶)

885- وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ مَيْنَاءَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَا أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ مِنْبَرَةٍ لِيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَلَى وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لِيَخْتَمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لِيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 284)

حضرت حکم بن میناء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا لوگ جمعہ کو چھوڑنے سے باز آجائیں گے یا اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ ضرور بے خبر لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْإِحْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

یعنی جو سستی سے جمعہ ادا نہ کرے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگ جائے گی جس کی وجہ سے ان کے دل گناہ پر دلیر ہوں گے اور نیکیوں میں سست۔ خیال رہے کہ یہاں روئے سخن یا تو ان منافقوں کی طرف ہے جو جمعہ میں حاضر نہ ہوتے تھے یا آئندہ آنے والے مسلمانوں کی طرف ہے ورنہ کوئی صحابی تارک جمعہ نہ تھے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۰۰)

886- وَعَنْ أَبِي الْمُجَعِدِ الضَّمِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ. رَوَاهُ الْخَبَسَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت ابو الجعد ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور آپ کو صحابیت کا شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تین جمعے چھوڑ دے جمعہ کو حقیر سمجھتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اس کو پانچ محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشديد في ترك الجمعة ج 1 ص 151 نسائی کتاب الجمعة باب التشديد في التخلف عن الجمعة ج 1 ص 202 ترمذی ابواب الجمعة باب ما جاء في ترك الجمعة من غير عذر ج 1 ص 112 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ والسنة فيها باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر ص 80 مسند احمد ج 3 ص 424)

شرح: مُفْتَرٍ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْإِحْتَانِ فَرَمَاتِي هِي:

بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کا نام وہب ہے، کنیت ابو جعد قبیلہ بنی ضمرہ ابن بکر ابن عبد مناف سے ہیں۔ ان کے نام میں بڑا اختلاف ہے، آپ صحابی ہیں اور آپ سے ایک ہی حدیث منقول ہے، جنگ جمل میں شہید ہوئے۔



سستی کی قید سے معلوم ہوا کہ معذور کا یہ حکم نہیں، مہر سے مراد غفلت کی مہر ہے نہ کہ کفر کی کیونکہ جمعہ چھوڑنا فسق ہے، کفر نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ بعض گناہ دل کی سختی کا باعث ہیں اور گناہ صغیرہ بار بار کرنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۰۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے تین جمعے چھوڑے بغیر کسی حاجت کے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

887- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضُرُورَةٍ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر ج 1 ص 80)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں:

جمعہ اور م کے پیش سے، جمع سے بنا، بمعنی مجتمع ہونا، اکٹھا ہونا۔ چونکہ اس دن میں تمام مخلوقات وجود میں مجتمع ہوتی کہ تکمیل خلق اسی دن ہوئی، نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اس دن ہی جمع ہوئی، نیز اس دن میں لوگ نماز جمعہ جمع ہو کر ادا کرتے ہیں ان وجوہ سے اسے جمعہ کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے۔ چنانچہ ان کے ہاں ہفتہ کے دنوں کے نام حسب ذیل تھے: اول، اہون، جبار، دبار، مونس، عروبہ، شفاء۔ (اشعہ) نماز جمعہ فرض ہے، شعار اسلام میں سے ہے، اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے مگر اس کی فرضیت کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ چنانچہ یہ نماز مسلمان، مرد، عاقل، بالغ، آزاد، تندرست، شہری پر فرض ہے اس کی ادا کے لئے جماعت، آزاد جگہ، شہر اور خطبہ شرط ہیں۔ نہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہے اور نہ گاؤں میں جمعہ ادا ہو۔ اس کے مکمل دلائل ہمارے "فتاویٰ نعیمیہ" میں دیکھو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۵۸۴)

حضرت ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے تین مرتبہ جمعہ چھوڑا بغیر عذر کے تو اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

888- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ ضُرُورَةٍ طَبَعَ عَلَى قَلْبِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآلُكُمْ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد ج 5 ص 300 مستدرک حاکم کتاب الجمعة باب التشديد في ترك الجمعة ج 1 ص 280)

شرح: جمعہ فرض ہونے کے لئے مندرجہ ذیل گیارہ شرطیں ہیں:

(۱) شہر میں مقیم ہونا لہذا مسافر پر جمعہ فرض نہیں (۲) آزاد ہونا لہذا غلام پر جمعہ فرض نہیں (۳) تندرستی یعنی ایسے

مریض پر جمعہ فرض نہیں جو جامع مسجد تک نہیں جاسکتا (۳) مرد ہونا یعنی عورت پر جمعہ فرض نہیں (۵) عاقل ہونا یعنی پاگل پر جمعہ فرض نہیں (۶) بالغ ہونا یعنی بچے پر جمعہ فرض نہیں (۷) انگھیارا ہونا لہذا اندھے پر جمعہ فرض نہیں (۸) چلنے کی قدرت رکھنے والا ہو یعنی اپاہج اور لنگے پر جمعہ فرض نہیں (۹) قید میں نہ ہونا لہذا جیل خانہ کے قیدیوں پر جمعہ فرض نہیں (۱۰) حاکم یا ظالم وغیرہ کا خوف نہ ہونا (۱۱) بارش کا آندھی کا اس قدر زیادہ نہ ہونا جس سے نقصان کا قوی اندیشہ ہو۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۰، ۳۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

غلام عورتوں بچوں اور بیمار پر

جمعہ واجب نہ ہونے کا بیان

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر واجب ہے جماعت کے ساتھ سوائے چار لوگوں کے مملوک غلام عورت بچہ اور مریض اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

بَابُ عَدَمِ وَجُوبِ الْجُمُعَةِ عَلَى الْعَبْدِ

وَالنِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ وَالْمَرِيضِ

889- عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً عَبْدًا أَوْ امْرَأَةً أَوْ صَبِيًّا أَوْ مَرِيضًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ. (ابوداؤد کتاب الصلوة

باب الجمعة للمملوك والمرأة ج 1 ص 153)

شرح: مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمْتِ حَضْرَتِ مَفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْاِحْتَانِ فَرَمَاتے ہیں:

آپ قبیلہ حمس سے ہیں، کوئی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے مگر فرمان بہت کم سنے، زمانہ

صدیقی و فارتی میں ۳۴ غزووں میں شریک ہوئے ۸۲ھ میں وفات پائی۔

بیمار سے وہ بیمار مراد ہے جسے مسجد میں آنے میں حرج ہو، یہ مطلب نہیں کہ سر میں درد ہو جمعہ چھوڑ دو۔ خیال رہے کہ حصر اضافی ہے ورنہ مجنون، مسافر، نابینا اور گاؤں والوں پر بھی جمعہ فرض نہیں لیکن اگر یہ لوگ جمعہ پڑھ لیں تو ان کا فرض ادا ہو جائے گا اور ظہر واجب نہ ہوگی۔ خیال رہے کہ جمعہ کے لیے جماعت شرط ہے یعنی امام کے علاوہ تین آدمی۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۵)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ

اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

## بَابُ أَنَّ الْجُمُعَةَ غَيْرُ

## وَاجِبَةٌ عَلَى الْمُسَافِرِ

890- عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَبْصَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَجُلًا عَلَيْهِ هَيْئَةُ السَّفَرِ فَسَبِعَهُ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَخَرَّجْتُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أُخْرِجْ فَإِنَّ الْجُمُعَةَ لَا تَحْبِسُ عَنِ السَّفَرِ. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند امام شافعی الباب الحادی عشر فی صلوة الجمعة ج 1 ص 150)

## مسافر پر جمعہ کے واجب

## نہ ہونے کا بیان

حضرت اسود بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس پر سفر کے آثار تھے تو آپ نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر آج جمعہ کا دن نہ ہوتا تو میں سفر پر نکل جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو (سفر پر) نکل جا بے شک جمعہ کسی کو سفر سے نہیں روکتا۔ اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

واجب سے مراد فرض ہے۔ فتح القدیر نے فرمایا کہ جمعہ دائمی فریضہ اسلام ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ تاکید ہے، جس کا منکر بالاتفاق کافر ہے، بعض بیوقوفوں نے اسے فرض کفایہ کہا یہ غلط محض ہے۔ فرض کفایہ وہ ہے کہ سب پر فرض ہو مگر بعض کی ادائے سب بری الذمہ ہو جائیں، جمعہ میں یہ بات نہیں، جمعہ دیہاتیوں وغیرہ پر فرض ہی نہیں اور جن پر فرض ہے ان سب کو پڑھنا پڑے گا۔ جیسے نماز پنجگانہ حائضہ اور نفاس والی عورتوں پر فرض ہی نہیں مگر جن پر فرض ہے وہ سب پڑھیں، لہذا نہ نماز پنجگانہ کو فرض کفایہ کہہ سکتے ہیں اور نہ جمعہ کو۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۰۰)

## جو شخص شہر سے باہر ہے اس پر جمعہ کے

## واجب نہ ہونے کا بیان

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں لوگ اپنے گھروں اور بالائی علاقوں سے باری باری جمعہ پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا ہے۔

## بَابُ عَدَمِ وَجُوبِ الْجُمُعَةِ

## عَلَى مَنْ كَانَ خَارِجَ الْمِصْرِ

891- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي الْحَدِيثِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

892- وَعَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَصْرِهِ أَحْيَانًا يُجْتَمِعُ وَأَحْيَانًا لَا يُجْتَمِعُ. رَوَاهُ مُسَدَّدٌ فِي مُسْنَدِهِ الْكَبِيرِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَزَادَ وَهُوَ بِالزَّوِيَّةِ عَلَى فَرْسَخَيْنِ. (فتح الباری کتاب الجمعة باب من این توٹی الجمعة نقلًا عن السند الكبير للمسدد تعليقًا كتاب الجمعة باب من این توٹی الجمعة ج 1 ص 123)

حضرت حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان میں تھے کبھی آپ جمعہ پڑھاتے اور کبھی نہ پڑھاتے تھے۔ اس کو مسدد نے اپنی مسند کبیر میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے تعلقاً روایت کیا اور ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ آپ دو فرسخ کی مسافت پر مقام زاویہ میں تھے۔

893- وَعَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ إِنَّهُ قَدْ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ مُحْضُورًا فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبُخَارِيُّ فِي كِتَابِ الْإِضَاحِي.

ابن ازہر کے غلام ابو عبید روایت کرتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (نماز) عید کے لئے حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے اور عید کی نماز ادا فرمائی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا بے شک آج کے دن تمہارے لئے دو عیدین جمع ہو گئی ہیں۔ بالائی علاقہ والوں میں سے جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہے وہ جمعہ کا انتظار کرے اور جو لوٹنا چاہے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں اسے امام مالک نے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے کتاب الاضاحی میں روایت کیا۔

(موطا امام مالک کتاب العیدین باب المر بالصلوة قبل لخطبة ص 165 بخاری کتاب الاضاحی باب ما یؤکل من لحوم

الاضاحی وما یتزود منها ج 2 ص 835)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بستی والوں پر جمعہ واجب نہیں۔ جمعہ تو مدائن کی مثل شہر والوں پر ہے۔ اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل ہے۔

894- وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى جُمُعَةٌ إِثْمًا الْجُمُعُ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ مِثْلَ الْمَدَائِنِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ.

(مصنف ابن شیبہ کتاب الصلوة باب من قال لا جمعة ولا تشریق الافم مصدر جامع ج 2 ص 101)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں

895- وَعَنْ الشَّافِعِيِّ قَالَ وَقَدْ كَانَ سَعِيدُ بْنُ

زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَكُونُ بِالشَّجَرَةِ عَلَى أَقْلٍ سِتَّةَ أَمْيَالٍ  
يُشْهَدَانِ الْجُمُعَةَ وَيَدْعَايَهَا وَكَانَ يَرَوْنِي أَنَّ  
أَحَدَهُمَا كَانَ يَكُونُ بِالعَقِيقِ يَتْرُكُ الْجُمُعَةَ  
وَيُشْهَدُهَا وَكَانَ يَرَوْنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ  
العَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ عَلَى مِيلَيْنِ مِنَ  
الكَلْبِ يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ وَيَدْعُهَا. رَوَاهُ البَيْهَقِيُّ  
فِي المَعْرِفَةِ بِإِسْنَادِهِ إِلَى الشَّافِعِيِّ.

(معرفة السنن والآثار كتاب الجمعة ج 1 ص 315)

کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو ہریرہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ میل کی مسافت پر شجرہ کے مقام  
میں تھے تو کبھی آپ جمعہ کے لئے آتے اور کبھی  
چھوڑ دیتے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ  
بھی روایت کرتے تھے کہ ان میں سے ایک عقیق کے  
مقام پر رہتا تھا تو کبھی جمعہ چھوڑ دیتے اور کبھی جمعہ کے  
لئے حاضر ہو جاتے اور آپ روایت فرماتے تھے کہ  
حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
طائف سے دو میل کی مسافت پر رہتے تھے کبھی جمعہ کے  
لئے حاضر ہو جاتے اور کبھی چھوڑ دیتے۔ اس کو امام بیہقی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المعروف میں امام شافعی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر وہ ٹھیک دوپہر ہونے سے پہلے شہر کی آبادی سے نکل جاتا ہے تو اس پر اس اصلاً کچھ الزام نہیں اور اگر اسے شہر ہی  
میں وقت جمعہ ہو جاتا ہے اس کے بعد بے پڑھے چلا جاتا ہے تو ضرور گنہگار ہے مگر یہ باطل ہے کہ اسے قبرستان مسلمین میں  
دفن نہ کر سکیں اسے نفاقِ عملی کہہ سکتے ہیں نہ کہ حقیقی۔ ہاں اس جرم پر مسلمان اس سے میل جول ترک کر سکتے ہیں اور پہلی  
تقدیر پر تو جتنے احکام اس پر لگائے گئے سب غلط ہیں۔

فتاویٰ ظہریہ وغیرہ شروح و درمختار وغیرہا میں ہے:

الصحيح انه يكره السفر بعد الزوال قبل ان يصليها ولا يكره ان يصليها قبل الزوال.

والله تعالى اعلم. (درمختار باب الجمعة مطبوع مطبع مجتہبی دہلی ۱/۱۱۳)

صحیح یہ ہے کہ زوال کے بعد جمعہ ادا کرنے سے پہلے سفر پر نکلنا مکروہ ہے البتہ قبل از زوال نکلنا مکروہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ

اعلم! (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۸، ص ۴۵۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۸۳، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ

اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

## بَابُ إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى

896- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةِ جُمِعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ بِالْمَدِينَةِ جُمُعَةٌ جُمِعَتْ بِجَوَاتِ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ قَالَ عُمَانُ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النَّيْمِيُّ قَوْلُهُ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ أَوْ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ تَفْسِيرٌ مِّنْ جِهَةِ الرَّائِي لَأَمِنْ كَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْقَرْيَةُ قَدْ تُطَلَّقُ عَلَى الْمَدِينِ وَكَانَتْ بِجَوَاتِ بَعْضِ أَثَارِ الْمَدِينَةِ وَقَدْ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ الْبَكْرِيُّ فِي مُعْجَمِهِ هِيَ مَدِينَةٌ بِالْبَحْرَيْنِ لِعَبْدِ الْقَيْسِ.

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب الجمعة فی القرى ج 1 ص 153)

دیہات میں جمعہ قائم کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں جمعہ قائم کرنے کے بعد اسلام میں سب سے پہلا جمعہ بحرین کی بستیوں میں سے ایک بستی جو آثار میں قائم کیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ عبدالقیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ راوی کا یہ قول کہ وہ بحرین کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے یا عبدالقیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ یہ تفسیر راوی کی طرف سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام نہیں ہے اور قریہ کا اطلاق کبھی شہر پر بھی ہوتا اور جواتا میں کچھ شہر کے آثار موجود تھے اور ابو عبید بکری نے اپنے معجم میں کہا کہ جواتا عبدالقیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور یہ اپنے والد کی بیٹائی جانے کے بعد ان کو راستہ دکھاتے تھے کہ وہ جب جمعہ کے دن اذان کی آواز سنتے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے رحم کی دعا کرتے تو میں نے ان سے کہا جب آپ اذان سنتے ہیں تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا کرتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے) تو آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ہزم النبیہ میں جمعہ قائم کیا تھا جو نقیع

897- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدًا أَبِيهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصْرُهُ عَنْ أَبِيهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرْتَمُّ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ فَقُلْتُ لَهُ إِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرْتَمُّتَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَ لِأَنَّهُ أَوَّلَ مَنْ جَمَعَ بِنَا فِي هَزْمِ النَّبِيِّتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ فِي نَقِيعٍ يُقَالُ لَهُ نَقِيعُ الْخَضَبَاتِ قُلْتُ كَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ أَرْبَعُونَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَقَالَ الْحَافِظُ

کے اندر بنی بیاضہ کی زمین میں ہے جس کو تقویٰ انصمات کہا جاتا ہے تو میں نے کہا اس دن آپ کتنے لوگ تھے تو فرمایا چالیس اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے اور ابن ماجہ کے یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے کہا اے بیٹے وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے (مدینہ آنے سے) پہلے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ان لوگوں کا جمعہ کرنا جمعہ کی مشروعیت سے پہلے محض اپنی رائے سے تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم نہیں دیا تھا جیسا کہ مرسل ابن سیرین اس پر دلالت کرتی ہے۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ آمد کے وقت سب سے پہلا جمعہ بنو سالم کی مسجد عاتکہ میں پڑھایا۔ اس کو عمر بن شہب نے اخبار مدینہ میں روایت کیا اور مجھے اس کی سند پر واقفیت حاصل نہیں ہوئی۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر مورخین اور سیرت نگاروں نے اس بات کو اختیار کیا ہے جو اس حدیث میں ہے لیکن یہ اس حدیث کے معارض ہے جو کا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت میں بیان کیا (وہ الفاظ یہ ہیں) حتیٰ کہ آپ ان کے پاس بنو عمرو بن عوف میں اترے اور یہ ماہ ربیع الاول پیر کا دن تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان میں پندرہ

فِي التَّلْحِيصِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ مَوْلَانِ مَاجَةَ فِيهِ قَالَ أَيُّ بُنَى كَانَ أَوَّلَ مَنْ جَمَعَ بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ. قَالَ النَّيْمَوِيُّ أَنْ تَجْمِيعُهُمْ هَذَا كَانَ بِرَأْيِهِمْ قَبْلَ أَنْ تُشْرَعَ الْجُمُعَةُ لِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ مُرْسَلُ ابْنِ سِيرِينَ أَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

(ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجمعة فی القزی ج 1  
ص 153 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب فرض الجمعة  
ص 44 صحیح ابن خزيمة کتاب الجمعة ج 3 ص 113)

898- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي أَوَّلِ جُمُعَةٍ جَدْنَ قَدِيمَ الْمَدِينَةِ فِي مَسْجِدِ بَنِي سَالِمٍ فِي مَسْجِدِ عَاتِكَةَ. رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ شُهْبَةَ فِي أَخْبَارِ الْمَدِينَةِ وَلَمْ أَقِفْ عَلَى إِسْنَادِهِ. قَالَ النَّيْمَوِيُّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْ أَهْلِ الشَّارِخِ وَالسِّيَرِ اخْتَارُوا مَا فِي هَذَا الْخَبَرِ لِكِنَّةِ يُعَارِضُ بِمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي يَمِينِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذَلِكَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً. قَالَ النَّيْمَوِيُّ وَبَنُو سَالِمٍ كَانَتْ مَحَلَّةً مِنْ مَحَلَّاتِ الْمَدِينَةِ بِشَيْبِي مِنَ الْفَضْلِ.

(مصنف عبد الرزاق كتاب الجمعة باب اول من جمع ج 1

ص 159 تاريخ المدينة المنورة عمر بن شبة ج 1 ص 68)

راتیں قیام فرمایا۔ علامہ نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بنو سالم کچھ فاصلے پر مدینہ کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا جمعہ کے متعلق سوال کرنے کے لئے تو آپ نے (ان کی طرف جواباً) لکھا کہ تم جہاں ہو جمعہ قائم کرو اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ اور سعید بن منصور اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اس اثر کی سند حسن ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم شہروں میں جہاں کہیں ہو جمعہ قائم کرو کیا تو نہیں دیکھتا کہ جنگلوں میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ علامہ نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں دیگر آثار بھی ہیں جن کی مثل سے دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔

899- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ كَتَبُوا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْجُمُعَةِ فَكَتَبَ بِجَمْعٍ وَارْحَيْثُ مَا كُنْتُمْ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ هَذَا الْأَثَرُ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ الْعَيْنِيُّ مَعْنَاهُ بِجَمْعٍ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ مِنَ الْأَمْصَارِ إِلَّا تَرَى أَنَّهَا لَا تَجُوزُ فِي الْبَرَارِيِّ. قَالَ وَفِي الْبَابِ آثَارٌ أُخْرَى لَا تَقُومُ بِمِثْلِهَا الْحُجَّةُ. (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب من کان یرى الجمعة فی القزی وغیرہا ج 2 ص 101 معرفة السنن والآثار کتاب الجمعة ج 4 ص 323 معلى ج 3 ص 52 تلخیص الحبیج ج 2 ص 54)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جمعہ کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتفاق و اجماع سے شہر شرط ہے شہر کی صحیح تعریف مذہب حنفی میں یہ ہے جو خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی، وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم با اختیار ایسا ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔

امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء اور امام مالک العلماء ابو بکر مسعود نے بدائع میں اسی کی تصریح فرمائی غنیہ شرح منیہ میں ہے: صرح فی تحفۃ الفقہاء عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سنکک واسواق ولہار سناتیق و فیہا والی یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشۃ وعلیہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وهذا هو الاصح۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلوٰۃ الجمعة مطبوعہ مکتبۃ المدینہ لاہور ص 550)



تحفۃ الفقہاء میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تصریح ہے کہ بڑے شہر سے مراد وہ آبادی ہے جس میں محلے اور بازار ہوں، اس کے متعلق کچھ دیہات ہوں، وہاں کوئی ایسا بااختیار شخص ہو جو اپنی حشمت اور علم یا دوسرے کے علم کے ذریعے مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا سکے اور لوگ حوادث کی صورت میں اس کی طرف رجوع کریں اور یہی اصح ہے۔ کتبہ جلیلہ معتمدہ میں ظاہر الروایہ یعنی مذہب مہذب حنفی سے بالا لفاظ مختلفہ جتنی نقول ہیں سب کا مال یہی ہے مثلاً ہدایۃ و متن کنز میں فرمایا:

هو كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود.

(کنز الدقائق باب صلوة الجمعة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۴۷)

ہر وہ مقام جہاں کوئی ایسا امیر یا قاضی ہو جو احکام نافذ کر سکے اور حدود کا اجرا کر سکے۔ (الفتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۳۵۷) مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۸۳، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

### بَابُ لَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ

900- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى آتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ صُورَتْ لَهَا بِبَنَمَرَةٍ فَزَلَّ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقُصْوَاءِ فَرُجِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ إِلَى أَنْ قَالَ ثُمَّ أَدْنُ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى العَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. قَالَ النَّيْمِيُّ وَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (مسلم كتاب الحج باب

حجة النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ج 1 ص 396)

صرف بڑے شہر میں جمعہ ہونے کا بیان

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حج کے بارے میں ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے حتیٰ کہ عرفات تشریف لائے تو وہاں ایک قبہ دیکھا جو آپ کے لئے دھاری دھار چادر سے بنایا گیا تھا تو آپ اس میں تشریف فرما ہوئے حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی قصوا کو تیار کرنے کا حکم دیا تو آپ کے لئے اس پر کجاوہ باندھا گیا تو آپ بطن وادی تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ آگے راوی نے بیان کیا کہ پھر مؤذن نے اذان کہی اور اقامت کہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر اس نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

علامہ نبوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اور یہ جمعہ کا  
دن تھا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ  
سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
کی مسجد میں جمعہ قائم کئے جانے کے بعد بحرین سے  
علاستے جوائی میں عبدالقیس ادا کیا گیا۔ اس کو امام بخاری  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔ علامہ نبوی رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ  
جمعہ جو اٹھا اور مدینہ جیسے شہروں کے ساتھ خاص ہے اور  
دیہات میں جائز نہیں ہے۔

(بخاری کتاب الجمعة باب الجمعة فی القزی والمدن ج 1 ص 122)

حضرت ابو عبدالرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تفسیرات  
تشریح اور جمعہ صرف بڑے شہر میں صحیح ہے۔ اس کو  
عبدالرزاق نے روایت کیا اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور بیہقی  
نے المعروف میں اور یہ صحیح اثر ہے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجمعة باب القزی الصفار ج 3 ص 168 'مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ من قال الجمعة  
ولا تشریق۔ الخ ج 2 ص 101 سنن الکبزی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب عدد الذین اذا کانوا فی قریۃ۔ الخ ج 3 ص 170'  
معرفة السنن والآثار کتاب الجمعة ج 4 ص 322)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن سیرین  
روایت کرتے ہیں جمعہ صرف شہروں میں ہے۔ اس کو ابو  
بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب من قال لا الجمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ج 2 ص 101)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
فرضیت وصحت وجواز جمعہ سب کے لئے اسلامی شہر ہونا شرط ہے، جو جگہ بستی نہیں جیسے بن سمندر یا پہاڑ، یا بستی ہے مگر

901- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ  
قَالَ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةِ بُجَعَتْ فِي  
مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجَوَائِي يَعْنِي قَرْيَةَ مَن  
الْبَحْرَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ النِّسَابِيُّ ان  
هذا الاثر يستفاد منه ان الجمعة تخص  
بالمدين كالمدينة وجوازا ولا تجوز في القرى.

902- وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ  
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَشْرِيْقُ وَلَا جُمُعَةٌ إِلَّا فِي  
مِصْرٍ جَامِعٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي  
شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَهُوَ أَثَرٌ صَحِيْحٌ.

903- وَعَنِ الْحَسَنِ وَ مُحَمَّدٍ أَنَّهُمَا قَالَا الْجُمُعَةُ فِي  
الْأَمْصَارِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيْحٌ.

شہر نہیں جیسے دیہات، یا شہر ہے مگر اسلامی نہیں جیسے روس فرانس کے بلاد، اُن میں جمعہ فرض ہے نہ صحیح نہ جائز بلکہ ممنوع و باطل و گناہ ہے اس کے پڑھنے سے فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا، شہر ہونے کے لئے یہ چاہئے کہ اس میں متعدد کوچے متعدد دانگی بازار ہوں، وہ پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں کہ موضع فلاں فلاں و فلاں پرگنہ شہر فلاں اور اُس میں کوئی حاکم یا فیصلہ مقدمات کا اختیار من جانب سلطنت رکھتا ہو دونوں باتیں عاۓتاً متلازم ہیں سلطنت جسے پرگنہ قرار دیتی ہے ضرور اس میں کوئی حاکم لا اقل منصف یا تحصیلدار رکھتی ہے اور جہاں سلطنت کوئی کچھری قائم کرتی ہے اسے ضرور ضلع یا کم از کم پرگنہ بتاتی ہے اور عاۓتاً پہلی دو باتیں بھی ان دو کو لازم ہیں، جو پرگنہ ہوتا ہے جہاں کچھری مقرر ہوتی ہے وہاں ضرور متعدد بازار متعدد کوچے ہوتے ہیں،

ولاعكس فقد تتعدد ولا حاكم ولا رساتيق فذكر الاولين لا يغني عن الاخيرين بخلاف  
الاخيرين ففيهما الكفاية ولذا انما بنى الامر عليهما في اقرب الاقوابيل الى الصواب.

اس کا عکس نہیں (یعنی جہاں بازار ہوں وہاں کچھری کا ہونا ضروری نہیں) اور کبھی کوچے بازار متعدد ہوتے ہیں مگر حاکم اور متعلقہ دیہات نہیں ہوتے تو پہلے دو کا ذکر آخری دو کے ذکر سے کفایت نہیں کرتا برخلاف آخری دونوں کا ذکر وہ کفایت کرتا ہے اسی لئے صحت کے قریب ترین قول میں معاملہ کی بنا ان دونوں پر کی گئی ہے۔

فتاویٰ غیاثیہ پھر غنیۃ شرح منیہ میں ہے: لو صلی الجمعة فی قرية بغیر مسجد جامع و القرية کبيرة لها  
قری و فیہا وال حاکم جازت الجمعة بنوا المسجد اولم یبنوا و هو قول ابی القاسم الصفار  
وهذا اقرب الاقوابيل الى الصواب۔ (غنیۃ المستملی فصل فی صلوة الجمعة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۱)

اگر جمعہ بغیر جامع مسجد کے قریب میں پڑھ لیا حالانکہ وہ قریب بڑا تھا اور اس کے ارد گرد متعدد دیہات تھے اور وہاں والی و حاکم بھی تھا تو جمعہ جائز ہے خواہ وہ مسجد بنائیں یا نہ بنائیں، شیخ ابو القاسم الصفار کا یہی قول ہے اور یہ تمام اقوال میں سے صواب کے زیادہ قریب ہے۔

غنیۃ میں اسے نقل کر کے فرمایا: وهو ليس ببعيد مما قبله والمسجد الجامع ليس بشرط انتهى  
واراد بما قبله ما قدم عن تحفة الفقهاء للامام علاء الدين السمرقندی عن الامام الاعظم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه بلدة کبيرة فيها سکک و اسواق ولها رساتيق و فیہا وال قال فی  
التحفة هذا هو الاصح اهـ (غنیۃ المستملی فصل فی صلوة الجمعة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۱) (غنیۃ المستملی فصل فی صلوة الجمعة  
مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۰)

یہ قول اپنے ما قبل قول سے دور نہیں اور مسجد جامع ہونا جمعہ کے لئے شرط نہیں انتہی اور ما قبل قول سے وہی مراد ہے جو  
امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے لکھا کہ وہ مقام شہر ہے جو نہایت بڑا

ہو، اس میں کوچے بازار ہوں اور اس سے متعلقہ دیہات ہوں اور اس میں کوئی والی ہو، جمعہ میں کہا یہی اسح ہے۔

(الفتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص ۳۷۷-۳۷۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۸۳، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور مفتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

### جمعہ کے لئے غسل کا بیان

### بَابُ الْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایک جمعہ کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کر لے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا ہے۔

904- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم کتاب الجمعة واللفظ له ج 1 ص 279 بخاری کتاب الجمعة باب فضل الغسل يوم الجمعة ج 1 ص 120)

شرح: مؤلف شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ النعمان فرماتے ہیں:

اسلام میں غسل چار طرح کے ہیں: فرض، سنت، مستحب اور مباح۔ فرض غسل تین ہیں۔ جنابت سے، حیض سے، نفاس سے۔ جنابت خواہ شہوت سے منی نکلنے کی وجہ سے ہو یا صحبت سے انزال ہو یا نہ ہو۔ غسل سنت پانچ ہیں: جمعہ کا غسل، عیدین کا غسل، احرام کے وقت کا غسل، عرفہ کے دن کا غسل۔ غسل مستحب بہت ہیں: مسلمان ہوتے وقت، مردے کو نہلا کر، قربانی کے دن، طواف زیارت کے لیے، مدینہ منورہ حاضری کے موقع پر، وغیرہ۔ غسل مباح جو ٹھنڈک وغیرہ کے لیے کیا جائے۔ اس باب میں بہت سے اقسام کے غسل بیان ہوں گے۔ غسل میں تین فرض ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۰۹)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں اور بالائی علاقوں سے جمعہ پڑھنے کے لئے باری باری آتے تو گرد و غبار میں چل کر آتے جس کی وجہ سے انہیں غبار لگ جاتا تو ان سے پسینہ نکلتا پس ان میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس وقت آپ میرے ہاں تشریف فرما تھے تو

905- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْعَبَاءِ فَيُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمْ الْعَرَقُ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّكُمْ

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کاش کہ تم اپنے اس دن کے لئے غسل کر لیتے اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ لوگ خود کام کاج کرتے تھے اور ان کے پاس کوئی جمع پونجی نہ تھی (اس وجہ سے) ان سے بدبو آنے لگی تو ان سے کہا گیا کاش تم لوگ جمعہ کے دن غسل کر لیتے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 280 بخاری کتاب الجمعة باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس ج 1 ص 123)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن وضو کرے تو یہ اچھا کام ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔ اس کو اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(ترمذی ابواب الجمعة باب فی الوضوء یوم الجمعة ج 1 ص 111 ابوداؤد کتاب الطہارة باب الرخصة فی ترک الغسل

یوم الجمعة ج 1 ص 51 نسائی کتاب الجمعة باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ج 1 ص 205)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عراق کے رہنے والے کچھ لوگوں نے آکر کہا اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)! کیا آپ جمعہ کے دن غسل کو واجب سمجھتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں لیکن جو غسل کرے اس کے لئے زیادہ پاکی کا باعث ہے اور بہت بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر جب نہیں ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جمعہ کے دن غسل کا آغاز کیسے ہوا۔ لوگ محنت و مزدوری کرتے تھے اور اونٹی کپڑے پہنتے تھے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے تھے اور ان کی مسجد تنگ نیچی چھت

تظہرتم لیومکم هذا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 280 بخاری کتاب

الجمعة باب من این توتی الجمعة ج 1 ص 123)

906- وَعَنْهَا أُمَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ أَهْلَ عَمَلٍ  
وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ كُفَاءً فَكَانُوا يَكُونُونَ لَهُمْ تَقَلُّ  
فَقِيلَ لَهُمْ لَوْ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ  
الشَّيْخَانِ.

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 280 بخاری کتاب الجمعة

907- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ  
تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهَا وَنَعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ  
فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَقَالَ  
الترمذی حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(ترمذی ابواب الجمعة باب فی الوضوء یوم الجمعة ج 1 ص 111

یوم الجمعة ج 1 ص 51 نسائی کتاب الجمعة باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ج 1 ص 205)

908- وَعَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ أَنَسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ  
جَاءُوا وَقَالُوا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ  
الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ أَظْهَرُ وَخَيْرٌ لِمَنْ  
اغْتَسَلَ وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ  
بِوَاجِبٍ وَسَأَخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَأَ الْغُسْلُ كَانَ  
النَّاسُ مَجْهُودِينَ يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْبَلُونَ  
عَلَى ظُهُورِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيْقًا مُقَارِبَ  
السَّقْفِ إِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ حَارٍ وَعَرَّقَ النَّاسُ فِي

لِذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى تَأْتِيَ مِنْهُمْ رِيَّاحٌ أَدَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيحَ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوا وَلَيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطَيِّبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثُمَّ جَاءَ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرَهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوا غَيْرَ الصُّوفِ وَكَفُّوا الْعَيْلَ وَوَسَّعَ مَسْجِدَهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِينَ كَانَ يُؤَدِّي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

والی تھی۔ وہ تو ایک جھونپڑی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک گرم دن میں تشریف لائے تو اس اون کے لباس میں لوگوں کو پسینا آیا تو اس سے بو پھیل گئی جس کی وجہ سے ان میں سے بعض کو بعض سے تکلیف پہنچی پس جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بو محسوس ہوئی تو آپ نے فرمایا اے لوگو جب جمعہ کا دن ہو تو تم غسل کر لیا کرو اور تم میں سے جو اچھا تیل یا خوشبو پائے تو وہ لگالیا کرے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت درست فرمادی تو وہ اون کی کپڑوں کے سوا اور کپڑے پہننے لگے اور کام سے رک گئے اور انہوں نے اپنی مسجد کو وسیع کر دیا اور پسینہ کی وہ بو جس کی وجہ سے بعض کو بعض سے اذیت پہنچتی تھی ختم ہو گئی۔ اس کو ابو داؤد اور طحاوی نے روایت کیا اور حافظ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(ابو داؤد کتاب الطہارہ باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ج 1 ص 51 طحاوی کتاب الطہارہ باب غسل یوم

الجمعة ج 1 ص 83)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ اس کو بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

909- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(كشف الاستار عن زوائد البزار ابواب الجمعة باب من السنة الغسل يوم الجمعة ج 1 ص 301)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسی لئے حضرت محقق نے فتح القدر میں اور ان کے تلمیذ سے حلیہ میں افادہ کیا ہے کہ سنت حدیث ضعیف سے ثابت نہیں ہوتی۔ اس طرح کہ فتح القدر میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ غسل جمعہ مستحب ہے، سنت نہیں۔ پھر آگے لکھا ہے: اسی پر باقی غسل (یعنی عیدین، عرفہ اور احرام کے غسل کا قیاس ہوگا) اور فرع کی جانب اصل ہی کا حکم آئے گا اور وہ استحباب ہے۔ رہی وہ حدیث جو ابن ماجہ نے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن غسل فرماتے تھے، اور فاکہ بن

سید سہابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز عرفہ، روز عید قربان اور روز عید الفطر غسل فرماتے تھے۔ تو یہ حدیثیں ضعیف ہیں، جیسا کہ امام نووی وغیرہ نے فرمایا، اھ۔

(السنن القدیہ کتاب الطہارۃ فعل فی الغسل دار الکتب العلمیہ بیروت ۷۰/۱)

فإفادان ضعفها یقعدهما عن الفأدة الاستنن وکذاک قال فی الحلیة بعد ما ذکر استنن غسل الجمعة مانصه واستنن غسل العیدین ان قلنا بان تعدد الطرق الواردة فیہ تبلغ درجة الحسن والإفالنذب ۲۔ اھ (۲۔ حلیة الحلی شرح منیة الغسل)

حضرت محقق کے اس کلام سے استفاد ہوا کہ دونوں حدیثیں چونکہ ضعیف ہیں اس لئے افادہ سنیت سے قاصر ہیں۔ اسی طرح حلیہ میں غسل جمعہ کا مسنون ہونا ذکر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں "اور غسل عیدین کا سنت ہونا ثابت ہوگا اگر ہم یہ کہیں کہ اس بارے میں حدیث کے جو متعدد طرق وارد ہیں وہ اسے درجہ حسن تک پہنچا دیتے ہیں ورنہ وہ مندوب ہوگا، اھ۔

وقد السبنا بطرف من تحقیق هذا فی رسالتنا (ف) الہاد الکاف فی حکم الضعاف وایضاً حققنا فیہا بما لا مزید علیہ ان الاستحباب یثبت بالحدیث الضعیف۔ ہم نے اس کی کچھ تحقیق اپنے رسالہ "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" میں رقم کی ہے۔ اور اس میں حدیث ضعیف سے استحباب ثابت ہونے کی ایسی تحقیق کی ہے جس پر اضانی کی گنجائش نہیں۔ (الفتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۲۶۰-۲۶۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ص ۸۳، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

## بَابُ السَّوَالِ لِلْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن مسواک کرنے کا بیان

910- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمُعِ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ عِيْدًا فَأَغْتَسِلُوا وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَالِ۔  
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالصَّغِيرِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمعوں میں سے کسی جمعہ کے موقع پر فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لئے عید بنایا ہے پس تم غسل کرو اور مسواک کو لازم پکڑو۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب حقوق الجمعة من الغسل والطیب ونحو ذلك ج 2 ص 173 المعجم الصغير)

للطبرانی ج 1 ص 129 المعجم الاوسط ج 4 ص 259)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:



یعنی جمعہ ہفتہ کی عید ہے اس میں خوشی جشن اور مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اگر میلے کھیلے گئے تو کپڑوں اور جسم کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف ہوگی، بعض حضرات عید میلاد، عرس بزرگان میں نہا کر، صاف کپڑے پہن کر جاتے ہیں، ان کی اصل یہ حدیث ہے۔ جب مسلمانوں کے مجمع میں جانا ہو وہاں اچھے لباس اور پاکیزہ جسم سے جانا چاہیے اسی لیے عرفات میں غسل کرنا، صاف کپڑے پہننا سنت ہے۔ نقصان نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عطر و خوشبو عورتوں کے لیے خاص نہیں جیسا کہ اس زمانہ میں لوگوں کا خیال تھا اور اس سے بھوت پلید چمٹتے ہیں جیسا کہ مشرکین ہند کا عقیدہ ہے اسی لیے پرانے ہندو عطر نہیں مٹتے۔

یعنی جمعہ کے وضو میں مسواک کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ نماز پڑھتے وقت مسواک کرو کیونکہ مسواک سنت وضو ہے نہ کہ سنت نماز جیسا کہ وضو کی بحث میں عرض کیا جا چکا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۲۵)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۸۳۵، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور صحتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

جمعہ کے دن زینت اختیار کرنے

اور خوشبو لگانے کا بیان

بَابُ الطِّيبِ وَالتَّجَمُّلِ

يَوْمَ الْجُمُعَةِ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق طہارت حاصل کرے اور تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو لگائے پھر وہ (اپنے گھر سے اس طرح) نکلے کہ دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ کرے پھر جو اس پر نماز فرض ہے پڑھے پھر جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیانی گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نے روایت کیا ہے۔

911- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدْهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا سَمِعَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری کتاب الجمعة باب الدهن للجمعة ج 1 ص 121)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں صرف مرد کا ذکر ہوا کیونکہ نماز جمعہ صرف مردوں پر فرض ہے عورتوں پر نہیں اور بعض احادیث میں عورتوں کا ذکر



ہے وہاں عبارت یہ ہے "مَنْ آتَى الْجُمُعَةَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ" اس لیے جمعہ میں عورتوں کو آنا بھی مستحب ہے، مگر اب زمانہ خراب ہے عورتیں مسجدوں میں نہ آئیں۔ (مرقاۃ) اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں سینماؤں، بازاروں، کھیل تماشوں، اسکولوں، کالجوں میں جائیں، صرف مسجد میں نہ جائیں گھروں میں رہیں، بلا ضرورت شرعیہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اسی لیے فقیر کا یہ فتویٰ ہے کہ اب عورتوں کو باپردہ مسجدوں میں آنے سے نہ روکا اگر ہم انہیں روکیں تو یہ وہابیوں، مرزائیوں، دیوبندیوں کی مساجد میں پہنچتی ہیں جیسا کہ تجربہ ہوا۔ ان لوگوں نے عورتوں کے لیے بڑے بڑے انتظامات اپنی اپنی مسجدوں میں کیئے ہوئے ہیں عورتوں کو گمراہ کر کے ان کے خاندانوں اور بچوں کو بہکاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں خوشبو و عطر وغیرہ رکھنا اور کبھی ملتے رہنا خصوصاً جمعہ کو ملنا سنت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔

اس طرح کہ نہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور نہ ساتھیوں کو چیر کر ان کے درمیان بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔ بعض لوگ مسجد میں پیچھے پہنچتے ہیں اور پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔ تحیۃ المسجد کے نفل یا سنت جمعہ، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ غرضکہ اس سے جمعہ کے فرض مراد نہیں کیونکہ آئندہ خطبہ سننے کا ذکر ہے فرض جمعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں۔

اس سے دوسرے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، لہذا اس وقت نفل پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا سب حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے کیونکہ یہاں خاموشی کو سننے پر موقوف نہ فرمایا۔

دوسرے جمعہ سے مراد آئندہ جمعہ ہے یا گزشتہ، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ابن خزیمہ بلکہ ابوداؤد کی روایات میں ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ"۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۹)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سلمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کا دن کیا ہے میں نے عرض کیا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے باپ یا کہا آپ کے ماں باپ کو جمع فرمایا آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں تم سے جمعہ کے دن کے بارے میں بیان کرتا ہوں جو مسلمان طہارت حاصل کرے اور اچھے

912- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَلْمَانَ هَلْ تَدْرِي مَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ هُوَ الَّذِي جَمَعَ اللَّهُ فِيهِ أَبَاكَ وَأَبَوَيْكَ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَحَدَيْتُكَ عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيَتَطَيَّبُ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ إِنْ كَانَ لَهُمْ طِيبٌ وَلَا فَاَلْمَاءُ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُنْصِتُ حَتَّى

يَخْرُجُ الْإِمَامُ ثُمَّ يُصَلِّي إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لَهُ  
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى مَا اجْتَنَبْتَ  
الْمَقْتَلَةَ وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ  
وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(المعجم الكبير للطبراني ج 6 ص 237 مجمع

الزوائد كتاب الصلوة باب حقوق الجمعة ج 2 ص 174)

کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے  
وگرنہ پانی سے غسل کرے پھر وہ مسجد آ کر خاموش بیٹھ  
جائے حتیٰ کہ امام خطبہ کے لئے نکل آئے پھر وہ نماز پڑھے  
تو اس کا یہ عمل اس کے لئے جمعہ اور دوسرے جمعہ کے  
درمیان گناہ کا کفارہ بن جائے گا جب تک توکل سے بچے  
اور یہ اجر سارا زمانہ ہے۔ اس کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے  
روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے  
ہوئے سنا جو جمعہ کے دن غسل کرے اور اگر اس کے  
پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے اور اچھے کپڑے پہنے پھر وہ  
سکون سے نکل کر مسجد آئے اور اگر ہو سکے تو دو  
رکعتیں پڑھے اور کسی کو اذیت نہ دے پھر خاموش رہے  
جب امام خطبہ کے لئے نکلے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھے  
لے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان  
کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ اس کو امام احمد رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا  
اور اس کی سند صحیح ہے۔

913. وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ  
اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طَيِّبٍ إِنْ كَانَ  
عِنْدَهُ وَلَيْسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ ثُمَّ خَرَجَ  
وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ فَيَرْكَعُ إِنْ  
بَدَّالَهُ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ  
إِمَامُهُ حَتَّى يُصَلِّيَ كَانَتْ كَفَّارَةً لَهُ لِمَا بَيْنَهَا  
وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّبْرَانِيُّ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد ج 5 ص 420 المعجم  
الكبير للطبراني ج 4 ص 161 مجمع الزوائد كتاب الصلوة

باب حقوق الجمعة - الخ ج 2 ص 171)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 5 ص 83، مراۃ المناجیح ج 2، بہار شریعت جلد 2 حصہ چہارم،

فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

جمعہ کے دن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی

فضیلت کا بیان

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

بَابُ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ

صلى الله تعالى عليه وآله

وسلم يوم الجمعة

914. عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبُضَ وَفِيهِ النَّفْعَةُ وَفِيهِ الصَّعَقَةُ فَأَكْثَرُوا عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنْ صَلَّاتَكُمْ مَعْرُوضَةً عَلَيْكَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعَرِّضُ صَلَاتِنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ قَالَ يَقُولُونَ بَلِيَّتْ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ رَوَاهُ الْخُبْرَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی میں آپ فوت ہوئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں سب بیہوش ہوں گے پس تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو پس بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپ گل چکے ہوں گے یعنی مٹی ہو گئے ہوں گے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام قرار دیدیا۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے ترمذی کے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوة باب تفریح ابواب الجمعة ج 1 ص 150 نسائی کتاب الجمعة باب اکثر الصلوة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم الجمعة ج 1 ص 203 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب فی فضل الجمعة ص 77 مسند احمد ج 4 ص 8 مستدرک حاکم کتاب الجمعة باب الجمعة باب الامر بکثرة الصلوة فی الجمعة ج 1 ص 278)

شرح: مُفسِّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جس تاریخ اور جس دن میں کوئی ہم واقعہ کبھی ہو جائے وہ دن اور تاریخ تا قیامت اہم بن جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس دن اور اس تاریخ میں ان واقعات کی یادگاریں قائم کرنا بہتر ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ یادگاریں عبادات سے قائم کی جائیں نہ کہ لہو اور کھیل کود سے، یعنی اس دن زیادہ عبادتیں کی جائیں۔ میلاد شریف، گیارہویں شریف، عید معراج، عرس بزرگاں کا یہی مقصد ہے اور ان سب کی اصل یہ حدیث اور قرآن شریف کی یہ آیتیں ہیں، دیکھو "جاء الحق" حصہ اول۔

یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل کہ اس میں ایک نیکی کا ثواب ستر ۰ ۷ گنا ہے اور درود دوسری عبادتوں سے افضل، لہذا افضل دن میں افضل عبادت کرو کیونکہ اس دن کا درود خصوصی طور پر ہماری بارگاہ میں پیش ہوتا ہے اور ہم قبول فرماتے ہیں۔ خیال رہے کہ ہمیشہ ہی درود شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پیش ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن خصوصی پیشی

ہوتی ہے، خصوصی قبولیت۔ (مرقاۃ)

یہ سوال انکار کے لیے نہیں بلکہ کیفیت پوچھنے کے لیے ہے، یعنی آپ کی وفات کے بعد ہمارے درودوں کی پیشی فقط آپ کی روح شریف پر ہوگی یا روح مع الجسم پر جیسے ذکر یا علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی طرف سے بیٹے کی خوش خبری پا کر عرض کیا تھا خدا یا میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ میں بوڑھا ہوں، میری بیوی بانجھ۔ یہ سوال بھی کیفیت پوچھنے کے لیے ہے نہ کہ انکار، لہذا اس پر روافض کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ خیال رہے کہ اولاد کے اعمال ماں باپ پر پیش ہوتے ہیں، مرید کے شیخ پر مگر وہاں پیشی کبھی کبھی ہوتی ہے وہ بھی فقط روح پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ پیشی ہر وقت ہوتی ہے اور روح مع الجسم پر۔ (مرقاۃ)

لہذا ان کے اجسام زمین کھا سکتی ہی نہیں اور وہ گلنے سے محفوظ ہیں۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ حضرت سلیمان بعد وفات چھ ماہ یا ایک سال نماز کی ہیبت پر لکڑی کے سہارے کھڑے رہے پھر دیمک نے آپ کی لاکھی تو کھائی لیکن آپ کا پاؤں شریف نہ کھایا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کے زخموں پر جراثیم نہ تھے اور نہ انہوں نے آپ کا گوشت کھایا کوئی اور بیماری تھی کیونکہ پیغمبر کا جسم کیڑا نہیں کھا سکتا۔ جنہوں نے یہ واقعہ درست مانا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بعد وفات ہے، زندگی میں امتحان یا ہو سکتا ہے جیسے تلوار جادو اور ڈنگ ان پر اثر کر دیتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا اس جملہ کے معنی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، وہ زندگی بھی دنیاوی جسمانی اور حقیقی ہے نہ کہ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی۔ اس کی پوری تحقیق جَذْبُ الْقُلُوبِ اور تَارِيخُ مَدِينَةِ مِثْلِهِ (۱۳۲) اور علامہ جلالی الدین سیوطی نے اپنی کتاب شَرْحُ الصُّدُورِ فِي أَحْوَالِ الْقُبُورِ میں حیات انبیاء پر بہت ہی نفیس بحث فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی قبروں میں فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز ہیں مگر نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ذکر اللہ کی لذت پاتے ہیں۔ (مرقاۃ)

اس روایت کو ابن حبان، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا، حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، علی شرط بخاری ہے، نووی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔ (مرآۃ السنن ج ۲ ص ۵۹۱)

جس نے زوال سے پہلے جمعہ کو جائز قرار دیا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم لوٹ کر جاتے دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا جن سے ہم سایہ حاصل کرتے اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

بَابُ مَنْ أَجَازَ الْجُمُعَةَ قَبْلَ الزَّوَالِ

915- عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحَيْطَانِ ظِلٌّ نَسْتِظِلُّ فِيهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحديبية ج 2 ص 599 مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 283)

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کے بعد ہی قیلوہ کرتے اور دوپہر کا کھانا کھاتے تھے۔ اس کو محمد ثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی جماعت نے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ائمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں۔

916- وَعَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةِ وَاحِدٍ وَابْنُ مَذِينٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری کتاب الجمعة باب قول الله عز وجل فاذا قضيت الصلوة الخ ج 1 ص 128 مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 283 ترمذی ابواب الجمعة باب في القائله يوم الجمعة ج 1 ص 118 ابوداؤد کتاب الصلوة باب وقت الجمعة ج 1 ص 155 مسند احمد ج 5 ص 336 مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من كان يقيل بعد الجمعة ج 2 ص 106)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحثان فرماتے ہیں:

یعنی جمعہ کے دن ہم دوپہر کا آرام بھی نہ کرتے تھے اور کھانا بھی نہ کھاتے تھے، وہ وقت تیار کی جمعہ میں گزارتے تھے، یہ دونوں کام نماز جمعہ کے بعد کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز جمعہ سویرے ہی پڑھ لیتے تھے جس کے بعد ناشتہ اور قیلوہ کا وقت آتا تھا کہ یہ معنی گزشتہ حدیث کے خلاف ہیں لہذا یہ حدیث حنفیوں کے مخالف نہیں یعنی کھانے کی وجہ سے نماز آگے نہ کرتے تھے بلکہ نماز کی وجہ سے کھانا اور آرام پیچھے کر دیتے تھے، چونکہ جمعہ کے بعد کا یہ کھانا اور آرام ناشتہ اور قیلوہ کا قائم تھا اس لیے اسے ناشتہ اور قیلوہ کہہ دیا گیا ورنہ لغت نہ یہ آرام قیلوہ ہے اور نہ یہ کھانا ناشتہ۔ خیال رہے کہ یہ حدیث ان بزرگوں کی انتہائی دلیل ہے جو زوال سے پہلے نماز جمعہ جائز مانتے ہیں۔ فقیر کی اس تقریر سے حدیث واضح ہوگئی۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص ۲۲۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے پھر قیلوہ کے لئے لوٹ کر جاتے تو قیلوہ کرتے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

917- وَعَنْ أَنَسِ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ إِلَى الْقَائِلَةِ فَتَقِيلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ خَرِشَةَ.

(مسند احمد ج 3 ص 237 بخاری کتاب الجمعة باب

القائلة بعد الجمعة ج 1 ص 128)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت

918- وَعَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ مَتَّى كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ  
قَالَ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ نَذَّهَبَ إِلَى جَمَالِيَا فَأُتِيَ بِهَا  
زَادَ عَبْدُ اللَّهِ فِي حَدِيثِهِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ  
يَعْنِي النَّوَاضِحَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجمعة وفي نسخة المسلم عندي عن

ابيه انه سال جابر بن عبدالله متى الخج 1 ص 2)

کہتے ہیں کہ ان سے پہچان کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نماز جمعہ کے وقت سے  
انہوں نے کہا کہ آپ جمعہ کے وقت سے پہچان کیا  
کی طرف جاتے اور ان کو آرام کے لئے چھوڑ دیتے  
عبداللہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے اور یہ اس وقت  
کے وقت یعنی اونٹیاں اس کو آرام مسلم روایت اللہ تعالیٰ علیہ  
نے روایت کیا۔

حضرت عبداللہ بن سیدان سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
ساتھ نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوا تو آپ کی نماز اور آپ کا  
خطبہ نصف انھار سے پہلے ہوتا تھا پھر میں حضرت عمر رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (نماز جمعہ کے لئے) حاضر ہوا تو  
ان کی نماز اور خطبہ اس وقت ہوتا کہ میں کہتا کہ نصف  
انھار ہو چکا ہے پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے ساتھ (نماز جمعہ کے لئے) حاضر ہوا تو ان کی نماز اور  
خطبہ اس وقت ہوتا کہ میں کہتا کہ دن ڈھل چکا ہے تو  
میں نے کسی کو اسے عیب سمجھتے ہوئے یا انکار کرتے  
ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کو دارقطنی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
چاشت کے وقت جمعہ کی نماز پڑھائی اور فرمایا مجھے تم پر  
گرمی کا خوف ہے۔ اس کو ابو بکر بن شیبہ نے روایت کیا  
اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

919- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّيْدَانِ الشُّلْبِيِّ قَالَ  
شَهِدْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ وَخُطْبَتُهُ قَبْلَ يَصْفِ النَّهَارِ  
ثُمَّ شَهِدْتُهَا مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَتْ  
صَلَوَتُهُ وَخُطْبَتُهُ إِلَى أَنْ أَقُولَ أَتَصَفَّ النَّهَارُ  
ثُمَّ شَهِدْتُهَا مَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَتْ  
صَلَوَتُهُ وَخُطْبَتُهُ إِلَى أَنْ أَقُولَ زَالَ النَّهَارُ فَمَا  
رَأَيْتُ عَابَ ذَلِكَ وَلَا أَلْكَرَهُ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ  
وَأَخْرَوْنَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

(سنن الدار قطنی کتاب الجمعة باب صلوة الجمعة قبل

نصف النهار ج 2 ص 17)

920- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا  
عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
الْجُمُعَةَ طَمَّيٌّ وَقَالَ خَشِيتُ عَلَيْكُمْ الْحَرَّ. رَوَاهُ  
أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من كان يقبل بعد الجمعة الخج 2 ص 207)

سعید بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جمعہ چاشت کے وقت پڑھائی اس کو ابو بکر بن شیبہ نے بیان کیا اور سعید بن سوید کو ابن عدی نے ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے۔

921- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ ضَمِّي زَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَعِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ ذَكَرَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الضُّعْفَاءِ.

مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من كان يقبل بعد الجمعة۔ الخ ج 2 ص 107 'الكامل في ضعفاء الرجال لابن

عدی ج 3 ص 1243)

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس اثر میں زوال سے پہلے جمعہ کے قائلین کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

922- وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يَقْبَلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَهَذَا الْأَثَرُ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيهِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من كان يقبل

بعد الجمعة۔ الخ ج 2 ص 106)

زوال کے بعد جمعہ پڑھنے کا بیان

بَابُ فِي التَّجْبِيعِ بَعْدَ الزَّوَالِ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے نماز کے بارے میں بتائیں تو آپ نے فرمایا تو صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس بے شک وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک فرشتے نماز میں حاضر و موجود ہوتے ہیں پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے پس جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھ پس بے شک نماز میں فرشتے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

923- عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْضَرَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّوحِ ثُمَّ اقْضَرَ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسَجَّرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْئُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ الْحَدِيثَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَأَخْرَوْنَ.

(مسند احمد ج 3 ص 111 'کتاب فضائل القرآن باب

الاقوات التي نهى عن الصلوة فيها ج 1 ص 276)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

یہ امر اباحت کے لیے ہے یعنی سورج ڈھل جانے پر نماز پڑھ سکتے ہو، یہ مطلب نہیں کہ سورج ڈھلتے ہی ظہر پڑھ لو۔ اس کی تحقیق بھی باب الاوقات میں کی جا چکی گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۲۶۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر وقت جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اپنے قدم کی مثل ہو جائے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

924- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطَوِيلِهِ مَا لَمْ تَحْضُرِ العَصْرُ. الْحَدِيثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب المساجد باب الاوقات الصلوة الخمس ج 1 ص 223)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمعہ اور ظہر کا ایک وقت ہے زوال شمس کے بعد اذان اول ہو پھر سنتیں پھر اذان ثانی پھر خطبہ پھر نماز، یہ اس کا اول وقت ہے اور ایسے وقت اذان و خطبہ و نماز ہوں کہ سایہ دو مثل ہونے سے پہلے اخیر سنتیں ہو جائیں یہ اس کا آخر وقت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۸، ص ۲۶۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا پس جب سورج ڈھل گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی اذان کہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لئے اقامت کہی۔ الحدیث اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور بیہمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

925- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَلَمَّا دَلَّكَتِ الشَّمْسُ أَذَّنَ بِلَالٌ الظُّهْرَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ الْحَدِيثُ. أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الأَوْسَطِ وَقَالَ الهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(المعجم الاوسط ج 7 ص 403 مجمع الزوائد كتاب الصلوة باب الوقت نقلًا عن الطبراني في الاوسط ج 1 ص 304)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

926- وَعَنْ سَلْمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نَجْمَعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ تَرْجِعُ  
تَتَّبَعُ الْفَيْئَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

سورج ڈھل جانے کے بعد جمعہ پڑھتے پھر ہم سایہ تلاش  
کرتے ہوئے لوٹے اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے  
روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 283 بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحديبية ج 2 ص 599)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس وقت  
جمعہ کی نماز پڑھاتے جب سورج ڈھل جاتا۔ اس کو امام  
بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب سورج ڈھل  
جاتا تب جمعہ کی نماز پڑھاتے پھر ہم لوٹتے تو کوئی ایسا  
سایہ نہ پاتے تھے جس سے ہم سایہ حاصل کریں۔ اس کو  
طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور تلخیص میں فرمایا کہ  
اس کی سند حسن ہے۔

حضرت مالک بن ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عقیل بن ابوطالب رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر دیکھی جمعہ کے دن جو مسجد کی دیوار  
پر ڈالی ہوئی تھی پس جب دیوار کا سایہ ساری چادر پر چھا  
جاتا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلتے اور  
جمعہ کی نماز پڑھاتے پھر نماز جمعہ کے بعد لوٹ کر دوپہر کا  
قیلولہ کرتے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
موطا میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(موطا امام مالک کتاب وقوت الصلوة باب وقت الجمعة ص 6)

حضرت ابو قیس عمرو بن مروان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے  
والد سے روایت کرتے ہیں جب سورج ڈھل جاتا تو ہم

927- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ  
حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (بخاری

کتاب الجمعة باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس ج 1 ص 123)

928- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَالَتِ  
الشَّمْسُ صَلَّى الْجُمُعَةَ فَتَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ فَيَأْتِي  
نَسْتِظِلُّ بِهِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ  
فِي التَّلْخِيفِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (المعجم الاوسط ج 7  
ص 227 تلخیص الجبیر کتاب الجمعة ج 2 ص 59)

929- وَعَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ  
أَرَى طِنْفِيسَةَ لِعَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
تُطْرَحُ إِلَى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْعَرَبِيِّ فَإِذَا غَشِيَ  
الطِنْفِيسَةَ كُلُّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ  
الْخَطَّابِ وَصَلَّى الْجُمُعَةَ قَالَ مَالِكٌ وَالِدُ أَبِي  
سُهَيْلٍ ثُمَّ تَرْجِعُ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَتَقِيلُ  
قَائِلَةَ الضَّحَى. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَا وَإِسْنَادُهُ  
صَحِيحٌ.

930- وَعَنْ أَبِي الْقَيْسِ عَمْرِو بْنِ مَرْوَانَ عَنْ  
أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نَجْمَعُ مَعَ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا

زَالَتْ الشَّمْسُ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن ابو شیبہ نے روایت کیا اور اس کی

سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب الصلوة: باب من كان يقول وقتها زوال الشمس... الخ، ج 2 ص 108)

### وقت ظہر و جمعہ:

آفتاب ڈھلنے سے اس وقت تک ہے، کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دو چند ہو جائے۔

(مختصر القدوری، کتاب الصلاة، ص ۱۵۳)

فائدہ: ہر دن کا سایہ اصلی وہ سایہ ہے، کہ اس دن آفتاب کے خط نصف النہار پر پہنچنے کے وقت ہوتا ہے اور وہ موسم اور بلاد کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا ہے، دن جتنا گھٹتا ہے، سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا ہے، سایہ کم ہوتا جاتا ہے، یعنی جاڑوں (سردیوں) میں زیادہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں کم اور ان شہروں میں کہ خط استوا کے قرب میں واقع ہیں، کم ہوتا ہے، بلکہ بعض جگہ بعض موسم میں بالکل ہوتا ہی نہیں جب آفتاب بالکل سمت راست (یعنی بالکل سر کے اوپر) پر ہوتا ہے، چنانچہ موسم سرما ماہ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر کہ ۲۸ درجہ کے قریب پر واقع ہے، ساڑھے آٹھ قدم سے زائد یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہو جاتا ہے اور مکہ معظمہ میں جو ۲۱ درجہ پر واقع ہے، ان دنوں میں سات قدم سے کچھ ہی زائد ہوتا ہے، اس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکہ معظمہ میں ۲۷ مئی سے ۳۰ مئی تک دو پہر کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا، اس کے بعد پھر وہ سایہ الٹا ظاہر ہوتا ہے، یعنی سایہ جو شمال کو پڑتا تھا، اب مکہ معظمہ میں جنوب کو ہوتا ہے اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے، یہاں تک کہ پندرہ جولائی سے اٹھارہ جولائی تک پھر معدوم ہو جاتا ہے، اس کے بعد پھر شمال کی طرف ظاہر ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوب میں پڑتا ہے، نہ کبھی معدوم ہوتا بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے۔ (از افادات رضویہ)

فائدہ: آفتاب ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین میں ہموار لکڑی اس طرح سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلاً جھکی نہ ہو آفتاب جتنا بلند ہوتا جائے گا، اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا، جب کم ہونا موقوف ہو جائے، تو اس وقت خط نصف النہار پر پہنچا اور اس وقت کا سایہ اصلی ہے، اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگا اور یہ دلیل ہے، کہ خط نصف النہار سے متجاوز ہوا اب ظہر کا وقت ہوا یہ ایک تخمینہ ہے اس لیے کہ سایہ کا کم و بیش ہونا خصوصاً موسم گرما میں جلد متمیز نہیں ہوتا، اس سے بہتر طریقہ خط نصف النہار کا ہے کہ ہموار زمین میں نہایت صحیح کمپاس سے سوئی کی سیدھ پر خط نصف النہار کھینچ دیں اور ان ملکوں میں اس خط کے جنوبی کنارے پر کوئی مخروطی شکل کی نہایت باریک نوک دار لکڑی خوب سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلاً نہ جھکی ہو، اور وہ خط نصف النہار اس کے قاعدے کے عین وسط میں ہو۔ جب اس کی نوک کا سایہ اس خط پر

منطبق ہوٹھیک دوپہر ہو گیا، جب بال برابر پورب کو جھکے دوپہر ڈھل گیا، ظہر کا وقت آ گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب من کان یقول وقتھا زوال الشمس۔ الخ ج ۲ ص ۱۰۸)

## جمعہ کے لئے دواذانوں کا بیان

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام ممبر پر بیٹھ جاتا پس جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری اذان کا حکم دیا تو زوراء کے مقام پر یہ اذان کہی گئی تو معاملہ اسی طرح ثابت ہو گیا اس کو بخاری ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

## بَابُ الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ

931- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوَّلَهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَثُرُوا أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّلَاثِ فَأَذِنَ بِهِ عَلَى الزُّورَاءِ فَثَبَّتَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ.

(بخاری کتاب الجمعة باب الاذان يوم الجمعة ج 1 ص 124، نسائی کتاب الجمعة باب الاذان للجمعة ج 1 ص 207، ابو

داؤد کتاب الصلوٰۃ باب النداء يوم الجمعة ج 1 ص 155)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی پہلی اذان خطبے کی ہوتی ہے اور دوسری اذان خطبہ کے بعد یعنی تکبیر۔ شریعت میں تکبیر کو بھی اذان کہا جاتا ہے اس

حدیث کی بنا پر بعض لوگوں نے کہا کہ خطبہ کی اذان سے تجارتیں اور دنیاوی کاروبار حرام ہوتے ہیں کیونکہ آیت کریمہ "إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ" الخ جب نازل ہوئی تو پہلی اذان تھی ہی نہیں۔

زوراء کے معنی دور بھی ہیں اور ٹیڑھا بھی۔ اہل عرب کہتے ہیں قَوْسٌ زَوْرَاءٌ ٹیڑھی کمان اور کہتے ہیں اَرْضٌ زَوْرَاءٌ

دور کی زمین۔ یہاں مدینہ منورہ کی وہ جگہ مراد ہے جو مسجد سے دور اور مسجد کے مقابل سے ہٹی ہوئی بازار میں تھی، چونکہ یہ

اذان ایجاد کے لحاظ سے تیسری ہے اس لیے اسے ثالث فرمایا گیا۔ ہشام ابن عبد الملک کے زمانہ تک یہ اذان مسجد سے دور

ہوتی رہی، ہشام نے اسے داخل مسجد کیا۔ (مرقاۃ) اب تک یہی رواج ہے اسی لیے اس اذان کو حضرت ابن عمر بدعت

فرماتے ہیں یعنی بدعت حسہ۔ اس حدیث سے اشارۃ معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کی اذان بھی مسجد سے باہر ہو مگر امام کے مقابل

کیونکہ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پہلی اذان تھی ہی نہیں تو اگر یہ اذان بھی تکبیر کی طرح اندرون

مسجد آہستہ آہستہ ہو جاتی ہو تو باہر والوں کو نماز کی اطلاع کیسے ہو سکتی تھی۔ خیال رہے فتویٰ اس پر ہے کہ تجارتیں اور کاروبار بند کرنا اذان اول پر فرض ہے کیونکہ اِذَا نُودِيَ مَطْلَقٌ ہے آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب جمعہ کی ندا ہو جائے کاروبار چھوڑ دو خواہ خطبہ کے وقت ہو یا اس سے پہلے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۶)

## باب التَّائِذِينَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

خطبہ کے وقت مسجد کے دروازے پر

اذان کا بیان

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب جمعہ کے دن ممبر پر بیٹھتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان کہی جاتی اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔ علامہ نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں علی باب المسجد کا اضافہ محفوظ نہیں ہے۔

ان روایات کا بیان جو یوم جمعہ خطبہ کے وقت امام کے پاس اذان کہنے پر دلالت کرتی ہیں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ممبر پر بیٹھ جاتے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہا کرتے پھر جب آپ ممبر سے اترتے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی اسی طرح رہا۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

932- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ. قَالَ النَّيْمِيُّ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب النداء یوم الجمعة ج 1 ص 155)

## بَابُ مَا يَدُلُّ عَلَى التَّائِذِينَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عِنْدَ الْإِمَامِ

933- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ يَلَأُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذَّنُ إِذَا جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذَلِكَ فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (نسائی کتاب الجمعة باب الاذان للجمعة ج 1 ص 207 مسند احمد ج 3 ص 449)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ ہے کہ ان دنوں بھی ایک بار یہ بھی ثابت نہیں، جو لوگ اس کا دعویٰ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہ اترا کرتے ہیں ہشام سے بھی اس اذان کا مسجد کے اندر دوانا ہرگز ثابت نہیں البتہ پہلی اذان کے نسبت بعض نے لکھا ہے کہ اسے ہشام مسجد کی طرف منتقل کر لایا اور اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ مسجد کے اندر دوانا بلکہ وہ المومنین مکان یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں پہلی اذان دواتے تھے ہشام نے مسجد کے منارہ پہ دوانا کی، رہتی یہ دوسری اذان خطبہ اس کی نسبت صحیح ہے کہ ہشام نے اس میں کچھ تغیر نہ کیا اسی حالت میں باقی رکھی جتنی زمانہ رسالت و زمانہ خلافت میں تھی۔ امام محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مواہب شریف جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ میں فرماتے ہیں:

فلما كان عشرين، امر بالاذان قبله على الزوراء، ثم نقله هشام الى المسجد، اى امر بفعله فيه، وجعل الآخر الذى بعد جلوس الخطيب على المنبر بين يديه بمعنى انه ايقاد بالمكان الذى يفعل فيه، فلم يغيره، بخلاف ما كان بالزوراء فحولته الى المسجد على المنبر انتهى۔

(شرح الزرقانی علی مواہب المتصدقات فی باب یصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ ما یریدہ ص ۲۳۵)

یعنی جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اذان خطبہ سے پہلے ایک اذان بازار میں ایک مکان کی چھت پر دوانی پھر اس پہلی اذان کو ہشام مسجد کی طرف منتقل کر لایا یعنی اس کے مسجد میں ہونے کا حکم دیا اور دوسری کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے وہ خطیب کے مواجہ میں کی یعنی جہاں ہوا کرتی تھی وہیں باقی رکھی اس اذان ثانی میں ہشام نے کوئی تبدیل نہ کی بخلاف بازار دوانی اذان اول کے کہ اسے مسجد کی طرف منارہ پر لے آیا آنتی۔

ہاں وہ جمہور مالکیہ کہ اذان ثانی کو امام کی محاذات میں ہونا بدعت کہتے ہیں اور اس کا بھی منارہ پر ہی ہونا سنت بتاتے ہیں، ان میں بعض کے کلام میں واقع ہوا کہ سب میں سے پہلے اذان ثانی امام کے رو برو ہشام نے کہلوانی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں یہ اذان بھی محاذات امام نہ، دتی تھی منارہ ہی پر تھی، پھر اس سے کیا ہوا، غرض ہشام بیچارے سے بھی ہرگز اس کا ثبوت نہیں کہ اس نے اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے برابر کہلوانی ہو جیسی اب کہی جانے لگی اس کا کچھ پتا نہیں کہ کس نے یہ ایجاد نکالی، اور اگر ہشام سے ثبوت ہوتا بھی تو اس کا قبول و نقل لیا جت تھا، وہ ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی سیدنا امام زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرایا مولیٰ دوانی اور اس پر یہ شدید ظلم کہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا برسوں مولیٰ پر رہی جب ہشام مر گیا تو نعش مبارک دفن ہوئی ان برسوں میں بدن مبارک کے کپڑے گل گئے تھے قریب تھا کہ بے ستری ہو اللہ عزوجل نے مکڑی کو حکم فرمایا کہ اس نے جسم مبارک پر ایسا جالاتان دیا کہ بجائے تہبند ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض صالحین نے دیکھا کہ امام مظلوم زید

شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولی سے پشت اقدس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں یہ کچھ کیا جاتا ہے میرے بیٹوں کے ساتھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کے خلاف ایسے ظالم کی سنت پیش کرنا اور پھر امام اعظم وغیرہ ائمہ پر اس کی تہمت دھرنا کہ ان اماموں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین کی سنت چھوڑ کر ظالم بادشاہ کی سنت قبول کر لی، کیسا صریح ظلم اور ائمہ کرام کی شان میں کیسی بڑی گستاخی ہے اللہ عزوجل پناہ دے، اس کے بدعت حسنه ہونے کا دعویٰ محض باطل و بے اصل ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۵، ص ۳۰۸-۳۰۹)

لوگوں کو جدا کرنے اور کندھے

پھلانگنے سے ممانعت کا بیان

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی طاقت کے مطابق طہارت حاصل کرے پھر تیل لگائے یا خوشبو لگائے پھر جمعہ کے لئے اس حال میں جائے کہ دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ ڈالے اور فرض نماز پڑھے پھر جب امام (خطبہ کے لئے) تشریف لائے تو خاموش رہے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

حضرت زاہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا کہ ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا در انحالیکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بَابُ النَّهْيِ عَنِ

التَّفْرِيقِ وَالتَّخْطِئِ

934- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ طِيبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يَفْرِقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ غُفْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب الجمعة باب لا يفرق بين اثنين يوم الجمعة ج 1 ص 124)

935- وَعَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرِ جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِجْلِسَ فَقَدْ  
أَذِيَّتْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ۔

نے اس سے فرمایا بیٹھ جا تو نے (لوگوں کو) اذیت دی  
ہے۔ اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی  
سند حسن ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوة باب تخطی رقاب الناس يوم الجمعة ج 1 ص 159 نسائی کتاب الجمعة باب النهی عن تخطی

رقاب الناس ج 1 ص 207)

گردنیں پھلانگنا

جمعہ کے دن مقتدی کا امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں  
پھلانگے البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد آیا تو مسجد  
کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔ (بہار شریعت، ج 1، حصہ ۴، ص ۵۵)

نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں

سنتوں کا بیان

بَابُ السُّنَّةِ قَبْلَ صَلَاةِ

الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا

936- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ ثَمَّ آتَى

الْجُمُعَةَ فَصَلَّى مَا قَدَّرَ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ

الْإِمَامُ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ غُفْرَ لَهُ مَا

بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ

أَيَّامٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب الجمعة فصل من

اغتسل او توضع واتى الجمعة۔ الخ ج 1 ص 283)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ  
کے دن غسل کرے پھر نماز جمعہ پڑھنے کے لئے آئے  
پھر جو نماز اس کے لئے مقرر کی گئی ہے پڑھے۔ پھر  
خاموش رہے حتیٰ کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہو جائے  
پھر وہ امام کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے اس جمعہ اور  
دوسرے جمعہ کے درمیان گناہ اور مزید تین دن کے گناہ  
بخش دیئے جائیں گے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ غسل جمعہ نماز کے لئے مسنون ہے نہ کہ دن جمعہ کے لئے لہذا جس پر جمعہ کی نماز نہیں ان کے  
لئے غسل سنت نہیں، ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ جمعہ کا غسل نماز جمعہ سے قریب کر حتیٰ کہ اس کے وضو  
سے جمعہ پڑھو۔ مگر حق یہ ہے کہ غسل جمعہ کا وقت طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے۔  
یعنی دس دن کے گناہ کہ ایک نیکی کا ثواب دس گناہ ہوتا ہے، پچھلی حدیث میں آٹھ دن کا ذکر تھا یہاں دس کا مگر دونوں

درست ہیں۔ جتنا خشوع زیادہ اتنا ثواب زیادہ یا اولاً آٹھ دن کی بخشش کا وعدہ تھا پھر دس دن کا وعدہ ہوا۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ چار رکعات پڑھے اس کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

937- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ.

(مسلم کتاب الجمعة فصل فی اربع رکعات او الرکعتین بعد الجمعة ج 1 ص 288 ترمذی ابواب الجمعة باب فی الصلوة قبل الجمعة وبعدها ج 1 ص 117 ابوداؤد کتاب الصلوة بعد الجمعة ج 1 ص 161 نسائی کتاب الجمعة باب عدد الصلوة بعد الجمعة فی المسجد ج 1 ص 210 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجای فی الصلوة بعد الجمعة ص 80 مسند احمد ج 2 ص 249)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ بعد جمعہ چار سنت مؤکدہ ہیں، امام یوسف کے ہاں چھ، اس طرح کہ فرض جمعہ کے بعد پہلے چار رکعتیں پڑھے پھر دو۔ اس کی بحث پہلے گزر چکی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۳۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

938- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

(مسلم کتاب الجمعة فصل فی اربع رکعات او الرکعتین بعد الجمعة واللفظ له ج 1 ص 288 بخاری کتاب الجمعة باب الصلوة بعد الجمعة وقلبها ج 1 ص 128 ترمذی ابواب صلوٰۃ الجمعة باب فی الصلوة قبل الجمعة وبعدها ج 1 ص 117 ابوداؤد کتاب الصلوة باب الصلوة بعد الجمعة ج 1 ص 161 نسائی کتاب الجمعة باب صلوٰۃ الامام بعد الجمعة ج 1 ص 210 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجا، فی الصلوة بعد الجمعة ص 80 مسند احمد ج 2 ص 11)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

جمعہ کے دن بعد کے متعلق تین روایتیں ہیں، دو پڑھتے تھے، چار پڑھتے تھے، چھ پڑھتے تھے پہلی روایت پر امام



شافعی کا عمل ہے، دوسری پر امام اعظم کا تیسری پر ابو یوسف کا چار کی روایات بھی آ رہی ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۵)

حضرت عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں ہوتے تو جمعہ کی نماز پڑھ کر آگے بڑھتے اور دو رکعتیں ادا کرتے پھر آگے بڑھ کر چار رکعتیں ادا کرتے اور جب مدینہ طیبہ میں ہوتے تو نماز جمعہ پڑھ کر گھر لوٹ جاتے اور مسجد میں (باقی) نماز نہ پڑھتے تو ان سے اس کا ذکر کیا گیا اور آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت جبلہ بن محمّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ جمعہ سے پہلے چار رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کرتے تھے پھر جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے پھر چار رکعت پڑھتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت خرشہ بن حر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جمعہ کے بعد نماز جمعہ کی مثل نماز پڑھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد چار رکعات

939- وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعًا وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الجمعة ج 1 ص 160)

940- وَعَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُعَيْبٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَرْبَعًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطوع بالليل والنهار كيف هو ج 1 ص 231)

941- وَعَنْ خَرِشَةَ بْنِ الْحَزْرِيِّ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ مِثْلَهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطوع بعد الجمعة ج 1 ص 233)

942- وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ الْإِمَامُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ

پڑھیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھیں۔ اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق کتاب الجمعة باب الصلوة قبل الجمعة وبعدها ج 3 ص 247 رقم الحدیث: 5525)

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو سکھایا کہ وہ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھیں پس جب حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے لوگوں کو سکھایا کہ وہ چھ رکعات پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ جب نماز جمعہ پڑھ لیتے تو جمعہ کے بعد دو اور چار رکعتیں پڑھتے تھے تو ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل پسند آیا تو ہم نے اسے ہی اختیار کر لیا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

آپ ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو نماز جمعہ کے بعد نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھنا

صَحِيحٌ. (المعجم الكبير للطبرانی ج 2 ص 360 رقم الحدیث: 9554)

943- وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصَلِّيَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف عبد الرزاق کتاب الجمعة باب الصلوة قبل الجمعة وبعدها ج 3 ص 247 رقم الحدیث: 5525)

944- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ عَلْمَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّاسُ أَنْ يُصَلُّوا بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا فَلَمَّا جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يُصَلُّوا سِتًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الجمعة ج 1 ص 233)

945- وَعَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا فَقَدِمَ بَعْدَهُ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ صَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا فَأَعْجَبْنَا فِعْلَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَخْتَرْنَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الجمعة ج 1 ص 233)

946- وَعَنْهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ سِتًّا.

چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ چھ رکعات ادا کرے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

رَوَاةُ الظَّحَاوِيِّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الجمعة ج 1 ص 233)

### سنتوں اور نفلوں کا بیان

سنت کی دو قسمیں ہیں ایک سنت مؤکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ۔

مسئلہ:- سنت مؤکدہ یہ ہیں دو رکعت فجر کی سنت فرض نماز سے پہلے، چار رکعت ظہر کی سنت فرض نماز سے پہلے اور دو رکعت بعد میں، مغرب کے بعد دو رکعت سنت، عشاء کے بعد دو رکعت سنت، جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت۔ یہ سب سنتیں مؤکدہ ہیں یعنی ان کو پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے بلا عذر ایک مرتبہ بھی ترک کرے تو ملامت کے قابل ہے اور اس کی عادت ڈالے تو فاسق جہنم کے لائق ہے اور اس کے لئے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے ان مؤکدہ سنتوں کو "سُنَنُ الْهُدَى" بھی کہتے ہیں۔ (رد المحتار، کتاب الصلوة، مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲ ص ۵۳۵)

مسئلہ:- سنت غیر مؤکدہ یہ ہیں چار رکعت عصر سے پہلے، چار رکعت عشاء سے پہلے، اسی طرح عشاء کے بعد دو رکعت کی بجائے چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد بجائے چار رکعت سنت کے چھ رکعت۔ سنت مغرب کے بعد چھ رکعت "صلوة الادلین" اور دو رکعت تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ الوضوء اگر مکروہ وقت نہ ہو، دو رکعت نماز اشراق، کم سے کم دو رکعت نماز چاشت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت، کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نماز تہجد، صلوة التبیح، نماز استخارہ، نماز حاجت وغیرہ ان سنتوں کو اگر پڑھے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں ہے ان سنتوں کو "سنن الزوائد" اور کبھی "سنت مستحبہ" کہتے ہیں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوة، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱ ص ۱۱۲ / الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲ ص ۵۳۶، ۵۳۷)

مسئلہ:- قیام کی قدرت ہونے کے باوجود نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن جب قدرت ہو تو نفل کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور دو گنا ثواب ملتا ہے۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، مطلب بحث المسائل السبع عشریہ، ج ۲ ص ۵۸۳)

### خطبہ کے بیان میں

### بَابُ فِي الْخُطْبَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو جاتے جیسا کہ اب تم کرتے ہو اس کو محمد شین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک

947- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ كَمَا تَفْعَلُونَ الْآنَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

جماعت نے روایت کیا ہے۔

(بخاری کتاب الجمعة باب الخطبة قائمًا ج 1 ص 125، مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 283، ترمذی ابواب صلوة الجمعة باب ما جاء في الجلوس بين الخطبتين ج 1 ص 113، ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجلوس اذا صعد المنبر ج 1 ص 156، نسائی کتاب الجمعة باب الفضل بين الخطبتين ج 1 ص 209، ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة ص 79، مسند احمد ج 2 ص 35)

948- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ حُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب الجمعة باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة ج 1 ص 127)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو خطبے اس طرح دیتے کہ ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا ہے۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

مکہ معظمہ کے علاوہ اور جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اور مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین نے دروازہ کعبہ پر خطبہ پڑھا ہے۔ وہاں منبر امیر معاویہ کی ایجاد ہے جسے صحابہ نے بغیر اعتراض منظور کیا اور جب سے اب تک وہاں بھی خطبہ منبر پر ہی ہو رہا ہے، وہاں منبر پر خطبہ سنت امیر معاویہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں اور آپ تیسری پر کھڑے ہوتے تھے، یہی سنت ہے اب تو وہاں منبر کی بہت سیڑھیاں ہیں۔

یہی سنت ہے کہ امام پہلے منبر پر بیٹھے پھر اس کے سینہ کے مقابل خارج مسجد مؤذن اذان کہے، پھر امام کھڑا ہو کر دو خطبے دے جن کے درمیان بیٹھے مگر اس حال میں بھی دنیوی کلام نہ کرے خاموش رہے یا دل میں کوئی قرآنی آیت پڑھے۔ مرقات نے فرمایا کہ آج کل جو بادشاہوں کے نام لینے، انہیں عادل کہنے، ان کی تعریفیں کرنے کا خطیبوں میں رواج ہے یہ حرام ہے کیونکہ اب بادشاہ ظالم ہیں اور ظالم کو عادل کہنا کفر ہے اور ان کی تعریفیں کرنا جھوٹ اور خوشامد، حتیٰ کہ بعض امام فرماتے ہیں کہ اب خطیب سے دو بیٹھے تاکہ یہ جھوٹ اور فاسقوں کی تعریف نہ سنے۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 234)

949- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذَكِّرُ النَّاسَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو خطبے ہوتے ان کے درمیان بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے اس کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 283، ترمذی ابواب صلوة الجمعة باب ماجاء فی الجلوس بین الخطبتین ج 1 ص 113، ابوداؤد کتاب الصلوة باب الخطبة قائمًا ج 1 ص 156، نسائی کتاب الجمعة باب السکوت فی القعدة بین الخطبتین ج 1 ص 209، ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی الخطبة یوم الجمعة ص 79، مسند احمد ج 5 ص 90) مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جمعہ کے لیے خطبے دو پڑھے جائیں۔ دوسرے یہ کہ خطبہ میں قرآن کریم کی آیت بھی تلاوت کی جائے۔ تیسرے یہ کہ خطبے میں وعظ و نصیحت کے الفاظ بھی ہوں۔ چوتھے یہ کہ خطبہ نہ بہت دراز ہونہ بہت مختصر۔ پانچویں یہ کہ دو خطبوں کے درمیان منبر پر بیٹھ کر فاصلہ کرے۔ خیال رہے کہ خلفاء اور صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ذکر نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے نہ سنت صحابہ، بلکہ بدعت حسنہ ہے جس کی وجہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں یہ ضرور کی جائے۔ جو لوگ ہر بدعت کو حرام کہتے ہیں وہ اس کو کیا کہیں گے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 639)

حضرت سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر حالت قیام میں ہی خطبہ ارشاد فرماتے پس جس نے تجھے یہ خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اس نے جھوٹ کہا خدا کی قسم میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھیں ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

950- وَعَنْ سَمَّاكٍ قَالَ اَنْبَايَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَاكَ اَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ وَاللَّهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفِي صَلَوةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 283)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ہر خطبہ کے لیے کھڑا ہونا سنت ہے خواہ خطبہ جمعہ و عیدین ہو یا خطبہ وعظ یا خطبہ نکاح۔ جو شہر جہاد سے فتح ہوئے ہیں وہاں تلوار لے کر خطبہ پڑھے اور جو بخوشی مسلمان ہو گئے وہاں خالی ہاتھ پڑھے۔ (مرقات) دوسرے خطبہ کی آواز پہلے خطبہ سے کچھ کم ہو۔

یعنی نماز پنجگانہ اتنی پڑھیں نہ کہ نماز جمعہ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریباً پانچ سو جمعے پڑھے ہیں اس لیے کہ جمعہ بعد ہجرت شروع ہوا جس کے بعد دس سال آپ کی زندگی شریف رہی، اس عرصہ میں جمعے اتنے ہی ہوتے

ہیں۔ (لمعات) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۳۱)

951- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَخْرَوْنَ. (مسلم كتاب الجمعة فصل في الخطبة والصلوة قصداً ج 1 ص 284)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھتا تھا پس آپ کی نماز اور خطبہ مختصر ہوتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا ہے۔

952- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُطِيلُ الصَّلَاةَ وَيَقْضُرُ الْخُطْبَةَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبد اللہ بن ابو اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز لمبی پڑھاتے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

(نسائی كتاب الجمعة باب ما يستحب من تقصير الخطبة ج 1 ص 209)

953- وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ حَزْنِ الْكَلْبِيِّ قَالَ قَدِمْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ فَلَبِئْنَا عِنْدَهُ أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ مُتَوَكِّئًا عَلَى قَوْسٍ أَوْ قَالَ عَلَى عَصَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت حکم بن حزن کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا درانحالیکہ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں تھا پس ہم آپ کے پاس پانچ دن ٹھہرے۔ ان دنوں میں جمعہ کے لئے بھی حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمان پر ٹیک لگا کر (خطبہ) کہا یا راوی نے کہا عصا مبارک پر ٹیک لگا کر (خطبہ) کہا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد ج 4 ص 212 ابو داؤد کتاب الصلوة باب الرجل يخطب على قوس ج 1 ص 156)

954- وَعَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْدَأُ فَيَجْلِسُ عَلَى الْيَنْبَرِ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَدِّنُ قَامَ فَخَطَبَ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آغاز اس طرح فرماتے کہ منبر پر تشریف

الخطبة الأولى ثم جلس شيئاً يسيراً ثم قام  
فخطب الخطبة الثانية حتى إذا قضاها  
استغفر الله ثم نزل فصل قال ابن شهاب  
وكان إذا قام أخذ عصاً فتوكل عليها وهو  
قائم على المنبر ثم كان أبو بكر بن الصديق  
رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه وعثمان  
رضي الله عنه يفعلون ذلك. رواه أبو داود في  
مراسيله وهو مرسل جيد.

(مراسيل ابی داؤد ملحقہ سنن ابی داؤد باب ماجاء

فی الخطبة یوم الجمعة ص 7)

فرما ہوتے ہیں جب مؤذن (اذان دے کر) خاموش  
ہو جاتا تو کھڑے ہو کر پہلا خطبہ دیتے پھر تھوڑی دیر  
بیٹھتے پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے حتیٰ کہ جب خطبہ  
پورا کر لیتے تو استغفر اللہ کہتے پھر (ممبر) سے اتر کر نماز  
پڑھاتے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم جب (خطبہ کے لئے) کھڑے ہوتے تو  
عصی مبارک پکڑ کر اس پر ٹیک لگاتے در انحالیکہ آپ  
ممبر پر کھڑے ہوتے پھر ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی  
طرح کرتے تھے اس کو ابو داؤد نے اپنی مراسیل  
میں روایت کیا اور یہ مرسل جید ہے۔

## خطبہ

مسئلہ: خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے، کہ:

(۱) وقت میں ہو اور

(۲) نماز سے پہلے اور

(۳) ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد اور

(۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد

پڑھایا تنہا پڑھایا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہو اور اگر بہروں یا سونے والوں کے  
سامنے پڑھایا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔

(الدر المختار رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی نیۃ آخر ظہر بعد صلاة الجمعة، ج ۳، ص ۲۱)

مسئلہ: خطبہ ذکر الہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار الحمد للہ یا سبحن اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا اسی قدر سے فرض

ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۲، وغیرہ)

مسئلہ: چھینک آئی اور اس پر الحمد للہ کہا یا تعجب کے طور پر سبحن اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۳۶)

مسئلہ: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۷)



مسئلہ ۲۴: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طویل مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں (سردیوں) میں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۳)

مسئلہ: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں:

(۱) خطیب کا پاک ہونا۔ (۲) کھڑا ہونا۔ (۳) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔ (۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔ اور (۵) سامعین کی طرف موٹھ۔ اور (۶) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔ (۷) حاضرین کا متوجہ با امام ہونا۔ (۸) خطبہ سے پہلے اَعُوذُ بِاللّٰهِ آہستہ پڑھنا۔ (۹) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔ (۱۰) الحمد سے شروع کرنا۔ (۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔ (۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔ (۱۳) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنا۔ (۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ (۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔ (۱۶) دوسرے میں حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔ (۱۷) دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔ (۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونے۔ (۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔ مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمین مکرین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُكَ وَنَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِانْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِيَ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ اللهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ.

(۲۰) مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف موٹھ کرے اور رہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے۔ اور (۲۱) امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

(۲۲) خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی

صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۳۶، ۱۳۷) (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۳-۲۶)

مسئلہ ۲۶: بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے، مثلاً مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور حرام

ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۲)

مسئلہ ۲۷: خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے،

البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بڑی بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۳۶)



مسئلہ ۲۸: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں شامل کرنا خلاف سنت متواتر ہے۔  
یوں خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں دو ایک شعر پسند و نصح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔

**بَابُ كَرَاهَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ**  
955- عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمَّارَةَ بِنِ رُوَيْبَةَ قَالَ  
رَأَى بَشَرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ  
فَقَالَ قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزِيدُ عَلَى  
أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ  
الْمُسْبِحَةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ.

ممبر پر ہاتھوں کا اٹھانا پسندیدہ ہے

حضرت حصین عمارہ بن رویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بشر بن مروان کو منبر پر  
ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں  
ہاتھوں کو برباد کرے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم کو دوران خطبہ صرف شہادت کی انگلی سے  
اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجمعة فصل في الاشارة في الخطبة بالمسبحة ج 1 ص 287)

**بَابُ التَّنْفُلِ حِينَ يَخْطُبُ الْإِمَامُ**  
956- عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَيْتَ قَالَ لَا قَالَ فَمُ فَصَلِّ  
رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

امام کے خطبہ دیتے وقت نفل پڑھنے کا بیان  
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک  
شخص جمعہ کے دن (مسجد میں) داخل ہوا درانحالیکہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے  
تھے تو آپ نے پوچھا کیا تو نے نماز (سنت) پڑھ لی  
ہے تو اس نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا تو دو رکعتیں  
پڑھ لو اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت  
نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجمعة باب اذا رأى الامام رجلاً جاء وهو يخطب - الخ ج 1 ص 127 مسلم کتاب الجمعة فصل من دخل

المسجد والامام يخطب - الخ ج 1 ص 287 ترمذی ابواب صلوة الجمعة باب في الركعتين اذا جاء الرجل والامام يخطب ج 1  
ص 114 ابو داؤد کتاب الصلوة باب اذا دخل الرجل والامام يخطب ج 1 ص 159 نسائی کتاب الجمعة باب مخاطبة الامام  
رعية وهو على المنبر ج 1 ص 208 ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب ص 79

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتا ہے سائیک اہل علمانی جمعہ کے دن آیا در انما لیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سلیم اللہ اور دو رکعتیں پڑھ اور ان میں اختصار کرنا پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن کے اس حال میں آئے کہ امام خطبہ کہہ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے اور ان میں اختصار کرے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا۔

حضرت سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اس حال میں آئے کہ امام خطبہ کہہ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ دو ہلکی رکعتیں پڑھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

957- وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ سُلَيْكُ بْنُ الْعَطْفَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَخْرَوْنَ. (مسلم كتاب الجمعة فصل من دخل المسجد والامام يخطب ج 1 ص 287)

958- وَعَنْ سُلَيْكِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد ج 3 ص 317، المعجم الكبير للطبرانی ج 7 ص 161 رقم الحديث: 6697)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جو صاحب ترتیب نہیں اسے قضا نماز بھی خطبہ کے وقت ادا کرنی جائز نہیں کہ بعد کو بھی پڑھ سکتا ہے اور صاحب ترتیب کو وقتی نماز سے پہلے قضا کا ادا کرنا ضرور، ورنہ وقتی بھی نہ ہوگی، ایسے شخص نے اگر بھی قضاے فجر ادا نہ کی اور خطبہ شروع ہو گیا تو اسے قضا پڑھنے سے ممانعت نہیں بلکہ ضرور لازم ہے ورنہ جمعہ بھی نہ ہوگا، ہاں بلا عذر شرعی اتنی دیر لگانی کہ خاص خطبہ کے وقت پڑھنی پڑے اسے بھی جائز نہیں۔

لتأديه الى ترك الاستماع وهو في نفسه محذور وكل ما أدى الى محذور محذور. کیونکہ اس میں خطبہ کا عدم سماع لازم آ رہا ہے جو فی نفسہ ممنوع ہے اور ہر وہ شئی جو ممنوع تک پہنچائے ممنوع ہوتی ہے۔ در مختار میں ہے: اذا اخرج الامام فلا صلوة ولا كلام الى تمامها خلا قضا فائتة لم يسقط الترتيب بينها وبين الوقتية فانها لا تكرر. (در مختار باب الجمعة مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۱۱۳/۱)

جب امام جمعہ آجائے تو اتمام جمعہ تک نہ نماز سے نہ کلام، البتہ فوت شدہ نماز کی قضا مکروہ نہیں کیونکہ فوت شدہ اور وقتی

نماز کے درمیان ترتیب ساقط نہیں ہوتی تھی۔

سراج وغیرہ میں ہے: لضرورة صحة الجمعة والا لا۔ (سراج الوہاج)

(جمعہ کی صحت کے پیش نظر ہے ورنہ نہیں۔)

ردالمحتار میں ہے: قوله فانها لا تكرر (بل يجب فعلها قوله والا لا) اي وان سقط الترتيب

تكره. انتهى والله تعالى اعلم۔ (ردالمحتار باب الجمعة مطبوعہ مطبعہ البانی مصر ۱/۶۰۲)

ماتن کا قول "کیونکہ اس میں کراہت نہیں" بلکہ اس کا کرنا واجب ہے (ورنہ نہیں) یعنی اگر ترتیب ساقط ہو چکی ہو تو

کراہت لازم آئے گی انتہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۸، ص ۱۳۱-۱۳۲)

خطبہ کے وقت نماز اور گفتگو سے

بَابُ فِي الْمَنْعِ مِنَ الْكَلَامِ

ممانعت کا بیان

وَالصَّلَاةِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہو در انحالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغوبات کہی اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

959- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخُطِبُ فَقَدْ لَغَوْتَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

(بخاری کتاب الجمعة باب الانصات يوم الجمعة ج 1 ص 127 مسلم کتاب الجمعة فصل في عدم ثواب من تكلم والامام

يخطب۔ الخ ج 1 ص 281)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے در انحالیکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ان سے کچھ پوچھا یا کوئی بات کی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جواب نہ دیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھے کہ وہ ناراض ہیں پس جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے

960- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطِبُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ أَوْ كَلِمَةٍ بِشَيْءٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَظَنَّ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهَا مُوجِدَةٌ فَلَمَّا انْفَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا أَبِي مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرُدَّ عَلَيَّ قَالَ إِنَّكَ لَمْ تَحْضُرْ مَعَنَا الْجُمُعَةَ

قَالَ وَلِمَ قَالَ تَكَلَّمْتُ وَالتَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَامَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ  
 عَنْهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ صَدَقَ أَبِيٌّ أَطِيعْ أَبِيًّا. رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى  
 وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند ابی یعلیٰ ج 3 ص 335 رقم  
 الحدیث: 1799، مجمع الزوائد ج 2 ص 185)

تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا  
 اے ابی تجھے میری بات کا جواب دینے سے کسی چیز نے  
 روکا تو انہوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ جمعہ میں حاضر  
 ہی نہیں ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے کہا کیوں کہ آپ نے گفتگو کی حالانکہ نبی اکرم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے پس  
 حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر نبی  
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر  
 ہوئے اور اس کا آپ کی خدمت میں ذکر کیا تو رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابی ابن کعب نے  
 سچ کہا تو ابی کی اطاعت کر۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا  
 اور اس کی سند صحیح ہے۔

961- وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرظِيِّ قَالَ  
 إِنَّ جُلُوسَ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ  
 وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ وَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا  
 يَتَحَدَّثُونَ حِينَ يَجْلِسُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى  
 الْمِنْبَرِ حَتَّى يَسْكُتَ الْمُؤَدِّنُ فَإِذَا قَامَ عُمَرُ  
 رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ حَتَّى  
 يَقْضَى خُطْبَتَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ثُمَّ إِذَا نَزَلَ عُمَرُ  
 رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَقَضَى خُطْبَتَيْهِ  
 تَكَلَّمُوا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 روایت کرتے ہیں کہ امام کا ممبر پر بیٹھنا نماز کو ختم کر دیتا  
 ہے اور اس کا خطبہ دینا گفتگو کو ختم کر دیتا ہے اور آپ نے  
 کہا کہ بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے ممبر پر بیٹھنے کے وقت باتیں کرتے تھے  
 حتیٰ کہ مؤذن اذان سے خاموش ہو جاتا پس جب  
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر سے اترتے اور اپنا خطبہ  
 پورا فرما لیتے تو لوگ باتیں کرتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ  
 اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الانصات عند الخطبة ج 1 ص 254)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إذا خرج الإمام من الحجره ان كان والا فقيامه للصعود فلا صلوة ولا كلام الى تمامها  
 وقال لا باس بالكلام قبل الخطبة وبعدها واذا جلس عند الثاني والخلاف في كلام يتعلق

بالأخرة اما غيره فيكره اجماعا وعلى هذا فالترقية المتعارفة في زماننا تكرة عندنا والعجب ان المرقى ينهى عن الامر بالمعروف بمقتضى حديثه ثم يقول انصتوا رحمكم الله اه ملخصا

(در مختار باب الجمعة مطبوعه مکتبہ دہلی بھارت ۱۱۳۰)

جب امام حجرہ سے نکلے اگر حجرہ ہو، ورنہ جب وہ منبر پر چڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو تمام خطبہ تک نہ نماز ہے اور نہ ہی کلام، صاحبین کہتے ہیں کہ خطبہ سے پہلے اور اس کے بعد گفتگو میں حرج نہیں، اور امام ابو یوسف کے نزدیک جب امام بیٹھے اس وقت بھی کلام میں کوئی حرج نہیں، اور اختلاف اس گفتگو میں ہے جو آخرت سے متعلق ہو لیکن اس کے علاوہ گفتگو تو بالاتفاق مکروہ ہے، اس بناء پر ہمارے زمانہ میں متعارف ترقیہ (ان الله وملئكته يصلون على النبي الخ) (خطیب کے منبر پر بیٹھتے وقت پڑھنا) امام اعظم کے نزدیک مکروہ ہے اور تعجب ہے کہ ترقیہ پڑھنے والا امر بالمعروف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کی وجہ سے روکتا ہے اور پھر خود کہتا ہے خاموش رہو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اہ ملخصا،

(الفتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص ۳۰۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ص ۸۳، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

جمعہ کی نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز میں جمعہ کے دن الم تنزیل السجدة اور هل ائی علی الانسان حیث من الدھر پڑھتے اور جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون پڑھتے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

962- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْم تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ وَهَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حَيْثُ مِنَ الدَّهْرِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجمعة فصل فی قراءۃ الم تنزیل۔ الخ ج 1 ص 288)

حضرت ابن ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر امیر مقرر کیا اور خود مکہ مکرمہ گیا پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں جمعہ کے دن

963- وَعَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ بَعْدَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ

نماز پڑھائی تو دوسری رکعت میں سورۃ جمعہ کے بعد سورۃ  
منافقوں پڑھی تو آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ: جب نماز سے فارغ ہو کر جانے گئے تو  
میں نے ان کو پالیا اور کہا کہ بے شک آپ نے ایسی  
دوسری سورتیں پڑھی ہیں جو حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن کوفہ میں پڑھا کرتے تھے تو  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جمعہ کے دن یہ دو  
سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

الْأَمْرُ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ فَأَدْرَكْتُ  
أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ  
بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجمعة فصل فی قراءة سورة الجمعة)

والمنافقين ج 1 ص 287)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

آپ مدنی ہیں، مشہور تابعین میں سے ہیں، حضرت علی مرتضیٰ کے کاتب تھے، آپ کے والد ابورافع منصور کے آزاد  
کردہ غلام ہیں۔

یعنی جب مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا تو ایک دفعہ اپنے زمانہ حکومت میں خود حج کرنے گیا اور اپنی جگہ حضرت  
ابو ہریرہ کو حاکم مدینہ بنایا گیا تب یہ واقعہ پیش آیا۔  
یعنی مروان اپنی موجودگی میں خود جمعہ و خجگانہ پڑھایا کرتا تھا کیونکہ امامت کا حق سلطان اسلام یا اس کے نائب کو  
ہے، جب حضرت ابو ہریرہ حاکم اسلام مقرر ہوئے تب آپ نے جمعہ پڑھایا۔

آپ جمعہ میں کبھی کبھی یہ سورتیں بھی پڑھتے تھے یہاں ہمیشگی کا ذکر نہیں لہذا یہ حدیث دیگر احادیث کے خلاف نہیں۔  
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور  
جمعہ کی نماز میں سُبْحَانَ رَبِّكَ الْعَظِيمِ اور هَلْ أَتَاكَ  
خَبْرُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے اور سب ایک ہی دن میں  
جمعہ اور عید جمع ہو جاتے تو پھر بھی دونوں نمازوں میں ان  
ہی دو سورتوں کو پڑھتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

964. وَعَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي  
الْجُمُعَةِ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ  
خَبْرُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ  
وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي  
الصَّلَاتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب

الجمعة فصل فی قراءة الم تنزیل۔ الخ ج 1 ص 288)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

عید میں بھی اور جمعہ میں بھی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ایک عید اور جمعہ جمع ہو جائیں تو نماز عید کی وجہ سے نماز جمعہ معاف نہ ہو جائے گی یہ بدستور فرض رہے گی۔ حضرت عثمان غنی نے جو اپنے دور خلافت میں نماز عید کے بعد فرمایا تھا کہ جمعہ کی نماز کے لیے جو چاہے ٹھہرے جو چاہے چلا جائے یہ ان گاؤں والوں سے خطاب تھا جن پر نہ نماز عید واجب تھی اور نہ نماز جمعہ فرض، برکت کے لیے عید و جمعہ پڑھنے شہر آجاتے تھے لہذا ان کا فرمان اس حدیث کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ عید و جمعہ کا اجتماع منحوس نہیں جیسا کہ آج کل جبلا نے سمجھ رکھا ہے بلکہ اس میں دو برکتوں کا اجتماع ہے اور حضور کے زمانہ میں ایسا ہوا ہے۔ تیسرے یہ کہ ایک سورت دو نمازوں میں پڑھنا جائز ہے۔ خیال رہے کہ یہاں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اکثری عمل مراد ہے دائمی نہیں ورنہ آپ سے نماز جمعہ و عیدین میں اور سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۸)

965- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى الثُّعْبَانَ بْنِ بَشِيرٍ يَسْأَلُهُ أَتَى شَيْئًا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْغَاشِيَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم كتاب الجمعة فصل في قراءة الم تنزيل۔ الخ ج 1 ص 288)

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ضحاک بن قیس نے حضرت ثعبان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا تھا کہ یہ پوچھیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورۃ جمعہ کے علاوہ کون سی سورت پڑھتے تو حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورۃ مغلن اتمک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نماز میں سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

966- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابُودَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مسند احمد ج 5 ص 13 نسائی كتاب الجمعة باب القراءة في صلوة الجمعة بسبح اسم ربك الاعلى۔ الخ ج 1 ص 210)

ابوداؤد كتاب الصلوة باب ما يقرأ في الجمعة ج 1 ص 160)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ۸۳، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضانِ جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## عیدین کی نماز کا بیان

عید کے دن زینت حاصل کرنے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرخ رنگ کی دھاری دھار چادر عیدین اور جمعہ کے موقع پر پہنتے تھے۔ اس کو ابن خزیمہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

## أَبْوَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

## بَابُ التَّجَمُّلِ يَوْمَ الْعِيدِ

967- عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَةَ الْأَخْمَرِ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(رأياً أخرجه البيهقي في سنن الكبرى كتاب صلاة العیدین باب الزينة للعیدین ج 3 ص 280)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ عیدین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرخ رنگ کی دھاری دھار چادر پہنتے تھے۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

968- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيدِ بُرْدَةَ حَمْرَاءَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(المعجم الاوسط ج 8 ص 295 رقم الحديث: 7605 مجمع الزوائد ابواب العیدین باب اللباس يوم العید ج 2

ص 198)

## چادر

یمن کی تیار شدہ سوتی دھاری دار چادریں جو عرب میں "الخبر" یا بردیمانی کہلاتی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھیں اور آپ ان چادروں کو بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ کبھی کبھی سبز رنگ کی چادر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استعمال فرمائی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عید الفطر کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہ لے جاتے حتیٰ کہ آپ کھجوریں تناول فرماتے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ طاق عدد کھجوریں تناول فرماتے تھے۔

969- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمْرًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَيَأْكُلُهُنَّ وَتَرًا. (بخاری كتاب العیدین باب الاكل يوم الفطر قبل الخروج ج 1 ص 130)

## بَابُ اسْتِحْبَابِ الْأَكْلِ قَبْلَ الخُرُوجِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَبَعْدَ الصلوةِ يَوْمَ الْأَضْحَى

970- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَكَانَ لَا يَأْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ شَيْئًا حَتَّى يَرْجِعَ فَيَأْكُلُ مِنْ أَضْحِيَّتِهِ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَأَخْرُؤْنَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے اور  
عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد (کچھ کھانے  
کے) کے استحباب کا بیان

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن گھر  
سے تشریف نہ لے جاتے تھے کہ کچھ تناول فرماتے اور  
قربانی کے دن کچھ نہ کھاتے تھے کہ واپس لوٹ کر اپنی  
قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔ اس کو دارقطنی اور دیگر  
محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی  
سند حسن ہے۔

(دارقطنی کتاب العیدین ج 2 ص 45، مستدرک حاکم کتاب العیدین ج 1 ص 294، ترمذی ابواب العیدین باب الاکل

یوم الفطر قبل الخروج ج 1 ص 120)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ عید کے دن کھا کر جانا اور بقر عید کے دن آ کر کھانا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے قربانی ہی کا گوشت  
کھائے۔ مرقات اور فتح القدیر میں ہے بہتر یہ ہے کہ عید کے دن کوئی میٹھی چیز کھا کر جائے، لہذا سویاں، شیر خرمہ وغیرہ  
کھالینے سے بھی یہ سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض علماء فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ بقر عید کے دن عورتیں، بچے بھی نماز سے پہلے  
کچھ نہ کھائیں۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 262)

971- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا تَخْرُجَ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى تُخْرِجَ  
الصَّدَقَةَ وَتَطْعَمَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ. رَوَاهُ  
الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالذَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَزَّازُ  
وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ وَإِسْنَادُ الطَّبْرَانِيِّ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت  
کرتے ہیں کہ مسنون یہ ہے کہ عید الفطر کے دن تو صدقہ  
فطر نکالے بغیر عید گاہ کی طرف نہ جا اور یہ کہ تو عید گاہ  
جانے سے پہلے کچھ کھالے اس کو طبرانی نے کبیر  
میں روایت کیا اور دارقطنی اور بزار نے اور ہیثمی نے کہا  
کہ طبرانی کی سند حسن ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني ج 1 ص 142 رقم الحديث: 11296، دارقطنی کتاب العیدین ج 2 ص 45، كشف الاستار

عن زوائد البزار ابواب صلوة العیدین باب الاکل یوم الفطر قبل الصلوة ج 1 ص 312 رقم الحديث: 651، مجمع الزوائد

ابواب العیدین باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج ج 2 ص 199

972- وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ إِنَّ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ فَلْيَفْعَلْ قَالَ فَلَمْ أَدْعُ أَنْ أَكُلَ قَبْلَ أَنْ أَغْدُو وَمُنْذُ سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَكُلُ مِنْ ظَرْفِ الصَّرِيْفَةِ الْأُكْلَةَ وَأَشْرَبُ اللَّبَنَ وَالْمَاءَ فَقُلْتُ عَلَى مَا تَأْوَلُ هَذَا قَالَ سَمِعْتُهُ أَظُنُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانُوا لَا يَخْرُجُونَ حَتَّى يَمْتَدَّ الضُّحَى فَيَقُولُونَ نَطْعَمُ لِئَلَّا نَعْجَلَ عَنْ صَلَاتِنَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

(مسند احمد ج 1 ص 313 مجمع الزوائد كتاب

العیدین باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج ج 1 ص 198)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ان عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم میں سے کوئی عید الفطر کے دن نہ نکلے حتیٰ کہ کچھ کھالے تو وہ ایسا کرے تو حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ سنا ہے تو میں نے عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا نہ چھوڑا پس میں چپاتی کے ایک کنارہ سے کھا لیتا اور دودھ اور پانی پی لیتا میں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ کہاں سے لیا ہے تو انہوں نے کہا میرے خیال میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لوگ (عید گاہ کی طرف) نہیں نکلتے حتیٰ کہ دن خوب روشن ہو جاتا چڑھ جاتا وہ کہتے تھے کہ ہم اس لئے (عید گاہ جانے سے پہلے) کھاتے ہیں تاکہ ہم اپنی نماز میں جلدی نہ کریں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

## عید کے اکیس مستحبات

(۱) حجامت بنوانا، (مگر زلفیں بنوائے نہ کہ انگریزی بال) (۲) ناخن تراشوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (یہ اس کے علاوہ ہے جو وضو میں کی جاتی ہے) (۵) اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے ورنہ دھلے ہوئے (۶) خوشبو لگانا (۷) انگوٹھی پہننا، (اسلامی بھائی جب کبھی انگوٹھی پہنیں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ صرف ساڑھے چار ماشہ سے کم وژن چاندی کی ایک ہی انگوٹھی پہنیں۔ ایک سے زیادہ نہ پہنیں اور اس ایک انگوٹھی میں بھی گنینہ ایک ہی ہو ایک سے زیادہ گنینے نہ ہوں اور بغیر گنینے کی بھی نہ پہنیں۔ گنینے کے وژن کی کوئی قید نہیں۔ چاندی یا کسی اور دھات کا ٹھلہ یا چاندی کے بیان کردہ وژن وغیرہ کے علاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا ٹھلہ مرد نہیں پہن سکتا) (۸) نماز فجر مسجد محلہ میں پڑھنا (۹)

عید الفطر کی نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ تین، پانچ، سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں۔ کھاریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالیجئے۔ اگر نماز سے پہلے کچھ بھی نہ کھایا تو گناہ نہ ہو۔ مگر عشاء تک نہ کھایا تو معتاب (ملامت) کیا جائے گا (۱۰) نماز عید، عید گاہ میں ادا کرنا (۱۱) عید گاہ پیدل جانا (۱۲) سواری پر بھی جانے میں خرچ نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کیلئے پیدل جانا افضل ہے اور واپسی پر سواری پر آنے میں خرچ نہیں (۱۳) نماز عید کیلئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۴) عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔ (افضل تو یہی ہے مگر عید کی نماز سے قبل نہ دے سکے تو بعد میں دیدیں) (۱۵) خوشی ظاہر کرنا (۱۶) کثرت سے صدقہ دینا (۱۷) عید گاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کئے جانا (۱۸) آپس میں مبارک باد دینا (۱۹) بعد نماز عید مضامحہ (یعنی ہاتھ ملانا) اور معانقہ (یعنی گلے ملنا) جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہار مسرت ہے (بہار شریعت حصہ ۳ ص ۱۷) مگر امر و خوبصورت سے گلے ملنا محکم فتنہ ہے (۲۰) عید الاضحیٰ (یعنی بقر عید) تمام احکام میں عید الفطر (یعنی میٹھی عید) کی طرح ہے۔ صرف بعض باتوں میں فرق ہے۔ مثلاً اس میں (یعنی بقر عید میں) مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے چاہے قربانی کرے یا نہ کرے اور اگر کھالیا تو گراہت بھی نہیں (۲۱) عید الفطر (یعنی میٹھی عید) کی نماز کیلئے جاتے ہوئے راستے میں آہستہ سے تکبیر کہئے اور نماز عید الاضحیٰ کیلئے جاتے ہوئے راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہئے۔ تکبیر یہ ہے:-

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَبِاللَّهِ الْحَمْدُ

عید کی نماز کے لئے صحرا

بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْجَبَانَةِ

(ہموار زمین) کی طرف نکلنا

لِصَلْوَةِ الْعِيدِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا ہے۔

973. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَىٰ إِلَى الْمِصَلَّى. الْحَدِيثُ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب العیدین باب الخروج الى المصلى ج 1 ص 131، مسلم کتاب صلوة العیدین ج 1 ص 290)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ ابن ملک سے ہے:

الافضل اداؤها في الصحراء في سائر البلدان وفي مكة خلاف.

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب صلوة العیدین مطبوعہ مکتبہ امدادیہ پٹان ۲۹۸/۳)

تمام شہروں میں میدان میں عید ادا کرنا افضل ہے لیکن مکہ میں اختلاف ہے۔

متن تنویر فتح القدیر و دررہندیہ و مضممرات و بزازیہ و غنیۃ و خانہ و خلاصہ و خزائنہ المفتین و فتاویٰ ظہیریہ وغیرہا میں ہے:

الخروج الیہا سنۃ۔ (تنویر الابصار مع الدر المختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتہبائی دہلی ۱۱۳/۱)

(عید گاہ کی طرف نکلنا سنت ہے۔)

بحر میں ہے: التوجه الی المصلی مندوب کما افادہ فی التجنیس وان کانت صلوة العید واجبة حتی لوصلی العید فی الجامع ولم یتوجه الی المصلی فقد ترک السنۃ۔

(بحر الرائق باب العیدین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۵۹/۲)

عید گاہ کی طرف جانا مندوب ہے جیسا کہ تجنیس میں ہے اگرچہ نماز عید واجب ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے جامع مسجد میں عید پڑھی اور عید گاہ کی طرف نہیں گیا تو اس نے سنت کو ترک کیا۔

شرح نقایہ قہستانی میں ہے: الخروج الیہ یندب وان کان الجامع یتسعہم فالخروج لیس

بواجب۔ (جامع الرموز فصل صلوة العیدین مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبدقاوس ایران ۲۷۱/۱)

عید گاہ کی طرف نکلنا مندوب ہے اگر جامع مسجد میں لوگوں کی گنجائش ہو البتہ نکلنا واجب نہیں۔

غنیۃ میں جامع الفقہ و منیر المفتی و ذخیرہ سے ہے:

يجوز اقامتها فی المصر و فنائہ و موضعین فاكثر و بہ قال الشافعی و احمد۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فردع خروج الی المصلی مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۷۲)

شہر اور فنائے شہر میں عید دو یا زیادہ مقامات پر ادا کی جاسکتی ہے، امام شافعی اور امام احمد کی یہی رائے ہے۔

ہاں جو سنت مؤکدہ ہو اور کوئی شخص بلا ضرورت بے عذر براہ تہاون و بے پروائی اس کے ترک کی عادت کرے اُسے

ایک قسم اثم لاحق ہوگی نہ ترک سنت بلکہ اس کی کم قدری و قلت مہالات کے باعث،

فی شرح المنیۃ للعلامة ابراهيم الحلبي لا يترك رفع اليدين عند التكبير لانه سنة

مؤكدة ولو اعتاد تركه ياثم لالنفس الترك بل لانه استخفاف وعدم مبالاة بسنة واطب

عليها النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مدة عمرة اموالو تركه بعض الاحيان من غير اعتداد لا

ياثم وهذا مطرد في جميع السنن المؤكدة اه والله سبحانه وتعالى اعلم۔

(۲۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی باب صفة الصلوة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۰۰)

شرح منیۃ میں علامہ ابراہیم حلبي کہتے ہیں کہ تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا ترک نہ کیا جائے کیونکہ یہ سنت مؤکدہ ہے اور اگر

ترک کو عادت بنا لیتا ہے تو گناہ گار ہوگا مگر نفس ترک کی وجہ سے نہیں بلکہ ایسی سنت کو ہلکا سمجھنے اور اس سے لا پرواہی کی وجہ

سے ہوگا جس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام عمر ہیٹھلی فرمائی، ہاں بغیر عادت کے بعض اوقات ترک کر دے تو گنہگار نہ ہوگا اور یہی اصول تمام سنن مؤکدہ میں جاری ہوتا ہے اھ واللہ سجدہ وتعالیٰ اعلم (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۸، ص ۵۶۰-۵۶۱)

کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں

نماز عید پڑھنے کا میدان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عید کے دن بارش ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو مسجد میں نماز عید پڑھائی۔ اس کو ابن ماجہ اور ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں ایک راوی عیسیٰ بن عبدالاعلیٰ ہیں جو کہ مجہول ہیں۔

(ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی صلوة العید فی المسجد اذا کان مطر ابو داؤد کتاب الصلوة باب یصلی

بالناس فی المسجد اذا کان یوم مطر ج 1 ص 164)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:

یعنی آپ ہمیشہ نماز عید جنگل میں پڑھاتے تھے لیکن ایک بار بارش ہو گئی تو لوگوں کو جنگل جانا بھی گراں تھا اور وہاں کوئی جگہ سایہ دار بھی نہ تھی اس لیے مسجد نبوی میں عید پڑھائی گئی۔ علماء فرماتے ہیں کہ ہمیشہ ہر جگہ نماز عید جنگل میں پڑھنا بہتر ہے سوائے بارش کے، ہاں مکہ معظمہ میں یہ نماز بھی حرم شریف میں افضل، مسلمانوں کا اسی پر ہمیشہ سے عمل رہا، صحابہ اور دیگر علماء نے اس پر کبھی اعتراض نہ کیا حتیٰ کہ نماز جنازہ، استسقاء وغیرہ بھی حرم شریف میں بلا کراہت جائز ہیں، دوہری مساجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے، امام سیوطی نے در المنثور میں فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ دروازہ کعبہ کے پاس پڑھی گئی۔ (ازمرقاة) (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۷۳)

حضرت حش رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کچھ کمزور لوگ عید گاہ کی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو چار رکعات نماز پڑھائے دو رکعتیں عید کے لئے اور دو رکعتیں ان کے عید گاہ کی طرف نہ نکلنے کی وجہ سے۔ اس

975. وَعَنْ حَنْشٍ قَالَ قِيلَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ضَعْفَةَ مِنَ النَّاسِ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ إِلَى الْجَبَانَةِ فَأَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ رَكَعَتَيْنِ لِلْعِيدِ وَرَكَعَتَيْنِ لِمَكَانٍ خَرُوجِهِمْ إِلَى الْجَبَانَةِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

کو ابو بکر بن ابی شیبہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت اور اس کی سند ضعیف ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو زاویہ کے مقام میں حکم دیا تو اس نے آپ کے اہل اور بیٹوں کو جمع کیا اور ان کو شہر والوں کی طرح نماز پڑھائی اور ان کی طرح تکبیرات کہیں۔ یہ حدیث معلق ہے۔

(بخاری کتاب العیدین باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین وكذلك النساء ج 1 ص 134)

دیہات میں نماز عیدین پڑھنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن ابو بکر بن انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب امام کے ساتھ عید کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ اپنے گھر والوں کو جمع کر کے امام کی نماز عید کی طرح نماز پڑھاتے۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

(سنن الکبیری للبیہقی کتاب العیدین باب صلوة العیدین سنة اهل الاسلام..... الخ ج 3 ص 305)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل میں سے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے دن اپنے گھر والوں اور غلاموں کو جمع کرتے تو آپ کے غلام عبداللہ بن ابو عتبہ ان کو دو رکعت نماز پڑھاتے۔ اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہے لیکن بعض اہل انس مجہول ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب الرجل تفوته الصلوة فی العید کم یصلی ج 2 ص 183)

دیہات میں نماز عید نہیں ہوتی

حضرت ابو عبدالرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب القوم

یصلون فی المسجد کم یصلون ج 2 ص 184)

976- قَالَ الْبُخَارِيُّ أَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَاهُ ابْنُ أَبِي عُثْبَةَ بِالزَّائِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيهِ وَصَلَّى كَصَلَاةِ أَهْلِ الْبَصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ أَنْتَهَى وَهُوَ مُعَلَّقٌ.

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ فِي الْقُرَى

977- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعِيدِ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ أَهْلَهُ يُصَلِّي بِهِمْ مِثْلَ صَلَاةِ الْإِمَامِ فِي الْعِيدِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ غَيْرُ صَحِيحٍ.

978- وَعَنْ بَعْضِ آلِ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُنْسًا كَانَ رُبَّمَا جَمَعَ أَهْلَهُ وَحَشَمَهُ يَوْمَ الْعِيدِ فَيُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عُثْبَةَ مَوْلَاهُ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ لَكِنْ بَعْضُ آلِ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مُجْهُولٌ.

بَابُ لَا صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْقُرَى

979- عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بڑے شہر کے علاوہ کسی جگہ تکبیرات تشریق اور جمعہ نہیں ہوتا اس کو عبدالرزاق اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ م نے روایت اور یہ اتر صحیح ہے۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَكْبِرُ يَتَى وَلَا جُمُعَةً إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَخْرُؤُونَ وَهُوَ أَكْرَهُ صَحِيحٌ. (مصنف عبدالرزاق كتاب الجمعة باب القزى الصفار ج 3 ص 168 رقم الحديث: 5177)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں:  
در مختار میں ہے:

صلوة العيد في القرى تكره تحريمًا لانه اشتغال بما لا يصح لان البصر شرط الصحة.

(در مختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۱/۱۱۳)

دیہاتوں میں عید کی نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسے عمل میں مشغول ہونا ہے جو درست نہیں کونکہ اس کی صحت کے لئے شہر کا ہونا شرط ہے۔

خود نہ پڑھیں گے حکم پوچھا جائے گا تو فتویٰ یہ دیں گے جہاں نہیں ہوتے قائم نہ کریں گے باایں ہمہ اگر عوام پڑھتے ہوں منع نہ کریں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۹۲)

عیدین کی نماز اذان و اقامت

اور اعلان کے بغیر ہونے کا بیان

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ

أَذَانٍ وَلَا نِدَاءٍ وَلَا إِقَامَةٍ

980- عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُؤَدَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْإِطْحَى. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اذان نہیں کہی جاتی تھی۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

(بخاری کتاب العیدین باب المشی والركوب الى العيد بغیر اذان و اقامة ج 1 ص 131 مسلم کتاب صلوة العیدین ج 1

ص 290)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ متعدد مرتبہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے عیدین کی نماز پڑھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

981- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.



(مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین ج 1 ص 290)

روایت کیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عید الفطر کے دن نماز عید کے لئے امام کے آنے کے وقت اور آنے کے بعد کوئی اذان نہیں تھی اور نہ ہی اقامت اور نہ ہی کوئی اور شے اور نہ ہی اعلان اور اقامت بھی نہیں ہوتی تھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

982- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ لَأَ أَدَانَ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةً وَلَا نِدَاءً وَلَا شَيْئًا وَلَا نِدَاءً يَوْمَئِذٍ وَلَا إِقَامَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین ج 1 ص 290)

## مسائل فقہیہ

عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور اس میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر بُرا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز، اگر پہلے پڑھا تو بُرا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دو بار اتنا کہنے کی اجازت ہے۔ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، ج 1، ص 150) (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج 3، ص 51، وغیر ہما)

بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاة، باب العیدین، ص 119)

## خطبہ سے پہلے نماز عیدین کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھاتے تھے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

## بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

983- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب العیدین باب الخطبة بعد العید ج 1 ص 131 مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین ج 1 ص 290)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز عید کے

984- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. رَوَاهُ

الشَّيْخَانِ. (بخاری کتاب العیدین باب الخطبة بعد العید

ج 1 ص 131، مسلم کتاب صلوة العیدین ج 1 ص 289)

985- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيَعْظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا آتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بِنَاهُ كَثِيرٌ بِنُ الصَّلَاتِ فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَزْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَجَبَدْتُ بِشَوْبِهِ فَجَبَدَنِي فَأَرْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ غَيَّرْتُمْ وَاللَّهِ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعَلَّمْتُ فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَمُ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب العیدین

باب الخروج الى المصلى بغير منبر واللفظ له ج 1 ص 131

مسلم کتاب العیدین ج 1 ص 290)

کے حاضر ہوا تو وہ سب خطبہ سے پہلے نماز پڑھنے سے تھے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت آیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے جس چیز سے آغاز فرماتے تھے وہ نماز ہوتی پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ ان کو وعظ اور نصیحت فرماتے پس اگر آپ کسی لشکر کو (جہاد) کے لئے بھیجنا چاہتے تو بھیجتے یا کچھ حکم دینا ہوتا تو حکم صادر فرماتے پھر واپس پلٹ جاتے حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لوگ اسی پر عمل پیرا رہے حتیٰ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن مروان کے ساتھ (عید گاہ کی طرف) نکلا اور وہ مدینہ کا گورنر تھا۔ پس جب ہم عید گاہ آئے تو اچانک ایک ممبر نظر آیا جس کو کثیر بن صلت نے بنایا تھا پس جب عید کی نماز سے پہلے مروان نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو ہمیں نے اسے پکڑے سے پکڑ کر کھینچا تو وہ مجھ سے دامن چھڑا کر (ممبر پر) چڑھ گیا اور نماز عید سے پہلے لوگوں کو خطبہ دیا تو میں نے کہا خدا کی قسم تم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو تبدیل کر دیا تو اس نے کہا اے ابو سعید جو تو جانتا ہے وہ دور گزر گیا تو میں نے کہا خدا کی قسم جو نہیں جانتا ہوں یہ اتن سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا تو اس نے کہا لوگ ہمارا خطبہ سننے کے لئے نہیں بیٹھتے تو ہم نے خطبہ نماز عید سے پہلے دینا شروع کر دیا۔ اس کو امام

بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مروان بن حکم نے نماز عید سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے کہا: "خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔" مروان نے کہا: "اے فلاں! یہ کام چھوڑ دیا گیا ہے۔" حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اس شخص نے اپنا فرض پورا کیا ہے، رسول عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا:

مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَلْيُنْكَرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَوْعَفُ الْإِيمَانِ۔ (المسند الامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث ۱۱۸۷۶، ج ۴، ص ۱۸۲، بغیر)

ترجمہ: جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دل میں بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (باب الاحیاء صفحہ ۱۷۵)

### بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

986- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِقِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنَّشَقُ الْقَمَرُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم کتاب صلوة العیدین فصل فی قرأتی القرآن)

(الجید ج 1 ص 291)

### عیدین کی نماز میں کیا پڑھا جائے

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو واقد لیثی سے پوچھا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر (کی نماز) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کونسی سورت پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں نمازوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ اور اقتربت الساعة والنشق القمر پڑھا کرتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ عبید اللہ تابعی ہیں، آپ کا نام عبید اللہ ابن عتبہ ابن مسعود ہزلی ہے، حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں، اور ابو واقد کا نام ابن حارث۔

حضرت عمر کا یہ سوال حاضرین کو مسئلہ سمجھانے کے لیے تھا ورنہ آپ حضور کے حالات طیبہ سے بہت زیادہ واقف تھے، حاضرین کے ذہن میں بٹھانے کے لیے آپ نے یہ سوال کیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۹)

987- وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور

جمعہ کی نماز میں سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور مَلِكِ الْأَعْلَى  
حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اور  
جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تب بھی آپ  
یہ دو سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے اس کو امام مسلم  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ  
الْأَعْلَى وَهَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا  
اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ  
أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجمعة فصل في قراءة سورة الجمعة والمنافقين - الخ ج 1 ص 288)

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی  
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی نماز  
میں سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ  
آتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے۔ اس کو امام احمد  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر  
میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

988- وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِسُبْحِ  
اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ.  
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مسند احمد ج 5 ص 7، مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب ما يقرأ به في العيد ج 2 ص 176، المعجم الكبير

للطبراني ج 7 ص 183 رقم الحديث: 6773)

بارہ تکبیروں کے ساتھ عیدین کی

نماز کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے  
اور ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہتے  
سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت  
میں اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

بِثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً

989- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي عِيدِ  
ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً سَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي  
الْآخِرَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالذَّارِقُطْنِيُّ  
وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِي.

(مسند احمد ج 2 ص 180، ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في كم يكبر الامام في صلوة العیدین ص 92

دارقطنی کتاب العیدین ج 2 ص 48، سنن الکبیری للبیہقی کتاب الصلوة باب التکبیر فی صلوة العیدین ج 3 ص 286)

حضرت عمرو بن عوف مزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عیدین کی پہلی رکعت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند بہت زیادہ ضعیف ہے۔

890- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُرِّي أَنَّهُ التَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ جَدًّا.

(ترمذی ابواب العیدین باب فی التکبیر فی العیدین ج 1 ص 119 ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی کم یکبر

الامام فی صلوة العیدین ص 92)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں سات اور پانچ تکبیریں کہتے رکوع کی تکبیر کے علاوہ اس کو ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے جس کے بارے میں مشہور کلام ہے۔

991- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى سَبْعًا وَخَمْسًا سِوَى تَكْبِيرَاتِي الرُّكُوعِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهِ ابْنُ لَهِيْعَةَ وَفِيهِ كَلَامٌ مَشْهُورٌ.

(ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی کم یکبر الامام فی صلوة العیدین ص 92 ابوداؤد کتاب الصلوة باب

التکبیر فی العیدین ج 1 ص 163)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤذن روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیرات کہتے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

992- وَعَنْ سَعْدِ الْمُؤَدِّي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ. (ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی

کم یکبر الامام فی صلوة العیدین ص 92)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں حاضر ہوا تو آپ نے پہلی رکعت

993- وَعَنْ نَافِعِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَثَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ

میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت عمار بن ابوعمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہتے سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب فی التکبیر فی العیدین واختلافہم فیہ ج 2 ص 176)

چھ زائد تکبیروں کے ساتھ

عیدین کی نماز کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم مجلس ابو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیسے تکبیرات کہتے تھے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ نماز جنازہ کی تکبیروں کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا اور ابو موسیٰ نے کہا کہ میں بصرہ میں اسی طرح تکبیرات کہتا تھا۔ جب میں ان پر گور نہ تھا۔ حضرت ابو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ

خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ مَالِكٌ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (موطا امام مالک کتاب العیدین باب ما  
جاء فی التکبیر والقراءة فی صلوة العیدین ص 166)

994- وَعَنْ عَمَارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَبَّرَ فِي عِيدِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ  
تَكْبِيرَةً سَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ.  
رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِسِتِّ

تَكْبِيرَاتٍ زَوَائِدَ

995- عَنْ أَبِي عَائِشَةَ جَلِيسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوسَى  
الْأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَانَ  
يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ  
صَدَقَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أَكَبِّرُ فِي  
الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُو عَائِشَةَ  
وَإِنَّا حَاضِرٌ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابوداؤد کتاب الصلوة باب التکبیر

فی العیدین ج 1 ص 163)

عندہ کے پاس موجود تھا اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور  
اس کی سند حسن ہے۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:

آپ اموی ہیں، قرشی ہیں، اللہ نے آپ کو اعلیٰ درجے کی سخاوت و فصاحت بخشی، عثمان غنی کے لیے مصحف قرآنی جمع کرنے والے آپ بھی تھے، آپ کا لب و لہجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھا، جنگ بدر سے پہلے پیدا ہوئے، تابعی ہیں۔

اس طرح کہ رکعت اول میں ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیر عید اور دوسری رکعت میں تین تکبیر عید اور ایک تکبیر شروع میں امام اعظم کا مذہب ہے۔ ابن ہمام نے فرمایا کہ اس موقع پر ابو موسیٰ اشعری بولے کہ میں ہجرے میں یوں ہی تکبیریں کہا کرتا ہوں۔ خیال رہے کہ یہ حدیث درحقیقت دو حدیثوں کا مجموعہ ہے کیونکہ حضرت حذیفہ کا تصدیق کرنا مستقل حدیث ہے، نیز حضرت ابن مسعود ہمیشہ چار تکبیریں کہتے تھے، آپ کا یہی مذہب ہے۔ خیال رہے کہ تکبیرات عید میں مختلف روایتیں ہیں اسی لیے اس میں اماموں کے مذہب مختلف ہیں۔ چنانچہ امام مالک، احمد کے ہاں اول رکعت میں چھ دوسری میں چار، امام شافعی کے ہاں اول میں سات دوسری میں پانچ، ہمارے ہاں دونوں میں تین تین، ہمارے امام سیدنا ابن مسعود ہیں اور امام شافعی کے مقتداء عبداللہ ابن عباس، امام اعظم فرماتے ہیں کہ تکبیر اور رفع یدین خلاف مستہود ہے اس لیے ہم نے کم کی روایت پر عمل کیا۔ (اشعۃ اللغات وغیرہ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۲۹)

996- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حَذِيفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فَقَالَ حَذِيفَةُ سَلِ الْأَشْعَرِيَّ فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ سَلِ عَبْدَ اللَّهِ فَإِنَّهُ أَقْدَمُنَا وَأَعْلَمُنَا فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ غَيْرَ كَعِّ فَيَقُومُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ.

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے تو حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات سے عید کی تکبیرات کے بارے میں پوچھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اشعری سے پوچھو تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود سے پوچھو بے شک وہ (اسلام لانے میں) ہم سے مقدم ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں پس تو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

(مصنف عبدالرزاق کتاب صلوة العیدین باب التکبیر)

في الصلوة يوم العيد ج 3 ص 293 رقم الحديث: (5687)

پوچھ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ چار تکبیریں کہتے تھے۔ پھر قرأت کرتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر (جب) دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو قرأت کرتے پھر قرأت کے بعد چار تکبیریں کہتے۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت کردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ولید نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رات کی پہلی تہائی کے بعد پیغام بھیج کر کہا کہ (کل) مسلمانوں کی عید کا دن ہے تو نماز کا طریقہ کیا تو انہوں نے کہا ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو تو اس نے حضرت ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ کھڑا ہو کر چار تکبیرات کہے پھر سورۃ فاتحہ اور طوال مفصل میں سے ایک سورت پڑھے۔ پھر چار تکبیریں کہے ان کے آخر میں رکوع کرے تو یہ تکبیر تحریمہ اور رکن کی تکبیر سمیت عیدین میں نو تکبیریں ہو جائیں گے تو ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا الکبیر میں اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسود روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود عیدین کی نماز میں نو تکبیرات کہتے چار تکبیریں قرأت سے پہلے کہتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے اور دوسری رکعت میں قرأت کرتے پس

997- وَعَنْ كُرْدُويسَ قَالَ أَرْسَلَ الْوَلِيدُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَحَدِيفَةَ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَأَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَقَالَ إِنَّ هَذَا عِيدٌ لِلْمُسْلِمِينَ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ فَقَالُوا سَلْ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ عَنِ الْمُفْضَلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا يَزِيدُ فِي آخِرِهِمْ فَتِلْكَ تِسْعٌ فِي الْعِيدَيْنِ فَمَا أَنْكَرَهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ. (المعجم الكبير للطبراني ج 9

ص 350 رقم الحديث: (9514)

998- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ تِسْعًا أَرْبَعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَزِيدُ فِي الثَّانِيَةِ يَقْرَأُ فَإِذَا فَرَغَ كَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ رَكَعَ.



رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مصنف  
عبدالرزاق كتاب صلوة العیدین باب التکبیر فی الصلوة  
یوم العید ج 3 ص 293 رقم الحدیث: 5686)

999- وَعَنْ كُرْدُويس قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي الْأَطْحَى وَالْفِطْرِ  
تِسْعًا تِسْعًا يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يُكَبِّرُ وَاحِدَةً  
فَيَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَقُومُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ فَيَبْدَأُ  
فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَرْكَعُ بِأَحَدَاهُنَّ.  
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(المعجم الكبير للطبراني ج 9 ص 350 رقم

الحدیث: 9513)

1000- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ  
شَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَبَّرَ فِي  
صَلَاةِ الْعِيدِ بِالْبَصْرَةِ تِسْعَ تَكْبِيرَاتٍ وَالْيَبِينِ  
الْقِرَاءَتَيْنِ قَالَ وَشَهِدْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ. رَوَاهُ  
عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيصِ  
إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مصنف عبدالرزاق كتاب صلوة العیدین باب التکبیر فی الصلوة یوم العید ج 3 ص 294 رقم الحدیث: 5689)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عالمگیری کے باب تکبیرات عیدین میں ہے کہ "امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز عید میں تکبیرات زوائد کے بارے میں  
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو پسند کرتے تھے (یعنی چھ زائد تکبیریں) امام اگر اس کے علاوہ اتنی تکبیریں  
کہے جو کسی فقیہ کا مذہب نہ ہو تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے۔" پھر بدائع سے نقل کیا "یہ اس وقت ہے جب مقتدی امام کے  
قریب ہو کہ خود اس کی آواز سن رہا ہو، اور اتنی دور ہو کہ خود اس کی نہ سنتا ہو، بلکہ مکبروں سے سن کر ادا کرتا ہو تو جتنی سنے سب

جب قرأت سے فارغ ہوتے تو چار تکبیریں کہتے پھر  
رکوع کرتے اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند  
صحیح ہے۔

حضرت کر دوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید الاضحیٰ اور  
عید الفطر میں نو نو تکبیریں کہتے آپ نماز کا آغاز کرتے تو  
چار تکبیریں کہتے پھر ایک تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر  
دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو قرأت سے آغاز  
کرتے پھر چار تکبیریں کہتے پھر ان میں سے ایک تکبیر  
کے ساتھ رکوع کرتے۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں بیان  
کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے  
پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بصرہ میں عید کی نماز میں نو  
تکبیریں کہیں اور دونوں قرأتیں پے درپے کہیں۔ راوی  
کہتے ہیں کہ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
پاس حاضر ہوا تو آپ نے بھی اسی کی مثل تکبیرات کہیں۔  
اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا  
ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

ہی ادا کرے اگرچہ وہ اقوال صحابہ سے بھی باہر ہو، کیونکہ غلطی کا امکان منبروں کی طرف سے بھی ہے، اور چھ تکبیریں چھوڑنے میں خطرہ یہ ہے کہ کہیں امام کی کہی ہوئی تکبیریں ہی نہ چھوٹ گئی ہوں۔

(۳) دار الفقاری الحدیثیہ کتاب الصلوٰۃ الباب السابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۱۵۱ (الفتاویٰ رضویہ، ج ۲۸ ص ۲۵۱)

نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد  
نفل نہ پڑھنا

بَابُ تَرْكِ التَّنْفِيلِ قَبْلَ  
صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن تشریف لائے تو دو رکعتیں اس طرح پڑھائیں کہ اس سے پہلے اور بعد میں نفل نہیں پڑھے اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

1001- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

(بخاری کتاب العیدین باب الصلوٰۃ قبل العید وبعدها ج 1 ص 135، مسلم کتاب العیدین ج 1 ص 291، ترمذی ابواب العیدین باب لا صلوٰۃ قبل العیدین ولا بعدہا ج 1 ص 120، ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ العید ج 1 ص 164، نسائی کتاب صلوٰۃ العیدین باب الصلوٰۃ قبل العیدین وبعدها ج 1 ص 235، ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ باب ما جاء فی الصلوٰۃ قبل صلوٰۃ العید وبعدها ص 93، مسند احمد ج 1 ص 355)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اکتان فرماتے ہیں:

اس حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں کہ نماز عید سے پہلے نفل مکروہ ہیں حتیٰ کہ اس دن اشراق والے اشراق بھی نہ پڑھیں، ہاں اگر کسی کی فجر قضاء ہوگئی ہو تو وہ گھر میں قضاء پڑھے نہ کہ عید گاہ میں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ قضاء نماز مسجد میں پڑھنا منع ہے تاکہ لوگوں پر اپنا عیب ظاہر نہ ہو۔ (مرآۃ السانجیح ج ۲ ص ۶۵۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید کے دن (نماز عید کے لئے) تشریف لائے تو (عید کی نماز) سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی اور فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور حاکم نے اس کی سند حسن ہے۔

1002- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ يَوْمَ عِيدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّحَاكِيمُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد ج 2 ص 52 ترمذی ابواب العیدین باب لا صلوة قبل العیدین ولا بعدہما ج 1 ص 120 مستدرک حاکم

کتاب العیدین باب لا یصلی قبل العید ولا بعدہما ج 1 ص 295)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز عید سے پہلے کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پس جب گھر واپس تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1003- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا فَإِذَا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في الصلوة قبل صلوة العید وبعدها ص 93)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام کے عید کے دن (نماز عید کے لئے) آنے سے پہلے نفل نماز پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1004- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ الصَّلَاةُ قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(المعجم الكبير للطبرانی ج 17 ص 248 رقم الحديث: 5000 (692))

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو رکتے تھے یا فرمایا ان لوگوں کو بٹھادیتے تھے جن کو عید کے دن امام کے نکلنے سے پہلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے۔ اس کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

1005- وَعَنْ ابْنِ سَيْرِينَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ وَحَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا يَنْهَيَانِ النَّاسَ أَوْ قَالَ يُجْلِسَانِ مَنْ يَرِيَانِهِ يُصَلِّي قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ فِي الْعِيدِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ. (المعجم الكبير للطبرانی ج 9 ص 353 رقم الحديث: 9524)

### عید سے قبل نفل نماز

نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے جیسا کہ علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، عید گاہ میں ہو یا گھر میں، اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہ ہو۔ یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو (عید کی) نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ یہ احکام خواص کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نماز عید سے

پہلے، اگرچہ عید گاہ میں نہیں منع نہ کیا جائے۔ (الدر المختار رد المحتار، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۰۵۷)

ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے

راستہ سے لوٹنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم راستہ بدل کر آتے جاتے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

بَابُ الذِّهَابِ إِلَى الْمَصَلِّي فِي طَرِيقٍ

وَالرُّجُوعِ فِي طَرِيقٍ أُخْرَى

1006- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ

يَوْمَ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری کتاب العیدین باب من خالف الطريق ج 1 ص 134)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:

یعنی عید گاہ جاتے اور راستے سے واپس ہوتے دوسرے راستہ سے تاکہ دونوں راستوں کو برکت حاصل ہو اور دونوں طرف کے باشندے آپ سے فیض پائیں، اور ہر طرف کے منافقین مسلمانوں کے ازدہام کو دیکھ کر جلیں اور راستوں میں بھیڑ کم ہو دونوں راستوں کے فقراء پر خیرات ہو، اہل قرابت کی قبور کی زیارتیں ہوں جو ان راستوں میں واقع ہیں اور دونوں راستے ہماری نماز و ایمان کے گواہ بن جائیں، لیکن جاتے وقت دراز راستہ اختیار فرماتے اور لوٹتے وقت مختصر، تاکہ جاتے ہوئے قدم زیادہ پڑیں اور ثواب زیادہ ملے۔ معلوم ہوا کہ عید گاہ پیدل جانا اور جاتے آتے راستہ بدلنا سنت ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۶۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب عید کے لئے تشریف لے جاتے تو اس راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ سے تشریف لے جاتے جس سے عید گاہ گئے تھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1007- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ إِلَى

الْعِيدِ يَرْجِعُ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالتَّحَاكِمُ

وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مسند احمد ج 2 ص 338 ترمذی ابواب العیدین باب ما جاء في خروج النبي صلى الله عليه وسلم الى العيد في طريق-

النج ج 1 ص 120 صحیح ابن حبان باب العیدین ج 5 ص 207 مستدرک حاکم کتاب العیدین باب لا یصلی قبل العید ولا

بعدها ج 1 ص 296)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:



سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب التكبير من ای یوم هو الی ای ساعة ج 2 ص 165)

### تکبیر تشریح

نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک پانچوں وقت کی ہر نماز کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے اس کو تکبیر تشریح کہتے ہیں اور وہ یہ ہے

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ.

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۱-۷۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷ تا ۸، مرآة المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان عید القنطر اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## أَبْوَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

بَابُ الْحِثِّ عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ

وَالِاسْتِغْفَارِ فِي الْكُسُوفِ

سورج گرہن کے وقت نماز

سورج گرہن کے وقت نماز، صدقہ اور

استغفار پر ابھارنے کے متعلق باب

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں گہن لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے نہیں لگاتا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں پس جب تم انہیں دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

1011- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَقُومُوا فَصَلُّوا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری ابواب الكسوف باب الصلوة في كسوف الشمس ج 1 ص 142، مسلم كتاب الكسوف فصل صلوة الكسوف ركعتان الخ ج 1 ص 299)

1012- وَعَنِ الْبُغَيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَادْعُوا اللَّهَ وَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری ابواب الكسوف باب الصلوة

في كسوف الشمس ج 1 ص 142، مسلم كتاب الكسوف فصل صلوة الكسوف ركعتان الخ ج 1 ص 300)

1013- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا سورج میں گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا پس جب تم گہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ  
مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا  
لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْكُرُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا  
وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری ابواب الكسوف باب اصدقة في الكسوف)

ج 1 ص 142 مسلم كتاب الكسوف فصل في صلوة الكسوف  
ركعتان الخ ج 1 ص 295)

1014- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الشَّمْسَ  
وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ  
وَلَكِنَّهُمَا آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا  
فَصَلُّوا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور  
چاند اللہ نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کی  
موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم  
گہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو اور اس کی بڑائی بیان کرو اور  
نماز پڑھو اور صدقہ ادا کرو۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ مانے روایت کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سورج اور  
چاند میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا  
لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں  
ہیں پس جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اس کو شیخین رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الكسوف باب الصلوة في كسوف الشمس ص 142 مسلم كتاب الكسوف فصل صلوة الكسوف)

ركعتان۔ الخ ج 1 ص 299)

1015- وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِرْعَاً يُحْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَأَتَى  
الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا  
رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي  
يُرْسِلُ اللَّهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ  
وَلَكِنْ (يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ) فَإِذَا رَأَيْتُمْ  
شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْزِعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ  
وَاسْتِغْفَارِهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری ابواب  
الكسوف باب الذكر في الكسوف ج 1 ص 145 مسلم كتاب

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
سورج میں گہن لگا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
گھبرا کر اٹھے اس خوف سے قیامت آگئی۔ پس آپ  
مسجد تشریف لائے تو قیام رکوع اور سجود اتنا لمبا کیا کہ میں  
نے کبھی بھی آپ کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور  
فرمایا یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے یہ کسی کی موت اور  
حیات کی وجہ سے نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے  
ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پس جب تم ان میں سے  
کچھ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے دعا مانگنے اور  
اس سے بخشش طلب کرنے کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو



الكسوف فصل صلوة الكسوف ركعتان - الخ ج 1 ص 299

1016- وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چاند گرہن کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الكسوف باب من احب العتاقة في كسوف الشمس ج 1 ص 144)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نماز کسوف واجب ہے یا سنت؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل (مبسوط) میں جو تحریر فرمایا ہے اس سے عدم وجوب کا پتا چلتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: "قیام رمضان اور نماز کسوف کے علاوہ کوئی نماز نفل باجماعت نہ ادا کی جائے گی"۔ اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سورج گہن کے بارے میں فرمایا ہے کہ "لوگ اگر چاہیں تو دو رکعت پڑھیں، چاہیں تو چار پڑھیں اور چاہیں تو زیادہ پڑھیں" اور تخریر نوافل ہی میں ہوتی ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ نماز کسوف واجب ہے اس لئے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (اس کے بعد حدیث کسوف ذکر کی ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے) نماز ادا کرو یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے۔ اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "تو جب تم اسے دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو"۔ اور مطلق امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسے نفل کے نام سے ذکر کرنا وجوب کی نفی نہیں کرتا اس لئے کہ نفل کا معنی "زائد" ہے، اور ہر واجب مقررہ فرائض سے زائد ہی ہے۔ دیکھ لیجئے کہ انہوں نے نماز کسوف کو قیام رمضان کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ نماز تراویح ہے جو سنت مؤکدہ ہے اور سنت مؤکدہ واجب کا معنی رکھتی ہے اور حسن بن زیاد کی روایت سے بھی وجوب کی نفی نہیں ہوتی اس لئے کہ تخریر واجبات میں بھی ہوتی ہے جیسے باری تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے: "تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو اس میں سے متوسط قسم کا کھانا یا دس مسکینوں کو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا"۔ ملک العلماء قدس سرہ کا کلام ختم ہوا۔

(بدائع الصنائع صلوة الكسوف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۸۰) (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۳، ص ۷۶)

نماز کسوف کی ہر رکعت میں

پانچ رکوع کا بیان

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ بِخَمْسِ

رُكُوعَاتٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ

1017- عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوْلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوْلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ. (ابو داؤد كتاب

الكسوف باب من قال اربع ركعات ج 1 ص 167)

میں کمزوری ہے۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحثان فرماتے ہیں:

سورہ حجرات سے بروج تک کی سورتیں طوال یا طول کہلاتی ہیں، حضرت اُبی ابن کعب کا یہ فرمانا اندازے سے ہے نہ کہ سن کر اسی لیے آپ نے سورہ کا نام نہیں لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت تو آہستہ تھی جیسا کہ پہلے گزر چکا، یعنی اتنی لمبی رکعت ادا کی کہ شاید طوال کی سورہ پڑھی۔

اس حدیث میں فی رکعت پانچ رکوع ثابت ہوئے۔ چار، تین، دو، ایک کی روایتیں گزر چکیں۔ ان احادیث میں مطابقت ناممکن ہے اسی لیے ایک رکوع کی روایت قابل عمل ہے۔ خیال رہے کہ نماز گاہ کے بعد دعا مانگنا بھی سنت ہے، بیٹھ کر مانگے یا کھڑے ہو کر قبلہ رو ہو یا قوم کی طرف رخ کرے، امام دعا مانگے لوگ آمین کہیں گے، کھڑے ہو کر دعا مانگے، لاشی یا کمان پر ٹیک لگانا بہتر ہے۔ (فتح القدیر وغیرہ) (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۷۶)

حضرت عبدالرحمن ابن ابویعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سورج میں گہن لگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی اور (اس میں) پانچ رکوع اور دو سجدے کئے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا پھر سلام پھیر کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میرے علاوہ کسی نے یہ نماز نہیں پڑھی۔ اس کو ابن جریر نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ سورج میں گہن لگا اور حضرت علی رضی اللہ

1018- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَرَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا صَلَّاهَا أَحَدٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِي. رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَصَحَّحَهُ.

1019- وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ نُبِئْتُ أَنَّ الشَّمْسَ كَسَفَتْ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْكَوْفَةِ فَصَلَّى

تعالیٰ عند کوفہ میں تھے تو حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو پانچ رکوع کے ساتھ نماز پڑھائی پھر پانچوں رکوع کے وقت دو سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے تو پانچ رکوع کئے اور پانچوں رکوع کے وقت دو سجدے کئے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے دس رکوع اور چار سجدے کئے اس کو ابن جریر نے روایت کیا۔ علامہ نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کئی وجوہ سے ثابت ہے لیکن وہ اس واقع میں حاضر نہیں تھے جیسا کہ آپ کا قول یٰبُنْتُک اس کا تقاضا کرتا ہے۔

ہر رکعت چار رکوعوں کے ساتھ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی تو آپ نے قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر رکوع کیا پھر رکوع کیا۔ راوی فرماتے ہیں دوسری رکعت بھی اسی کی مثل پڑھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا ہے کہ آپ نے آٹھ رکوع کئے اور چار سجدے کئے۔

مؤخر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی دو رکعتیں پڑھائیں ہر رکعت میں چار رکوع اور دو سجدے انہی حضرت ابن عباس کی دو رکوعوں والی روایت اس سے پہلے گزر گئی۔ ان کی احادیث میں تعارض ہے، لہذا کوئی روایت قابل عمل نہیں جیسا کہ تعارض میں ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں صرف ایک بار سورج گرہن ہوا ہے اور ایک ہی بار چاند گرہن اس لیے۔

بَعْدَ عِنُّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ قَالَ عُمَرُ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعُ سَجَدَاتٍ. رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ. قَالَ التِّيمَوِيُّ إِتِّصَالَ الْحَسَنِ بِعَلِيِّ كَأَيْدٍ بِوَجْهِهِ لَكِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْ هَذِهِ الْوَاقِعَةَ عَلَى مَا يَفْتَضِيهِ قَوْلُهُ نُبِنْتُ.

بَابُ كُلِّ رَكْعَةٍ بِأَرْبَعِ رُكُوعَاتٍ

1020- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْأَخْزَى مِثْلَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَخْرَوْنَ وَفِي رِوَايَةٍ صَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ.

(مسلم کتاب الکسوف فصل صلوة الکسوف رکعتان۔)

(الخج 1 ص 299)

نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مختلف واقعوں کا ذکر ہے ان میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ (مرآة المناجیح ص ۲ ص ۷۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سورن میں گہن لگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ نے سورۃ یسین یا اس کی مثل کوئی سورت پڑھی پھر آپ نے سورت کی مقدار رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھا کر سمیع اللہ لیمن حمد کہا پھر سورت کی مقدار کھڑے ہو کر دعا مانگی اور تکبیر کہتے رہے پھر رکوع بھی سورت کی مقدار کیا پھر سمیع اللہ لیمن حمد کہا پھر سورت کی مقدار قیام کیا۔ پھر رکوع بھی اسی مقدار کیا حتیٰ آپ نے چار رکوع کئے پھر سمیع اللہ لیمن حمد کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو ایسا ہی عمل کیا جیسا کہ آپ نے پہلی رکعت میں کیا پھر آپ بیٹھ کر دعا مانگتے رہے اور رغبت دلاتے رہے حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

### ہر رکعت میں تین رکوع کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو سورج میں گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جھ رکوع چار

1021- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلنَّاسِ فَقَرَأَ يَسَ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِّنْ قَدْرِ السُّورَةِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَامَ قَدْرَ السُّورَةِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ قِرَاءَتِهِ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَامَ أَيْضًا قَدْرَ السُّورَةِ ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ ذَلِكَ أَيْضًا حَتَّى صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الرَّكَعَةِ الثَّانِيَةِ ففَعَلَ كَفَعَلِهِ فِي الرَّكَعَةِ الْأُولَى ثُمَّ جَلَسَ يَدْعُو وَيَرْغَبُ حَتَّى انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ فَعَلَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد ج 1 ص 143)

### بَابُ ثَلَاثِ رُكُوعَاتٍ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ

1022- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّاسُ إِمَّا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الكسوف فصل صلوة الكسوف ركعتان۔ سجدوں کے ساتھ الحدیث اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ

الخج ۱ ص 297)

علیہ نے روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت ابراہیم ذی الحجہ ۸ھ میں مدینہ پاک میں پیدا ہوئے، سولہ ۱۶ یا اٹھارہ مہینے زندہ رہے اور منگل کے دن دس

ربیع الاول یا جمادی الاول ۱۰ھ میں وفات پائی، اس دن سورج کو گرہن لگا۔ (معانی و مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ ریاضی

والوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ سورج گرہن چاند کی ۲۷، ۲۸ یا ۲۹ ہی ہو سکتا ہے۔

یعنی دو رکعتیں پڑھائیں جس کی ہر رکعت میں تین رکوع اور دو سجدے کیے۔ اس سے پہلے گزر چکا کہ ہر رکعت میں دو

رکوع تھے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۷۱۰)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (نماز کسوف)

میں چھ رکوع اور چار سجدے کیے اس کو امام نسائی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا

اور اس کی سند صحیح ہے۔

1023- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي

أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ

صَحِيحٌ. (نسائی کتاب الكسوف باب كيف صلوة

الكسوف ج 1 ص 215 مسند احمد عن جابر ج 3 ص 318)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گرہن

میں نماز پڑھائی تو آپ نے قرأت فرمائی پھر رکوع کیا

پھر قرأت فرمائی پھر قرأت کی پھر رکوع فرمایا پھر سجدہ کیا

اور دوسری رکعت بھی اسی کی مثل ادا کی۔ اس کو ترمذی نے

روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

1024- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى فِي

كُسُوفٍ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ

ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْأُخْرَى مِثْلَهَا. رَوَاهُ

الترمذی وَصَحَّحَهُ. (ترمذی ابواب صلوة الكسوف

باب فی صلویة الكسوف ج 1 ص 125)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

خسوف یا خسف کے معنی ہیں دھنس جانا، اہل عرب کہتے ہیں "خَسَفَتِ الْعَيْنُ فِي الرَّأْسِ" آنکھ سر میں دھنس

گئی اور کہا جاتا ہے "خَسَفَ الْقَارُونَ فِي الْأَرْضِ" قارون زمین میں دھنس گیا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَخَسَفْنَا

بِهِ وَبَدَارَهُ الْأَرْضُ"۔ اب اصطلاح میں چاند گرہن کو خسوف اور سورج گرہن کو کسوف کہتے ہیں کیونکہ اس وقت

چاند، سورج دھنسا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ نیاں رہے کہ یہاں خسوف سے مطلقاً گرہن مراد ہے چاند کا ہو یا سورج کا۔ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز بھی پڑھی ہے اور چاند گرہن کی بھی کیونکہ ۱۰ھ میں چاند گرہن لگا تھا جمادی

الآخرہ میں جیسا کہ ابن حبان وغیرہ میں۔ نماز کسوف باجماعت ہوگی اور چاند گرہن کی نماز علیحدہ علیحدہ یہ دونوں نمازیں سنت ہیں، دو، دو رکعتیں ہیں عام نمازوں کی طرح پڑھی جائیں گی، ہاں ان میں قیام، رکوع وغیرہ بہت دراز ہوگا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۰۵)

### ہر رکعت میں دو رکوع

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں سورج میں گہن لگا تو آپ مسجد تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہہ کر لمبی قرأت کی پھر تکبیر کہہ کر طویل رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے رہے اور سجدہ نہ کیا اور طویل قرأت کی یہ پہلی قرأت سے کم تھی پھر تکبیر کہہ کر لمبا رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا تو آپ نے چار سجدوں کے ساتھ نماز مکمل فرمائی اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہو گیا۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الكسوف باب خطبة الامام في الكسوف ج 1 ص 142 مسلم كتاب الكسوف فصل صلاة الكسوف

رکعتان۔ الخ ج 1 ص 296)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اندازاً اتنا قیام۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأت آہستہ تھی ورنہ آپ قیام کا اندازہ نہ لگاتے کسی صحابی سے پوچھ

لیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی سورۃ پڑھی۔

یہاں دونوں جگہ سجدے مراد ہیں جو عام طور پر نماز کی ہر رکعت میں کئے جاتے ہیں لہذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ

نے ایک سجدہ کیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کیے، دو رکوع کی

یعنی ٹرین کا پورا وقت لمبی نماز میں گزار دیا اگر وقت کچھ بچ رہتا تو دعا میں گزارتے۔

اس کا مشرف میں اس جہالت کے عقیدہ کا رد ہے جو اہل عرب میں پھیلا ہوا تھا اور اتفاقاً ان دن حضرت ابراہیم کا تولد بھی ہوا تھا اس سے ان کے خیالات میں اور پختگی ہونے کا اندیشہ تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔  
کہ اگر نصف النہار کا وقت نہ ہو تو نماز گرہن پر عبور نہ تسبیح، تکبیر، استغفار اور باقی ذکر کرو۔ سبحان اللہ! کیا جامع کلام ہے۔ (امروہی ص ۲۰۷)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو آپ نے سورۃ بقرہ کی قرأت کی مثل طویل قیام فرمایا پھر طویل رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھا کر طویل قیام کیا جو کہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سجدہ کیا پھر طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو طویل قیام فرمایا جو کہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

1026- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحَّوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

(بخاری ابواب اکسوف باب صلوٰۃ الکسوف جماعة ج 1 ص 143 مسلم کتاب الکسوف فصل صلوٰۃ الکسوف رکعتان ج 1 ص 298)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک سخت گرمی والے دن سورج میں گہن لگا تو رسول

1027- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ شَدِيدٍ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْعِيَامَ  
حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ  
فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ  
سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِمَّنْ ذَلِكَ  
فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجْدَاتٍ. رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ.

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ  
عنہم کو نماز پڑھائی تو طویل قیام کیا حتیٰ کہ اوت گری کی  
شدت سے بیہوش ہو کر گرنے لگے پھر آپ نے طویل  
رکوع کیا پھر دو سجدے کئے پھر کھڑے ہو کر اسی کی مثل  
عمل فرمایا پس یہ (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار  
سجدے ہوئے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد  
داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الکسوف فصل صلوة الكسوف رکعتان۔ الخ ج 1 ص 297، مسند احمد ج 3 ص 374، ابو داؤد کتاب

الکسوف باب من قال اربع رکعات ج 1 ص 167)

### ہر رکعت میں ایک رکوع

### بَابُ كُلِّ رَكْعَةٍ بِرُكُوعٍ وَاحِدٍ

1028- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ  
فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَائَهُ  
حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلَّى بِنَا  
رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ كَمَا  
تَصْلُونَ وَابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ  
صَلُوتِكُمْ.

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے تو  
سورج میں گہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وسلم اپنی چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے اٹھے اور مسجد  
میں تشریف لائے تو ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے تو آپ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز  
پڑھائی۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
روایت کیا اور نسائی نے یہ الفاظ زائد روایت کئے  
ہیں جیسا کہ تم نماز پڑھتے ہو اور ابن حبان نے فرمایا  
تمہاری نماز کی مثل دو رکعتیں پڑھا کیں۔

(بخاری ابواب الکسوف باب الصلوة فی کسوف الشمس ج 1 ص 141، نسائی کتاب الکسوف باب کیف صلوة

الکسوف ج 1 ص 221، صحیح ابن حبان باب صلوة الكسوف ج 5 ص 215 رقم الحدیث: 2826)

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی  
حیات مبارکہ میں میں تیرا اندازی کر رہا تھا کہ اچانک

1029- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَرْمِي بِأَسْهُبِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَنْكَسَفَتِ



الشَّمْسُ فَتَبَدُّهُنَّ وَقُلْتُ لَا نُظَرَنَّ إِلَى مَا  
يَخْدُثُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
انْكِسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَإِنَّهُيَتُ إِلَيْهِ وَهُوَ  
رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيَهْلِلُ حَتَّى  
جُلِيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ سُورَتَيْنِ وَرَكَعَ  
رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ فَصَلَّى  
رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

(مسلم کتاب الکسوف فصل صلوة الکسوف رکعتان

ج 1 ص 299 نسائی کتاب الکسوف باب التسیع والتخبیر

والدعا عند کسوف الشمس ج 1 ص 213)

اور چار سجدے کئے۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کی کنیت ابوسعید اشجعی ہے، آپ عبدالشمس ابن عبدمناف کی اولاد سے ہیں، آپ کا اصلی نام عبدالکعبہ تھا، حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان رکھا، خلافت عثمانیہ میں سجستان اور کابل آپ ہی نے فتح کیا۔ (اشعة الممعات) فتح مکہ کے  
دن ایمان لائے، بصرہ میں قیام رہا، ۱۵ھ میں وفات پائی۔ (اکمال)

یعنی آپ اس وقت کیا کر رہے ہیں تاکہ میں خود بھی وہ عمل کیا کروں اور لوگوں کو تبلیغ بھی کروں۔

یعنی زیرناف ہاتھ باندھے کیونکہ اس وقت ہاتھ چھوٹے اور لٹکے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ اٹھے اور بندھے ہوئے  
ہوتے ہیں یا صلوة بمعنی دعا ہے، یعنی آپ نماز سے فارغ ہو چکے تھے یا تیاری نماز میں تھے، ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے  
تھے ورنہ نماز گرہن کے قیام میں ہاتھ اٹھانے کا کوئی موقع نہیں اور نہ یہ کسی کا مذہب ہے۔

یعنی پوری کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے نماز گرہن میں دیر تک تسبیح و تہلیل وغیرہ کی، پھر سورۃ فاتحہ وغیرہ پڑھ کر رکوع سجدہ  
وغیرہ کر کے سلام پھیر دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر رکعت میں ایک ہی رکوع اور  
دو سجدے کیے، نماز کو زیادہ رکوعوں سے دراز نہیں کیا، بلکہ زیادہ ذکروں سے، یہ حدیث بھی امام اعظم کی دلیل ہے۔

یعنی مصابیح میں بجائے عبدالرحمن کے جابر ہے، میں نے درست کر کے مشکوٰۃ میں عبدالرحمن کر دیا۔ اس جگہ مرقاۃ نے  
ترمذی، بخاری و ابوداؤد، نسائی اور حاکم کی احادیث بروایت ابن عمر، عبداللہ ابن عمر، سمرہ ابن جندب، نعمان ابن بشیر، قبیصہ  
ہلالی، ابی بکرہ وغیرہم سے بہت احادیث نقل کیں، جن میں نماز گرہن کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کا ذکر ہے اور  
فرمایا کہ چند رکوع والی احادیث مضطرب متعارض ہیں۔ ہم وہ تفصیل یہاں چھوڑتے ہیں اگر کسی کو شوق ہو تو اس جگہ مرقاۃ کا

سورج میں گرہن لگا تو میں نے تیروں کو پھینکا اور سوچا کہ  
میں ضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم سورج گرہن کے موقع پر کیا کرتے ہیں پس  
میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ  
اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے دعا کر رہے تھے تکبیر و  
تہلیل کہہ رہے تھے حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا تو آپ نے  
دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس کو امام  
مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور نسائی نے یہ  
الفاظ زائد روایت کئے کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں۔

مطالعہ کرے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۷۱۲)

1030- وَعَنْ قَبِيصَةَ الْهَلَالِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَخَّرَجَ فِرْعَاوْنُ تَوْبَهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَنْجَلْتُ فَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ يُخَوِّفُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحَدِ صَلَوَاتِ صَلَوَاتِهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال اربع ركعات ج 1 ص 168 نسائي كتاب الكسوف باب كيف صلوة الكسوف ج 1 ص 219)

حضرت قبیسہ ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوفزدہ ہو کر اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور میں اس دن مدینہ میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پس آپ نے ان میں طویل قیام فرمایا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا تو آپ نے فرمایا یہ نشانیاں ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے پس جب تم اسے دیکھو تو اپنی اس فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو ابھی تم نے پڑھی ہے اس کو ابو داؤد اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور انصار کا ایک لڑکا اپنے اپنے نشانہ پر تیر اندازی کر رہے تھے حتیٰ کہ سورج دو یا تین نیزوں کے برابر ہو گیا اور دیکھنے والے کی نظر میں افق سے وہ سیاہ ہو کر قنوع گھاس کی طرح ہو گیا تو ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہمارے ساتھ مسجد چل خدا کی قسم سورج کی یہ حالت ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بارے میں کوئی نئی بات پیدا کریگی۔ ہم جارہے تھے پس اچانک آپ تشریف لے آئے اور آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھائی پس آپ نے نماز میں ہمارے ساتھ اتنا طویل قیام کیا کہ کبھی کسی نماز میں نہیں کیا تھا۔ لیکن ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے

1031- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَزَمْنِي بَعَرَضَيْنِ لَنَا حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قَيْدًا رُمَحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاطِرِ مِنَ الْأُفُقِ اسْوَدَّتْ حَتَّى أَضَتْ كَأَنَّهَا تَنُومَةٌ فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللَّهِ لَيُحْدِثَنَّ شَأْنٌ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّتِهِ حَدَّثَنَا قَالَ فَدَفِعْنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقَدَّمَهُ فَصَلَّى فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلَ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَوَةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا فِي صَلَوَةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ سَجَدَ بِنَا

پھر آپ نے ہمارے ساتھ اتنا طویل رکوع کیا جو کہ کسی نماز میں کیا تھا (لیکن) ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے پھر آپ نے ہمارے ساتھ اتنا طویل سجدہ کیا کہ کسی نماز میں نہیں کیا تھا۔ لیکن ہم آپ کی آواز بالکل نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو قریب نہ تھا کہ آپ رکوع کرتے پھر آپ نے رکوع کیا تو قریب نہ تھا کہ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا تو قریب نہ تھا کہ آپ سجدہ کرتے پھر آپ نے سجدہ کیا تو قریب نہ تھا کہ آپ سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھاتے پھر آپ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا تو قریب نہ تھا کہ (دوسرا) سجدہ کرتے پھر آپ نے سجدہ کیا اور قریب نہ تھا کہ سجدہ سے اپنا سر انور اٹھاتے پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو سورج میں گہن لگا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا

كَأَطْوَلَ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال اربع رکعات ج 1)

ص 168 نسائی کتاب الکسوف باب کیف صلوة الکسوف ج 1 ص 218)

1032- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْدِ يَزْكُجُ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكْدِ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكْدِ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكْدِ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكْدِ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكْدِ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال بركع رکعتین ج 1 ص 169)

1033- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ

إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا كَذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الْمَسَاجِدِ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ قِيَامًا نَرَى بَعْضَ الرُّكُوبِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ ففَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْأُولَى. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد ج 5 ص 428)

کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور بے شک ان میں کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم ان دونوں کو اس حالت میں دیکھو تو مسجد کی طرف جاؤ پھر آپ نے قیام فرمایا تو ہمارے خیال میں آپ نے الرکبت کا کچھ حصہ تلاوت فرمایا۔ پھر آپ نے رکوع کیا پھر آپ سیدھے کھڑے ہوئے پھر آپ نے دو سجدے کئے پھر آپ کھڑے ہوئے تو دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح آپ نے پہلی رکعت میں کیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی جیسا کہ تم رکوع اور سجود کرتے ہوئے نماز پڑھتے ہو اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج اور چاند میں گہن لگے تو اس فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے ابھی پڑھی ہے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ان کی سند حسن ہے۔

1034- وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ نَحْوًا مِنْ صَلَوَاتِكُمْ يَزْكَعُ وَيَسْجُدُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد ج 4 ص 271 نسائی کتاب الكسوف باب كيف صلوة الكسوف ج 1 ص 220)

1035- وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوا كَأَحَدِ صَلَوَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهَا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَإِسْنَادُهَا صَحِيحٌ. (نسائی کتاب الكسوف باب كيف صلوة الكسوف ج 1 ص 219)

## نماز کسوف میں جہراً قرأت کرنے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کسوف میں بلند آواز سے قرأت کی پس آپ نے دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کئے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

تسلیم کتاب الكسوف فصل صلاة الكسوف ركعتان ج 1 ص 296 بخاری كتاب الكسوف باب الجهر بالقراءة في الكسوف ج 1 ص 145

## نماز کسوف میں سرا قرأت کرنا

حضرت سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سورج گہن میں نماز پڑھائی ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی ابواب صلوة الكسوف باب كيف القراءة في الكسوف ج 1 ص 128 ابو داؤد كتاب الكسوف باب من قال اربع ركعات ج 1 ص 168 نسائی كتاب الكسوف باب ترك الجهر فيها بالقراءة ج 1 ص 222 ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة باب ما جعل صلوة الكسوف ج 1 ص 91 مسند احمد ج 5 ص 14)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جس دن سورج میں گہن لگا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے آپ کی قرأت نہیں سنی۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(المعجم الكبير للطبرانی ج 1 ص 240 رقم الحديث: 11612)

## بَابُ الْقِرَاءَةِ بِالْجَهْرِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

1036- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِي الْكُسُوفِ بِقِرَاءَةِ قِصَّةِ رُبْعِ رَكَعَاتٍ فِي رَكَعَتَيْنِ وَأَرْبَعِ مَجْدَاتٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

## بَابُ الْإِخْفَاءِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

1037- عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ لَا تَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

1038- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى إِنْ جَنَّبِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ أَسْمَعْ لَهُ قِرَاءَةً. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

## گہن کی نماز

سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ اور چاند گہن کی نماز مستحب ہے سورج گہن کی نماز جماعت سے مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا جمعہ کی تمام شرطیں اس کے لئے شرط ہیں وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی جماعت قائم کر سکتا ہو اگر وہ نہ ہو تو لوگ تنہا تنہا پڑھیں چاہے گھر میں پڑھیں یا مسجد میں۔

(رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الكسوف، ج ۳، ص ۷۷-۷۸)

مسئلہ:- گہن کی نماز نفل کی طرح دو رکعت لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ پڑھیں پھر اس وقت تک دعائے مانگتے رہیں کہ گہن

ختم ہو جائے۔ (الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الكسوف، ج ۳، ص ۷۸)

مسئلہ:- گہن کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت، نہ بلند آواز سے قرأت۔

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الكسوف، ج ۳، ص ۷۸)

بارش طلب کرنے کے لئے نماز پڑھنا

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جس دن آپ بارش کی دعائے مانگنے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت مبارک فرمائی اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دعائے مانگی پھر اپنی چادر مبارک پلٹ دی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ ان دونوں رکعتوں میں جہراً قرأت فرمائی۔

## بَابُ صَلَوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ

1039- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو ثُمَّ حَوَّلَ رِجْلَهُ ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ جَهْرًا فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ.

(بخاری ابواب الاستسقاء باب كيف حول النبي صلى

الله عليه وسلم ظهره الى الناس ج 1 ص 139 مسلم كتاب

صلوة الاستسقاء ج 1 ص 293)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ عبداللہ ابن زیاد ابن عاصم ابن مازنی انصاری ہیں، خود بھی صحابی ہیں اور والدین بھی صحابی، آپ بدر میں شریک نہ تھے، احد میں تھے، آپ نے وحشی کے ساتھ مل کر میلہ کذاب کو قتل کیا، یہ عبداللہ ابن زیاد ابن عبد ربہ نہیں ہیں جنہوں نے اذان خواب میں دیکھی تھی، وہ بھی انصاری ہیں مگر وہ بیعت عقبہ اور جنگ بدر وغیرہ میں شریک ہوئے۔ (مرقاۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز استسقاء نماز عید کی طرح جنگل میں پڑھی جائے یا جماعت، اس میں قرأت بلند آواز سے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ ق اور دوسری میں غاشیہ پڑھی جائے بعد میں خطبہ ہو، پھر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی جائے اور دعا میں اپنی چادر الٹی کی جائے کہ خدا یا جیسے چادر کا رخ بدل گیا ایسے ہی موسم کا رخ بدل دے۔ یہ تمام چیزیں سنت ہیں، ہاں سنت مؤکدہ نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نماز ادا کی ہے، کبھی صرف دعا مانگی۔ امام اعظم کے سنیت سے انکاری کا بھی یہی مطلب ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر شریف چار گز لمبی اور دو گز ایک باشت چوڑی تھی۔ جن روایات میں آیا ہے کہ آپ نے رکعت اول میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں پانچ وہ سب ضعیف ہیں کیونکہ ان سب میں محمد بن عبدالعزیز ابن عمر ابن عبدالرحمن ابن عوف ہے جسے بخاری نے منکر حدیث فرمایا اور نسائی نے متروک الحدیث کہا، ابو حاتم نے ضعیف الحدیث قرار دیا اسی لیے ان احادیث پر کسی نے عمل نہیں کیا، نماز استسقاء کی ہر رکعت میں ایک ایک ہی تکبیر ہوگی دیگر نوافل کی طرح۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۷۲۲)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ تشریف لے گئے اور بارش کے لئے دعا کی اور اپنی چادر پلٹ دی جس وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ سے پہلے نماز سے آغاز کیا پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا فرمائی اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1040- وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمِصَلِّيِّ وَاسْتَسْفَى وَحَوْلَ رِجَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد ج 4 ص 41)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں:

اس حدیث میں صرف دو کاموں کا ذکر ہے: نیک فال کے لئے اپنی اوڑھی ہوئی چادر الٹی کرنا تاکہ موسم کا حال الٹا ہو جائے، خشکی جائے تری آئے، گرانی جانے ارزانی آئے۔ دوسرے دعا مانگنا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے نماز استسقاء نہ پڑھی، لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ استسقاء میں نماز شرط نہیں صرف دعا سے بھی ہو سکتا ہے۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۷۲۷)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے لئے دعا فرمائی در انحالیکہ آپ پر سیاہ چادر تھی پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ

1041- وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْفَى وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءٌ فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهَا أَعْلَاهَا فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ فَقَلَّبَهَا عَلَيْهِ الْأَيْمَنَ عَلَى

اس سے نچلے حصہ کو پلڑا لراؤ پر نہیں یہ آپ پر مشورہ کیا  
تو اس کی دائیں جانب کو بائیں جانب پر اور بائیں  
جانب کو دائیں جانب پر الٹ دیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت  
کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں  
جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارش  
کے لئے دعا مانگی تو آپ باہر تشریف لائے تو آپ نے  
ہمیں بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعت نماز پڑھائی  
پھر آپ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا  
کی اور اپنا چہرہ انور قبلہ کی طرف کیا درنحالیکہ آپ اپنے  
دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر اپنی چادر  
مبارک پلٹ دی اس کی دائیں طرف بائیں پر اور بائیں  
طرف دائیں پر رکھ دی اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن  
ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں  
نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے  
بارشوں کے بند ہونے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم نے ممبر کا حکم دیا جو آپ کے لئے عید گاہ میں  
رکھ دیا گیا اور آپ نے لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ  
وہ اس دن (گھروں سے) نکلیں حضرت عائشہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سورج نظر آنے لگا تو رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو ممبر پر  
بیٹھ کر تکبیر کہی اور اللہ عزوجل کی حمد کی پھر فرمایا کہ تم نے

الْأَيْسَرُ وَالْأَيْسَرُ عَلَى الْاَيْمَنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ  
أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

(مسند احمد ج 4 ص 141 ابو داؤد کتاب  
الصلوة جامع ابواب صلوة الاستسقاء الخ ج 1 ص 184)

1042- وَثَنَ ابْنُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا  
بَسْتَسْبِيحِينَ فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ بِلَا آذَانٍ وَلَا  
إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللَّهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ لِحَوِّ  
الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَائَهُ فَجَعَلَ  
الْاَيْمَنَ عَلَى الْاَيْسَرِ وَالْاَيْسَرَ عَلَى الْاَيْمَنِ رَوَاهُ  
ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في

صلوة الاستسقاء ص 91)

1043- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ  
شَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَنُحِيطَ الْبَطْرِ فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ فِي  
الْبُصْلِ وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمَ يَخْرُجُونَ فِيهِ  
قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ حِينَ بَدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى  
الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمَدَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ  
شَكَوْتُمْ جَذْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتَيْغَارَ الْبَطْرِ عَنْ  
إِبَائِنِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ



## آبِطَاب صَلَوَاتِ الْكُفُوفِ

اپنے ہاتھوں کی ششک سالی اور بارش کے اپنے وقت سے مائل ہونے کی حکایت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان روز جزا کا مالک اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اے اللہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر بارش نازل فرما جو ایک مدت تک ہمیں قوت اور فائدہ دے پھر آپ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے اور مسلسل اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے رہے حتیٰ کہ آپ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو گئی پھر آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ مبارک پھیری اور اپنی چادر مبارک پلٹ دی درانحالیکہ کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ممبر سے اتر کر دو رکعتیں پڑھائی تو اللہ تعالیٰ نے بادل ظاہر فرمائے جن میں گرج اور چمک تھی پھر اللہ کے حکم سے بارش بری آپ ابھی مسجد تک نہ پہنچے تھے کہ نالے بہہ پڑے پس جب آپ نے لوگوں کو تیزی سے اپنی نگاہوں کی طرف جاتے دیکھا تو آپ ہنسے حتیٰ کہ آپ کے مبارک دانت ظاہر ہو گئے پھر آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند جید ہے۔

أَنْ نَدْعُوهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ يُسْتَجِيبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِثْلَ يَوْمِ الدِّينِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ إِنَّهُمْ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَيْبِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ قُوَّةً وَبَلَاءً لَنَا إِلَى حِينٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتَّى بَدَأَ بِيَاضِ إِبْطِيئِهِ ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَقَلْبَ أَوْ حَوَّلَ رِذَاءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فَأَنْشَأَ اللَّهُ سَعَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَأَلَتِ السُّيُوفُ فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِ ضَمِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِدُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ. (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب رفع الیدین

فی الاستسقاء ج 1 ص 165)

1044- وَعَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثَّانَةَ قَالَ أَرْسَلَنِي أَمِيرٌ مِنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَسْأَلُهُ عَنِ الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا مَنَعَهُ أَنْ يُسْأَلَ بِحَرْجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاضِعًا مُبْتَدِلًا مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(نسائی کتاب الاستسقاء باب کیف صلوة الاستسقاء)

ج 1 ص 226 ابو داؤد کتاب الصلوة جماع ابواب الاستسقاء

الخج 1 ص 165)

### نماز استسقاء کا بیان

حضرت ائق بن عبد اللہ بن کثانہ بن ابی العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے امراء میں سے ایک نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس بار بار استسقاء سے متعلق پوچھنے کے لئے بھیجا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مجھ سے سوال کرنے سے منع ہے۔ نے روکا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے سادہ کپڑوں میں تشریف لائے۔ عورتوں اور انکساری کرتے ہوئے ہیں آپ نے نماز میں دو رکعتیں پڑھائیں لیکن تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہ پڑھا۔ اس کو نسائی اور ابو داؤد نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نماز استسقاء کا طریقہ بہار شریعت میں اس طرح نقل فرماتے ہیں: "استسقاء دعا و استغفار کا نام ہے۔ استسقاء کی نماز جماعت سے جائز ہے مگر جماعت اس کے لئے سنت نہیں۔ چاہیں جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا دونوں (طرح) اختیار ہے۔ استسقاء کے لئے پرانے یا نئے کپڑے پہن کر تذلل و خشوع و خضوع و تواضع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں اور پاؤں (یعنی پاؤں) برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کفار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لئے اور کافر پر لعنت اترتی ہے تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں۔ پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے۔ کمزوروں، بوڑھوں، بیدھیوں، بچوں کے تو تسل سے دعا کرے اور سب آمین کہیں کہ

صحیح بخاری شریف میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، "اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی۔"

اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے تمام اسباب مہیا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دعا کریں اور نہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام دو رکعت کے ساتھ نماز پڑھائے

اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ أَتَاكَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی قال ہو۔

خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو منہ کر کے دُعا کرے۔ بہتر وہ دُعا کہیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دُعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشتِ دست (یعنی ہاتھوں کی پشت) جانب آسمان رکھے (یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو، اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی قال ہو)۔

(بہار شریعت، نماز استسقا کا بیان، حصہ ۳، ص ۱۳۲)

### بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

#### نماز خوف کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے حتیٰ کہ ہم جب ذات الرقاع میں تھے تو جب سایہ دار درخت کے پاس پہنچے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام کے لئے چھوڑ دیا تو مشرکین میں سے ایک شخص آیا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی تو اس نے آپ کی تلوار لے کر سونت لی اور کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں اس نے کہا تجھے مجھ سے کون بجائے گا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے تم سے اللہ تعالیٰ بجائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے دھمکایا تو اس نے تلوار نیام میں ڈال کر لڑکادی پھر نماز کے لئے اذان کہی گئی تو آپ نے ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھا میں پھر وہ پیچھے ہٹ گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھا میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار

1045- عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرَّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا آتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْتَرَطَهُ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْلَمَ أَتَخَافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ قَالَ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكَعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكَعَتَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَابْنُ خَرِّبُوتٍ تَعْلِيْقًا. (مسلم کتاب فضائل القرآن باب

صلوة الخوف ج 1 ص 279 بخاری کتاب المغازی باب  
 ركعتين ہوئیں اور لوگوں کی دو رکعتیں اس کو امام مسلم رحمۃ  
 اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور بخاری نے اسے تعلیقاً  
 روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:  
 تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سایہ میں آرام کریں، باقی لوگ اور درختوں کے نیچے دوپہر گزارتے تھے کیونکہ ان  
 کے ساتھ خیمے اور چھولداریاں نہ تھیں، جب پہننے کے لیے جوتے نہ تھے تو خیمے وغیرہ کہاں سے آتے یہاں بھی حسب دستور  
 ایک درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام کیا صحابہ نے اور درخت کے نیچے۔  
 کیونکہ اس وقت سرکار یا سورہے تھے یا اس طرف سے بوجہ تھے۔  
 یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل رب تعالیٰ پر کیوں نہ ہوتا، رب تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کر لیا تھا "وَإِنَّهُ  
 يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ"۔ اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت، آپ کا تکلیفوں پر صبر، جاہلوں پر حلم سب کچھ  
 معلوم ہوا۔

علامہ واقدی نے اس جگہ لکھا کہ اسے قدرتی طور پر ایسی بیماری ہوگئی جس سے تلو اور اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ خود بھی  
 گر گیا۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اس سے بہت خلقت نے ہدایت پائی، مگر ابو عمارہ فرماتے ہیں وہ  
 اسلام تو نہ لایا لیکن آئندہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل نہ ہوا، آپ کے اخلاق کریمانہ دیکھ کر کیونکہ وہ قتل کا مستحق  
 ہو چکا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا۔ ہو سکتا ہے کہ اسے صحابہ نے دھمکایا بھی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ہیبت بھی اس پر طاری ہوگئی ہو جس سے پہلے وہ گر گیا، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلی دینے پر اٹھ کر تلو اور اس نے خود  
 ہی ٹانگی ہو۔ (ازمرقاة)

یہ حدیث مشکلات میں سے ہے کیونکہ اس سے پہلے ذات الرقاع میں دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہو چکا ہے اور یہاں  
 چار کا اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ پچھلی حدیث میں نماز فجر کا ذکر تھا اور یہاں نماز ظہر کا ذکر ہے کیونکہ ابھی یہاں دھوپ میں  
 آرام کرنے کا ذکر ہو چکا ہے، نیز یہ حدیث امام شافعی کے بھی مخالف ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگر امام چار رکعتیں پڑھے گا  
 تو مقتدیوں کو چار رکعتیں لامحالہ پڑھنی پڑیں گی اور یہاں ذکر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھی اور قوم نے  
 دو دو ۲۔ اس کی توجیہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پندرہ دن شہر کرکفار کے محاصرے کی نیت  
 فرمائی ہو اور اس بناء پر تمام صحابہ نے اور آپ نے چار رکعتیں ہی پڑھیں مگر صحابہ کی ہر جماعت نے دو رکعتیں حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے پیچھے پڑھیں اور دو علیحدہ یہاں دو رکعتیں پڑھنے سے یہی مراد ہے اس کے علاوہ اور کوئی توجیہ اشکال سے خالی  
 نہ ہوگی۔ بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کے ساتھ فرض ادا کئے اور دوسری جماعت کے ساتھ نفل نکر

یہ غلط ہے ورنہ پھر درمیان میں سلام پھیرنا چاہیے تھا، نیز پھر صحابی یہ نہ فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں کیونکہ اب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نمازیں ہوئیں نہ کہ ایک نماز کی چار رکعتیں، بعض نے فرمایا کہ اس وقت قصر کے احکام آئے نہ تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو چار پڑھا نہیں، دو اپنی اقتداء میں اور دو علیحدہ مگر یہ بھی درست نہیں کیونکہ ذات الرقاع کا غزوہ ۵ھ یا ۶ھ میں ہے، بعض نے کہا: ۸ھ میں ہے کیونکہ اس غزوہ میں ابو موسیٰ اشعری بھی شریک تھے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح خیبر کے بعد آئے ہیں اور فتح خیبر ۶ھ میں ہے، بعض مؤرخین نے فرمایا کہ غزوہ ذات الرقاع دو بار ہوا ہے ایک بار ۵ھ میں اور ایک بار ۶ھ یا ۸ھ میں کچھ بھی سہی نماز قصر ۵ھ سے پہلے آچکی تھی، لہذا جو فقیر نے پہلے عرض کیا وہ ہی زیادہ قوی ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۶۴۸)

1046- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ تُصَلِّي وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں شریک ہوا پس جب ہم دشمن کے سامنے ہوئے تو ہم نے ان کے مقابلے کے لئے صفیں باندھیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور ایک جماعت دشمن کے مقابل کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے کھڑی جماعت کو ایک رکعت پڑھائی (جس میں) ایک رکوع اور دو سجدے فرمائے پھر یہ جماعت اس گروہ کی جگہ چلی گئی جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے فرمائے پھر سلام پھیر دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے کھڑے ہو کر اکیلے ایک رکوع اور دو سجدے کئے یعنی ایک رکعت پڑھی اس کو محمد شین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ م کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

الصلوة والسجدة باب ماجاء في صلوة الخوف ج 1 ص 126 ابو داؤد كتاب الصلوة باب من قال يصلي بكل طائفة ركعة ج 1 ص 176 نسائي كتاب صلوة الخوف ج 1 ص 229 ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء في صلوة الخوف ص 90 مسند احمد ج 2 ص 150)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

عجم کے لغوی معنی ہیں اونچی جگہ، لیکن اصطلاح میں عرب کے ایک صوبہ کا نام ہے، شیخ نے فرمایا کہ یہاں نجد، عراق اور حجاز مراد ہے نہ کہ نجد یمن۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر صحابہ کے دو حصے کر دیئے ایک کو اپنے پیچھے کھڑا کیا ایک کو دشمن کے مقابل نہ کسی کو علیحدہ نماز پڑھنے کی اجازت دی نہ دوسری جماعت کرنے کی، نہ دوسرے امام کی اقتدا میں تاکہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کا فیض پالیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت ایسی اہم چیز ہے جو ایسے نازک موقع پر بھی نہ چھوڑی گئی۔ افسوس ان لوگوں پر جو بلا عذر نماز باجماعت چھوڑ دیں۔ دوسرے یہ کہ نفل والے کے پیچھے فرض نماز جائز نہیں، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو دوبار نماز پڑھا دیتے اول جماعت کو فرض کی نیت سے اور دوسری کو نفل کی نیت سے۔ تیسرے یہ کہ جماعت واجب ہے محض سنت نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی جماعت نے پہلی رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور دشمن کے مقابل ہو گئے اور دوسرے گروہ نے دوسری رکعت حضور کے ساتھ پڑھی اور دشمن کے مقابل کھڑے ہو گئے اب پہلی جماعت نے اپنی دوسری رکعت بطریق لائق پوری کر لی پھر دوسری جماعت نے بطریق مسبوق رکعت اول پوری کی، یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

اسی ترتیب سے جو ابھی فقیر نے عرض کی۔ پہلے جماعت اول نے رکعت اپنی قضا کی پھر جماعت دوم نے جیسا کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں یہ طریقہ قرآن کریم کی اس آیت کے بہت موافق ہے جو صلوة خوف کے بارے میں آئی۔

یعنی سخت خوف کے موقع پر جب اس طرح نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو غازی نماز قضا نہ کریں بھاگتے دوڑتے، پیدل یا سوار جیسے ہو سکے پڑھ لیں مگر پڑھیں وقت میں۔ خیال رہے کہ غزوہ خندق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ یا سواڑ جیسے ہو سکے پڑھ لیں مگر پڑھیں وقت میں۔ خیال رہے کہ غزوہ خندق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ نمازیں قضا فرما دینا اس خوف کی بنا پر نہ تھا کیونکہ وہاں اس وقت دشمن موجود ہی نہ تھا وقت تنگ تھا، کھدائی زیادہ تھی، نمازوں کا وقت کھدائی میں صرف ہوا، لہذا واقعہ خندق نہ منسوخ ہے نہ اس کے مخالف کیونکہ جنگ میں غازیوں کو صرف اپنی جانوں کا خطرہ ہوتا ہے اور جنگ خندق میں سارا مدینہ خطرے میں تھا۔

کیونکہ صحابی کا وہ قول جو عقل سے وراہ ہو حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے، اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہو رہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا"۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۳۶)

1047- وَعَنْ تَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْكُفُوفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلُّونَ بِهِمُ الْإِمَامُ رُكْعَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رُكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَلِّمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رُكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ فَتَقُومُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رُكْعَةً رُكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّى رَجُلًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا. قَالَ مَالِكٌ قَالَ تَافِعٌ لَا أَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ ثُمَّ الْبُخَارِيُّ مِنْ طَرِيقِهِ فِي كِتَابِ التَّفْسِيرِ مِنْ صَحِيحِهِ. قَالَ النَّيْمِيُّ إِنَّ صَلَاةَ الْكُفُوفِ لَهَا أَنْوَاعٌ مُخْتَلِفَةٌ وَصِفَاتٌ مُتَنَوِّعَةٌ وَرَدَّتْ فِيهَا أَخْبَارٌ صَحِيحَةٌ (موطا امام كتاب صلوة الخوف ص 170 بخاری کتاب التفسیر باب قوله عزوجل وان خفتم فردجالاً الخ ج 2 ص 650)

حضرت تافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب صلوة خوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا امام اور لوگوں میں سے ایک جماعت آگے بڑھے اور امام ان کو ایک رکعت پڑھائے اور ایک گروہ امام اور دشمن کے درمیان کھڑا ہو۔ پس جب امام کے ساتھ والے لوگ ایک رکعت پڑھ لیں تو وہ پیچھے ہٹ کر ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور یہ سلام نہ پھیریں اور جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آگے بڑھیں اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے اور وہ دور کعتیں پڑھ چکا ہے۔ پھر دونوں گروہوں میں سے ہر ایک امام کے سلام پھیرنے کے بعد اکیلے اکیلے ایک ایک رکعت پڑھیں تو ہر ایک کی دو دور کعتیں ہو جائیں گی۔ اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو لوگ پیدل کھڑے ہو کر نماز پڑھیں یا سوا ہو کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوں یا نہ ہوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میرے خیال میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہی بیان کیا ہے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موطا میں روایت کیا۔ پھر بخاری نے اسی سند سے اپنی صحیح کی کتاب التفسیر میں نقل کیا۔ علامہ نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں صلوة الخوف کی مختلف قسمیں اور مختلف طریقے ہیں جن کے متعلق صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان عید

القطر اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ

## بَابُ تَلْقِيْنِ

## الْمُخْتَصِرِ

جنازہ کے احکام  
قریب المرگ شخص کو (کلمہ کی)  
تلقین کرنے کا بیان

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے قریب المرگ لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ اس کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

1048- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ.

(مسلم کتاب الجنائز ج 1 ص 300 ابواب الجنائز باب ماجاء في تلقين المريض عند الموت ج 1 ص 192 ابو داؤد

کتاب الجنائز باب في التلقين ج 2 ص 88 نسائي کتاب الجنائز باب تلقين الميت ج 1 ص 259 ابن ماجه ابواب ماجاء في

الجنائز باب ماجاء في تلقين الميت- الخ ص 105 مسند احمد ج 3 ص 3)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حکم استحبالی ہے، یہی جمہور علماء کا مذہب ہے، بعض مالکیوں کے ہاں وجوبی ہے۔ موتے کے حقیقی معنی ہیں جو مر چکا ہو، مجازاً قریب الموت کو موتے کہہ دیتے ہیں یعنی جو مر رہا ہو اسے کلمہ سکھاؤ اس طرح کہ اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھو اس کا حکم نہ دو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کا آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو وہ جنتی ہے۔ خیال رہے کہ اگر مؤمن بوقت موت کلمہ نہ پڑھ سکے جیسے بے ہوش یا شہید وغیرہ تو وہ ایمان پر ہی مرا کہ زندگی میں مؤمن تھا لہذا اب بھی مؤمن بلکہ اگر نزع کی غشی میں اس کے منہ سے کلمہ کفر سنا جائے تب بھی وہ مؤمن ہی ہوگا اس کا کفن دفن، نماز سب کچھ ہوگی کیونکہ غشی کی حالت کا ارتداد معتبر نہیں۔ (از شامی) اس سے معلوم ہوا کہ مرتے وقت کلمہ پڑھانا اس حدیث مذکورہ پر عمل کے لیے ہے نہ کہ اسے مسلمان بنانے کے لیے، مسلمان تو وہ پہلے ہی ہے یا مطلب یہ ہے کہ میت کو بعد دفن کلمہ کی تلقین کرو کہ قبر پر کلمہ پڑھو یا قبر کے سرہانے اذان کہہ دو کیونکہ یہ وقت امتحان قبر کا ہے، اذان میں نکیرین کے سارے سوالات کے جوابات کی تلقین بھی ہے اور اس سے میت کے دل کو تسکین بھی ہوگی اور شیاطین کا دفعیہ بھی ہوگا اور اگر قبر میں آگ ہے تو اس کی برکت سے بچے گی اسی لیے پیدائش کے وقت بچے کے کان میں دل کی گھبراہٹ، آگ لگانے، جنات کے غلبے وغیرہ پر اذان سنت ہے، یہ دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔ شامی نے یہ ہی معنی اختیار کیے کیونکہ حقیقتاً موتے وہی ہے جو مر چکا ہو مگر زیادہ قوی یہ ہے کہ عموم مجاز



کے طریقہ پر دونوں سنت ہی مراد لے جائیں، یعنی جو سر پہاڑ اور جو سر پہاڑ دونوں کو تلقین کرو، نماز سے ہاں بعد دن قہر پر اذان دی جاتی ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔ اس مسئلے کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاہل حق" حصہ اول میں دیکھو۔

(مراۃ المتبحرین ج ۲ ص ۱۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ کی تلقین کرو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

1049- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز ج 1 ص 300)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1050- وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب التلقين ج 2 ص 88)

### قریب المرگ شخص کا منہ قبلہ کی طرف کرنا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو براء بن معرور کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے وصیت کی ہے کہ (مرنے کے بعد) ان کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے تو رسول اللہ نے فرمایا اس نے فطرت کو پالیا پھر آپ تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس حدیث کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

### بَابُ تَوْجِيهِهِ الْمُحْتَضِرِ إِلَى الْقِبْلَةِ

1051- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَامَ الْمَدِينَةَ سَأَلَ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ مَعْرُورٍ فَقَالُوا تُوُفِّيَ وَأَوْصَى أَنْ يُوجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ ذَهَبَ فَصَلَّى عَلَيْهِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

(مستدرک حاکم کتاب الجنائز باب يوجه المحتضر

إلى القبلة ج 1 ص 353)

تلقين کا طریقہ:

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی مایہ ناز تالیف بہار شریعت میں لکھتے ہیں: جانکنی کی

حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی (ہو) مرنے والے کو تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ پڑھیں مگر اسے (یعنی مرنے والے کو) اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔ جب اس (یعنی مرنے والے) نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۵۷)

### بَابُ قِرَاءَةِ يُسَ عِنْدَ الْمَيِّتِ

1052 - عَنْ مَقْعَلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِقْرُؤُوا يُسَ عَلَى مَوْتَاكُمْ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَعْلَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ -

میت کے پاس سورہ یسین پڑھنے کا بیان  
حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مرنے والوں کے پاس سورہ یسین کی تلاوت کرو۔ اس کو ابو داؤد ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور ابن قطن نے اسے معقل قرار دیا اور ابن حبان اسے صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب القراءة عند الميت ج 2 ص 89 ابن ماجہ ابواب ماجہ فی الجنائز ماجہ فی ما یقال عند

المريض اذا حضر من 105 صحیح ابن حبان کتاب الجنائز فصل فی المحتضر ج 6 ص 3 رقم الحدیث: 2991)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اس میں سارے وہ احتمالات ہیں جو پہلی حدیث میں عرض کیے گئے، یعنی جس کی جان نکل رہی ہوں وہاں بیٹھ کر یسین پڑھو تا کہ جان کنی آسان ہو بعد دفن قبر پر پڑھو، نیز کچھ روز تک میت کے گھر میں پڑھتے رہو۔ (اشعۃ اللمعات) قرآن کی ہر سورہ میں کوئی خاص فائدہ ہوتا ہے، سورہ یسین میں حل مشکلات کی تاثیر ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۴۶)

### میت کی آنکھیں بند کرنے کا بیان

### بَابُ تَغْيِيزِ الْمَيِّتِ

1053 - عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ كَدَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے در انحالیکہ ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں تو آپ نے ان کی آنکھوں کو بند فرمادیا پھر فرمایا جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کو دیکھتی ہیں اور ان کے گھر والوں میں کچھ لوگوں نے رونا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے لئے صرف خیر مانگو پس بے شک فرشتے

لَنَا وَلَهُ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ وَأَفْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ  
وَنُورْ لَهُ فِي قَبْرِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز ج 1 ص 300)

اس پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہیں پھر آپ نے یہ دعا مانگی اسے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور محمد میں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے پیچھے رہنے والوں کی تمہاری مغفرت فرما اور اس کی مغفرت فرما اے رب العالمین اور ان کی قبر کو کشادہ فرما اور ان کی قبر کو روشن فرما ان کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی روح کے ساتھ نور نگاہ بھی نکل جاتی ہے اس لیے کبھی مرنے والے کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، آنکھیں کھلی رہنے سے فائدہ کچھ ہوتا نہیں البتہ شکل ڈراؤنی ہو جاتی ہے اس لیے آنکھیں فوراً بند کر دو بلکہ اگر منہ کھلا رہ گیا ہو تو اسے بھی بند کر دیا جائے اور جڑے باندھ دیئے جائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ میت پر بلند آواز سے رونا اور اچھی باتیں منہ سے نکالنا برا نہیں، ہاں پیٹنا اور بکواس کرنا برا ہے بلکہ کبھی کفر جیسے ہائے پہاڑ گر گیا ہائے کمر ٹوٹ گئی، ہائے موت نے یا اللہ نے ظلم کر دیا اَلْعَيَاذُ بِاللَّهِ، یا اللہ ہمیں بھی موت دے دے وغیرہ۔

سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اور جامع دعا ہے، میت کے پسماندگان اپنے اور سارے مسلمانوں کے لیے ہر طرح کی دعا مانگ لی گئی۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 822)

میت کو کپڑے سے ڈھانکنا

بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کو یمنی چادر میں ڈھانک دیا گیا اس کو شیخین نے روایت کیا۔

1054- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّيْنِ تُوْفِي سَجِيًّا بِبُرْدٍ حَبْرَةٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب الجنائز باب الدخول على الميت بعد الموت۔ الخ ج 1 ص 166، مسلم کتاب الجنائز فصل في كفن

الميت۔ الخ ج 1 ص 306)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اس چادر میں کفن دیا گیا، خبرہ یمن کا ایک شہر ہے جہاں کی چادریں مخطوط اور بہترین ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ میت کو حتی الامکان بہتر کفن دیا جائے، بلکہ زندگی میں جو کپڑا اسے پسند تھا اسی میں کفن دینا بہتر، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بردیمانی نہایت پسند تھی۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 822)

## بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ

## میت کو غسل دینے کا بیان

1055- عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَنَ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَبِسَبْدٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْأَخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذِنِّي فَلَئِمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاكَ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْتَنَا إِثْمًا تَعْنِي إِزَارَةَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمْ ابْدَانٌ مِمَّا مِنْهَا وَمَوَاضِعُ الْوَضوءِ مِنْهَا.

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی فوت ہوئیں تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اس کو تین یا پانچ مرتبہ غسل دو یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو اور آخر میں کچھ کافور لگا دینا جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا پس جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنی چادر اتار کر دی اور فرمایا اس کو سب کپڑوں سے نیچے پہنا دو یعنی اس کا ازار بنا دو۔ اس کو محمد شین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا اور ایک روایت میں ہے کہ تم اس کی دائیں جانب اور وضو کی جگہوں سے غسل کا آغاز کرو۔

(بخاری کتاب الجنائز غسل المیت۔ الخ ج 1 ص 167، مسلم کتاب الجنائز فصل فی غسل المیت وتراجم 1 ص 304، ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی غسل المیت ج 1 ص 193، ابو داؤد کتاب الجنائز باب کیف غسل المیت ج 2 ص 92، نسائی کتاب الجنائز باب غسل المیت وتراجم 1 ص 266، ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی غسل المیت وتراجم 1 ص 106، مسند احمد ج 6 ص 407)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ انجمن فرماتے ہیں:

آپ کا نام نسیم بنت کعب ہے، انصاریہ ہیں، اکثر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوؤں میں شریک رہیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

یہ صاحبزادی حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجہ ابوالعاص ابن ربیع ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام اولاد میں بڑی تھیں، ۸ھ میں وفات پائی، بعض نے فرمایا کہ ام کلثوم زوجہ حضرت عثمان تھیں جن کی وفات ۹ھ میں ہوئی مگر قول اول قوی ہے۔

اس طرح کہ بیری کے پتے پانی میں جوش دے لو کیونکہ بیری سے میل خوب کٹتا ہے، جو کیں وغیرہ صاف ہوتی ہیں اور

آبِوَابِ الْجَنَائِزِ

اس سے میت کا بدن جلد بگڑتا نہیں۔ تین بار غسل دینا سنت ہے اسات بارتک جائز اور بلا وجہ اس سے زیادہ تکرور۔ پیری کا استعمال پہلی بار میں سنت ہے، باقی میں جائز۔ خیال رہے کہ غسل میت میں کلی اور ناک میں پانی نہیں۔ یعنی آخری بار جو پانی ان پر بہاؤ اس میں کچھ کافور ملا ہو کیونکہ یہ بہترین خوشبو ہے، اس سے کیڑے کاوڑے جسم کے قریب نہیں آتے۔ جمہور علماء یہی فرماتے ہیں کہ کافور آخری پانی میں ملایا جائے، بعض نے فرمایا کہ اسے خوشبوؤں میں شامل کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ استعمال کیا جائے۔

شعار وہ کپڑا کہلاتا ہے جو جسم سے ملا رہے، شعر یعنی بالوں سے ملا ہوا، دثار او پردا لے کپڑے کو یعنی میرا تہبند شریف ان کے جسم سے ملا ہوا رکھو اور کفن او پر۔ یہ تہبند کفن میں شمار نہ تھا بلکہ برکت اور قبر کی مشکلات حل کرنے کے لیے رکھا گیا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بزرگوں کے بال، ناخن، ان کے استعمال کے کپڑے تبرک ہیں جن سے دنیا، قبر و آخرت کی مشکلات حل ہوتی ہیں، قرآن شریف میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیض کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی نابینا آنکھیں روشن ہو گئیں۔ احادیث میں ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو ابن عاص و دیگر صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن، بال و تہبند شریف اپنے ساتھ قبر میں لے جانے کے لیے محفوظ رکھے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات اور قرآنی آیت یا دعا کسی کپڑے یا کاغذ پر لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں دفن کرنا جائز بلکہ سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ ان چیزوں کے متعلق یہ خیال نہ کیا جائے کہ جب میت پھولے پھٹے گی تو ان کی بے حرمتی ہوگی، دیکھو سورہ فاتحہ لکھ کر دھو کر بیمار کو پلاتے ہیں، یونہی آب زمزم برکت کے لیے پیتے ہیں حالانکہ پانی پیٹ میں پہنچ کر کیا بنتا ہے سب کو معلوم ہے۔ کفنی الفی لکھنے اور تبرکات کفن میں رکھنے کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔

یعنی پہلے میت کو وضو کراؤ پھر اس طرح غسل دو کہ اولاً داہنا حصہ دھوؤ پھر بائیں، یہاں مراقاۃ نے فرمایا کہ اگر غسل انگلی پر کپڑا پیٹ کر کر کے اس کے دانتوں اور نتھنوں پر پھیر دے تو مستحب ہے۔

حضرت ام عطیہ کا یہ عمل اپنی رائے سے ہوگا کہ عموماً عورتیں بالوں کے تین حصے کر کے چوٹی بنتی ہیں جس سے وہ سارے بال پیٹھ کے پیچھے رہتے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ میت عورت کے بال کے دو حصے کیے جائیں ایک حصہ داہنی طرف سے دوسرا بائیں سے سینہ پر ڈال دیا جائے، سارے بالوں کا پیچھے رہنا مسنون نہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۵۸)

بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ

مرد کا اپنی بیوی کو غسل دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت البقیع سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں اپنے سر میں رد مٹوس کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی اور کہہ

1056- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجْدُ صَدَاغًا فِي رَأْسِي وَأَنَا أَقُولُ وَارَأْسَاءُ فَقَالَ بَلْ أَكَايَا عَائِشَةَ وَارَأْسَاءُ ثُمَّ قَالَ مَا ضَرَّكَ لَوْ

مِثِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكَ فَعَسَلْتُكَ وَكَفَّنْتُكَ  
وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَدَفَّنْتُكَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ  
وَآخَرُونَ قَالَ النَّيْمِيُّ قَوْلُهُ فَعَسَلْتُكَ غَيْرَ  
مَحْفُوظٍ. (ابن ماجه ابواب ماجاء في الجنائز ماجاء في  
غسل الرجل المرأة - الخ ص 107)

رہی تھی ہائے میرا سر تو آپ نے فرمایا اسے غائسہ رضی  
اللہ عنہا بلکہ میں کہتا ہوں وارأساہ پھر آپ نے فرمایا تجھے  
کیا نقصان ہے اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو جائے تو  
میں تیرے پاس ہوں گا تجھے غسل دوں اور آفن دوں گا  
اور تجھے پر نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا۔ اس  
کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ م نے  
روایت کیا علامہ نیومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے  
ہیں راوی کا قول فَعَسَلْتُكَ محفوظ نہیں ہے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتی  
ہیں کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا  
وصال ہوا تو میں نے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ان کو غسل دیا۔

1057- وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا قَالَ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
غَسَلْتُ أَنَا وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.  
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(معرفة السنن والآثار كتاب الجنائز ج 5 ص 231 رقم الحديث: 7359-7361 سنن الكبزي للبيهقي كتاب الجنائز)

باب الرجل يغسل امرأته اذا ماتت ج 3 ص 397)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
فی تنویر الابصار، بمنع زوجها من غسلها۔

(تنویر الابصار متن الدر المختار باب صلوة الجنائز مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۱۲۰/۱)

تنویر الابصار میں ہے: خاوند کو بیوی کے غسل سے منع کیا جائے گا۔

اور وہ جو منقول ہوا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا،  
اولاً اسکی ایسی صحت و لیاقت تجت محل نظر ہے۔

ثانیاً دوسری روایت یوں ہے کہ اس جناب کو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دائی نے

غسل دیا۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۹، ص ۹۲)

بیوی کا اپنے شوہر کو غسل دینا

بَابُ غُسْلِ الْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا

1058- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ امْرَأَةَ أَبِي بَكْرٍ

حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا جب آپ کا وصال ہوا پھر باہر تشریف لا کر اپنے پاس موجود مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزہ کی حالت میں ہوں اور بے شک یہ سخت سرد دن ہے تو کیا مجھ پر (میت کو غسل دینے کی وجہ سے) غسل لازم ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

### سفید کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں بہتر کپڑے ہیں اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء ما يستحب الاكفان ج 1 ص 193 ابو داؤد کتاب اللباس باب فی البیاض ج 2

ص 206 ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء ما يستحب من الكفن ص 107 مسند احمد ج 1 ص 247)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ انجان فرماتے ہیں:

یہ حکم استحبابی ہے کہ زندوں اور مردوں کے لیے سفید کپڑا مستحب ہے ورنہ عورت میت کے لیے ریشمی، سوتی، سرخ، پیلا

ہر طرح کا کفن جائز ہے اگرچہ بہتر سفید اور سوتی ہے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 82)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنو پس بے شک وہ بہت پاکیزہ اور بہت اچھے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ اس کو احمد نسائی ترمذی اور

بِالصِّدِّيقِ عَسَلْتُ اَبَا بَكْرٍ بِنِ الصِّدِّيقِ حِينَ تُوِي ثُمَّ خَرَجْتُ فَسَأَلْتُ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ اِنِّي صَائِمَةٌ وَاِنَّ هَذَا يَوْمٌ شَدِيدُ الْبَرْدِ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلِ فَقَالُوا لَا. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ. (موطا امام مالک کتاب الجنائز باب غسل الميت ص 204)

### بَابُ التَّكْفِينِ فِي الثِّيَابِ الْبَيْضِ

1059 - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ.

1060 - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَسُوا ثِيَابَ الْبَيَاضِ فَإِنَّهَا أَظْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ

وَالْبِرِّ مَذِيئِي وَالْحَاكِمِي وَصَحَّاحَهُ.

حاکم نے روایت کہا اور حاکم و ترمذی نے اسے تصحیح کیا۔  
دیا۔

(مسند احمد ج 5 ص 10 نسائی کتاب الجنائز باب الامر بفتحمين الكفن ج 1 ص 268 مستدرک حاکم کتاب الجنائز)

باب الكفن في ثياب البيض - الخ ص 354

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اطیب بنا ہے طیب سے اگر طیب خبیث کا مقابل ہو تو بمعنی حلال ہوتا ہے جیسے رب تعالیٰ کا فرمان: "لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ" ورنہ اس کے معنی ہوتے پسندیدہ شرعاً یا عقلاً یا طبعاً یہاں اس ہی آخری معنی میں ہے یعنی سفید کپڑا پاکیزہ بھی ہے کہ ذرا سادہ دور سے معلوم ہو جاتا ہے اور دھولیا جاتا ہے، رنگین کپڑے کے داغ دھبے نظر نہیں آتے، نیز رنگین کپڑے کے دھونے میں رنگ دھل جانے کا خطرہ ہوتا ہے سفید کپڑے میں یہ خطرہ نہیں، نیز سفید کپڑا اپنے پیدائشی رنگ پر ہے رنگین کپڑے کا رنگ عارضی۔ اطیب کے معنی میں دل پسند، جتنا حسن و زیبائش سفید کپڑے میں ہے اتنا دوسرے میں نہیں۔ وہ جو وارد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا یا سرخ جوڑا یعنی سرخ دھاری والا جوڑا پہنایا عورت کا کپڑا رنگین ہو وہ سب بیان جواز کے لیے ہے یہ فرمان عالی بیان استحباب کے لیے۔ بعض طلباء صوفیاء، رنگین کپڑے پہنتے ہیں وہ محض اس لیے کہ جلد جلد دھونا نہ پڑیں ورنہ مسلمان کے لیے سفید کپڑا بہتر ہی بہتر ہے۔

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ عورت کو رنگین کفن دو غلط ہے ہر مردہ کو سفید کفن دینا بہتر ہے کہ اب اس کی گفتگو اور ملاقات فرشتوں سے ہونے والی ہے تو اچھے کپڑوں میں ہونی چاہیے اچھے کپڑے سفید ہیں۔ یہاں مرقات نے سفید رنگت پر بہت اعلیٰ گفتگو کی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج 6 ص 183)

اچھا کفن پہنانے کا بیان

بَابُ التَّحْسِينِ فِي الْكَفْنِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھا کفن دے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

1061- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفْنَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز فصل في كفن الميت في ثلاثة

اثواب - الخ ج 1 ص 306)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں اچھے سے مراد بہت بھاری اور بیش قیمت کفن نہیں بلکہ جیسے کپڑے مرنے والا جمعہ کو پہنتا تھا ایسے کپڑے میں کفن دیا جائے نہ عید والوں میں نہ شادی والوں میں یعنی درمیانہ، لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ کفن میں غلو نہ



کرد۔ بعض روایات میں ہے کہ مردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ وہ آپس میں ملتے ہیں تو اچھے کفن سے خوش ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۶۰)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا ولی بنے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھا کفن دے۔ اس کو ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

1062- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ.

(ابن ماجہ ابواب ما جاء في الجنائز باب ما جاء ما يستحب من الكفن ص 107، ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء ما

يستحب من الاكفان ج 1 ص 194)

مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین سوتی یعنی سحولی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھے۔ اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

بَابُ تَكْفِينِ الرَّجُلِ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ  
1063- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ

(بخاری کتاب الجنائز باب الكفن بلا عمامة ج 1 ص 169، مسلم کتاب الجنائز فصل في كفن الميت في ثلاثة اثواب۔ الخ ص 305، ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء في كفن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ج 1 ص 195، ابوداؤد کتاب الجنائز باب في الكفن ج 2 ص 93، نسائی کتاب الجنائز باب كفن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ج 1 ص 268، ابن ماجہ ابواب ما جاء في الجنائز باب ما جاء في كفن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ص 107، مسند احمد ج 6 ص 165)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجنان فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سوتی یعنی سفید کپڑے کا کفن دیا گیا یہی سنت ہے، اونی یا ریشمیں کفن سنت کے خلاف ہے بلکہ مرد کے لیے ریشمیں کفن حرام ہے۔ یہاں قمیص سے سلی ہوئی قمیص مراد ہے جو زندگی میں پہنی جاتی ہے کفن کی قمیص مراد نہیں کہ وہ تو سنت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت قمیص اتار لی گئی تھی، لہذا یہ حدیث حضرت جابر ابن سرہ کی اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا: قمیص، ازار اور لفافہ کہ وہاں کفن کی قمیص مراد ہے۔ عمامہ کے متعلق بعض علماء نے اس کے معنی کیے ہیں کہ ان تین میں عمامہ نہ تھا بلکہ عمامہ

ان کے علاوہ تھا، اس بناء پر مشائخ، علماء، صوفیاء کے کفن میں عمامہ دینا مستحب ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۸۵۹)

1064- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا فِي كَفْرِ كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحْوَلِيَّةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب الجنائز فصل فی کفن المیت فی ثلاثة اثواب ج 1 ص 306)

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تو آپ نے فرمایا تین سمولی کپڑوں میں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

1065- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ آتِي يَوْمَ هَذَا قُلْنَا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَأَتَى يَوْمَ قُبِضَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا قُبِضَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَايُّ أَرْجُو مَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ قَالَتْ وَكَانَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فِيهِ رَدْعٌ مِنْ مَشْقِي فَقَالَ إِذَا آتَا مِثْكَ فَاغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا وَصُفُّوْا إِلَيْهِ ثَوْبَيْنِ جَدِيدَيْنِ فَكَفِّنُونِي فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ فَقُلْنَا أَفَلَا تَجْعَلُهَا جِدًّا كُلَّهَا قَالَتْ فَقَالَ لَا إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهَلَّةِ قَالَتْ فَمَاتَ لَيْلَةَ الثَّلَاثَاءِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ خَرِّشٍ وَقَالَ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانَ. (مسند احمد ج 7 ص 45، بخاری کتاب الجنائز باب موت يوم الاثنين ج 1 ص 186)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو فرمایا آج کونسا دن تو ہم کے کہا آج پیر کا دن ہے تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کس دن وصال ہوا تو ہم نے کہا کہ آپ کا وصال پیر کے دن ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے بھی اس وقت اور رات کے درمیان (اس کی) امید ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اور آپ پر ایک کپڑا تھا جس میں کپڑے کے نشان تھے تو آپ نے فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے اس کپڑے کو دھو کر اس کے ساتھ مزید دو نئے کپڑے ملا کر مجھے کپڑوں میں کفن دینا تو ہم نے کہا کیا سب کپڑے نئے نہ لے لیں۔ آپ نے فرمایا وہ تو مردہ سے نکلنے والی پیپ کے لئے ہے تو آپ فرماتی ہیں کہ آپ منگل کی رات فوت ہو گئے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور آپ نے فرمایا زعفران کے نشان۔

بَابُ تَكْفِينِ الْمَرَأَةِ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ  
1066- عَنْ لَيْلَى بِنْتِ قَائِفِ الثَّقَفِيَّةِ رَضِيَ

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا  
حضرت لیلیٰ بنت قائف ثقفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت

لَمَّا عَلِمَ قَائِلُكَ كُنْتُ لِيَمِينٍ غَسَلَ أُمَّهُ كُلُّثُومَ  
بِنْتَهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ  
وَقَائِلِهَا فَكَانَ أَوَّلَ مَا أَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
لِلَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدَّرْعَ ثُمَّ الْجُبَّارَ  
ثُمَّ الْمِلْحَفَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثُّوبِ الْآخِرِ  
قَالَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفْنُهَا يُنَاقِلُنَاهَا  
تَوْبَانِوْتًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی کفن المرأة ج 2 ص 94)

کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات  
کے وقت میں بھی ان عورتوں میں شامل تھی جو حضرت ام  
کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو غسل دے رہی تھیں تو رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سب سے پہلے ازار  
عطا فرمائی پھر قمیض پھر اوڑھنی پھر چادر پھر اس کے بعد  
ان کو لپیٹنے کے لئے ایک اور کپڑا دیا آپ فرماتی ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دروازے کے پاس  
بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا  
کفن آپ کے پاس تھا جس میں سے ایک ایک کپڑا  
آپ ہمیں عطا فرما رہے تھے۔ اس کو ابو داؤد نے  
روایت کی اور اس کی سند میں کلام ہے۔

### کفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں۔ (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) قمیص  
اور عورت کے لیے پانچ۔

تین یہ اور (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند

کفن کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں۔ (۱) لفافہ (۲) ازار  
اور عورت کے لیے تین۔

(۱) لفافہ (۲) ازار (۳) اوڑھنی یا

(۱) لفافہ (۲) قمیص (۳) اوڑھنی۔

کفن ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۱۲-۱۱۶) (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل

الثالث، ج ۱، ص ۱۶۰، وغیرہما)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ

## عَلَى الْمَيِّتِ

1067- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

میت پر نماز پڑھنے کے بارے میں

جو روایات وارد ہوئی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جنازہ میں حاضر ہو کر نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے ایک قیراط ہے اور جو میت کے دفن کیے جانے تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط اجر ہے عرض کیا گیا وہ قیراط کیا ہیں تو فرمایا دو بڑے پہاڑوں کی مثل ہیں۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب من انتظر حتى يدفن ج 1 ص 177، مسلم کتاب الجنائز فصل حصول ثواب القيراط۔

النج 1 ص 307)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ان دو قیدوں سے دو فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ کافر کا میت کے ساتھ جانا ثواب کا باعث نہیں کیونکہ اعمال کا ثواب ایمان سے ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ریا کاری، قومی نظریے، کسی مالدار کو خوش کرنے کے لیے ساتھ جانے پر بھی کوئی ثواب نہیں جیسا کہ آج عموماً دیکھا جا رہا ہے کہ غریب کے جنازے پر اٹھانے والے بھی مشکل سے جمع ہوتے ہیں اور امیر کے جنازے پر اکثر خوشامدیوں کا جھوم ہوتا ہے جو بغیر نماز جانے ہوئے بھی بے وضو ہی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عموماً دینار کے بیسویں حصے کو قیراط کہا جاتا ہے مگر شام والے چالیسویں حصے کو بعض اور علاقوں میں دینار کے چھٹے حصے کو قیراط کہتے ہیں یہاں تجریداً صرف حصہ مراد ہے نہ کہ دینار کا حصہ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی صرف نماز جنازہ میں شرکت کرنے والا آدھا ثواب پاتا ہے اور دفن میں بھی شرکت کرنے والا دگنا۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۵۹)

1068- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلَّى عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةَ كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز فصل في قبول شفاعاة الاربعين)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو ہو وہ سب اس کے حق میں شفاعت کریں تو ان کی شفاعت اس میت کے حق میں قبول کی جائے گی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

ج 1 ص 308)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ چالیس کی روایت کے خلاف نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اولاً سو کی قید ہو پھر رب نے اپنی رحمت وسیع فرمادی ہو اور چالیس کی نماز پر بھی بخشش کا وعدہ فرمایا ہو، بعض روایات تو اور بھی امید افزاء ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۸۳)

1069- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ. (مسند احمد ج 1 ص 277، مسلم كتاب الجنائز فصل في قبول شفاعة مايقول في الصلوة على الميت ج 1 ص 198)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان شخص فوت ہو جائے پھر اس کی نماز جنازہ ایسے چالیس افراد پڑھیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس میت کے حق میں قبول فرمائے گا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

مرقات میں ہے کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی برکت سے دوسروں کی بھی۔ خیال رہے کہ یہ ذکر ولی تشریحی کا ہے، ولی تکوینی کی تعداد مقرر ہے کہ ہر زمانہ میں اتنے ابدال اتنے غوث اور ایک قطب عالم ہوں گے اور مسلمانوں سے مراد متقی مسلمان ہیں، ورنہ سینماؤں اور تماشہ گاہوں میں سینکڑوں فساق ہوتے ہیں۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۸۳)

1070- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا تُوِّفِيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَتْ ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى أَصِلَّ عَلَيْهِ فَأُنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ عَلَى ابْنِي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ان کا (جنازہ) مسجد میں داخل کرو تا کہ میں بھی ان کی نماز جنازہ پڑھوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اس کا انکار کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میضاء کے دو بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی تھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم كتاب الجنائز فصل في جواز الصلوة على

الميت في المسجد ج 1 ص 313)

1071- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ جِنَازَةً فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں میت پر نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الجنائز فی المسجد ص 110 ابو داؤد کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الجنائز علی الجنائز فی المسجد ج 2 ص 98)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔ ت) یہاں اطلاق ہی اوفق و احق والصدق بدلیل ہے کہ معاء غالباً فضلات سے خالی نہیں ہوتیں اور موت مزیل استسماک و موجب استرخائے تام ہے اور جنازہ لے چلنے کی حرکت مؤید خروج، تو ہر میت میں خوف تلویث موجود۔ باقی کس خاص وجہ سے غلبہ ظن کی کیا حاجت، تا سمجھ بچوں کو مسجد میں لانا مطلقاً ممنوع ہو کہ سب میں احتمال تلویث قائم، کچھ یہ شرط نہیں کہ جس بچے کو اسہال وغیرہ کا عارضہ لاحق ہو وہی مسجد میں نہ لایا جائے، یونہی میت بلکہ اس سے بھی زائد کمالاً مخفی علی الفطن (جیسا کہ زیرک پر پوشیدہ نہیں۔ ت) پھر یہ بھی امام ثانی سے ایک روایت نادرہ ہے ظاہر الراویۃ میں ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک مسجد میں جنازہ مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ میت بیرون مسجد ہو، یہی ارنج واضح و مختار و ماخوذ ہے: فان الفتوی متی اختلفت وجب المصیر الی ظاہر الروایۃ کہا افادہ فی البحر والدر و غیرہما۔ اس لئے جب فتویٰ میں اختلاف ہو تو ظاہر الروایۃ کی طرف رجوع ضروری ہے، جیسا کہ بحر اور در مختار وغیرہما میں افادہ کیا۔

اب عبارت علماء سنئے۔ تویر الابصار و در مختار میں ہے: کرہت تحریماً و قیل تنزیہاً فی مسجد جماعۃ ہو ای المیت فیہ وحدۃ او مع القوم و اختلف فی الخارجه عن المسجد وحدۃ او مع بعض القوم و المختار کرہۃ مطلقاً خلاصۃ۔ (در مختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۱۲۳)

مکروہ تحریمی۔۔ اور کہا گیا کہ تنزیہی ہے مسجد جماعت میں، جس میں تنہا میت ہو یا پڑھنے والوں کے ساتھ ہو، اور اس جنازہ کے بارے میں اختلاف ہے جو تنہا یا بعض لوگوں کے ساتھ بیرون مسجد ہو، اور مختار یہ ہے کہ مطلقاً مکروہ ہے۔ خلاصہ۔

رد المختار میں ہے: مطلقاً فی ای جمیع الصور المتقدمۃ کما فی الفتح عن الخلاصۃ و فی مختارات النواز سواء کان المیت فیہ او خارجہ و ظاہر الروایۃ، و فی روایۃ لایکرہ اذا کان المیت خارج

المسجد. (رد المحتار باب صلوة الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۲۵)

مطلقاً یعنی گزشتہ تمام صورتوں میں، جیسا کہ فتح القدیر میں خلاصہ سے منقول ہے۔ اور مختارات النوازل میں ہے کہ خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر، یہی ظاہر الروایۃ ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب میت مسجد کے باہر ہو تو مکروہ نہیں۔

(الفتاویٰ الرضویۃ، ج ۹، ص ۲۵۹-۲۶۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا اور صحابہ کو لے کر عید گاہ کی طرف نکلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو صفیں بندھوائیں اور چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی۔ اس کو محمد شین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔ اس کو محمد شین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

1072- وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَثَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

(بخاری کتاب الجنائز ج 1 ص 167، مسلم کتاب الجنائز فصل فی النعی للناس المیت ج 1 ص 301، ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی التکبیر علی الجنائز ج 1 ص 198، ابو داؤد کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی المسلم یموت فی بلاد الشوک ج 2 ص 101، نسائی کتاب الجنائز باب عدد التکبیر علی الجنائز ج 1 ص 280، ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی النجاشی ص 111، مسند احمد ج 2 ص 529)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اتان فرماتے ہیں:

نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب تھا، ان کا نام اصمہ تھا، یہ پہلے عیسائی تھے بعد میں مسلمان ہوئے اور حبشہ میں مہاجر صحابہ کو اس بھی دی، ان کی خدمت میں بھی گئے، ان کا انتقال رجب ۹ھ میں ہوا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ دور نزدیک، غائب حاضر سب کو دیکھ لیتی ہیں کہ حبشہ اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ کا فاصلہ ہے۔ (مرقات)

اس سے معلوم ہوا کہ پنجگانہ جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ منع ہے میت مسجد میں ہو یا نہ ہو اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نماز مسجد نبوی شریف میں نہ پڑھی بلکہ ان کو باہر لے گئے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض لوگ نماز جنازہ غائبانہ کے قائل ہیں مگر ان کی یہ دلیل کمزور ہے اس لیے کہ نماز غائبانہ صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی نے پڑھی کسی صحابی نے کبھی نہ پڑھی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جو صحابہ غزووں یا مکہ مکرمہ وغیرہ میں تھے انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نماز غائبانہ نہ پڑھی، نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی یہی نماز غائبانہ پڑھی بارہا صحابہ کی شہادتوں یا وفات کی خبریں آتی تھیں آپ نماز نہ پڑھتے تھے۔ جن روایات میں ہے کہ آپ نے معاویہ ابن معاویہ

مزنی، زید ابن حارثہ، جعفر ابن ابی طالب پر یہ غزوہ موتے میں شہید ہوئے تھے نماز غائبانہ پڑھی ہے ان کی اسنادوں میں محدثین کو کلام ہے کیونکہ ان اسنادوں میں علماء ابن زید یا بقیہ ابن ولید وغیر ہم راوی ہیں جو بالاتفاق ضعیف ہیں اور اگر یہ احادیث صحیح بھی ہوں تو ان نمازوں کی وجہ یہ ہے کہ جبریل امین نے ان معیوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس کے الفاظ یہ ہیں "كُشِفَ لِلسَّبِيحِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجَاشِيِّ حَتَّى رَأَى رَأَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" لہذا یہ نماز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت میں سے ہے کیونکہ میت کا امام کے آگے ہونا کافی ہے مقتدی دیکھیں یا نہ دیکھیں، ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر صحابی کا جنازہ پڑھاتے تھے حتیٰ کہ جو رات میں دفن کر دیئے جاتے ان کی قبر پر جا کر جنازہ پڑھاتے اور فرماتے کہ مجھے ہر ایک کی موت کی خبر دیا کرو، میری نماز ان کے لیے رحمت ہے مگر سوائے اس کے اور کسی غائب صحابی پر نماز غائبانہ نہ پڑھی، لہذا اس حدیث سے نماز غائبانہ کا جواز ثابت کرنا بہت کمزور ہے۔ مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ جنازے کی نماز حاضر میت پر ہو سکتی ہے نہ کہ غائب پر۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۷۵)

1073- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَابَةِ النَّجَاشِيِّ فَكَثُرَ أَرْبَعًا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو اس میں چار تکبیریں کہیں۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب التكبير على الجنائز اربعاً ج 1 ص 178 مسلم کتاب الجنائز فصل في التكبير على الميت اربعاً ج 1 ص 309)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جنازہ کی ابتداء، تو یہ سیدنا آدم علیہ السلام کے دور سے ہے۔ حاکم نے مستدرک، طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنازہ پر جو آخری عمر میں تکبیرات کہیں وہ چار تھیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چار تکبیرات کہیں، اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چار تکبیرات کہیں، ملائکہ نے سیدنا آدم علیہ السلام پر چار تکبیریں کہیں اور اسلام میں وجوب نماز جنازہ کا حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوا،

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۵، ص ۷۷)

1074- وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت



اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاعْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلَجٍ وَبَرْدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ عَوْفٌ فَتَسَنَّنْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ الْمَيِّتِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی الدعاء للمیت ج 1 ص 311)

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی تو میں نے آپ کو دعا کرتے ہوئے سنا اسے اللہ اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما اس کو معاف فرما اس کو عافیت میں رکھ عزت کے ساتھ اس کی مہمانی کر اور اس کی قبر کو وسیع کر اور اسے پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال اور اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح میلے کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کو دنیاوی گھر کے بدلے بہتر گھر عطا فرما اور دنیاوی اہل سے بہتر اہل عطا فرما اور دنیاوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے بچا حضرت عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس میت پر دعا کی وجہ سے میں نے یہ آرزو کی کاش کہ یہ مرنے والا میں ہوتا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں رب کی رحمت کو پانی، برف اور اولہ کہا گیا کیونکہ ٹھنڈے پانی سے نہانے میں دل کو خوشی، دماغ کو فرحت، جسم کی صفائی اور راحت سب کچھ ہی حاصل ہوتی ہے، یعنی مولے اسے دوزخ کی آگ میں تپا کر صاف نہ کرنا بالکل معافی اور رحمت کے ٹھنڈے پانی سے۔

سفید کپڑے کی صفائی دور سے محسوس ہوتی ہے اسی لیے سفید کپڑے کی قید لگائی گئی۔

قیامت کے بعد اسے جنت میں گھر دے، غلمان، خدام دے اور حوریں اور دنیا کی بیوی جو وہاں حوروں سے بھی خوبصورت ہوگی اور جس میں دنیا کی سی ظاہر و باطن کوئی خرابی نہ ہوگی وہ اسے نصیب کر، لہذا اس دعا پر اعتراض نہیں کہ جنت میں دنیا کی عورتیں حوروں سے بھی اچھی ہوں گی پھر یہ الفاظ کیوں ارشاد فرمائے گئے۔

تاکہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتنی دعائیں نصیب ہوتیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ

دعا اتنی آواز سے پڑھی جو قریب کے مقتدیوں نے سن لی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۷۸)

1075- وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ حضرت ابو ابراہیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میت پر نماز جنازہ میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ ہمارے زندہ فوت شدہ ہمارے حاضر وغائب اور ہمارے مردوں اور عورتوں اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کی مغفرت فرما۔ اس کو نسائی اور ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(نسائی کتاب الجنائز باب الدعاء ج 1 ص 281 ترمذی ابواب الجنائز باب مايقول في الصلوة على الميت ج 1

ص 198)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی میت پر نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا فرماتے اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ حاضر اور غائب ہماری عورتوں اور مردوں کی مغفرت فرما ہم میں سے جس کو زندہ رکھے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے ایمان پر موت دے اے اللہ ہم تجھ سے عفو و درگزر کی دعا کرتے ہیں اسکو طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني ج 12 ص 133 رقم الحديث: 12680 'مجمع الزوائد كتاب الجنائز باب الصلوة على

الجنازة ج 3 ص 33 'المعجم الاوسط للطبراني ج 2 ص 81 رقم الحديث: 1158)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ان چار کلمات کا مقصد دعا کو عام کرنا ہے یعنی صرف میت کے لیے ہی دعا نہ کرے بلکہ سارے زندوں مردوں کے لیے دعا کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گزشتہ حدیث میں جو فرمایا گیا تھا کہ "أَخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءُ" اس کے معنی یہ نہیں تھے کہ صرف حاضر میت ہی کو دعا کرے اور کو شامل نہ کرے جیسا کہ بعض شارحین نے سمجھا بلکہ اس کے معنی وہ ہیں جو ہم نے وہاں

عرض کر دیے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص ۸۹۸)

أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنثَانَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالْبُرْهَانِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

1076- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَلَاكَاثِنَا وَلِدُكُورِنَا مَنْ حَيَّتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ مَوْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اللَّهُمَّ عَفْوِكَ عَفْوِكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

## بَابُ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ

1077- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلِي أَحَدٍ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَحَدًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَكَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغْسَلُوا وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب الجنائز باب الصلوة علی

التشہید ج 1 ص 179)

شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہداء احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع فرماتے پھر فرماتے کہ ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے پس جب ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اس کو پہلے لحد میں رکھتے اور فرماتے قیامت کے دن میں ان پر گواہ ہوں گا اور آپ نے ان کو ان کے خون (آلودہ کپڑوں) سمیت دفن کرنے کا حکم دیا ان کو غسل نہ دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجنان فرماتے ہیں:

اس طرح کہ دو شہیدوں کو ایک چادر میں لپیٹتے ان کے اپنے کپڑے ان ہی پر تھے لہذا اس سے لازم یہ نہیں آیا کہ ان کی کھالیں مل گئیں ہوں اور یہ اس لیے کیا گیا تھا کہ اس وقت کپڑے کی بہت تنگی تھی۔ یعنی ان کی عدالت، شہادت، تقویٰ، جہاد کمال ایمانی کا خصوصی گواہ ہوں ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ساری امت کے خصوصی گواہ ہیں لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم قرآن دنیا اور آخرت کی عزت کا ذریعہ ہے۔

اس پر تمام علماء متفق ہیں کہ شہید کا نہ خون دھویا جائے نہ اسے غسل دیا جائے مگر اس میں اختلاف ہے کہ اس پر نماز ہوگی یا نہیں؟ ہمارے ہاں شہید پر نماز ہے جس کی بیسٹا احادیث ہیں، بلکہ خاص شہدائے احد کے متعلق طحاوی وغیرہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دس دس شہیدوں کو جمع کر کے ان پر نماز پڑھتے تھے مگر حضرت حمزہ کی میت اسی طرح ہر نماز میں شامل تھی یعنی ہر دفعہ نو شہید نئے لائے جاتے تھے دسویں حمزہ ہوتے تھے، یہ حدیث حضرت عبد اللہ ابن عباس، عبد اللہ ابن زبیر، ابو مالک غفاری وغیرہم صحابہ سے مروی ہے۔ (طحاوی) بعض روایات میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ پر ستر بار نماز جنازہ پڑھی۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آئے گی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد پر ان کی شہادت کے آٹھ سال بعد اپنی وفات سے قریب بھی نماز جنازہ پڑھی، نیز نماز جنازہ گناہ معاف کرانے کے لیے نہیں ہوتی ورنہ بچے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی، بلکہ شرافت انسانی کے

اظہار کے لیے ہے جس کا شہید بھی بدرجہ اولے مستحق ہے۔ امام شافعی کے ہاں شہید پر نماز نہیں، ان کی دلیل یہ حدیث ہے مگر ان کا یہ استدلال بہت کمزور ہے چند وجہ سے: ایک یہ کہ یہ حدیث نفی کی ہے اور ہماری پیش کردہ احادیث میں ثبوت نماز ہے لہذا ترجیح ثبوت کو ہوگی۔ دوسرے یہ کہ حضرت جابر ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد کا جنازہ پڑھا لہذا تعارض کی وجہ سے یہ حدیث قابل عمل نہیں۔ تیسرے یہ کہ یہاں اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص احد کے دن ان شہداء کی نماز نہ پڑھی کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دن خود زخمی تھے، دانت مبارک شہید ہو چکا تھا، سر مبارک میں خود ٹوٹ کر گڑھ گیا تھا جو بمشکل نکالا گیا۔ چوتھے یہ کہ حضرت جابر اس دن سخت پریشان تھے کیونکہ ان کے والد اور ماموں شہید ہو چکے تھے جن کی میجوں کو منتقل کر کے مدینہ پاک لے گئے تھے، اس پریشانی اور مشغولیت کی وجہ سے آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پر مطلع نہ ہو سکے۔ پانچویں یہ کہ حاکم نے روایت صحیح حضرت جابر سے شہدائے احد کی نماز جنازہ اور ہر بار میں حضرت حمزہ کا رکھنا نقل کیا، ان وجوہات کے باعث اس حدیث سے استدلال کمزور ہے۔ اس کی پوری تحقیق اس مقام پر لمعات و اشعہ و مرقات میں دیکھو۔

(مرآة المناجیح ج ۲ ص ۸۸۸)

### بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ

1078. عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَهَاجِرٌ مَعَكَ فَأَوْضَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ أَضْعَابِهِ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ فَأَعْطَى أَضْعَابَهُ مَا قُسِمَ لَهُ وَكَانَ يُرْغَى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفْعُوهُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا قَالَ قَسَمْتُهُ لَكَ قَالَ مَا عَلَى هَذَا إِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْغَى إِلَى هَهُنَا وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ فَأَمُوتُ

### شهداء پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کی پھر اس نے کہا میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کے بارے میں حکم دیا اس کے بعد ایک غزوہ ہوا جس میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ چیزیں بطور غنیمت حاصل ہوئیں تو آپ نے ان کو تقسیم فرمایا اور اس کا حصہ بھی مقرر فرمایا تو اس کا حصہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیا اور وہ ان کے اونٹ چرایا کرتے تھے پس جب وہ آئے تو لوگوں نے اسے اس کا حصہ دیا تو اس نے کہا یہ کیا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم

فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَقَالَ اِنْ تَضَلْتَنِي اِنَّهُ يُصَدِّقَكَ  
 فَلَبِسُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاَبَى  
 بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ اَصَابَهُ  
 سَهْمٌ حَيْثُ اَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ اَهُوَ هُوَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ صَدَّقَنِي اللهُ  
 فَصَدَّقَهُ ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدَّمَهُ  
 فَصَلَّى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَوَتِهِ اَللَّهُمَّ  
 هَذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقُتِلَ  
 شَهِيدًا اَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذَلِكِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
 وَالطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (نسائی کتاب

الجنائز باب الصلوة على الشهداء ج 1 ص 277 طحاوی

کتاب الجنائز باب الصلوة على الشهداء ج 1 ص 339)

نے کہا یہ تیرا حصہ ہے جو تیرے لئے نبی پاک صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے تو اس نے اس کے لیا  
 اور وہ لے کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت  
 میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا: میں نے یہ تیرا حصہ لیا  
 ہے تو وہ کہنے لگا میں نے اس لئے آپ کی اتباع نہیں کی  
 میں نے تو اس لئے آپ کی پیروی کی ہے کہ مجھے  
 یہاں تیرا مارا جائے اور انہوں نے اپنے حلق کی طرف  
 اشارہ کیا اور میں فوت ہو جاؤں اور جنت میں داخل  
 ہو جاؤں تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم  
 نے اللہ کی تصدیق کی تو اللہ تعالیٰ تجھے سچا کر دے گا  
 تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد دشمن کے ساتھ جنگ کے  
 لئے اٹھے پس اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
 خدمت میں پیش کیا گیا اس حال میں اس حال میں اس کو  
 اسی جگہ تیرا لگا تھا جس جگہ کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا تو  
 نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہی ہے تو  
 صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں تو آپ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ سے سچ کہا تو اللہ  
 تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم نے اس کو اپنے جبہ مبارک میں کفن دیا پھر اس کو  
 مقدم کر کے اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ کی نماز سے جو  
 کچھ ظاہر ہوا اس میں سے یہ الفاظ بھی تھے اے اللہ بے  
 شک یہ تیرا بندہ ہے جو تیرے راستے میں ہجرے کرتے  
 ہوئے نکلا اور شہید کر دیا گیا اور میں اس پر گواہ ہوں۔  
 اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طحاوی رحمۃ اللہ

تعالیٰ عالیہ سے روایت لیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فرزندِ واحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس شہداء اعداء جاتے تو آپ ان پر نماز جنازہ پڑھتے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح پڑھتے اور دیگر شہداء کو اٹھایا جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ دیکھتے ہی پڑھتا تھا۔ اس کو ابن ماجہ طحاوی طبرانی اور ترمذی نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

(ابن ماجہ ابواب ما جاء في الجنائز باب ما جاء في الصلوة على الشهداء۔ الخ من 110 طحاوی کتاب الجنائز باب الصلوة على الشهداء ج 1 ص 338 سنن الکبیری للبیہقی کتاب الجنائز باب من زعم ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی شہداء احد ج 4 ص 12 تلخیص الحبیر کتاب الجنائز نقلاً عن الطبرانی ج 2 ص 117)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ میں حکم دیا تو ان کو ایک چادر سے ڈھانپا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی تو تکبیرات کہیں پھر شہداء کو لایا گیا تو ان کو ایک صف میں رکھا گیا تو آپ ان پر نماز جنازہ پڑھتے اور ان کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی نماز جنازہ پڑھتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے اور یہ حدیث صحابی کی مرسل ہے۔

حضرت ابو مالک غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد کے

1079- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ  
أَتَى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
أَحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلَى عَشْرَةِ عَشْرَةٍ وَخَمْرَةَ هُوَ  
كَمَا هُوَ يُرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ. رَوَاهُ  
ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَفِي  
إِسْنَادِهِ لِين.

1080- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ  
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ  
يَوْمَ أَحُدٍ بِخَمْرَةَ فَسَجَّ بِبُرْدِهِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ  
فَكَبَّرَ تِسْعَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ أَتَى بِالْقَتْلِ يُصَفُّونَ  
وَيُصَلِّي عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِمْ مَعَهُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ  
وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ وَهُوَ مُرْسَلٌ صَحَابِيٌّ.

(طحاوی کتاب الجنائز باب الصلوة على الشهداء ج 1 ص 338)

1081- وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْغَفَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَتْلِ أَحَدٍ

## أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ

شہداء پر دس دس کر کے نماز پڑھتے ہر دس میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوتے تھے آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔ اس کو ابو داؤد نے مراسیل میں روایت کیا اور طحاوی اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

عَشْرَةَ عَشْرَةَ فِي كُلِّ عَشْرَةِ حَمَزَةٍ حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعِينَ صَلَاةً. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرَايِلِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

(طحاوی کتاب الجنائز باب الصلوة علی الشہداء ج 1 ص 338، مراسیل ملحقة بسنن ابی داؤد ص 18، سنن الکبیری للبیہقی کتاب الجنائز باب من زعم ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی علی شہداء، احد ج 4 ص 12، تلخیص الحبیج ج 2 ص 117)

## جنازہ کو اٹھانے کے بیان میں

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلے تو وہ اسے چاروں طرف سے اٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے پھر اگر چاہے تو مزید اٹھائے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کی اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

## بَابُ فِي حَمْلِ الْجَنَائِزِ

1082- عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ اتَّبَعَ جَنَائِزًا فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ الشَّرِيرِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

(ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی شہود الجنائز ص 107)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جنازہ کا پورا اجر یہ ہے کہ تو اسے گھر سے لے کر چلے اور تو اس کو چاروں کناروں سے اٹھائے اور تو اس کی قبر پر مٹی ڈالے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

1083- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ مِنْ تَمَامِ أَجْرِ الْجَنَائِزِ أَنْ تُشَيِّعَهَا مِنْ أَهْلِهَا وَأَنْ تَحْمِلَ بِأَرْكَانِهَا الْأَرْبَعَةِ وَأَنْ تَحْتُوَ فِي الْقَبْرِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز فی المیت یحییٰ فی قبرہ ج 3 ص 332)

جنازہ کے پیچھے چلنے کے افضل ہونے کا بیان حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے وصال مبارک تک

بَابُ فِي أَفْضَلِيَّةِ الْمَشِيِّ خَلْفَ الْجَنَائِزِ 1084- عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ مَا مَشِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَاتَ إِلَّا خَلْفَ

الجنائز. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ  
صَوِيحٌ.

جنازہ کے پیچھے ہی چلتے تھے۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند مرسل صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجنائز باب المشی امام الجنائز ج 3 ص 445 رقم الحدیث: 6262)

1085 - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ كُنْتُ فِي جَنَازَةٍ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا يَمْشِيَانِ أَمَامَهَا وَعَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَمْشِي خَلْفَهَا فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ أَرَأَيْتَ تَمْشِي خَلْفَ  
الْجَنَازَةِ وَهَذَانِ يَمْشِيَانِ أَمَامَهَا فَقَالَ عَلِيُّ  
لَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ فَضْلَ الْمَشِيِّ خَلْفَهَا عَلَى الْمَشِيِّ  
أَمَامَهَا كَفَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْفَدْلِ  
وَلَكِنَّهُمَا أَحَبُّمَا أَنْ يَسِيرَا عَلَى النَّاسِ. رَوَاهُ  
عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ.

حضرت عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں شریک تھا (جس میں) ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ کے آگے چل رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ کے پیچھے چل رہے تھے تو میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ جنازہ کے پیچھے چل رہے ہیں اور یہ دونوں جنازہ کے آگے چل رہے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ دونوں بھی جانتے ہیں کہ جنازہ کے پیچھے چلنے کو آگے چلنے پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ باجماعت نماز کو اکیلے نماز پڑھنے پر فضیلت حاصل لیکن ان دونوں نے چاہا کہ لوگوں پر آسانی کریں۔ اس کو عبدالرزاق اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجنائز باب المشی امام الجنائز ج 3 ص 446 رقم الحدیث: 6263 طحاوی کتاب

الجنائز ج 3 ص 446 رقم الحدیث: 6263 طحاوی کتاب الجنائز باب المشی امام الجنائز ج 1 ص 325)

1086 - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ لَهُ كُنْ خَلْفَ  
الْجَنَازَةِ فَإِنَّ مُقَدِّمَهَا لِلْمَلَائِكَةِ وَخَلْفَهَا لِبَنِي  
آدَمَ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد عمرو بن عاص نے ان سے کہا کہ تو جنازہ کے پیچھے ہو جاؤ پس بے شک جنازہ کی اگلی جگہ فرشتوں کے لئے ہے اور جنازہ کے پیچھے اولاد آدم کے لئے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب فی الجنائز یسرع بها اذا خرج بها۔ عن عبداللہ بن عمرو ج 3 ص 282)



## جنازہ لے چلنے کا بیان

سنت یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اٹھائیں اور سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس گناہ کبیرہ مٹا دیے جائیں گے اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرمادے گا۔ (الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب فی صلوٰۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۵۸، ۱۵۹)

مسئلہ:- جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع و ناجائز ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی حمل الجنائز، ج ۱، ص ۱۶۲)

مسئلہ:- میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک آدمی ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ:- میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک آدمی ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ:- جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور ساتھ چلنے والوں کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیے داہنے بائیں نہ چلیں اور جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے۔

پیچھے چلنا چاہیے داہنے بائیں نہ چلیں اور جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی حمل الجنائز، ج ۱، ص ۱۶۲)

مسئلہ:- جنازہ کو تیزی کے ساتھ لے کر چلیں مگر اس طرح کہ میت کو جھٹکانہ لگے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی حمل الجنائز، ج ۱، ص ۱۶۲)

جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کا بیان

## بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو حتیٰ کہ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے یا جنازہ رکھ دیا جائے۔ اس کو محمد شین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

1087- عَنْ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا  
رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ  
تُؤْضِعَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

(بخاری کتاب الجنائز باب القیام للجنائز ج 1 ص 175، مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب القیام للجنائز۔)

الخ ج 1 ص 310، ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی القیام للجنائز ج 1 ص 201، ابو داؤد کتاب الجنائز باب القیام

للجنائز ج 2 ص 96، نسائی کتاب الجنائز باب الامر لاقیام للجنائز ج 1 ص 271، ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ باب ما جاء

فی القیام للجنائز ص 112 'مسند احمد ج 3 ص 446)

1088- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ بِنَا جَنَازَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا جَنَازَةٌ يَهُودِيٌّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنائز یهودی ج 1 ص 175 'مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب القیام للجنائز۔ الخ ج 1 ص 310)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مانے روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المحتان فرماتے ہیں:

گھبراہٹ اور خوف ظاہر کرنے کے لیے نہ کہ کافریت کی تعظیم کے لیے اس وقت کھڑا ہونا خوف کی علامت ہے اور بیٹھا رہنا سختی دل اور غفلت کی نشانی مگر یہ حکم منسوخ ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 842)

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں مسعود بن حکم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنازہ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور انہوں نے یہ اس لئے بیان کیا کہ نافع بن جبیر نے واقعہ بن عمرو کو دیکھا کہ وہ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جاتا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

جنازہ کے لئے قیام کے منسوخ ہونے کا بیان حضرت نافع مسعود بن حکم زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کے میدان میں فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں جنازہ میں کھڑے ہونے کا حکم دیا پھر اس کے بعد

1089- عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ فِي شَأْنِ الْجَنَائِزِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَإِنَّمَا حَدَّثَ بِذَلِكَ لِأَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ رَأَى وَاقِدَ بْنَ عَمْرٍو قَامَ حَتَّى وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب القیام للجنائز۔ الخ ج 1 ص 310)

### بَابُ نَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

1090- وَعَنْهُ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ الزُّرْقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِرَحْبَةِ الْكُوفَةِ وَهُوَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوسِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ

آپ بیٹھ گئے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حازمی نے نسخ و منسوخ میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

وَالطَّعَاوِئِي وَالْحَارِثِيُّ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوحِ  
وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (مسند احمد ج 1 ص 82 طحاوی

كتاب الجنائز باب القيام للجنائز ج 1 ص 328)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

یہ حدیث گزشتہ احادیث کی ناسخ ہے، یعنی پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے ہم بھی اسی پر عامل تھے، پھر بعد میں آپ نے یہ عمل چھوڑ دیا ہم نے بھی چھوڑ دیا لہذا وہ کھڑا ہونا منسوخ ہے۔ خیال رہے کہ وہ قیام منسوخ ہوا ہے جو صرف گھبراہٹ کے اظہار یا ملائکہ موت کی تعظیم کے لیے ہو اور ساتھ جانے کا ارادہ نہ ہو، ساتھ جانے کے لیے اٹھنا تو اب بھی ضروری ہے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 82)

1091- وَعَنْ إِسْمَاعِيلَ الرَّزْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ  
شَهِدْتُ جَنَازَةً بِالْعِرَاقِ فَرَأَيْتُ رِجَالًا قِيَامًا  
يَنْتَظِرُونَ أَنْ تُوَضَعَ وَرَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُشِيرُ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَإِنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَكَ بِالْجُلُوسِ  
بَعْدَ الْقِيَامِ. رَوَاهُ الطَّعَاوِئِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(طحاوی کتاب الجنائز باب القيام للجنائز ج 1

ص 328)

حضرت اسمعیل زرقي رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں عراق میں ایک جنازہ میں شریک ہوا تو میں نے کچھ لوگوں کو کھڑے جنازہ رکھنے کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو بیٹھنے کا اشارہ فرما رہے اور فرما رہے تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کے بعد بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

اولاً میت کے لیے کھڑے ہو جانے کا حکم تھا یا تو میت کی تعظیم کے لیے یا ساتھ والے فرشتوں کی یا موت کی گھبراہٹ کے اظہار کے لیے، لیکن یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا اس کی ناسخ حدیثیں آگے آرہی ہیں۔ اکثر علماء فرماتے ہیں کہ جو میت کے ساتھ جاننا چاہے اسے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (مرقاۃ)

لوگوں کی گردنوں سے زمین پر تا کہ اگر اس کی امداد کی ضرورت پڑے تو یہ باسانی امداد کر سکے، یہ حکم اب بھی باقی ہے کہ میت کو کندھوں سے اتارنے سے پہلے بیٹھ جانا مکروہ ہے اور اگر یہ معنی ہیں کہ قبر میں رکھ دیا جائے تو یہ حدیث منسوخ ہے جس کا ناسخ آگے آرہا ہے۔ شروع اسلام میں دفن سے پہلے بیٹھنا مکروہ تھا اب جائز ہے۔ (مرآة المناجیح ج 2 ص 82)

1092- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا  
حَضْرَتِ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رَوَايَتِ كَرْتِ

ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہم نے باہم جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کے متعلق مباحثہ کیا تو ابو مسعود نے کہا کہ ہم بھی کھڑے ہوتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کام کرو گے کیا تم یہودی ہو؟ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

### دفن اور قبروں کے بعض احکام کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو مدینہ طیبہ میں ایک شخص لحد قبر بناتے تھے اور دوسرے شق قبر بناتے تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کی طرف پیغام بھیجتے ہیں تو ان میں سے جو پہلے آئے گا ہم اسے قبر بنانے کے لئے چھوڑ دیں گے تو ان دونوں کی طرف پیغام بھیجا گیا تو لحد قبر بنانے والے پہلے آگئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر لحد بنائی۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضرت ابو اسحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ عبد اللہ بن یزید پڑھائیں پس انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھر ان کو پاؤں کی جانب سے قبر میں داخل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے۔ اس کو ابو داؤد طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا اور فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

الْقِيَامَ إِلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ قَدْ كُنَّا نَقُومُ فَقَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَلِكَ وَأَنْتُمْ يَهُودٌ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (طحاوی کتاب الجنازہ باب القيام للجنازة ج 1 ص 329)

بَابُ فِي الدَّفْنِ وَبَعْضِ أَحْكَامِ الْقُبُورِ  
1093- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوِّفِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يُلْحِدُ وَآخَرٌ يَضْرَحُ فَقَالُوا نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا فَأَيُّهُمَا سَبَقَ تَرَ كُنَاهُ فَأَرْسِلَ إِلَيْهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ فَلَحَدُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجا في الشق ص 113)

1094- وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَوْصَى الْخَارِثُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ ادَّخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ الرَّجْلِ وَقَالَ هَذَا مِنَ السُّنَّةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

يدخل الميت من قبل رجل القبر ج 4 ص 54)

1095- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُدْخِلُونَ الْمَيِّتَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ. رَوَاهُ الظَّهْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَفِي إِسْنَادِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خِرَاشٍ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ. (المعجم الكبير للطبرانی ج 11 ص 81 رقم الحديث: 1112)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میت کو قبلہ کی جانب سے (قبر میں) داخل کرتے تھے۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں داخل کیا اور اس کی سند میں عبد اللہ بن خراش ہے جس کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا اور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا۔

1096- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَدْخَلَ يَزِيدَ بْنَ الْمُكَفَّفِ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمُحَلَّى.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یزید بن مکفف کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا۔ اس کو عبد الرزاق اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کو محلی میں مکفف ابن حزم نے صحیح قرار دیا۔

(مصنف عبد الرزاق کتاب الجنائز باب من حیث یدخل الميت القبر ج 3 ص 449 رقم الحديث: 6472 مصنف ابن ابی

شیبة کتاب الجنائز باب من ادخل میتاً من قبل القبلة ج 3 ص 328 معلى ابن حزم کتاب الجنائز یدخل الميت کیف امکن۔ الخ ج 3 ص 182)

1097- وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ شَهِدْتُ جَنَازَةَ الْحَارِثِ فَمَدُّوا عَلِيَّ قَبْرَهُ تَوْبًا فَجَبَذَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ إِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حارث کے جنازہ میں شریک ہوا تو لوگوں نے ان کی قبر پر کپڑا پھیلا یا تو عبد اللہ بن یزید نے کپڑا کھینچ کر کہا کہ یہ مرد ہے (عورت نہیں ہے)۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب ما قالوا فی مد الثوب علی القبر ج 3 ص 326)

1098- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَضَعَ الْمَيِّتَ فِي الْقَبْرِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میت کو قبر میں داخل کرتے تو فرماتے بسم اللہ و علی سنیۃ رسول اللہ صلی

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَخْرُؤُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی الدعائی للمیت اذا وضع فی قبرہ ج 2 ص 102 صحیح ابن حبان کتاب الجنائز ج 6

ص 43 رقم الحدیث: 3100)

حضرت عامر بن سعد بن ابوقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الوصال میں فرمایا کہ تم میری قبر لحد کھودنا اور مجھ پر کچی اینٹیں رکھنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر بنائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا۔

1099- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحُدُ وَالْحُدَّاءُ وَأَنْصَبُوا عَلَيَّ اللَّبَنَ نَضْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَخْرُؤُونَ.

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب اللحد ج 1

ص 311)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی پھر اس میت کی قبر پر تشریف لائے تو سر کی جانب سے تین لپ مٹی ڈالی۔ اس کو ابن ماجہ اور ابن ابی داؤد نے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔

1100- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ ثُمَّ آتَى قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَتَّى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ.

(ابن ماجہ ابواب ماجہ فی اقامة الصلوة باب ماجہ فی حثو التراب فی القبر ص 113 تلخیص الحبير کتاب الجنائز

نقلاً عن ابن ماجہ وابن ابی داؤد فی کتاب التضرع ج 2 ص 131)

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا اے امی جان میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صحابہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کھولیں تو انہوں نے میرے لئے تینوں کی قبریں کھولیں جو نہی

1101- وَعَنِ الْقَاسِمِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا أُمَّهُ أَكَشَفْتِ لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةَ وَلَا لَا طِئَةَ مَبْطُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرَصَةِ الْحَمْرَاءِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَخْرُؤُونَ وَفِي

بہت بلند تھیں اور نہ ہی زمین سے ملی ہوئی تھی اور آپ کی قبر پر میدان کی سرخ کنکریاں ڈالی ہوئی تھیں۔ اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند میں راوی مستور الحال ہیں۔

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی قبر کو ہان نما دیکھی۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء في قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ج 1 ص 186)

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قبر پر پانی چھڑکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے سے تھا۔ اس کو سعید بن منصور اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

(سنن الکبزی للبیہقی کتاب الجنائز باب رش الماء على القبر - الخ ج 3 ص 411 تلخیص الحبیر کتاب الجنائز

نقلًا عن سعید بن منصور فی سننہ ج 2 ص 133)

اور آپ ہی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکر رکھے۔ اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

حضرت آپ ہی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کی قبر پر پانی چھڑکا اس پر میدان کی کنکریوں میں سے کچھ کنکریاں رکھیں اور ایک بالشت ان کی قبر کو بلند کیا۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور یہ حدیث مرسل ہے۔

إِسْنَادُهُ مُسْتَوْرٌ. (ابو داؤد کتاب الجنائز فی باب فی تسویة القبور ج 2 ص 103)

1102- وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّمَارِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَمًّا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

1103- وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الرَّشَّ عَلَى الْقَبْرِ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

(سنن الکبزی للبیہقی کتاب الجنائز باب رش الماء على القبر - الخ ج 3 ص 411 تلخیص الحبیر کتاب الجنائز

نقلًا عن سعید بن منصور فی سننہ ج 2 ص 133)

1104- وَعَنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلَى قَبْرِ ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءً. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ. (مسند امام شافعی الباب الثالث والعشر ون فی صلوة الجنائز ج 1 ص 215 رقم الحديث: 599)

1105- وَعَنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلَى قَبْرِهِ الْمَاءَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبًا مِنْ حَصْبَاءِ الْعَرَصَةِ وَرَفَعَ قَبْرَهُ قَدْرَ شِبْرٍ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَهُوَ مُرْسَلٌ.

(سنن الکبزی للبیہقی کتاب الجنائز باب لا یزاد

على اكثر من ترابه ج 3 ص 411)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی تسویة القبر ج 1 ص 312)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کے پاس ٹھہر جاتے پھر فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کے لئے بخشش طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو پس بے شک ابھی ان سے سوال کیا جائیگا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب الاستغفار عند القبر۔ الخ ج 2 ص 103 مستدرک حاکم کتاب الجنائز باب استغفار و

سوال الثبیت للمیت۔ الخ ج 1 ص 370)

### قبر و دفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱ ص ۱۶۵) (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳ ص ۱۶۳)

مسئلہ ۲: جس جگہ انتقال ہو اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں، مقصد یہ کہ اس کے لیے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے میت بالغ ہو یا نابالغ۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳ ص ۱۶۶)

مسئلہ ۳: قبر کی لمبائی میت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔ (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳ ص ۱۶۳)

اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو، یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

مسئلہ ۴: قبر دو قسم ہے، لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں اور صندوق وہ جو ہندوستان



میں عموماً رائج ہے، لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۵)

مسئلہ ۵: قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا جائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۳)

مسئلہ ۶: تابوت کہ میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین

بہت ترے تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مصارف اس میں سے لیے جائیں جو میت نے مال چھوڑا ہے۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶) (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب

صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۵، وغیرہ)

مسئلہ ۷: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھادیں اور دھننے بائیں خام (کچی) اینٹیں لگا

دیں اور اوپر کہگل (مٹی کی لپائی) کر دیں غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی

زمین نم ہو تو دھول بچھا دینا سنت ہے۔ (رد المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۵)

مسئلہ ۸: قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے، چکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶، وغیرہ)

مسئلہ ۹: قبر میں اترنے والے دو تین جو مناسب ہوں کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ کہ قوی و نیک و امین

ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۱۰: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی

پانقتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۶، وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے

اتارنے میں مضائقہ نہیں۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۱۲: میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ.

اور ایک روایت میں بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی آیا ہے۔ (تویر الابصار و رد المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة

الجنائز، مطلب فی دفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۶) (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۱۳: میت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا مونہہ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف نہ دیکھ کر ناہموں گئے تھے لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یاد آئی اگر ہائیں کرناٹ پر رکھا یا جدھر سر ہانا ہونا چاہیے ادھر پاؤں کیے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی ذفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۷) (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۱۴: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔

(الجوہرۃ البیرونی، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۰)

مسئلہ ۱۵: قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی ذفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۷)

مسئلہ ۱۶: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینڈھ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے، عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی ذفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۸) (الجوہرۃ البیرونی، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۰)

مسئلہ ۱۷: تختہ لگانے کے بعد مٹی دی جائے مستحب یہ ہے کہ سر ہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ باقی مٹی ہاتھ یا کھری یا پھوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ (الجوہرۃ البیرونی، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱) (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۱۸: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے، اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۹: قبر جو کھوٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶) (رد المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی ذفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۸)

مسئلہ ۲۰: جہاز پر انتقال ہو اور کنارہ قریب نہ ہو، تو غسل و کفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈال دیں۔

(رد المختار الرجوع السابق، ص ۱۶۵ وغنیۃ المستملی، "فصل فی الجنائز، ص ۶۰۷)

مسئلہ ۲۱: علما و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی ذفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۹)

یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو، اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۷۰) (الجوهرة النيرة، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کا ازل و آخر پڑھیں سرہانے الحد سے مُقْلِحُونَ تک اور پائنتی اَمِّنَ الرَّسُولُ سے ختم سورت تک پڑھیں۔ (الجوهرة النيرة، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱، وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور میت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ (الرجح السابق)

مسئلہ ۲۵: ایک قبر میں ایک سے زیادہ بلا ضرورت دفن کرنا جائز نہیں اور ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں، مگر دو میتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں اور کون آگے ہو کون پیچھے یہ اوپر مذکور ہوا۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۲۶: جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں اور دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اگر دوسرے شہر کو اس کی لاش اٹھالے جائیں تو اکثر علمائے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پیشتر لے جانا چاہیں اور دفن کے بعد تو مطلقاً نقل کرنا ممنوع ہے، سوا بعض صورتوں کے جو مذکور ہوں گی۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۷)

اور یہ جو بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ زمین کو سپرد کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔

میت کے لئے قرآن پڑھنے کا بیان

حضرت عبدالرحمن بن علاء بن الجلاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو الجلاح ابو خالد نے کہا اے بیٹے جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے لئے حد قبر بنانا پس جب تو مجھے قبر میں رکھ دے تو بسم اللہ و علی ملت رسول اللہ پڑھ کر رکھنا پھر مجھ پر مٹی برابر کرنا پھر

بَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْمَيِّتِ

1108- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْجَلَّاحِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لِي أَبِي الْجَلَّاحُ أَبُو خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا بُنَيَّ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأُحْدِثُ فَإِذَا وَضَعْتَنِي فِي الْحَدِي فَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سُبِّحْ

عَلَى التُّرَابِ سَنًّا ثُمَّ اقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِي بِفَاتِحَةِ  
الْبَقْرَةِ وَخَاتِمِهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي  
الْمُعْجَمِ الْكَبِيرِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ اس کو طبرانی معجم الکبیر میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد کتاب الجنائز باب ما يقول عند ادخال الميت القبر نقلاً عن الطبرانی فی الکبیر ج 3 ص 44)

## ایصال ثواب

یعنی قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفل نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے اسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دینا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائد کی کتابوں مثلاً ہدایہ و شرح عقائد نسفیہ میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری ماں کا انتقال ہو گیا ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوا دیا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے (یعنی اس کا ثواب اس کی روح کو ملے)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الفصل الثانی، رقم ۱۹۱۲، ج ۱، ص ۵۲)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی میرا گمان ہے کہ وہ انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو صدقہ ضرور دیتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ۔۔ الخ، رقم ۱۰۰۳، ص ۵۰۲)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا کہ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ دیا جائے تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ۔۔ الخ، ج ۱، ص ۳۲۳)

## قبروں کی زیارت کا بیان

## بَابُ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے

1109- عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ

تہمیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا پس (اب) تم  
 مُسَلِّمٌ۔ (مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذہاب الی زیارة  
 زیارت کیا کرو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
 روایت کیا۔  
 القبور ج 1 ص 314)

مفتی شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

شروع اسلام میں زیارت قبور مسلمان مردوں عورتوں کو منع تھی کیونکہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے، اندیشہ تھا کہ  
 بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اب قبر پرستی شروع کر دیں، جب ان میں اسلام راسخ ہو گیا تو یہ ممانعت منسوخ  
 ہو گئی، جیسے جب شراب حرام ہوئی تو شراب کے برتن استعمال کرنا بھی ممنوع ہو گیا تاکہ لوگ برتن دیکھ کر پھر شراب یاد نہ  
 کر لیں، جب لوگ ترک شراب کے عادی ہو گئے تو برتنوں کے استعمال کی ممانعت منسوخ ہو گئی۔

یہ امر استحبابی ہے۔ حق یہ ہے کہ اس حکم میں عورتوں بھی شامل ہیں کہ انہیں بھی زیارت قبر کی اجازت دی گئی۔  
 (لغات، اشعہ و مرقات) لیکن اب عورتوں کو زیارت قبور سے روکا جائے یعنی گھر سے زیارت قبور کے لیے نہ نکلیں سوائے روضہ  
 اطہر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کو نہ جائیں، ہاں اگر کہیں جا رہی ہوں اور راستہ میں قبر واقع ہو تو  
 زیارت کر لیں جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عبدالرحمان کی قبر کی زیارت کی اور اگر کسی گھر میں ہی اتفاقاً قبر واقع  
 ہو تو زیارت کر سکتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف تھی جہاں آپ مجاورہ  
 منظمہ تھیں۔ خیال رہے کہ زُوْرُوْا مطلق امر ہے لہذا مسلمانوں کو زیارت قبر کے لیے سفر بھی جائز ہے۔ جب ہسپتالوں اور  
 حکیموں کے پاس سفر کر کے جاسکتے ہیں تو مزارات اولیاء پر بھی سفر کر کے جاسکتے ہیں کہ ان کی قبور روحانی ہسپتال ہیں، نیز اگر  
 کہیں قبر پر لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہوں تو اس سے زیارت قبور نہ چھوڑے، ہو سکے تو ان حرکتوں کو بند کرے کیونکہ زُوْرُوْا  
 مطلق ہے، دیکھو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بتوں کی وجہ سے کعبہ نہ چھوڑا بلکہ جب موقع ملا تو بت نکال  
 دیئے۔ آج بھی نکاح میں لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے نہ نکاح بند کیئے جاتے ہیں نہ وہاں کی  
 شرکت۔ نکاح بھی سنت مطلقہ ہے اور زیارت قبور بھی سنت مطلقہ۔ نکاح و زیارت قبور دونوں کے لیے سفر بھی درست ہے اور  
 ناجائز امور کی وجہ سے ان میں شرکت ممنوع نہیں۔ یہ دونوں مسائل شامی نے جلد اول باب زیارت قبور میں بہت تفصیل  
 سے بیان فرمائے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۶۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں  
 عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جب  
 میں قبرستان جاؤں) تو کیا کہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 1110- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ  
 قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُولِي  
 السَّلَامَ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ  
 وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا

وسلم نے فرمایا (جا کر کہنا) اے مؤمنوں اور مسلمانوں کے گھر والو ہم میں سے جو پہلے جا چکے ہیں اور جو بعد میں جانے والے ہیں سب پر اللہ رحم فرمائے اور بے شک انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجنان فرماتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت ہے۔ وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ خدا زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کرے وہ منسوخ ہے، دیکھو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو زیارت قبور سے منع فرمایا، بلکہ انہیں اس کا طریقہ اور وہاں پڑھنے کی دعائیں سکھائیں۔ بعض نے فرمایا کہ عام عورتوں کو زیارت قبور سے روکو جو وہاں رونا پینا کریں، خاص عورتیں جنہیں اس کے احکام معلوم ہوں زیارت قبور کریں۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ اس کی تحقیق ابھی کچھ پہلے ہو چکی۔ (مرآة المناجیح ج ۲ ص ۹۸۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان کی طرف نکلیں تو ان میں سے کہنے والا یہ کہے اے مؤمنوں اور مسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو اور بے شک ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے۔

1111- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ أَنْ يَقُولَ قَائِلُهُمُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاجِقُونَ نَسْأَلُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَابْنُ مَاجَةَ

(مسند احمد ج 5 ص 353، مسلم كتاب الجنائز فصل في زيارة القبور ج 1 ص 314، ابن ماجه ابواب ماجه،

في اقامة الصلوة باب ماجه، فيما يقال اذا دخل المقابر من 112)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

روضہ اطہر کی زیارت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے

بَابُ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ

صلى الله تعالى عليه وسلم

1112- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ

ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔ اس کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں دارقطنی بیہقی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَوِيحِهِ وَالذَّارُ قُطَيْبِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(صحيح ابن خزيمة شعب الايمان للبيهقي باب في المناسك ج 3 ص 490 دارقطنی كتاب الحج ج 2 ص 278 كشف

الاستار كتاب الحج باب زيارة قبر سيدنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ج 2 ص 57 رقم الحديث: 1198)

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن شفاعت کبریٰ اور مقام محمود کا شرف عطا فرمایا ہے۔ جب تک ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ تمام انبیاء و مرسلین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دربار میں اپنی اپنی شفاعت پیش کریں گے۔ اللہ عزوجل کے دربار میں درحقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی شفیع اول و شافع اعظم ہیں۔

(روح البیان، پ ۱۵، الاسراء: ۷۹، ج ۵، ص ۱۹۲ / روح المعانی، پ ۱۵، الاسراء: ۸۹، ج ۸، ص ۲۰۲-۲۰۳)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے بعد تمام انبیاء و اولیاء و صلحاء و شہداء وغیرہ سب شفاعت کریں گے۔

(المستند المعتمد مع المستند المعتمد، بحیث الباب، ص ۱۲۹)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی درانحالیکہ کہ آپ ان سے فرما رہے تھے اے بلال! یہ کیسی بے وفائی ہے کیا تیرا دل نہیں کرتا کہ تو میری زیارت کرے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمزہ گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف چل پڑے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر رونا شروع کر دیا اور اپنا چہرہ اس پر ملنے لگے اتنے میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ

1113- وَعَنْ أَبِي الدُّدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
إِنْ بِلَالًا رَأَى فِي مَنَامِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ لَهُ مَا هَذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ أَمَا إِنَّ لَكَ أَنْ تَزُورَنِي يَا بِلَالُ فَأَنْتَبَهُ خَزِينًا وَجِلًّا خَائِفًا فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَقَصَدَ الْمَدِينَةَ فَأَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَبْكِي عِنْدَهُ وَيَمْتَرِعُ وَجْهَهُ عَلَيْهِ فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَجَعَلَ يَضُمُهُمَا وَيُقَبِّلُهُمَا فَقَالَ لَهُ نَسْتَهِي نَسْمَعُ أَذَانَكَ الَّذِي كُنْتَ تُؤَدِّنُ بِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگانا اور چومنا شروع کر دیا تو ان دونوں نے کہا ہم آپ سے وہی اذان سننا چاہتے ہیں جو آپ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہتے تھے تو آپ مسجد کی چھت پر چڑھ کر اسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں (اذان کہنے کے لئے) آپ کھڑے ہوتے تھے پس جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذنیہ اکبریٰ اللہ اکبریٰ کہا تو مدینہ طیبہ میں کہرام مچ گیا جب انہوں نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو رونے کی آوازیں اور زیادہ ہو گئیں پھر جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو نوجوان لڑکیاں پردوں سے باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لے آئے ہیں پس مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نے اس دن سے زیادہ کسی رونے والے اور رونے والیوں کو نہ دیکھا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور تقی سبکی نے کہا کہ اس کی سند جید ہے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَفَعَلَ فِعْلًا سَطَحَ الْمَسْجِدِ فَوْقَ مَوْقِفِهِ الَّذِي كَانَ يَقِفُ فِيهِ فَلَمَّا اَنَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اِرْتَجَّتِ الْمَدِيْنَةُ فَلَمَّا اَنَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَزْدَادَ رَجَّتْهَا فَلَمَّا اَنَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ خَرَجَتِ الْعَوَاتِقُ مِنْ خُدُوْرِهِنَّ وَقَالُوْا اَبِيعَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاى يَوْمًا اَكْبَرَ بَاكِيًا وَلَا بَاكِيَةً بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَقَالَ التَّقِيُّ السُّبْكِيُّ اِسْنَادُهُ جَيِّدٌ۔

### شوق زیارت

جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی تلاوت اور اسلام کی تفسیر کر رہے تھے حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر سن رہے تھے اس دوران جب بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا تو ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دیدار چمک اٹھتا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کے لئے وہ بے چین ہو جاتے۔ ایک بار ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا کس قدر اشتیاق ہے کب سال جائے گا اور موسم حج آئے گا اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں گے حضرت مصعب رضی اللہ



تعالیٰ عنہ مسکرائے اور فرمایا: ابو عبد الرحمن! صبر کرو، دن جلد ہی گزر جائیں گے۔

ابن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دید کے بغیر مجھے سنون میسر نہیں کب یہ دن گزریں گے، پھر وہ کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کسی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے میری ملاقات نہ ہو سکے اس لیے کیا آپ ہمارے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا ہی بیان کر سکتے ہیں، آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ سبھی حاضرین نے بیک زبان کہا ابن مسلمہ تم نے ہمارے دل کی بات کہدی۔ ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا بیان کیجئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قعدہ سے (دو زانو ہو کر) بیٹھ گئے، اپنا سر جھکایا، نظریں نیچی کیں جیسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا اپنے ذہن میں لا رہے ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رنگ میں سفیدی و سرخی کا حسین امتزاج ہے، چشمان مبارک بڑی ہی خوبصورت ہیں، بھویں ملی ہوئی ہیں، بال سیدھے ہیں گھنگریالے نہیں ہیں، داڑھی گھنی ہے، دونوں مونڈھوں کے بیچ فاصلہ ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گردن مبارک جیسے چاندی کی چھاگل، ہتھیلی اور قدم موٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب چلتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اونچائی سے نیچے آ رہے ہوں اور جب کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی چٹان سے نکل پڑے ہوں، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی کی طرف رخ فرماتے تو مکمل طور پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرہ مبارک پر پسینہ موتی کے مانند ہوتا ہے، نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پست قد ہیں نہ دراز قامت، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یکا یک دیکھتا ہے مرعوب ہو جاتا ہے اور جو آشنا ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں رہتا ہے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے لگتا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا طرز تکلم سب سے سچا، ایفاء عہد میں سب سے یکے، سب سے نرم طبع، اور رہن سہن میں سب سے اچھے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسا کسی کو نہ پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

جس وقت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیان کر رہے تھے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس جماعت پر سکوت چھایا ہوا تھا، وہ سبھی حضرات پوری توجہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس سراپائے اقدس کو

سماعت کر رہے تھے ابھی حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا بیان مکمل بھی نہ کر سکا تھے کہ اہل مکہ میں ایسا بانہ بچا  
 ٹھے۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ!

